



بینک دولت پاکستان

سالانہ رپورٹ

2023-2024ء

پاکستانی معیشت کی کیفیت





# پاکستانی معیشت کی کیفیت

2023-2024ء

17 اکتوبر 2024ء





بینک دولت پاکستان

# پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی

سالانہ رپورٹ

برائے سال 2023-2024ء

© بینک دولت پاکستان 2024ء

شعبہ معاشی پالیسی جائزہ

دو جلدوں میں اشاعت

پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں سالانہ رپورٹ

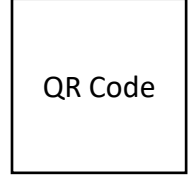
پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں شماریاتی ضمیمہ

مطبع: پاکستان سیکورٹی پرنٹنگ پریس کارپوریشن (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔ شعبہ مطبوعات، کراچی

تعداد طبعات: 500

صفحات کی تعداد: 00

ویب لنک



تاریخ طبعات: 11 اکتوبر 2023ء

آئی ایس ایس این:

آئی ایس ایس این:

آئی ایس بی این:

تعلیمی اور غیر تجارتی مقاصد سے اس کی نقل کی جاسکتی ہے بشرطیکہ ماخذ درج کیا جائے۔

## بورڈ آف ڈائریکٹرز

جناب جمیل احمد (چیئر پرسن)  
گورنر، بینک دولت پاکستان



ڈاکٹر علی چیمہ  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب امداد اللہ بوسال  
سیکرٹری، وزارت خزانہ،  
حکومت پاکستان



جناب نجف یاور خان  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



ڈاکٹر سید اکبر زیدی  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب زاہد ابراہیم  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب فواد انور  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب محمد علی لطیف  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب محفوظ علی خان  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



## بورڈ آف ڈائریکٹرز

جناب جمیل احمد (چیئر پرسن)  
گورنر، بینک دولت پاکستان



ڈاکٹر علی چیمہ  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب امداد اللہ بوسال  
سیکرٹری، وزارت خزانہ،  
حکومت پاکستان



جناب نجف یاور خان  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



ڈاکٹر سید اکبر زیدی  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب زاہد ابراہیم  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب فواد انور  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب محمد علی لطیف  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب محفوظ علی خان  
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



## نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان  
کراچی۔

17 اکتوبر 2024ء

محترم چیئرمین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2) 39 کے تحت، بینک دولت پاکستان کے بورڈ کی جانب سے مالی سال 2023-2024ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیش خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

(جمیل احمد)

گورنر

چیئرمین پرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

سید یوسف رضا گیلانی

چیئرمین

سینیٹ

اسلام آباد



## نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

17 اکتوبر 2024ء

محترم اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2) 39 کے تحت، بینک دولت پاکستان کے بورڈ کی جانب سے مالی سال 2023-2024ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیش خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

(جمیل احمد)

گورنر

چیئر پرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

سر دار ایاز صادق

اسپیکر

قومی اسمبلی

اسلام آباد



## نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان  
کراچی۔  
17 اکتوبر 2024ء

عزت مآب وزیر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2) 39 کے تحت، بینک دولت پاکستان کے بورڈ کی جانب سے مالی سال 2023-2024ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ پیش خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

(جمیل احمد)

گورنر

چیئر پرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

محمد اورنگزیب

وزیر خزانہ و محصولات

اسلام آباد

## اظہارِ تشکر

تجزیہ کار:

ابواب:

1. اقتصادی جائزہ سیدینہ خرم جعفری
2. اقتصادی نمو محمد مظہر خان، محمد اصغر خان، رمیضاء بتول
3. زرعی پالیسی اور مہنگائی سیدینہ خرم جعفری، فاطمہ خالق، سید قمر حسین، حرا غفار، سید حمزہ علی، مہرین طارق غنی
4. مالیاتی پالیسی سجاول خان، ثروت عامر، محمد فرحان اکبر
5. ملکی اور بیرونی قرضہ سجاول خان، ثروت عامر، شاہ حسین
6. ادائیگیوں کا توازن محمد اکمل، روی کمار، محمد اجلال خان، افصح خالد
7. پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات صہیب جمالی، جنید کمال، اناختک، علی احمد شاہ

منتظم مطبوعہ

سیدینہ خرم جعفری

ڈائریکٹر

فدا حسین

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انٹظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	سلیم اللہ (چیئر مین)، سید عرفان علی، محمد علی ملک، امین اودھی، اختر جاوید، محمد ندیم حنیف، عامر حسن، وقاص احمد، اور فدا حسین
بورڈ کی تحقیق اور مطبوعات جائزہ کمیٹی	ایس اکبر زیدی (چیئر مین)، علی چیمہ، اور زاہد ابراہیم

آراء اور تبصروں اور اعداد و شمار سے متعلق تعاون پر شعبہ ہائے مالی استحکام، زرعی پالیسی، تحقیق، شماریات اور شماریاتی خدمات، ملکی بازار و زرعی انتظام، ایس ایم ای ہاؤسنگ اور پائیدار مالیات، نظام ادائیگی پالیسی و نگرانی، اور نقل و حمل کی فراہمی پر کارپوریٹ خدمات اور اسٹریٹجک پلاننگ، اور شعبہ بیرونی ابلاغ، نیز اسٹیٹ بینک کی لائبریری کا بھی شکریہ۔

# ترجمہ طیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف

فیضان رحیم

محمد خالد حسین

## البواب

1	اقتصادی جائزہ	1	1
3	عمومی جائزہ	1.1	
10	اقتصادی منظر نامہ	1.2	
13	اقتصادی نمو	2	2
15	جی ڈی پی کی نمو	2.1	
18	زراعت	2.2	
28	صنعت	2.3	
36	خدمات	2.4	
38	افراد کی قوت کی مارکیٹ	2.5	
41	زری پالیسی اور مہنگائی	3	3
43	پالیسی کا جائزہ	3.1	
48	عالمی مہنگائی اور زری پالیسی رد عمل	3.2	
49	پاکستان کے زری مجموعے	3.3	
56	نچی شعبے کے قرضے	3.4	
61	مہنگائی	3.5	
69	مالیاتی پالیسی	4	4
71	مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ	4.1	
74	محاصل	4.2	
83	اخراجات	4.3	
89	ملکی اور بیرونی قرضہ	5	5
91	سرکاری قرض	5.1	
93	ملکی قرضہ	5.2	
98	سرکاری بیرونی قرض اور واجبات	5.3	
103	ادائیگیوں کا توازن	6	6
105	عالمی اقتصادی جائزہ	6.1	

107	پاکستان کا ادائیگیوں کا توازن	6.2
113	جاری کھاتہ	6.3
120	مالی کھاتہ	6.4
125	شرح مبادلہ اور زر مبادلہ کے ذخائر	6.5
126	بیرونی تجارت	6.6
139	پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات	7
141	تعارف	7.1
144	پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے معاشی اثرات	7.2
149	ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحاتی کوششوں کا جائزہ	7.3
161	ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کامیاب اصلاحات کے لیے حکمت عملی: عالمی تجربے سے اسباق	7.4
169	خسارے میں چلنے والے ریاستی ملکیت کے بڑے کاروباری اداروں پر تحقیقی مطالعہ	7.5
179	اختتامیہ	7.6
189	ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح	
191	فرہنگ	
	پاکسز	
19	ماحولیاتی تبدیلی اور پاکستان میں گلڈیزروں کے پھیلنے کے واقعات میں اضافہ	2.1 باکس
28	پاکستان میں مینوفیکچرنگ سرگرمیوں میں رکاوٹیں: عالمی بینک کے انٹریپرائز سرویز کے حقائق	2.2 باکس
66	گیس کی قیمتوں میں اضافے کے عوامل	3.1 باکس
74	پاکستان میں ٹیکس اصلاحات	4.1 باکس
80	سرمائے کی کارگزاری (C-efficiency) کا تناسب (سی ای آر) اور پاکستان میں مالی سال 24ء میں جی ایس ٹی کی موثر شرح	4.2 باکس
110	پاکستان کی برآمدات کو درپیش ساختی چیلنجز کا حل	6.1 باکس
116	پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات خدمات کی تجارت کے خسارے کو کم کرنے کے تناظر میں	6.2 باکس
129	پاکستان کی چاول کی برآمدات میں حالیہ اضافے کو برقرار رکھنا	6.3 باکس

## اشکال کی فہرست

4	ترقی یافتہ معیشتوں میں مہنگائی کے رجحانات *	شکل نمبر 1.1 الف
4	ابھرتی ہوئی معیشتوں میں مہنگائی کے رجحانات **	شکل نمبر 1.1 ب
5	ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مرکزی بینکوں میں شرح سود کی کٹوتیاں	شکل نمبر 1.2
5	حقیقی جی ڈی پی نمو میں اہم فصلوں کا حصہ	شکل نمبر 1.3
6	پاکستان کا توازن ادائیگی	شکل نمبر 1.4 الف
6	م س 24ء میں شرح مبادلہ اور کرب پر یہیم	شکل 1.4 ب
7	ص اق مہنگائی کی ہیئت ترکیبی - شہری	شکل 1.5 الف
7	ص اق مہنگائی کی ہیئت ترکیبی - دیہی	شکل 1.5 ب
8	ص اق مہنگائی کی طویل مدتی ہیئت ترکیبی (شہری)	شکل 1.6
15	جی ڈی پی کی نمو میں حصہ - رسد	شکل 2.1
16	بچت اور سرمایہ کاری کا فرق	شکل 2.2
17	صنعت میں جی ڈی پی کا حصہ	شکل 2.3
17	جی ڈی پی کی نمو میں اہم فصلوں کا حصہ	شکل 2.4
18	آبپاشی کے لیے پانی	شکل 2.5
19	پاکستان میں قدرتی آفات کی تعداد (1980ء تا 2023ء)	شکل 2.1.1
20	مرکزی قراقرم نیشنل پارک میں گلڈیشٹر کے ذخائر	شکل 2.1.2
22	یوریا کا استعمال اور قیمت	شکل 2.6 الف
22	ڈی اے پی کا استعمال اور قیمت	شکل 2.6 ب
22	ڈی اے پی اور یوریا کی عالمی قیمتیں	شکل 2.7
24	گندم کی فصل	شکل 2.8
24	کپاس کی فصل	شکل 2.9
25	چاول کی فصل	شکل 2.10
25	گنے کی فصل	شکل 2.11
26	مہی کی فصل	شکل 2.12
28	صنعت کی نمو میں شعبہ جاتی حصہ	شکل 2.13
30	بجلی کی پیداوار	شکل 2.14
32	ایل ایس ایم کے مقداری اشاریے میں نمو	شکل 2.15

32	پیداوار میں اضافہ اور کمی دکھانے والے ایل ایس ایم کے شعبوں کی تعداد	شکل 2.16
33	ایل ایس ایم کی نمو اور پرجیزنگ نیچر اشاریہ	شکل 2.17
33	غذائی پیداوار کی مجموعی نمو میں حصہ	شکل 2.18
34	ٹیکسٹائل کی مجموعی نمو میں حصہ	شکل 2.19
34	پیپرولیم مصنوعات کی پیداوار میں نمو	شکل 2.20
35	گاڑیوں کی پیداوار میں نمو	شکل 2.21
35	سینٹ کی ترسیلات	شکل 2.22
37	سینٹ اور فولاد کی پیداوار میں نمو	شکل 2.23
37	ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیپرولیم مصنوعات کی فروخت میں نمو	شکل 2.24
37	انٹرنیٹ اور موبائل بینکاری ٹرانزیکشنز کا حجم	شکل 2.25
38	پنجاب: اہم شعبوں کے روزگار میں نمو	شکل 2.26
39	کاروباری اعتماد کا سروے	شکل 2.27
39	اعتماد صارف سرویز: بیروزگاری کا اشاریہ: (اگلے چھ ماہ)	شکل 2.28
40	خدمات کے شعبے کی اجرتوں میں نمو	شکل 2.29
43	شہری مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں حصے دار	شکل 3.1 الف
43	دیہی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں حصے دار	شکل 3.1 ب
44	شہری صارف اشاریہ قیمت کی تقسیم کا تعدد	شکل 3.2 الف
44	دیہی صارف اشاریہ قیمت کی تقسیم کا تعدد	شکل 3.2 ب
44	ترقی یافتہ معیشتوں میں مہنگائی کے رجحانات	شکل 3.3
44	ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں مہنگائی کے رجحانات	شکل 3.4
45	عالمی جہاز رازی کی لاگت	شکل 3.5
45	مہنگائی بلحاظ ایشیا اور خدمات	شکل 3.6
45	ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں زری پالیسی کے فیصلے	شکل 3.7
47	خالص غیر ملکی اثاثوں کا سہ ماہی بہاؤ	شکل 3.8
47	اوسط ڈپازٹ شرح اور ڈپازٹ کا بہاؤ	شکل 3.9
47	اجناسی مالکاری کا بہاؤ	شکل 3.10
49	مالی سال 24ء کے دوران ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ	شکل 3.11
49	پیشکش تاہدف کا تناسب - معینہ اور رواں شرح پی آئی بی	شکل 3.12

50	اختتام سہ ماہی پر خط یافت	شکل 3.13
50	بینکاری نظام سے حکومت کی قرض گیری	شکل 3.14
50	شبینہ ریپوما کیٹ	شکل 3.15
51	شبینہ شرجوں کا پالیسی شرح سے انحراف	شکل 3.16
51	سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرض	شکل 3.17
52	نجی شعبے کو قرض	شکل 3.18
52	قرضوں کا سہ ماہی بہاؤ	شکل 3.19
55	نجی شعبے کے کاروباری اداروں کی سرمایہ جاتی قرضوں کی طلب	شکل 3.20
55	استعداد کا استعمال اور معینہ سرمایہ کاری قرضے - اشیا سازی	شکل 3.21
55	پاکستان میں موبائل فونز کی تیاری / اسمبلنگ	شکل 3.22
56	مکاناتی ماکاری اور تعمیراتی لاگت	شکل 3.23
57	کریڈٹ کارڈ کے ذریعے لین دین	شکل 3.24
57	بلند تعدد اظہاریوں میں رجحانات (12 ایم ایم اے)	شکل 3.25
57	صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے اجزائے ترکیبی	شکل 3.26
57	گندم کی قیمتوں میں رجحانات	شکل 3.27
59	گندم کی درآمدات	شکل 3.28
59	تازہ دودھ اور فیڈ کے خام مال میں قیمتوں کے رجحانات	شکل 3.29
61	تیل کی عالمی اور مقامی قیمتوں کے رجحانات	شکل 3.30
61	توانائی گرانی کے اجزائے ترکیبی	شکل 3.31
61	فیول چارجز ایڈجسٹمنٹ - مالی سال 24ء	شکل 3.32
62	موٹر ایلینڈ کی قیمتوں کے اجزائے ترکیبی	شکل 3.33
62	قوزی گرانی میں رجحانات	شکل 3.34
62	مہنگائی کی توقعات	شکل 3.35
63	پیداواری لاگت، اجرتیں اور قوزی گرانی	شکل 3.36
63	اشیا اور خدمات کی مہنگائی کے رجحانات	شکل 3.37
66	پاکستان میں گیس کے شعبے کے گردشی قرضے	شکل 3.1.1
66	پاکستان میں گیس کے نرخوں میں ردوبدل	شکل 3.1.2 الف
66	گیس کے نرخ بلحاظ شعبہ	شکل 3.1.2 ب

68	نرخ میں ردوبدل میں تاخیر کے سبب ایس این جی پی ایل کی واجب الوصول رقم	شکل 3.1.3
68	تقسیم کار کمپنیوں کے یو ایف جی نقصانات	شکل 3.1.4
68	گیس وسائل کی دستیابی	شکل 3.1.5
68	پاکستان میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری	شکل 3.1.6
71	مالیاتی توازن	شکل 4.1 الف
71	بنیادی توازن	شکل 4.1 ب
71	محاصل کا توازن	شکل 4.1 ج
71	صوبائی مالیاتی توازن	شکل 4.2
75	پاکستان کے مجموعی ٹیکس محاصل کی تفصیلات بطور فیصد جی ڈی پی	شکل 4.1.1
76	پاکستان کی معیاری کارپوریٹ ٹیکس شرح	شکل 4.1.2
77	جی ڈی پی میں ایف بی آر کے ٹیکس تناسب میں تبدیلی کی تفصیلات	شکل 4.3
77	مجموعی وفاقی ٹیکسوں میں براہ راست ٹیکسوں کا حصہ	شکل 4.4
79	براہ راست ٹیکسوں کے اہم اجزاء کا حصہ	شکل 4.5
79	براہ راست ٹیکسوں میں بینکوں کے انکم ٹیکس کا حصہ	شکل 4.6
79	غیر مسابقتی بولیاں اور شرح سود	شکل 4.7
81	پاکستان کے جی ایس ٹی کاسی ایف پی شینسی ریشو	شکل 4.2.1 الف
81	پاکستان میں معیاری اور مؤثر جی ایس ٹی شرحیں	شکل 4.2.1 ب
81	سی ایف پی شینسی ریشو اور معیاری جی ایس ٹی شرحوں کا مین الملکی موازنہ	شکل 4.2.2
82	مجموعی نان ٹیکس محاصل کی تفصیلات	شکل 4.8
86	پی ایس ڈی پی کے حقیقی اخراجات، بجٹ تخمینوں کا بطور فیصد	شکل 4.9
86	صوبوں کے اخراجات جاریہ کی تفصیلات	شکل 4.10 الف
86	اخراجات جاریہ بلحاظ صوبہ	شکل 4.10 ب
87	صحت اور تعلیم پر صوبوں کے مجموعی اخراجات اور سودی اخراجات کا باہمی تناسب	شکل 4.11
88	ملکی سودی ادائیگیوں میں نمو میں حصہ داری کا تخمینہ	شکل 4.12 الف
88	بیرونی مارک اپ ادائیگیاں اور شرح مبادلہ	شکل 4.12 ب
91	سرکاری قرض	شکل 5.1
91	سرکاری قرض کی ہیئت ترکیبی میں تبدیلی	شکل 5.2
93	سرکاری قرض میں تناسب	شکل 5.3

93	حکومت کی قرض واپسی کی صلاحیت	شکل 5.4
94	ملکی قرض کا بہاؤ، بلحاظ ادارہ جات	شکل 5.5
94	حکومتی تمسکات کا واجب الادا اسٹاک	شکل 5.6
94	قرض کے آلات پر یافتیں	شکل 5.7
95	واجب الادا پی آئی بیز میں حصے بلحاظ میعاد	شکل 5.8
95	پی آئی بیز میں حصہ - معین اور رواں	شکل 5.9
95	صلوک میں ایف آر آر اور وی آر آر کے حصے	شکل 5.10
95	نیلامی کا خلاصہ ٹی بلز	شکل 5.11
96	واجب الادا ٹی بلز میں حصے بلحاظ میعاد	شکل 5.12
97	قومی بچت اسکیمیں - سالانہ بہاؤ	شکل 5.13
98	ملکی قرض پر سودی ادائیگیاں	شکل 5.14
98	بیرونی قرض کا اسٹاک	شکل 5.15
99	مجموعی بیرونی وصولیاں	شکل 5.16
100	بیرونی قرض کی واپسی - اصل زر اور سود	شکل 5.17
101	ٹی ای ڈی ایل بطور فیصد جی ڈی پی	شکل 5.18
101	ای ڈی ایس بطور فیصد برآمدی آمدنی	شکل 5.19
101	ای ڈی ایس بطور فیصد زر مبادلہ آمدنی	شکل 5.20
101	ایس ٹی پی ای ڈی بطور فیصد پی ای ڈی ایل	شکل 5.21
101	ایس ٹی پی ای ڈی بطور فیصد اسٹیٹ بینک ذخائر	شکل 5.22
105	اہم معیشتوں میں حقیقی جی ڈی پی نمو*	شکل 6.1
105	عالمی تجارتی حجم اور پی ایم آئی	شکل 6.2
106	عالمی رسدی زنجیر کے دباؤ	شکل 6.3
106	اجناس کی عالمی قیمتیں	شکل 6.4
107	سرمائے کا بہاؤ اور کرنسی کا اشاریہ	شکل 6.5
107	مارکیٹ سے اخذ کردہ فیڈ فنڈ ریٹ	شکل 6.6
107	سودی ادائیگیاں بطور محاصل کا فیصد	شکل 6.7
108	پاکستان کا ادائیگیوں کا توازن	شکل 6.8
108	پاکستان کی برآمدات اور درآمدات بطور جی ڈی پی کا فیصد	شکل 6.9

110	عالمی برآمدات میں ممالک کا برآمدی حصہ	شکل 6.1.1
113	جاری کھاتے کا توازن	شکل 6.10
114	برآمدی مصنوعات کی تعداد میں تبدیلی ☆	شکل 6.11
114	خدمات کے کھاتے کا توازن	شکل 6.12
114	اوسط حقیقی واپسی کا کرایہ ☆	شکل 6.13
116	آئی سی ٹی برآمدات	شکل 6.2.1
116	آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات کا تجزیہ	شکل 6.2.2
118	بنیادی آمدنی کے کھاتے کے تحت ادائیگیاں	شکل 6.14
118	بلحاظ شعبہ منافع کی واپسی	شکل 6.15
119	کارکنوں کی ترسیلات زر - مجموعی بہاؤ	شکل 6.16 الف
119	اہم مقامات سے ترسیلات میں نمو	شکل 6.16 ب
120	بیرون ملک جانے والے رجسٹرڈ کارکنوں کی تعداد	شکل 6.17
120	مالی کھاتے کا تجزیہ	شکل 6.18
121	مالی سال 24ء میں بلحاظ شعبہ اہم خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی آمد	شکل 6.19
122	مالی سال 24ء میں بلحاظ شعبہ خالص ایف پی آئی	شکل 6.20
122	ایف پی آئی اور اسٹاک مارکیٹ کی کارکردگی	شکل 6.21
122	آر ڈی اے سے رقوم کا بہاؤ	شکل 6.22
123	مالی سال 24ء میں بیرونی قرضوں کی ادائیگی	شکل 6.23
123	مالی سال 24ء میں مجموعی بیرونی قرضے	شکل 6.24
125	اختتام مدت پر پاکستان کے زر مبادلہ ذخائر	شکل 6.25
125	مالی سال 24ء میں شرح مبادلہ اور کرب پریمیم	شکل 6.26
126	بین الملکی کرنسی میں تبدیلیاں	شکل 6.27
126	حقیقی اور نامیہ موثر شرح مبادلہ	شکل 6.28
126	بیرونی توازن تجارت	شکل 6.29
127	قیمت اور حجم کے اثرات	شکل 6.30
127	برآمدات - مجموعی نمو میں حصہ	شکل 6.31
128	چاول کی عالمی قیمتوں میں نمو	شکل 6.32 الف
128	چاول کی اکائی مالیت	شکل 6.32 ب

129	غذائی برآمدات میں چاول کا حصہ	شکل 6.3.1
129	پاکستانی چاول کی درآمدات - مالی سال 24ء میں سال بسال تبدیلی	شکل 6.3.2
129	پاکستانی چاول کی برآمدی صلاحیت	شکل 6.3.3
129	غیر باسستی چاول کی قیمت کا موازنہ	شکل 6.3.4
130	چاول کی پراسیسنگ اور اضافہ قدر	شکل 6.3.5
132	ابھرتی ہوئی منڈیوں کی برآمدی قیمتوں میں رجحان	شکل 6.33
133	یورپی یونین کی ملبوسات کی درآمد - اکائی مالیت میں تبدیلی	شکل 6.34 الف
133	امریکا کی ملبوسات کی درآمد - اکائی مالیت میں تبدیلی	شکل 6.34 ب
133	مالی سال 24 میں اہم اجناس کی قیمتیں	شکل 6.35
134	درآمدات - مجموعی نمونہ میں حصہ	شکل 6.36
135	توانائی کی درآمدات اور ملکی پیٹرولیم مصنوعات	شکل 6.37
135	بلحاظ ماخذ بجلی کی پیداوار	شکل 6.38
135	ٹرانسپورٹ کی اشیاء کی درآمدات	شکل 6.39
136	مشینری کی درآمدات	شکل 6.40 الف
136	ٹیلی مواصلات کی درآمدات	شکل 6.40 ب
144	سرکاری ملکیت کے نان کمرشل کاروباری اداروں کا نفع	شکل 7.1
145	ملازمتوں میں ایس او ایز کا حصہ *	شکل 7.2
146	مجموعی ایس او ایز آمدن تاجی ڈی پی	شکل 7.3 الف
146	صنعتی ایس او ایز آمدن تا صنعتی جی ڈی پی	شکل 7.3 ب
146	اشیاء ساز ایس او ایز کی آمدن تا اشیا سازی کی جی ڈی پی	شکل 7.3 ج
147	ایس او ایز کے قرضوں کے رجحانات	شکل 7.4
148	کمرشل ایس او ایز کے خالص مالیاتی اثرات *	شکل 7.5
149	تمام ایس او ایز کی سرکاری اعانت	شکل 7.6
149	حکومت پاکستان کی کمرشل ایس او ایز کو قوم کی فراہمی	شکل 7.7
150	حکومت پاکستان کو کمرشل ایس او ایز سے ملنے والی رقم	شکل 7.8
150	حکومت پاکستان کی انفراسٹرکچر، ٹرانسپورٹ اور آئی ٹی سی شعبے کو رقم کی فراہمی *	شکل 7.9
151	حکومت پاکستان کی بجلی کے شعبے کو رقم کی فراہمی *	شکل 7.10
152	کمرشل ایس او ایز کا مجموعی نفع / نقصان (م س 18ء تا م س 23ء)	شکل 7.11

153	کمرشل ایس او ایز کی درجہ بندی-م س 23ء	شکل 7.12
153	خسارے میں چلنے والی دس بڑی ایس او ایز-م س 23ء	شکل 7.13
154	ایس او ایز کی بڑی اصلاحات کی ترتیب اور درجہ بندی	شکل 7.14
156	پاکستان میں ایس او ایز کی کلیدی اصلاحات کی تاریخی	شکل 7.15
158	ایس او ایس ایکٹ اور پالیسی 2023ء	شکل 7.16
160	بجلی کے شعبے کا خالص نفع / نقصان	شکل 7.17
169	مجموعی محاصل کے فیصد کے طور پر این ایچ اے ٹول کے محاصل*	شکل 7.18

## جدول کی فہرست

3	منتخب معاشی اظہاریے	جدول 1.1
11	مالی سال 52ء کے معاشی اہداف اور پیش گوئیاں	جدول 1.2
15	جی ڈی پی کی نمو	جدول 2.1
16	مجموعی طلب کے اجزائے ترکیبی	جدول 2.2
17	زراعت کے شعبے میں نمو	جدول 2.3
18	بجوں کی دستیابی اور ضرورت	جدول 2.4
23	زرعی قرضوں کی تقسیم	جدول 2.5
26	دیگر فصلیں	جدول 2.6
27	مرغباتی مصنوعات	جدول 2.7
27	صنعتی پیداوار میں نمو	جدول 2.8
29	پاکستان کے لیے عالمی بینک کے انٹرپرائز سرویز	جدول 2.1.1
30	اہم معدنیات کی پیداوار	جدول 2.9
31	بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبوں کی مجموعی نمو	جدول 2.10
36	خدمات میں نمو	جدول 2.11
37	ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری میں نمو	جدول 2.12
38	مالیات اور بیمہ میں نمو	جدول 2.13
46	زرعی مجموعے	جدول 3.1
46	اجناسی مالکاری	جدول 3.2
48	نیلامی کا خلاصہ	جدول 3.3
53	نئی شعبے کے بڑے کاروباری اداروں کو قرضے	جدول 3.4
54	پیداواری لاگت کے اہم اجزاء	جدول 3.5
54	تھوک اشاریہ قیمت	جدول 3.6
56	صارفی مالکاری	جدول 3.7
58	اوسط صارف اشاریہ قیمت مہنگائی اور حصہ	جدول 3.8
60	مالی سال 24ء کے دوران گیس چارجز میں کئی گنا اضافہ ہوا	جدول 3.9
60	بجلی کے نرخوں میں سہ ماہی ردوبدل	جدول 3.10
72	مجموعی مالیاتی صورت حال	جدول 4.1
73	مجموعی محاصل کی تفصیلات	جدول 4.2

80	ٹیکس اخراجات بہ نسبت ایف بی آر کی حقیقی ٹیکس وصولی	جدول 4.3
82	سی آر آر اور معیاری جی ایس ٹی شرح بدلنے سے محاصل کی وصولی پر اثرات	جدول 4.2.1
84	مجموعی اخراجات کی تفصیلات	جدول 4.4
85	زر اعانت کی تفصیلات	جدول 4.5
87	مارک اپ ادائیگیاں بطور فیصد اہم مالیاتی متغیرات اور جی ڈی پی	جدول 4.6
92	پاکستان کے قرضہ و واجبات کا خلاصہ	جدول 5.1
97	حکومتی ملکی قرض	جدول 5.2
99	سرکاری بیرونی قرض	جدول 5.3
100	مجموعی بیرونی وصولیاں	جدول 5.4
109	پاکستان کا توازنِ ادائیگی	جدول 6.1
115	مالی سال 24ء میں خدمات میں تجارت	جدول 6.2
124	مالی سال 24ء کے اہم منصوبوں میں بیرونی قرضے کے بہاؤ کا تجزیہ	جدول 6.3
128	پاکستان کی بیرونی تجارت	جدول 6.4
130	قدر اضافی کی حامل چاول کی مصنوعات کی عالمی برآمدات	جدول 6.3.1
131	نان ٹیکسٹائل برآمدات۔ حجم اور قیمت کا اثر	جدول 6.5
134	درآمدی قیمت اور حجم کے اثرات	جدول 6.6
170	گذشتہ عشرے میں پاکستان ریلوے کے کلیدی مالی اظہاریے	جدول 7.1
178	پی آئی اے کا منتخب بین الاقوامی ایئرلائنز سے موازنہ	جدول 7.2



# 1

## اقتصادی جائزہ



## 1 اقتصادی جائزہ

### 1.1 عمومی جائزہ<sup>1</sup>

#### جدول 1.1: منتخب معاشی اظہارے

م 24ء	م 23ء	م 22ء	شرح نمو * فیصد
2.5	-0.2	6.2	حقیقی جی ڈی پی الف
6.4	2.2	4.2	زراعت
-1.1	-3.7	7.0	صنعت
1.1	-9.8	11.9	جس میں ایل ایس ایم
2.2	0.0	6.7	خدمات
23.4	29.2	12.1	قومی صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط) الف
12.6	29.4	21.3	قومی ص ابق (سال بسال، جون)
4.0	2.3	17.4	منجی شعبے کا قرضہ ب
16.1	14.2	13.6	رشد زرد (ایم ٹو) ب
11.6	-14.2	26.7	برآمدات ب
0.9	-26.3	31.8	درآمدات ب
29.9	16.7	28.9	نگین حاصل - ایف ٹی آر ج
2.7	-28.4	-23.1	شرح مبادلہ (اضافہ رکمی فیصد) ب
20.5	22.0	13.75	پالیسی ریٹ (آخر مدت) ب
ملین ڈالر			
9,390	4,445	9,815	اسٹیٹ بینک ذخائر (آخر مدت) ب
30,251	27,333	31,279	کارکنوں کی ترسیلات ب
-665	-3,275	-17,481	جاری کھاتے کا توازن ب
فیصد جی ڈی پی			
-6.8	-7.8	-7.9	مالیاتی توازن د
0.9	-1.0	-3.1	مالیاتی بنیادی توازن
67.4	74.9	73.9	کل سرکاری قرض
-0.2	-1.0	-4.7	جاری کھاتے کا توازن
13.2	14.1	15.6	سرمایہ کاری الف

\* مالی سال 22ء، مالی سال 23ء اور مالی سال 24ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو اور اس کے ذیلی اجزا سے متعلق اعداد و شمار 16-2015ء کی مستقل بنیادی قیمتوں پر ہیں اور بالترتیب حتمی، نظر ثانی شدہ اور عبوری تخمینوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

ماخذ: الف پاکستان دفتر شماریات؛ ب اسٹیٹ بینک؛ ج وزارت خزانہ

حال نے اسٹیٹ بینک کو سخت زری پالیسی موقف جاری رکھنے پر مجبور کیا۔ تاہم مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں عمومی اور قومی مہنگائی میں تقریباً مسلسل کمی کے رجحان نے بیرونی کھاتوں کی پوزیشن میں بہتری کی بنا پر اسٹیٹ بینک کو جون 2024ء میں پالیسی ریٹ کو 150 بیسیس پوائنٹس کم کر کے 20.5 فیصد پر لانے

مالی سال 24ء کے دوران استحکام کی پالیسیوں، آئی ایم ایف کے ساتھ کامیاب رابطے، صورت حال کی غیر یقینی کیفیت میں کمی اور اجناس کی عالمی قیمتیں گھٹنے کی بنا پر معاشی حالات میں بہتری آئی۔ حقیقی معاشی سرگرمی بحال ہوئی جس میں زراعت کا کردار سب سے زیادہ تھا جبکہ مہنگائی خاص طور پر سال کی دوسری ششماہی میں نمایاں طور پر کم ہوئی۔ جاری کھاتے کا خسارہ مزید گھٹ گیا اور رقوم کی آمد میں بہتری آئی، جس سے زرمبادلہ ذخائر بڑھانے اور شرح مبادلہ پر دباؤ کو کم کرنے میں مدد ملی۔ مالی یکجائی کا عمل جاری رہا اور 17 برسوں میں پہلی بار بنیادی توازن میں فاضل درج کیا گیا جس نے قرض تاجی ڈی پی تناسب میں خاطر خواہ کمی لانے میں کردار ادا کیا (جدول 1.1)۔

مالی سال 24ء کے آغاز میں معیشت متعدد اقتصادی چیلنجوں سے نبرد آزما تھی۔ اگرچہ مہنگائی کم ہو رہی تھی تاہم یہ اب بھی 30 فیصد کے آس پاس تھی۔ توانائی کے نرخوں میں نمایاں ردوبدل نے، جو مالی سال 23ء میں شروع ہوا تھا اور مالی سال 24ء تک جاری رہا، سال کے دوران ارزانی کی رفتار کو کسی حد تک سست کر دیا۔ دوسری جانب، مالی سال 23ء میں گندم کی پیداوار میں اضافے کے باوجود گندم کی مصنوعی قلت نے ملکی مارکیٹ میں قیمت کے دباؤ میں اضافہ کیا۔ اگرچہ جون 2023ء میں آئی ایم ایف کے ساتھ اسٹیٹ بینک آریجنٹ سے قریب مدتی مشکلات دور ہو گئی تھیں تاہم گرتی ہوئی لیکن بلند غیر یقینی اور سٹے بازی کی سرگرمی نے زرمبادلہ مارکیٹ میں مالی سال 24ء کے ابتدائی مہینوں کے دوران دباؤ برقرار رکھا۔

ملکی معاشی مشکلات کے پیش نظر اسٹیٹ بینک اور حکومت نے مالی سال 24ء کے دوران معاشی استحکام کے اقدامات جاری رکھے۔ مہنگائی کی مسلسل بلند سطح اور پہلی ششماہی کے دوران اس کی توقعات اور بحیرہ احمر کے علاقے میں روز افزوں کشیدگی کی بنا پر اجناس کی عالمی قیمتوں کے بارے میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورت

<sup>1</sup> اس رپورٹ میں پیش کردہ تجزیہ اور تخمینے مالی سال 24ء کے اعداد و شمار کے نتائج پر تیار کیے گئے تھے اور اس وقت تک کے اعداد و شمار اور حالات کے پیش نظر ستمبر 2024ء میں انہیں حتمی شکل دی گئی۔

والے مہنگائی کے مضمردباؤ کے پیش نظر بڑی ترقی یافتہ معیشتوں میں مرکزی بینکوں نے محتاط انداز اپنایا اور مالی سال 24ء کے دوران تخفیفی زری پالیسی کے موقف برقرار رکھا۔ تاہم مالی سال 24ء کے دوران بیشتر ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں مرکزی بینکوں نے زری نرمی اختیار کی (شکل 1.2)۔ ان حالات سے عالمی نمو کی رفتار کو برقرار رکھنے میں مدد ملی۔

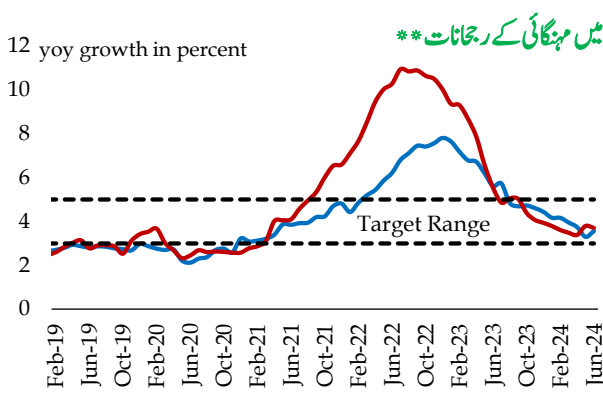
ساتھ ہی ملکی معاشی حالات میں بھی بحالی کے ابتدائی آثار نظر آنے لگے۔ حقیقی جی ڈی پی میں مالی سال 24ء کے دوران پچھلے سال کے سکڑاؤ کے مقابلے میں معتدل نمود درج کی گئی۔ اس نمو میں شعبہ زراعت پیش پیش رہا جس کا سبب بنیادی طور پر اہم فصلوں کی پیداوار میں بہتری ہے خاص طور پر گندم اور چاول کی ریکارڈ فصلیں، اور کپاس کی دگنے سے زیادہ پیداوار۔ اگرچہ ان فصلوں کے زیر کاشت رقبہ میں توسیع ہوئی تاہم فصل کی یافت میں بہتری نے غالب حصہ ڈالا، جو مالی سال 24ء میں حقیقی جی ڈی پی کی نمو کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ بنتا ہے (شکل 1.3)۔ متعدد معاون عوامل، بشمول موافق موسمی حالات، خام مال کی بہتر دستیابی اور امدادی قیمتوں کا بروقت اعلان مالی سال 24ء میں اہم فصلوں کی بحالی کی وضاحت کرتے ہیں۔

کے لیے کچھ گنجائش فراہم کی۔<sup>2</sup> مزید برآں، مالیاتی استحکام صحیح راستے پر رہا اور بنیادی فاضل اس سے زیادہ رہا جتنا مالی سال 24ء کے بجٹ میں تجویز کیا گیا تھا۔

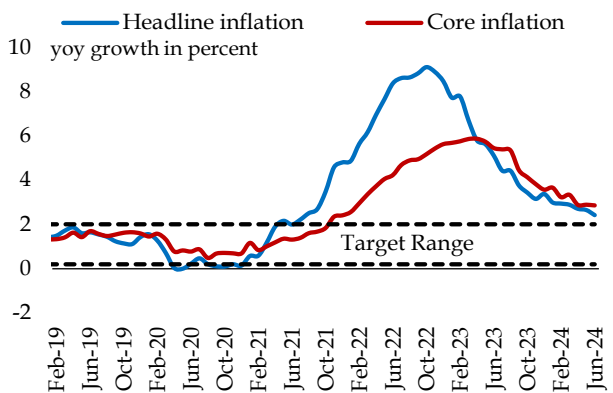
نسبتاً سازگار عالمی اقتصادی ماحول سے مالی سال 24ء کے دوران ملکی دشواریوں کے اثرات کسی حد تک کم ہوئے۔ خاص طور پر، اجناس کی عالمی قیمتوں میں مالی سال 23ء کے بعد سے کمی کا رجحان جاری رہا جس کی وجہ بنیادی طور پر توانائی کی قیمتوں میں کمی تھی۔ نان اوپیک پلس ممالک سے خام تیل میں قابل ذکر اضافے نے اوپیک کے رکن کی طرف سے پیداوار میں کٹوتی اور مشرق وسطیٰ میں سیاسی کشیدگی کے اثرات کی تلافی کر دی۔ اسی طرح قدرتی گیس کی قیمتیں بھی سازگار موسم کی وجہ سے کم ہوئیں اور یورپ میں صنعتی سرگرمیاں سست ہونے سے طلب میں کمی آئی۔ ان حالات کے ترقی یافتہ معیشتوں اور ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں مہنگائی پر مثبت اثرات پہنچے۔

ترقی یافتہ معیشتوں اور ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں مہنگائی مالی سال 24ء میں کورونا سے پہلے کی سطح پر واپس آنا شروع ہو گئی (شکل 1.1 الف اور 1.1 ب)۔ ترقی یافتہ معیشتوں اور ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں دونوں میں قوزی گرانی بھی معتدل ہوئی۔ تاہم شعبہ خدمات میں نسبتاً جامد مہنگائی نے قوزی گرانی میں اعتدال کی رفتار کو سست کر دیا۔ کم نہ ہونے

شکل نمبر 1.1 ب: ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی یافتہ معیشتوں (ای ایم ڈی ایز) میں مہنگائی کے رجحانات \*\*



شکل نمبر 1.1 الف: ترقی یافتہ معیشتوں (اے ایز) میں مہنگائی کے رجحانات \*\*



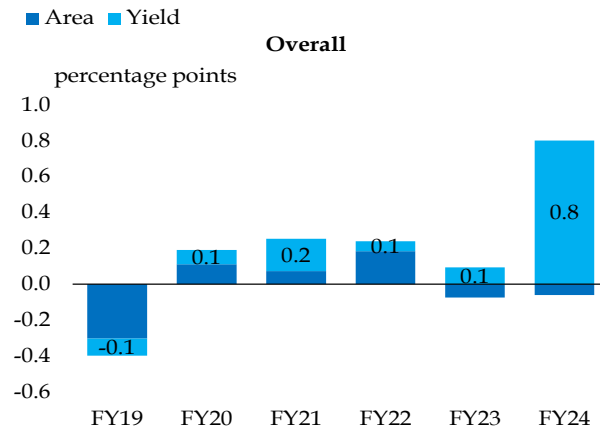
Note: Samples comprise 30 AEs in Figure 1.1a and 43 EMDs in Figure 1.1b; \*median inflation  
Sources: Haver Analytics and World Bank

<sup>2</sup> اسٹیٹ بینک نے جولائی 2024ء میں پالیسی ریٹ میں مزید 100 بی پی ایس اور ستمبر میں 200 بی پی ایس کی کمی کر کے اسے 17.5 فیصد کر دیا۔

برسوں کی اوسط کے قریب رہی۔ مالی سال 23ء کے مقابلے میں نہری پانی کے استعمال میں بھی اضافہ ہوا۔ مزید برآں، کسان پینکچ کے تحت قرضوں کی فراہمی میں اضافے نے مالی سال 24ء کے دوران فصل کی پیداوار کو مزید سہارا دیا۔ ان عوامل نے مل کر گندم، چاول اور گنے کی پیداوار کو تاریخی سطح تک پہنچا دیا جبکہ کپاس کی پیداوار بھی بحال ہو گئی جبکہ مالی سال 23ء میں اس میں کمی ہوئی تھی (شکل 1.3)۔

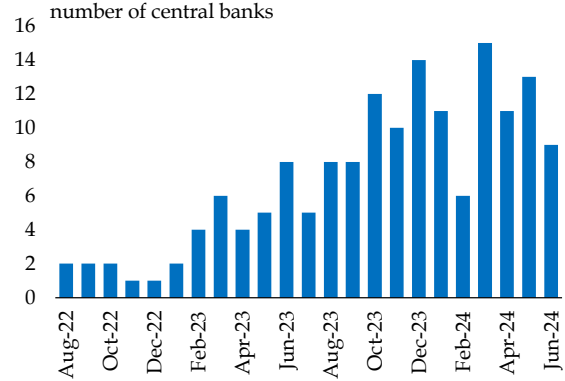
تاہم مالی سال 24ء کے دوران زراعت کی مضبوط کارکردگی کے ہمراہ صنعت میں بحالی نہیں ہوئی۔ صنعت کے اندر بڑے پیمانے پر ایشیاسازی (ایل ایس ایم) میں مالی سال 24ء میں 1.1 فیصد کا معمولی اضافہ دیکھنے میں آیا جو کہ مالی سال 23ء میں 9.8 فیصد کے شدید سکڑاؤ کے بعد آنے والی بحالی تھی۔ اگرچہ ایل ایس ایم میں یہ معتدل اضافہ نسبتاً وسیع البنیاد تھا جس میں 22 ذیلی شعبوں میں سے 10 میں پیداوار بڑھی جبکہ مالی سال 23ء میں صرف چار میں بڑھی تھی تاہم ان میں سے زیادہ تر شعبے مالی سال 22-21ء کے دوران ہونے والی اوسط پیداوار کی سطح تک نہیں پہنچ سکے۔ زیادہ تر پٹرولیم مصنوعات، ملبوسات اور دواسازی نے ایل ایس ایم کی معتدل بحالی میں حصہ ڈالا۔

بہتر برآمدی مواقع اور بہتر سیالیت کی صورت حال نے سال کے دوران پٹرولیم مصنوعات کی ملکی فروخت میں کمی کے باوجود ریٹائنرز کو پیداوار بڑھانے کی ترغیب دی۔ دوسری طرف ادویات کی قیمتوں کی ڈی ریگولیشن



Sources: Ministry of National Food Security and Research; SBP staff calculations

### شکل 1.2: ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مرکزی بینکوں میں شرح سود کی کٹوتیاں

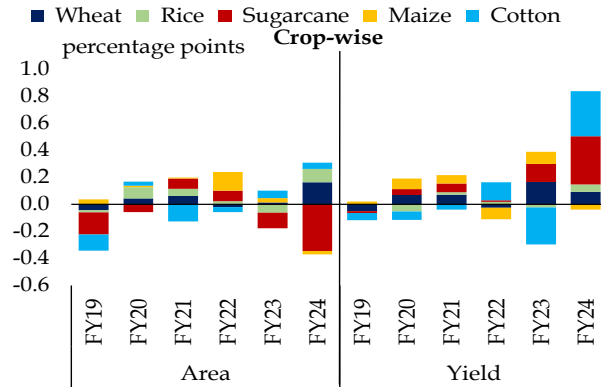


Note: Sample comprises 43 EMDEs

Source: Haver Analytics

حکومت نے مالی سال 23ء کے دوران گندم کے لیے کم از کم امدادی قیمت میں نمایاں اضافے کا اعلان کیا تھا جسے مالی سال 24ء میں اس سطح پر برقرار رکھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ حکومت نے مارچ 2023ء میں بوئی کاموسم شروع ہونے سے عین پہلے کپاس کی امدادی قیمت کا اعلان بھی کیا۔ اس سے کسانوں کی حوصلہ افزائی ہوئی کہ وہ مالی سال 24ء کے دوران ان فصلوں کا زیر کاشت رقبہ بڑھائیں۔ اسی طرح بہتر برآمدی امکانات نے چاول کے زیر کاشت رقبہ کو بڑھانے کی ترغیب دی۔ زیادہ منافع کی امید میں کسانوں نے فصلوں کے انتظام کے بہتر طریقے اپنائے، جیسے تصدیق شدہ بیجوں اور کھاد کا زیادہ استعمال۔ اس دوران پانی کی دستیابی تقریباً پورے مالی سال 24ء کے دوران تسلی بخش رہی۔ اگرچہ بارشوں کچھ بے ترتیبی رہی تاہم سال کے بیشتر حصے کے دوران اس کی مقدار پچھلے دس

### شکل نمبر 1.3: حقیقی جی ڈی پی نمو میں اہم فصلوں کا حصہ



نے تعلیمی خدمات کی قدر اضافی بھی بڑھائی۔ تاہم پست طلب اور بلند آپریشنز لاگت نے مالی سال 24ء کے دوران خدمات کے شعبے کی نمو کو محدود کر دیا۔

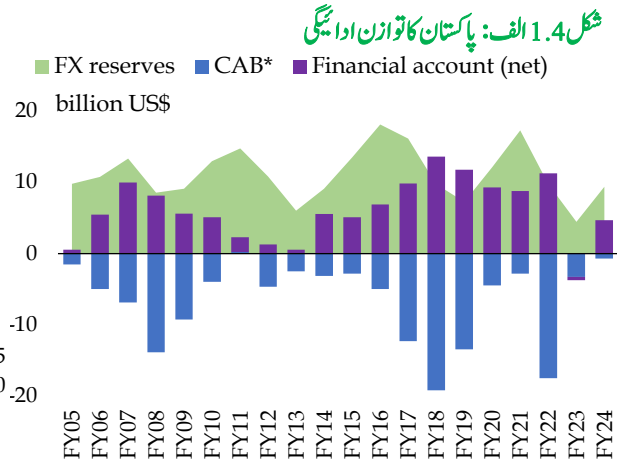
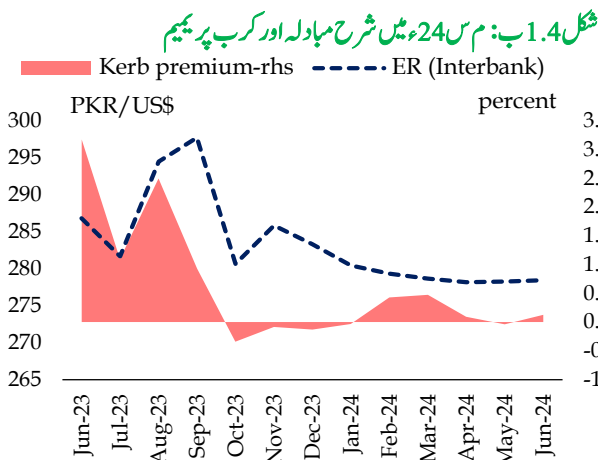
تاہم اخراجات میں حقیقی جی ڈی پی کی ہیٹ ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ نجی کھپت کا غالب حصہ رہا جبکہ مالی سال 24ء کے دوران سرمایہ کاری میں مسلسل دوسرے سال کی ہوئی۔ دشوار سیاسی اور کاروباری ماحول نے سال کے دوران ایشیا سازی کی صنعتوں کی استعداد میں اضافے کے لیے نجی شعبے کی ترغیبات کو متاثر کیا۔ تاہم زراعت کا شعبہ نجی سرمایہ کاری کو بدستور اپنی طرف متوجہ کرتا رہا جو ماحولیات سے متعلق چیلنجوں اور تیزی سے پگھلتے ہوئے گلیشیرز سے نمٹنے کے حوالے سے اچھا شگون ہے (بکس 2.1)۔ تاہم اس شعبے کی پائیداری اور غذائی تحفظ سے متعلق خطرات کو کم کرنے کے لیے پالیسی پر توجہ دینے کے ساتھ ساتھ سرمایہ کاری کی بھی ضرورت ہے۔

زرعی پیداوار میں اضافے نے مالی سال 24ء کے دوران جاری کھاتے کے توازن پر بھی مثبت اثر مرتب کیا۔ پست ملکی طلب اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی کے ساتھ فصلوں کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافے نے درآمدات کو مالی سال 23ء کی سطح کے قریب رکھنے میں مدد دی۔ علی الخصوص، مالی سال 24ء کے دوران ملکی کپاس کی پیداوار میں تیزی نے درآمدی بل میں 1.2 ارب امریکی ڈالر کی کمی کر دی۔ اسی طرح غذائی اجناس کی بلند پیداوار برآمدات میں حجم کی بنا پر نمایاں

نے فارما انڈسٹری کو مقامی طلب کو پورا کرنے کے لیے پیداوار بڑھانے کی ترغیب دی۔ تاہم دو بڑے شعبوں، گاڑیوں اور ٹیکسٹائل میں مسلسل سست روی نے ایل ایس ایم کی پیداوار میں مناسب بحالی کو روک دیا۔ خاص طور پر سوتی دھاگے اور کپڑے کی پیداوار مالی سال 24ء کے دوران ملکی کپاس کی پیداوار میں خاصی بہتری کے باوجود مالی سال 06ء کے بعد سے کم ترین سطح پر آگئی۔

مالی سال 24ء کے دوران بہت سے عوامل کی بنا پر صنعتی سرگرمیاں کم رہیں۔ ان میں توانائی کی قیمتوں میں اضافہ، بلند مہنگائی جس نے گھرانوں کی قوت خرید کو کم کر دیا، قرض کی بلند لاگت اور جاری سیاسی غیر یقینی صورت حال کے باعث ترقیاتی اخراجات میں کمی شامل تھی۔ حکومت کی جانب سے برآمدی صنعتوں کو توانائی کی سبسڈی کی شکل دی گئی رعایت کی واپسی اور ساتھ ہی کمزور بیرونی طلب کا بھی مالی سال 24ء کے دوران ٹیکسٹائل کی پیداوار پر اثر پڑا۔ مزید برآں، گاڑیوں کی صنعت بھی پچھلے دو برسوں میں سخت میکرو پروڈیمنٹل ضوابط اور گاڑیوں کی قیمتوں میں اضافے سے متاثر ہوئی۔

زراعت کی پیداوار میں اضافے اور ایل ایس ایم میں معمولی بحالی کے ہمراہ درآمدی حجم میں اضافے کے اثرات تھوک اور خردہ تجارت اور ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری کی خدمات تک پھیل گئے۔ اس دوران صوبائی اخراجات میں اضافے



\*current account balance  
Source: State Bank of Pakistan

ادا نیگیوں میں اضافے اور منافع و منافع منقسمہ کی بیرون ملک واپسی کی بنا پر بنیادی آمدنی کے خسارے میں اضافے کی تلافی کر دی۔

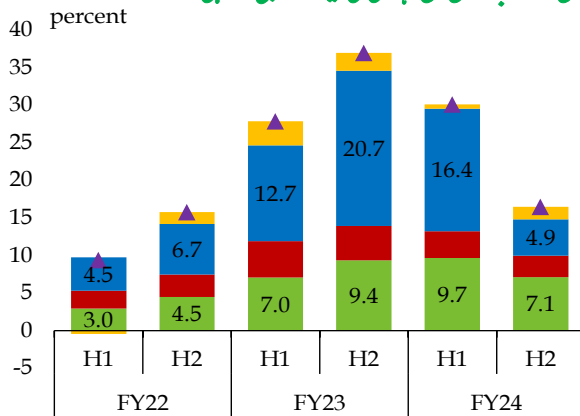
جاری کھاتے کے خسارے میں نمایاں کمی کے ہمراہ رقوم کی خالص آمد میں بہتری سے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر کو بڑھانے میں مدد ملی (شکل 1.4 الف) اور مالی سال 24ء کے دوران زرمبادلہ مارکیٹ میں استحکام پیدا ہوا۔ آئی ایم ایف کے ساتھ ایس بی اے کی کامیاب تکمیل نے دیگر کثیر جہتی اور دوطرفہ بیرونی قرض دہندگان سے سرکاری رقوم کو متحرک کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس سلسلے میں پاکستان کی سعودی تیل کی سہولت تک رسائی بھی جاری رہی اور وہ دوست ممالک سے ڈپازٹس حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔ مزید برآں، مالی سال 24ء میں خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا جو مالی سال 23ء میں بھاری کمی کے بعد مالی سال 22-21ء کی اوسط سطح تک پہنچ گئی۔ دوران سال این پی سیز میں آنے والی رقوم بھی کچھ بڑھ گئیں جس کا بنیادی سبب شرح منافع میں اضافہ تھا جبکہ مالی سال 23ء کے دوران خالص اخراج ہوا تھا۔ ان رقوم اور زرمبادلہ مارکیٹ میں بہتر احساسات کی بنا پر ستمبر 2023ء سے جون 2024ء (شکل 1.4 ب) کے دوران روپے کی قدر میں 9.8 فیصد اضافہ ہوا، جس کے ساتھ کرب پر بیمہ مالی سال 23ء کی سطح کے تقریباً پانچویں حصے (بیس فیصد) تک گر گیا۔

غذائی اجناس کی بہتر فراہمی، روپے کی قدر میں اضافے، غذائی اجناس کی گرتی ہوئی عالمی قیمتوں اور مسلسل تخفیفی زری اور مالیاتی پالیسیوں کے مشترکہ اثرات

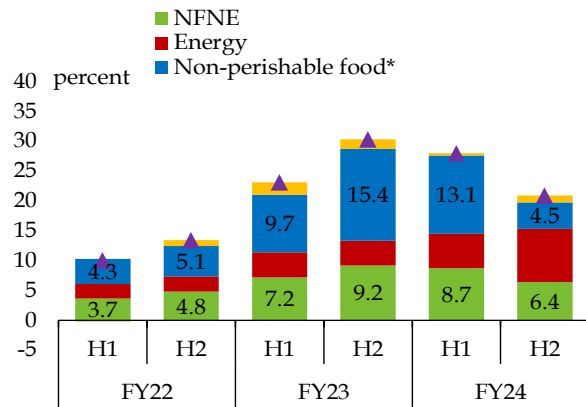
بحالی کا سبب بنی۔ چاول کی پیداوار میں اضافہ، جس نے برآمد کنندگان کو بھارت کی جانب سے برآمدی پابندی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مواقع سے فائدہ اٹھانے کے قابل بنایا، چاول کی برآمدات میں 1.3 ارب ڈالر کے ریکارڈ اضافے کا سبب بنا جو مالی سال 24ء میں 3.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئی۔ مزید یہ کہ خدمات کی برآمدات میں آئی سی ٹی برآمدات نے نمایاں حصہ ڈالا (باکس 6.2)۔ ان عوامل کے مشترکہ اثر کے ساتھ کارکنوں کی ترسیلات زر کی معتد بہ بحالی نے جاری کھاتے کے خسارے میں نمایاں کمی کی بنیاد رکھی، جو مالی سال 24ء میں گھٹ کر جی ڈی پی کے 0.2 فیصد تک پہنچ گیا جو تیرہ سال کی پست ترین سطح ہے۔

متعدد ملکی اور عالمی عوامل کی بنا پر کارکنوں کی ترسیلات زر میں قابل ذکر نمو ہوئی اور مالی سال 24ء کے دوران تمام راہداریوں سے آنے والی رقوم میں اضافہ رپورٹ کیا گیا۔ خاص طور پر گرتی ہوئی عمومی مہنگائی اور ترقی یافتہ معیشتوں میں مضبوط لیبر منڈیوں کے ساتھ خلیج تعاون کونسل کے ممالک میں روزگار کے بہتر مواقع نے ان راہداریوں سے ترسیلات زر میں اضافے کو ممکن بنایا۔ اس کے علاوہ حکومتوں کے انتظامی اقدامات اور اسٹیٹ بینک کی متعارف کردہ ایکسیچج کمیٹی کی اصلاحات نے بازار مبادلہ میں احساسات کو ٹھنڈا کیا۔ اس کی وجہ سے انٹرنیٹ اور اوپن مارکیٹ کے درمیان تفاوت کم ہوا جس سے مالی سال 24ء کے دوران باضابطہ چینلز کے ذریعے ترسیلات زر کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ تجارتی توازن میں بہتری اور ترسیلات زر میں مضبوط نمونے مالی سال 24ء کے دوران سودی

شکل 1.5 ب: ص ا ق مہنگائی کی ہیئت ترکیبی - دیہی



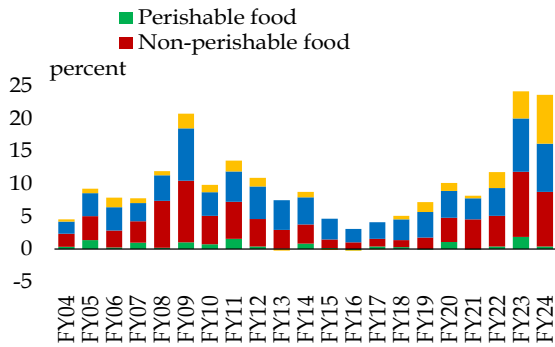
شکل 1.5 الف: ص ا ق مہنگائی کی ہیئت ترکیبی - شہری



\*inclusive of alcohol beverages and readymade food  
Sources: State Bank of Pakistan; SBP staff calculations

جی ڈی پی کے لحاظ سے محاصل میں قابل ذکر اضافے کے ہمراہ زراعت اور ترقیاتی اخراجات میں کمی نے مالی سال 24ء کے دوران حکومت کو توقع سے زیادہ مالی یکجائی حاصل کرنے میں مدد دی۔ بنیادی توازن میں مالی سال 24ء میں 0.9 فیصد کا فاضل درج کیا گیا جو مالی سال 07ء کے بعد پہلی بار ہوا جبکہ بجٹ میں ہدف جی ڈی پی کا 0.4 فیصد تھا۔ دوسری جانب سودی ادائیگیاں بڑھتی رہیں جو حکومتی ٹیکس محاصل کے دو تہائی سے زیادہ حصے کے برابر تھیں۔

شکل 1.6: ص ابق مہنگائی کی طویل مدتی ہیئت ترکیبی (شہری)



Note: FY02-09 numbers are on base year FY00, FY09-17 numbers are on FY08, and FY17-23 numbers are on FY16

\*urban indices are used from FY17 onwards

Sources: PBS and SBP staff calculations

جہاں تک محاصل کا تعلق ہے، مالی سال 24ء کے دوران اگرچہ ٹیکس کی وصولی میں قابل ذکر اضافہ دیکھنے میں آیا، تاہم بڑی تحریک نان ٹیکس محاصل سے آئی۔ مالی سال 24ء کے دوران نان ٹیکس محاصل میں سب سے بڑا حصہ اسٹیٹ بینک کے منافع میں اضافے کا تھا۔ اس کے علاوہ حکومت نے مالی سال 24ء کے دوران پیٹرو لیوم ڈویلپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی شرح میں مزید اضافہ کیا، جس نے پیٹرو لیوم مصنوعات کی فروخت میں کمی کے باوجود وصولی کو بڑھایا۔ ٹیکس کی وصولی میں اگرچہ براہ راست ٹیکس تیزی سے بڑھتا رہا تاہم مالی سال 24ء کے دوران بالواسطہ ٹیکسوں کی بحالی بھی ہوئی۔ ٹیکس سے متعلق اقدامات، ٹیکس کی شرح میں اضافے اور بعض ٹیکس مستثنیات کے خاتمے، اقتصادی سرگرمیوں میں معتدل بحالی، گرتی ہوئی لیکن پھر بھی بلند مہنگائی اور بلند شرح سود، ان سبھی عوامل نے مالی سال 24ء کے دوران ٹیکس وصولی بڑھانے میں مدد کی۔ تاہم ٹیکس وصولی میں تیزی سے نمو کے باوجود ایف بی آر کے ٹیکسوں میں جی ڈی پی کے لحاظ سے معمولی

نے مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں مہنگائی میں تیزی سے کمی کر دی۔ جون 2024ء میں سال بسال مہنگائی گر کر 12.6 فیصد ہو گئی جو دو سال کی پست ترین سطح ہے جبکہ مئی 2023ء میں یہ 38.0 فیصد کی بلند سطح پر تھی۔ تاہم دوران سال توانائی خصوصاً گیس کے نرخوں میں نمایاں اضافے نے مہنگائی میں کمی کی رفتار کو روکا۔ خاص طور پر شہری مہنگائی میں توانائی گروپ کا حصہ پہلی ششماہی میں تقریباً پانچویں حصے (بیس فیصد) سے بڑھ کر مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں تقریباً نصف ہو گیا (شکل 1.5 الف اور 1.5 ب)۔ توانائی کی سرکاری قیمتوں میں اضافے اور اہم غذائی اجناس کی مصنوعی قلت نے مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران مہنگائی کے دباؤ کو قدرے بلند رکھا تھا۔ تاہم حکومت کی انتظامی کاوشوں، گندم کی درآمدات اور کپاس کی پیداوار میں اضافے نے غذائی اجناس کی صورت حال کو بہتر بنا دیا اور مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں غذائی قیمتوں پر دباؤ کو خاصاً کم کر دیا۔

مجموعی طور پر اوسط قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی مالی سال 24ء میں کم ہو کر 23.4 فیصد پر آگئی، جو مالی سال 23ء میں 29.2 فیصد کی بلند سطح پر تھی۔ مالی سال 24ء میں توانائی کا حصہ کئی عشروں کی بلند ترین سطح تک پہنچ گیا جس کا سبب توانائی کی سرکاری قیمتوں میں بڑے اضافے تھے (شکل 1.6)۔ توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتیں آپریشنل لاگت میں اضافے اور مہنگائی کی توقعات میں اضافے کے ذریعے مضر مہنگائی میں بھی شامل ہوئیں۔ اس سے مالی سال 24ء کے دوران عمومی مہنگائی کی نسبت تیزی مہنگائی میں کمی کی رفتار سست ہو گئی۔

توانائی کے شعبے میں دیرینہ نااہلی کے نتیجے میں بجلی اور گیس کے گردشی قرضوں کا کافی ذخیرہ جمع ہو گیا ہے (باکس 3.1)۔ حکومت نے مالی سال 19ء میں بجلی کی قیمتوں میں دوہلا شروع کی تاکہ بجلی کے نرخوں کو لاگت کی وصولی کی سطح کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاسکے اور گردشی قرضے کے اسٹاک کو کم کیا جاسکے۔ ان کوششوں کو جاری رکھتے ہوئے حکومت نے مالی سال 24ء کے دوران گیس چارجز میں نمایاں اضافہ متعارف کرایا۔ ان قیمتوں میں دوہلا سے، اگرچہ ارزانی کی رفتار کم ہوئی تاہم سال کے دوران توانائی کی زراعت میں کمی کے ذریعے مالیاتی بوجھ کو کم کرنے میں مدد ملی۔

مالی سال 24ء کے دوران معاشی حالات میں بہتری کے باوجود معیشت کو درپیش دیرینہ ساختی مسائل معاشی استحکام کے لیے خطرات کا باعث بنے رہے۔ مشکل کاروباری حالات کے پیش نظر سرمایہ کاری میں مسلسل دوسرے سال کمی آئی اور وہ مالی سال 24ء میں پست ترین سطح پر آگئی۔ مسلسل کم اور جمود کا شکار سرمایہ کاری نے، جو کم بچت کی وجہ سے محدود ہے، صنعت کاری کی رفتار میں رکاوٹ بن کر بیرونی کھاتے پر دباؤ کے بغیر پائیدار نمو برقرار رکھنے کی پاکستان کی صلاحیت کا گلا گھونٹ دیا ہے (بکس 2.2)۔ کم پیداواری صلاحیت اور موسمیاتی تبدیلی کے بڑھتے ہوئے خطرے کے پیش نظر زرعی شعبہ جی ڈی پی میں اپنے کافی حصے کے باوجود ہمیشہ اقتصادی نمو میں قائدانہ کردار ادا نہیں کر سکتا۔

اس تناظر میں سرمایہ کاری کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنے کی ضرورت پر جتنا زور دیا جائے کم ہے۔ خاص طور پر ٹیکنالوجی پر مبنی صنعتوں کو ترقی دینے اور بلند معاشی نمو کا مستحکم اور پائیدار دور شروع کرنے کی خاطر برآمدی تنوع کی حوصلہ افزائی اور بڑھتی ہوئی افرادی قوت کو جذب کرنے کے لیے طبیعی اور انسانی سرمائے میں سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، برآمدی آمدنی میں بھرپور اضافے کے لیے معاون کاروباری ماحول، انتظامی رکاوٹوں کو دور کرنے، املاک دانش کے حقوق کے نفاذ اور برآمدات پر مبنی صنعتوں میں تحقیق و ترقی میں اضافہ ہونا چاہیے (بکس 6.1)۔

تاہم سازگار ماحول پیدا کرنے کے لیے حکومتی وسائل کے پائیدار بہاؤ کی ضرورت ہے۔ اگرچہ مالی سال 24ء میں ٹیکس محاصل میں بڑا اضافہ دیکھا گیا تاہم یہ زیادہ تر گردش عوام کی بنا پر آیا جیسے بلند شرح سود اور مہنگائی۔ ٹیکس پالیسی اور بندوبست کے موثر استعمال کے ذریعے ٹیکس محاصل کو بڑھانے اور ٹیکس اساس کو توسیع دینے کی کوششوں کا فقدان (بکس 4.1 اور 4.2)۔

اس کے ساتھ ساتھ حکومتی اخراجات کم کرنے کے دیرینہ ایجنڈے پر فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس میں حکومت کے اندر بے کار اور غیر ضروری وظائف کو ختم کرنا، حکومتی کارروائیوں میں کارکردگی بہتر بنانے والی اصلاحات لانا اور تنظیمی ڈھانچوں کو کم کرنا شامل ہے۔ اس کے علاوہ، توانائی اور اجناس کی ناقص

اضافہ ہوا۔ اس سے ٹیکس کی وصولی میں معقول اور پائیدار اضافے کے لیے ٹیکس پالیسی کاوشوں کے دائرہ کار کو وسیع کرنے کی ضرورت اجاگر ہوتی ہے۔

مالیاتی یکجائی اور شرح مبادلہ میں اضافے کی بنا پر خاطر خواہ نو قدر پیمائی فوائد کے نتیجے میں مالی سال 24ء کے دوران جی ڈی پی کے لحاظ سے سرکاری قرضوں میں قابل ذکر کمی آئی۔ اس کی بڑی وجہ بیرونی قرضوں میں کمی تھی جس کی وضاحت بنیادی طور پر اہم بین الاقوامی کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں اضافے نیز امریکی ڈالر کی نسبت روپے کی مضبوطی سے ہونے والے نو قدر پیمائی فوائد سے ہوتی ہے۔ ملکی قرضہ جی ڈی پی کے لحاظ سے بھی کم ہوا۔ تاہم بیرونی مالکاری کی بجٹ سے کم دستیابی کے نتیجے میں حکومت کا اپنی مالکاری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بینکوں پر انحصار بڑھا۔ طویل مدتی تمسکات میں مارکیٹ کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کے پیش نظر حکومت نے زیادہ تر طویل مدتی تمسکات کے ذریعے اپنی مالکاری کی ضروریات پوری کیں، جس سے ملکی قرضوں کے خاکہ عرصیت میں بہتری آئی۔ اگرچہ قرض تاجی ڈی پی تناسب میں کمی حوصلہ افزا پیش رفت ہے، تاہم معاشی استحکام کے نقطہ نگاہ سے اسے مزید نیچے لانا ناگزیر ہے۔ اس سے مالیاتی اصلاحات کی رفتار کو تیز کرنے کی ضرورت کو تقویت ملتی ہے تاکہ درمیانی مدت میں بنیادی فاضل کو برقرار رکھنے میں مدد مل سکے۔

حکومت کی میزانیہ قرض گیری میں اضافے سے بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں (این ڈی اے) میں اضافہ ہوا۔ مزید برآں، معاشی سرگرمیوں میں معتدل بحالی اور خام مال کی بلند لاگت کے باعث مالی سال 24ء میں نجی شعبے کا قرض بھی بڑھ گیا۔ اس دوران بیرونی کھاتے میں بہتری نے بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں (این ایف اے) کو بڑھانے میں کردار ادا کیا اور مالی سال 24ء میں زرو وسیع کی نمو بڑھ گئی۔ تاہم زری پالیسی کے سخت موقف کے مطابق زری مجموعوں میں نمو نامیہ جی ڈی پی نمو سے کافی کم رہی۔ نیز منافع کی پرکشش شرحوں کے باعث ڈپازٹس میں تیزی سے اضافہ ہوا، جبکہ زیر گردش کرنسی مالی سال 24ء میں تقریباً پچھلے برسوں کی سطح پر رہی اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ نتیجتاً، جون 2024ء کے آخر میں کرنسی تاڈپازٹ تناسب بہتر ہو کر 33.6 فیصد ہو گیا ہے جو جون 2023ء کے آخر میں 41.1 فیصد تھا۔

اور پالیسی ڈھانچے، جو حال ہی میں متعارف کرائے گئے، کا مناسب نفاذ ہونا چاہیے جس کے بعد ریاستی ملکیتی اداروں کے کاروباری آپریشنز میں موزوں اصلاحات کی جائیں۔ پاکستان کی معیشت پر ریاستی ملکیتی اداروں کے اثرات کے پیش نظر اس رپورٹ میں پاکستان میں ریاستی ملکیتی اداروں کی اصلاحات سے متعلق ایک خصوصی باب شامل ہے۔ اس باب میں بہترین عالمی روایات کی روشنی میں ریاستی ملکیتی اداروں میں تاریخی اور جاری اصلاحات کے ساتھ پاکستان کے تجربات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ریاستی ملکیتی اداروں میں ملازمین کے خدشات کا موزوں انتظام کرنے اور سیاسی اتفاق رائے کے حصول سمیت کامیاب اصلاحات کے کلیدی اجزا کا خاکہ پیش کیا گیا ہے کیونکہ ان دونوں محاذوں پر ناکامی نے ریاستی ملکیتی اداروں کی اصلاحات کو ماضی میں کئی بار راستے سے ہٹا دیا ہے۔

## 1.2 اقتصادی منظر نامہ

بلند تعدد کے اظہار یوں کے بارے میں تازہ ترین اعداد و شمار مالی سال 25ء میں معاشی حالات میں مزید بہتری کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ اور اس کے ہمراہ ستمبر 2024ء میں آئی ایم ایف بورڈ کی طرف سے توسیعی فنڈ سہولت (ای ایف ایف) پروگرام کی منظوری سے توقع ہے کہ سرمایہ کاروں کا اعتماد بڑھے گا اور پاکستان کی کریڈٹ ریٹنگ مزید اپ گریڈ ہوگی۔<sup>3</sup> یہ پیش رفت کثیر جہتی قرض دہندگان نیز نجی سرمایہ کاروں کی جانب سے بیرونی رقوم کے لیے راستہ ہموار کر سکتی ہے۔ مزید برآں، آئی ایم ایف کے تازہ ترین عالمی اقتصادی منظر نامے کے مطابق اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی کا رجحان برقرار ہے جبکہ عالمی نمو مستحکم رہنے کی توقع ہے۔ ان حالات نے پاکستان کے قریب مدتی معاشی منظر نامے کو بہتر کیا ہے (جدول 1.2)۔ تاہم، توانائی کی عالمی قیمتوں میں اندرونی اتار چڑھاؤ اس منظر نامے کے لیے کچھ خطرات کا سبب بن سکتا ہے۔

مہنگائی کے کم ہوتے دباؤ کے باعث اسٹیٹ بینک نے حالیہ ماضی میں طویل ترین مدت تک زری پالیسی کے سخت موقف کو برقرار رکھنے کے بعد پالیسی ریٹ کو کم کرنا شروع کر دیا ہے۔ توقع ہے کہ قرض کی پست لاگت اور اس کے ساتھ بیرونی پوزیشن میں بہتری اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی مل کر مالی سال 25ء کے

ہدفی زراعت کو کم کرنے اور ریاستی ملکیتی اداروں میں ضروری اصلاحات لانے کی ضرورت ہے۔ ان کا نہ صرف بہت بڑا مالیاتی بوجھ ہے بلکہ خدمات کی ناقص فراہمی، مسابقت کی حوصلہ شکنی اور وسائل کے مؤثر اختصاص میں منڈی کی قوتوں کے کردار میں رکاوٹ پیدا ہونے کی وجہ سے ملک کی نمو کی صلاحیت کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ اس تناظر میں بجلی کا شعبہ، جس کا حصہ گھائے میں چلنے والے ریاستی ملکیتی اداروں میں بہت زیادہ ہے، شعبہ جاتی پالیسی مسائل اور ریاستی ملکیتی اداروں کے نقصانات کے گھ جوڑ پر باسٹ کیس کی حیثیت رکھتا ہے۔

توانائی (بجلی اور گیس) کی غیر ہدفی زراعت، زرخوں میں تاخیر سے ردوبدل اور خاص طور پر نجکاری اور قیمتوں کی ڈی ریگولیشن سے متعلق اصلاحات کی سست رفتار نے توانائی کے شعبے کی ناقص عملی کارکردگی کے اثرات کو بڑھا دیا ہے۔ مزید برآں، بجلی کی ترسیل و تقسیم کے نظام کی خستہ حالت سے مطابقت نہ رکھنے والی اضافی پیداواری صلاحیت اور گردشی قرضوں میں زبردست اضافہ کرنے والی بھاری کپے سٹی ادا نیگیوں کے مالیاتی کارکردگی، مہنگائی کی حرکیات اور صنعتی پیداوار پر اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

ان دشواریوں کے پیش نظر حکومت نے مالی سال 23ء سے قیمتوں میں خاصی تبدیلیاں کی ہیں تاکہ قیمتوں کو وصولی کی سطح کے ساتھ ہم آہنگ کیا جا سکے۔ تاہم ترسیل اور تقسیم کے شعبے میں عملی کارکردگی میں بہتری کے لیے ان کوششوں کا دائرہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، بجلی کے شعبے کے گردشی قرضے کپے سٹی ادا نیگیوں کے اہم حصے کے پیش نظر شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے بجلی کی خود مختار کمپنیوں (آئی پی بی) کی استعداد یعنی کپے سٹی کے استعمال کی نگرانی کرنے کی ضرورت ہے۔

اس طرح کے شعبہ جاتی پالیسی اور ضوابطی مسائل سے نمٹنا ریاستی ملکیتی اداروں کی اصلاحات کے حوالے سے اہم ترین امر ہے، جنہیں گھائے میں جانے والے اور منافع بخش ریاستی ملکیتی اداروں دونوں میں حل کرنے کی ضرورت ہے۔ تاہم اس کے ہمراہ نظم و نسق کو مضبوط بنانے کے لیے ریاستی ملکیتی اداروں کے قانونی

<sup>3</sup> موڈیز نے اگست 2024ء میں پاکستان کی مقامی اور بیرونی کرنسی کی درجہ بندی کو Caa3 سے اپ گریڈ کر کے Caa2 کر دیا۔

مالی سال 25ء میں اوسط مہنگائی 13.5-11.5 فیصد کی قبل ازیں پیش گوئی کردہ حد سے بھی نیچے جاسکتی ہے۔ تاہم تیل کی عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ، مالیاتی رساؤ اور غیر ملکی شدہ زراعت اس پیش گوئی کو لاحق خطرات ہیں۔

اسٹیٹ بینک مالیاتی خسارے کو مالی سال 25ء میں 5.5 سے 6.5 فیصد کی حد میں رکھتا ہے جبکہ مالی سال 24ء میں یہ جی ڈی پی کا 6.8 فیصد تھا۔ یہ بہتری ٹیکس اور نان ٹیکس محاصل دونوں میں تیزی سے اضافے کی بنا پر آنے کی توقع ہے۔ اگرچہ براہ راست ٹیکس میں متوقع طور پر پچھلے سال کے اضافے کا رجحان جاری رہے گا تاہم توقع ہے کہ اقتصادی سرگرمیوں کی جاری رفتار، جس میں مالی سال 25ء کے دوران صنعت اور خدمات کے شعبوں کے پیش پیش رہنے کی توقع ہے، اور درآمدات میں اضافہ بالواسطہ ٹیکسوں کو مزید بڑھائے گا۔ دوسری طرف اخراجات میں بھی اضافہ ہوتے رہنے کی توقع ہے۔ مالی سال 25ء کے بجٹ میں سماجی تحفظ کے لیے اخراجات میں نمایاں اضافہ رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے بڑھتی ہوئی مہنگائی کے پیش نظر سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافے کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح معاشی نمو کو فروغ دینے کے لیے بجٹ میں مالی سال 25ء کے دوران ترقیاتی اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ رکھا گیا ہے۔

صنعت اور خدمات کے شعبوں میں معتدل توسیع کے مطابق مالی سال 25ء میں درآمدات میں اضافہ متوقع ہے۔ مزید برآں، اگرچہ بڑھتی ہوئی عالمی سیاسی کشیدگی کی بنا پر اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا خطرہ ہے تاہم اجناس کی قیمتیں بدستور کم ہیں۔ دوسری طرف برآمدات اور کارکنوں کی ترسیلات دونوں میں مالی سال 24ء کے رجحانات برقرار ہیں۔ ان رجحانات اور مستقبل کی متوقع پیش رفت کے پیش نظر اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ جاری کھاتے کا خسارہ مالی سال 25ء میں جی ڈی پی کے 1.0-0 فیصد کی حد میں رہے گا۔ دوسری طرف 7 ارب امریکی ڈالر کے ای ایف ایف پروگرام کی منظوری اور کثیر جہتی اور دو طرفہ قرض دہندگان سے بیرونی رقوم کی وصولی سے بیرونی بفرز کو مزید تقویت ملنے کی توقع ہے۔

دوران صنعت اور خدمات کے شعبوں میں توسیع کو سہارا دے گی۔ اس دوران مالی سال 25ء کے بجٹ میں ترقیاتی اخراجات نمایاں طور پر بڑھا کر رکھا گیا ہے جو معاشی سرگرمیوں کو مزید فروغ دے سکتا ہے۔ بلند تعدد کے طلبی اظہاریے بھی اپنی زیریں ترین حد کو پہنچنے کے امکانات ظاہر کر رہے ہیں، جبکہ ایل ایس ایم میں دسمبر 2023ء میں تقریباً مسلسل بہتری دیکھی گئی ہے۔ تاہم خریف کی فصلوں کے بارے میں تازہ ترین معلومات بتاتی ہیں کہ ہو سکتا ہے زرعی شعبہ مالی سال 25ء میں اپنی نمو کی رفتار کو برقرار نہ رکھ سکے۔ یکم ستمبر 2024ء تک کے ابتدائی تخمینوں کے مطابق گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں کپاس کی آمد میں 59.7 فیصد کمی رپورٹ کی گئی۔ اس صورت حال کے پیش نظر، مالی سال 25ء میں حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو 3.5-2.5 فیصد کی حد میں رہنے کی توقع ہے۔

#### جدول 1.2: مالی سال 25ء کے معاشی اہداف اور پیش گوئیاں

شرح نمو (فیصد)	ہدف	اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیاں
حقیقی جی ڈی پی الف	3.6	2.5-3.5
ص ا ق (اوسط) الف	12.0	11.5-13.5
ارب ڈالر		
ترسیلات زراف	30.3	32.0-33.0
برآمدات (ایف او بی) الف	32.3	30.5-31.5
درآمدات (ایف او بی) الف	57.3	56.5-57.5
فیصد جی ڈی پی		
مالیاتی خسارہ ب	5.9	5.5-6.5
جاری کھاتے کا خسارہ	0.9	0.0-1.0

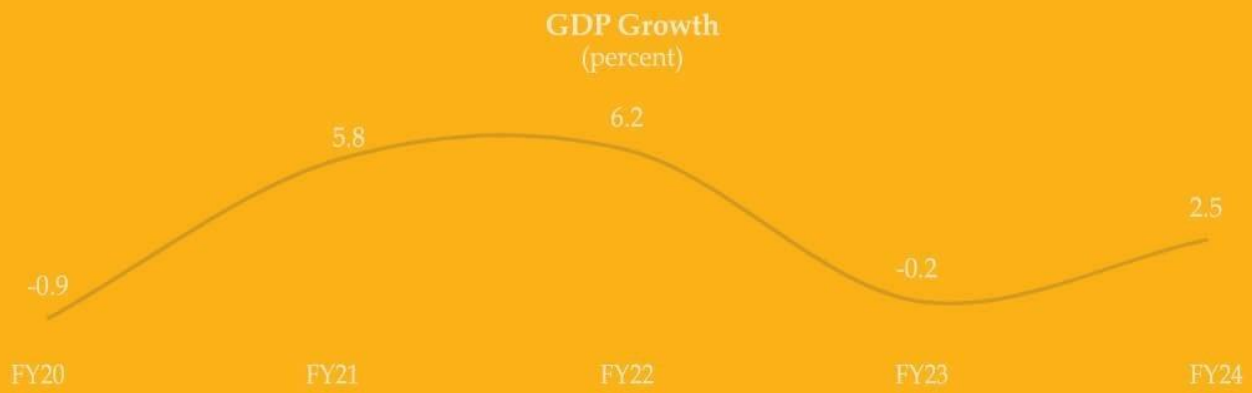
آخذ: الف-سالانہ منصوبہ 2024-25ء، ب-وفائی بجٹ 2024-25ء

پالیسی ریٹ میں کمی کے باوجود حقیقی سود کی شرحیں نمایاں طور پر مثبت ہیں۔ توقع ہے کہ زری پالیسی کے سخت موقف اور مسلسل مالیاتی سیکائی کے نتیجے میں مالی سال 25ء کے دوران مہنگائی کافی حد تک قابو میں رہے گی، جیسا کہ مالی سال 25ء کے بجٹ میں لکھا گیا ہے۔ مزید برآں، عمومی گرانی میں جون 2023ء سے عمومی کمی کا رجحان برقرار رہا ہے اور وہ ستمبر 2024ء میں گر کر 6.9 فیصد ہو گئی ہے جبکہ قوزی مہنگائی میں بھی حالیہ مہینوں میں کافی کمی آئی ہے۔ حالیہ اعداد و شمار کے پیش نظر

# 2

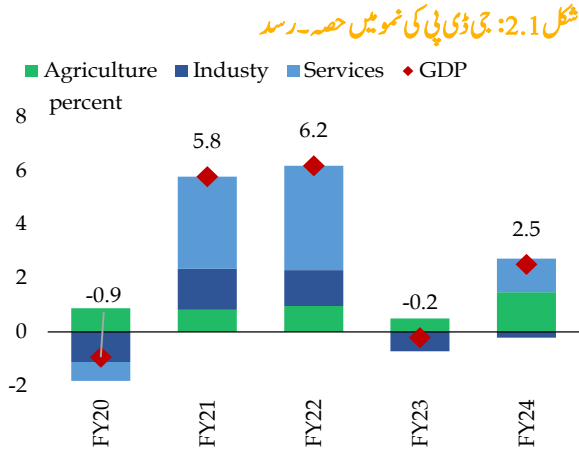
## اقتصادی نمو

مالی سال 24ء میں حقیقی جی ڈی پی میں معتدل بحالی ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس میں معمولی سکڑاؤ دیکھا گیا تھا۔ بحالی میں اہم کردار زراعت کے شعبے نے ادا کیا کیونکہ اہم فصلوں کی ہمہ پیدوار حاصل ہوئی۔ زیر کاشت رقبے میں اضافہ، یافتوں کا بڑھنا، بہتر موسم اور خام مال کی دستیابی میں بہتری جیسے عوامل بلند پیدوار کے حصول میں معاون ثابت ہوئے۔ خدمات کے شعبے نے بھی قابل ذکر کردار ادا کیا، جبکہ صنعت میں مسلسل دوسرے سال کمی دیکھی گئی۔ معاشی استحکام کی پالیسیوں کے ساتھ ساختی مسائل کے تسلسل نے صنعتی سرگرمیوں کو محدود رکھا۔ اس سے قطع نظر مالی سال 23ء میں تیزی سے کمی کے بعد ملکی اور درآمدی دونوں قسم کے خام مال کی دستیابی میں بہتری کے باعث بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیدوار میں معمولی اضافہ ہوا۔ صنعتی روزگار بھی بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے رجحانات سے کافی حد تک ہم آہنگ رہا ہے۔ روزگار کے متعلق کاروبار اور صارفین کے احساسات میں کچھ بہتری ہوئی۔ تاہم، سرمایہ کاری میں مسلسل دوسرے برس کمی کا رجحان جاری رہا اور مالی سال 24ء میں یہ کم ترین سطح پر آگئی۔ یہ صورت حال درمیانی مدت میں معیشت میں بلند نمو کے حصول اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے حوالے سے خوش آئند نہیں ہے۔





## 2.1 جی ڈی پی کی نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

صارفین کی گڑ سے ہٹ کر شمسی توانائی پر بتدریج منتقلی کے باعث اس کے استعمال میں کمی اور زراعت کے کم ہونے سے اس شعبے کے قدر اضافی میں قابل ذکر کمی واقع ہوئی۔ مزید برآں، مالی سال 24ء میں تعمیرات کے ذیلی شعبے نے بھی منفی کردار ادا کیا، جس کے اسباب میں ترقیاتی اخراجات میں سست رفتاری، اور سخت زری پالیسی اور مالیاتی کجگائی کے حالات میں تعمیرات کی بڑھتی ہوئی لاگت شامل ہیں۔ تاہم مالی سال 24ء میں بڑے پیمانے کی ایشیا سازی (ایل ایس ایم) میں معمولی بحالی ہوئی، جبکہ مالی سال 23ء میں کمی ہوئی تھی۔

مالی سال 24ء میں پاکستان کی حقیقی معاشی سرگرمی میں معتدل بحالی ہوئی، جبکہ گذشتہ برس اس میں معمولی سکڑاؤ دیکھنے میں آیا تھا (جدول 2.1)۔ معاشی بحالی کا سبب زراعت کا شعبہ تھا جس کے بعد خدمات کے شعبے نے اہم کردار ادا کیا۔ تاہم، صنعت میں معمولی کمی دیکھی گئی (شکل 2.1)۔ زرعی پیداوار کو سیلاب کے بعد نئی سے بھرپور زرخیز زمین اور دیگر معاون عوامل سے فائدہ پہنچا، جبکہ صنعت کی نمو میں کمی سکڑاؤ پر مبنی معاشی پالیسیوں، بلند مہنگائی، ملک میں معاشی بے یقینی اور سخت عالمی مالی حالات کے تسلسل کی عکاس ہے۔

زرعی شعبے کی نمو میں اہم کردار گندم اور چاول کی ریکارڈ فصل کے ساتھ کپاس کی پیداوار میں خاصے اضافے نے ادا کیا۔ زیر کاشت رقبے اور پانچوں میں بہتری دیکھی گئی، تاہم زیادہ تحریک سازگار موسم، آبپاشی کے پانی کی دستیابی میں بہتری، مصدقہ بیجوں اور کھاد کے وسیع استعمال اور زراعت کے شعبے کو قرضوں میں اضافے سے ملی۔

صنعت کی نمو میں کمی کی اہم وجوہات میں بجلی کی پیداوار، گیس اور پانی کی فراہمی میں خاصی کمی شامل ہیں۔ بجلی کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ، اور گھریلو اور صنعتی

## جدول 2.1: جی ڈی پی کی نمو

فیصد

جی ڈی پی کی نمو میں حصہ*	م 24ء							م 23ء				
	م 24ء	م 23ء	سالانہ	سہ ماہی	سہ ماہی	سہ ماہی	سہ ماہی	سالانہ	سہ ماہی	سہ ماہی	سہ ماہی	
جی ڈی پی	2.5	-0.2	2.5	3.1	2.4	2.0	2.7	-0.2	-3.6	-1.1	2.5	1.5
زراعت	1.5	0.5	6.4	6.8	3.9	6.1	8.6	2.2	1.7	3.9	3.3	0.0
اہم فصلیں	0.7	0.0	17.0	27.0	2.0	14.0	30.2	0.5	-7.9	9.2	9.1	-11.8
صنعت	-0.2	-0.7	-1.1	-3.6	2.8	-1.2	-2.7	-3.7	-9.2	-6.6	1.7	-0.2
ایل ایس ایم	0.1	-0.9	1.1	4.2	1.6	-0.7	-0.6	-9.8	-19.5	-14.5	-1.9	-1.3
خدمات	1.3	0.0	2.2	3.7	1.6	1.3	2.0	0.0	-3.7	-1.2	2.4	2.7

ن: نظر ثانی شدہ: عبوری

\* الگ الگ راولڈ آف کرنے کی وجہ سے ضروری نہیں ہے کہ حصے کے امداد شمار یکساں ہوں۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

## جدول 2.2: مجموعی طلب کے اجزائے ترکیبی

بطور فیصد جی ڈی پی

م 20	م 21	م 22	م 23	م 24	
93.3	94.4	96.4	93.5	93.4	مجموعی صرف
81.5	83.5	85.9	83.2	84.6	* گھرانے
11.8	10.9	10.5	10.3	8.7	حکومت
14.8	14.5	15.6	14.1	13.2	سرمایہ کاری
-8.1	-8.9	-12.0	-7.6	-6.5	خالص برآمدات
9.3	9.1	10.5	10.5	10.4	برآمدات
17.4	18.0	22.5	18.1	16.9	درآمدات
یادداشتی اجزا					
13.3	13.7	10.9	13.2	13.0	قومی بچتیں

\* بشمول گھرانوں کو خدمات فراہم کرنے والی غیر منافع بخش تنظیمیں

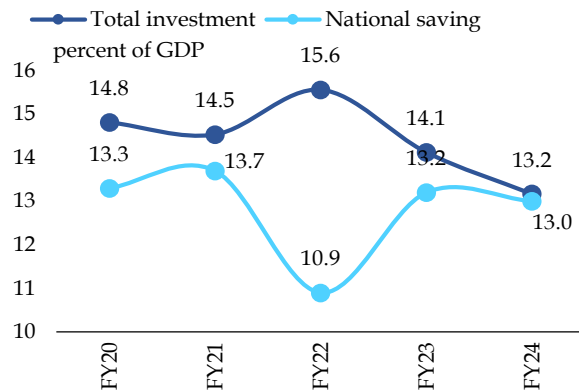
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

صنعتی روزگار کی صورت حال کے مطابق افرادی قوت کی مارکیٹ میں پیش رفتوں سے مینوفیکچرنگ سرگرمی کے رجحانات ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کی عکاسی حال اور مستقبل میں روزگار کے مواقع کی تخلیق کے متعلق کاروباری اداروں اور صارفین کے احساسات میں معمولی بہتری سے ہوتی ہے۔ اجرتوں میں بہتری آئی، تاہم اس کی رفتار گذشتہ برس کے مقابلے میں سست رہی۔

جی ڈی پی کا طلب کا پیمانہ ظاہر کرتا ہے کہ سست نمو سے قطع نظر جی ڈی پی میں 90 فیصد سے زائد حصے کے ساتھ صرف کے اخراجات کو بدستور بالادستی حاصل ہے۔ دوسری جانب، سرمایہ کاری میں مسلسل دوسرے برس کمی ہوئی اور مالی سال 24ء میں یہ گر کر جی ڈی پی کے 13.2 فیصد کی کم ترین سطح پر آگئی (جدول 2.2)۔ بچتوں میں معمولی کمی کے باوجود اس کے نتیجے میں بچتوں اور سرمایہ کاری کا فرق تقریباً ختم ہو گیا ہے (شکل 2.2)۔ تاہم، یہ رجحانات وسط تا طویل مدتی معاشی سست اور روزگار کے مواقع کی تخلیق کے لحاظ سے خوش آئند نہیں کیونکہ اس کے لیے ملک کی پیداواری گنجائش میں توسیع کی ضرورت ہے۔

ترقی یافتہ اور سرفہرست ابھرتی معیشتوں کے تجربات سے پتہ چلتا ہے کہ بچتوں اور سرمایہ کاری میں خاصا اضافہ کیے بغیر بلند معاشی نمو کو حاصل نہیں کیا جاسکتا۔<sup>1</sup>

## شکل 2.2: بچت اور سرمایہ کاری کا فرق



Source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 24ء میں بڑے پیمانے کی ایشیائی سرمایہ کاری کی معمولی بحالی کی وجوہات میں خام مال کی بہتر دستیابی، زرعی پیداوار میں اضافہ، درآمدی پابندیوں میں نرمی اور اجناس کی کم عالمی قیمتیں شامل ہیں۔ اس سے قطع نظر مینوفیکچرنگ کی سرگرمیوں پر متعدد عوامل اثر انداز ہوتے رہے، جن میں خام مال خصوصاً توانائی کی قیمتوں میں اضافہ، مہنگائی کے دباؤ کے حالات میں کمزور ملکی طلب اور قرض لینے کی بلند لاگت شامل ہیں۔

مالی سال 24ء کے دوران خدمات کے شعبے کی بہتر کارکردگی میں نمو بلند زرعی پیداوار اور صنعتی سرگرمی میں معمولی بحالی کے اثرات کی عکاسی کرتی ہے۔ خدمات کے شعبے کی نمو میں اہم حصہ تھوک اور خوردہ تجارت، دیگر نجی خدمات اور تعلیم کارہا۔ مالی سال 24ء میں اطلاعات اور مواصلات، مالیات اور بیمہ اور عمومی حکومتی خدمات جیسے خدمات کے اہم شعبوں کے قدر اضافی میں کمی مسلسل دوسرے برس جاری رہی۔

<sup>1</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2020ء)۔ ایشیائی خوشحالی کاسٹر، گذشتہ پچاس برسوں میں پالیسی، مارکیٹ اور ٹیکنالوجی۔

## جدول 2.3: زراعت کے شعبے میں نمو

حصہ	م 24ء					م 23ء					نفسد	
	م 24ء	م 23ء	سالانہ	سہ 4	سہ 3	سہ 2	سہ 1	سالانہ	سہ 4	سہ 3		سہ 2
زراعت	6.4	2.2	6.4	6.8	3.9	6.1	8.6	2.2	1.7	3.9	3.3	0.0
فصلیں	3.5	-0.4	10.3	14.0	2.6	9.6	16.0	-1.2	-4.7	3.1	4.0	-8.2
اہم فصلیں	3.2	0.1	17.0	27.0	2.0	14.0	30.2	0.5	-7.9	9.2	9.1	-11.8
دیگر فصلیں	-0.2	-0.2	-1.2	-1.5	-0.4	-1.0	-2.0	-1.4	-0.6	-1.5	-1.3	-2.1
کپاس کی جنگ	0.5	-0.3	47.2	49.4	61.8	53.4	25.7	-22.8	-10.7	-26.9	-30.2	-22.4
گلہ بانی	2.8	2.3	4.5	4.0	4.8	3.7	5.3	3.7	4.3	3.9	2.4	4.0
جنگل بانی	0.1	0.4	3.0	-0.4	0.9	3.7	8.3	16.6	15.1	18.7	18.5	14.2
مانی گیری	0.0	0.0	0.8	0.9	0.8	0.8	0.7	0.6	0.6	0.6	0.6	0.6

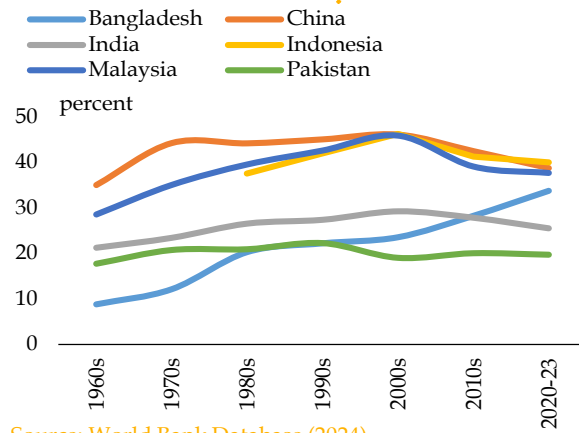
ن: نظر ثانی شدہ؛ ع: عبوری

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

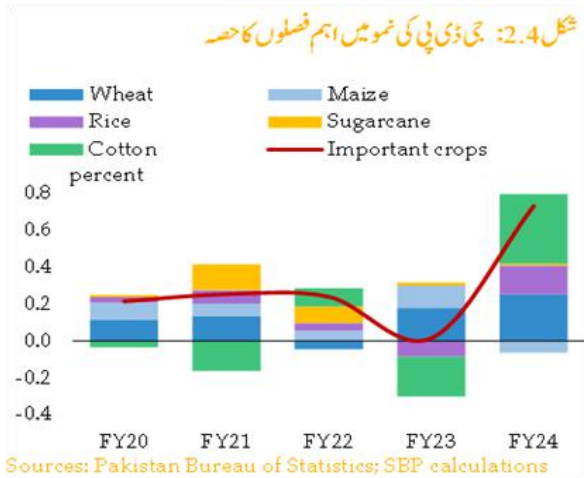
35.0 فیصد سے بڑھ کر 2022ء میں جی ڈی پی کے تقریباً 40 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔ اس پس منظر میں پاکستان میں پائیدار اور شمولیتی نمو کے لیے صنعتی شعبے کو مضبوط بنانے کی خاطر سرمایہ کاری میں اضافہ ضروری ہے۔ تاہم اس کا دارومدار پوری معیشت پر مبنی اصلاحات کے علاوہ سیاسی بے یقینی میں کمی، امن وامان کی صورت حال میں بہتری لانے اور قانون کی حکمرانی کو مضبوط بنانے، سرکاری اداروں کی ڈی ریگولیشن اور نچ کاری کے ذریعے مسابقت پیدا کرنے، کاروبار کرنے کی لاگت میں کمی کرنے اور مجموعی طور پر سازگار کاروباری ماحول کی تخلیق پر ہے۔

دراصل کم اور منجمد سرمایہ کاری خصوصاً صنعت کاری کی رفتار کو مست کر کے معاشی توسیع کو محدود کر دیتی ہے۔

## شکل 2.3: صنعت میں جی ڈی پی کا حصہ



Source: World Bank Database (2024)



Sources: Pakistan Bureau of Statistics; SBP calculations

جیسا کہ شکل 2.3 میں دکھایا گیا ہے کہ پاکستان کی جی ڈی پی میں صنعت کا حصہ نہ صرف خٹلے میں کم ترین سطح پر ہے بلکہ حالیہ برسوں کے دوران اس میں کمی کا رجحان رہا ہے۔ یہ چین جیسی علاقائی معیشتوں کے تجربات کے برعکس ہے جہاں پر سرمایہ کاری میں مسلسل اضافے کا رجحان جاری رہا ہے اور یہ 1960ء کی دہائی میں جی ڈی پی کے 25.6 فیصد کی سطح سے بڑھ کر 2022ء میں 43.1 فیصد پر آگئی، جس کے نتیجے میں وہاں کی جی ڈی پی میں صنعت کا حصہ 1960ء کی دہائی کے تقریباً

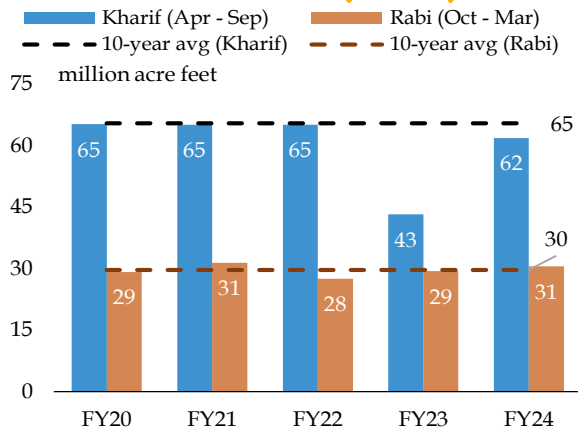
## 2.2 زراعت

## خام مال

## بج

پاکستان میں معیاری بیجوں کی دستیابی ایک مستقل مسئلہ ہے۔ مکئی کے مخلوط بیجوں کا کامیاب استعمال یافت میں خاصے فوائد کے حصول کی ایک کامیاب ملکی مثال ہے۔ مالی سال 24ء کے دوران چاول کے بہتر معیار کے بیجوں کے استعمال، کپاس میں کیڑوں کی مزاحم بیجوں کی اقسام اور گندم کے لیے توثیق شدہ بیجوں کے استعمال سے پیداوار کو بڑھانے میں مدد ملی۔

## شکل 2.5: آب پاشی کے لیے پانی



Source: Indus River System Authority

مالی سال 24ء کے دوران گندم اور مکئی کے توثیق شدہ بیجوں تک کاشت کاروں کی رسائی میں اضافہ ہوا، تاہم دھان / چاول کے علاوہ تمام اہم فصلوں کے لیے ان کی دستیابی ضرورت سے کم رہی (جدول 2.4)۔<sup>3</sup> رجب مالی سال 24ء میں گندم کے لیے توثیق شدہ بیجوں کی دستیاب بڑھ گئی، جو اس کے زیر کاشت رقبے سے ہم آہنگ ہے۔ بیجوں کی قلت کو عام طور پر بے ضابطہ ذرائع سے حاصل شدہ بیجوں

سیلاب کے نتیجے میں نقصانات کے باعث گذشتہ دو برسوں تک کمزور رہنے کے بعد مالی سال 24ء کے دوران زرعی پیداوار میں اضافہ ہوا (جدول 2.3)۔ نمو میں اتنے اضافے میں گندم اور چاول کی ریکارڈ پیداوار اور کپاس کی پیداوار کی بحالی نے اہم کردار ادا کیا، جس نے مکئی اور گنے کی پیداوار میں کمی کے اثرات کو مکمل طور پر زائل کر دیا (شکل 2.4)۔

## جدول 2.4: بیجوں کی دستیابی اور ضرورت

دستیابی ہزار میٹرک ٹن

فصل	م 23ء		م 24ء	
	دستیابی	ضرورت کا فیصد	دستیابی	ضرورت کا فیصد
دھان	67.3	147.5	57.1	125.1
مکئی	28.0	84.9	32.2	97.4
کپاس	42.2	84.2	25.4	50.8
گندم*	511.4	46.4	529.1	46.3

\* مالی سال 24ء کے اعداد و شمار عبوری ہیں۔

ماخذ: وفاقی محکمہ برائے بیجوں کی توثیق اور رجسٹریشن

مالی سال 23ء میں سیلاب سے نقصانات کے بعد کپاس اور چاول کی فصل کی پیداوار میں بحالی ہوئی۔ زیر کاشت رقبے اور بہتر یافت نے فصل کی بلند پیداوار میں کردار ادا کیا۔ گذشتہ برس کی بلند قیمتوں کے ساتھ ساتھ خصوصاً کپاس کی امدادی قیمت کے اعلان جیسے پالیسی اقدامات سے کاشت کاروں کی حوصلہ افزائی ہوئی کہ وہ اہم فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں اضافہ کریں۔ سازگار موسمی حالات، اور قرضوں، بیجوں، کھاد اور پانی سمیت خام مال کی بہتر دستیابی سے فصلوں کی یافت بہتر بنانے میں مدد ملی۔ مزید برآں، زرعی قرضوں کی تقسیم کے ہدف میں اضافے اور کسان پیسج<sup>2</sup> سے بھی زرعی پیداوار میں اضافے کو تحریک ملی۔ اگرچہ پانی ضرورت کے مطابق دستیاب رہا، تاہم ماحولیاتی تبدیلی کے نتیجے میں بارشوں میں بے قاعدگی تشویش کا باعث رہی۔

<sup>2</sup> کسان پیسج کے تحت زراعت کی معاونت کے لیے زراعت اور جدید ٹیکنالوجی فراہم کی گئی۔ ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2023-24ء۔ وزارت خزانہ۔

<sup>3</sup> خصوصاً دھان کے لیے توثیق شدہ بیجوں کی دستیابی 25.1 فیصد سے تجاوز کر گئی لیکن مکئی اور کپاس کے لیے بالترتیب 2.6 فیصد اور 49.2 فیصد کم رہی۔ رجب مالی سال 24ء میں گندم کے لیے توثیق شدہ بیجوں کی دستیابی بڑھ گئی، جو اس کے زیر کاشت رقبے سے ہم آہنگ ہے۔

خریف کے سیزن کے بیشتر حصے میں بارشیں اوسط سے زائد یا اس کے قریب رہیں، تاہم اگست 2023ء میں موسم خشک رہا اور ایسا جون 2023ء کے بعد ہوا جس میں گذشتہ 63 برسوں میں دوسری بار سب سے زیادہ بارشیں ریکارڈ کی گئیں۔<sup>6</sup> اسی طرح دسمبر اور جنوری کے بیشتر حصوں میں موسم خشک اور سرد رہا، جبکہ مارچ میں معمول سے زیادہ بارشوں کے ساتھ بعض علاقوں میں ٹالہ باری اور بھکڑ چلنے سے کھڑی فصلوں کو نقصان پہنچا۔<sup>7</sup>

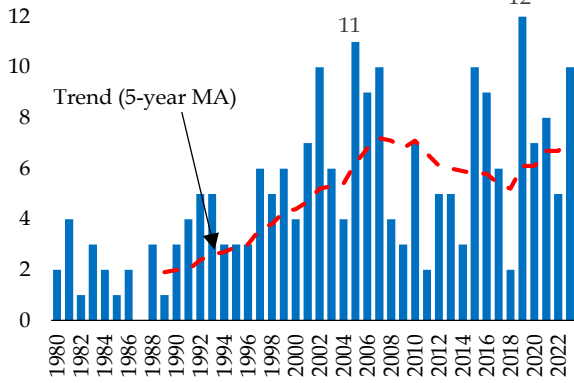
پاکستان میں ماحولیاتی تبدیلی کا ایک اور تشویشناک عنصر ہمالیہ کے قراقرم ہندوکش گلشیرز کے پگھلنے کے عمل میں تیزی آنا ہے، جو انڈس بیسن آبپاشی کے نظام کے لیے پانی کا ایک بڑا اپ اسٹریم ذریعہ ہیں۔ باکس 2.1 میں اس مسئلے کے تناظر میں پاکستان کے لیے اس کے مضمرات اور ممکنہ اصلاحی اقدامات کو مختصراً اجاگر کیا گیا ہے۔

کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے، جو اچھے معیار کے نہیں ہوتے اور کیزوں کے حملوں کا باعث بنتے ہیں، جس کے نتیجے میں زرعی پیداواریت متاثر ہوتی ہے۔<sup>4</sup>

## پانی

مالی سال 24ء کے دوران نہری پانی کی مجموعی صورت حال اطمینان بخش رہی۔ نہروں سے پانی کا استعمال گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ رہا، کیونکہ پچھلے سال سیلاب کی وجہ سے آبپاشی کے لیے پانی کی ضرورت میں کمی آگئی تھی (شکل 2.5)۔ موسم وار تفصیلات سے نشاندہی ہوتی ہے کہ خریف مالی سال 24ء میں آبپاشی کے پانی کا بہاؤ گذشتہ برس کے مقابلے میں 42.9 فیصد زائد رہا۔ پانی کی اتنی فراہمی بارشوں کے رجحانات سے ہم آہنگ ہے اور سیلاب کے سال سے پہلے کی دس سالہ اوسط سے کم ہے۔<sup>5</sup> تاہم، بارشوں کے اوقات میں بے قاعدگی دیکھی گئی، جو مالی سال 24ء کے دوران پاکستان میں ماحولیاتی تبدیلی کے بڑھتے ہوئے اثرات کی عکاس ہے۔

## شکل 2.1.1: پاکستان میں قدرتی آفات کی تعداد (1980ء تا 2023ء)



Note: Disasters include floods, cyclones, extreme temperature, and droughts

Source: Financial Risk Statement 2024 - 25, MoF

## باکس 2.1: ماحولیاتی تبدیلی اور پاکستان میں گلشیرز کے پگھلنے کے واقعات میں اضافہ

ماحولیاتی تبدیلی بہت اہمیت کے حامل عالمی مسائل میں سے ایک ہے جو زمین اور اس پر آباد افراد کو شدت سے متاثر کر رہا ہے۔<sup>1</sup> گرین ہاؤس گیسوں کے مجموعی اخراج میں صرف 0.9 فیصد حصہ رکھنے کے باوجود پاکستان درجہ بندی کے لحاظ سے ان ممالک میں سرفہرست ہے جو ماحولیاتی تبدیلی سے بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔<sup>2</sup> سیلاب، طوفانوں اور گرمی کی لہروں جیسے شدید موسمی واقعات پر مشتمل طویل مدتی ماحولیاتی خطرے کے اشاریے جرمن ورج کے مطابق ماحولیاتی تبدیلی سے متاثرہ ممالک میں پاکستان آٹھویں نمبر پر ہے۔<sup>3</sup>

پاکستان شدید سیلاب، بارشوں کے بے ترتیب رجحانات کے بعد خشک موسم کے طویل ادوار اور گرمی کی لہروں کے انعام کے باعث شدید نوعیت کے موسمی واقعات کا سامنا کر رہا ہے (شکل 2.1.1)۔ آئندہ برسوں میں صورت حال مزید بگڑنے کا امکان ہے۔ عالمی بینک کی پیش گوئی کے مطابق پاکستان کو 2050ء تک ماحولیاتی تبدیلی کے نتیجے میں جی ڈی پی کے 18 تا 20 فیصد تک نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔<sup>4</sup> پاکستان میں ہر سال صرف سیلاب کے نتیجے میں تقریباً 3.3 ارب ڈالر نقصان کا تخمینہ لگایا گیا ہے، جس کا انحصار ان کی شدت اور فریکوئنسی پر ہے۔<sup>5</sup> مثلاً، 2022ء میں آنے والے سیلاب کے نتیجے میں تقریباً 15.2 ارب ڈالر کا نقصان پہنچا تھا۔<sup>6</sup>

<sup>4</sup> بیج کی صنعت کا جائزہ: آگے بڑھنے کا راستہ۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس، 2024ء۔

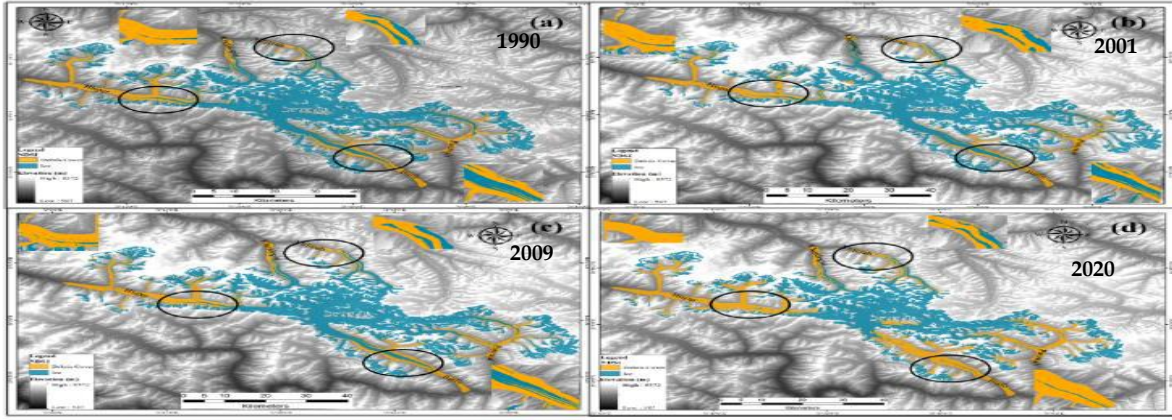
<sup>5</sup> خریف مالی سال 13ء 22ء کے دوران آبپاشی کے پانی کا اوسط بہاؤ 65 ملین ایکڑ فٹ تھا۔ ماخذ: ارسا

<sup>6</sup> ماخذ: پاکستان کا ماہانہ ماحولیاتی خلاصہ اپریل تا ستمبر 2023ء کے شمارے، پاکستان محکمہ موسمیات۔

<sup>7</sup> ماخذ: پاکستان کا ماہانہ ماحولیاتی خلاصہ اکتوبر 2023ء تا مارچ 2024ء کے شمارے، پاکستان محکمہ موسمیات۔

## شکل 2.1.2: مرکزی قراقرم میٹل پارک میں گلیشئرز کے ذخائر

blue: clean ice; yellow: debris-covered ice



Source: Adopted from Moazzam et al. (2022)

ایک اور ماحولیاتی تبدیلی جو بتدریج پاکستان کے شمالی علاقوں میں رونما ہو رہی ہے، وہ گلیشئروں کے پگھلنے کی رفتار میں اضافہ ہے، جس کے نتیجے میں سیلاب کی صورت حال اور پانی کی دستیابی میں بڑے پیمانے پر رکاوٹ پیدا ہو سکتا ہے۔ تیزی سے پگھلتے ہوئے یہ گلیشئرز نہ صرف شمالی علاقہ جات میں انسانی زندگی اور زرعی سرگرمیوں کو معطل کر سکتے ہیں، بلکہ ملک کے ڈاؤن اسٹریم زرعی شعبے پر بھی وسیع تر اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔ خصوصاً، عالمی حرارت میں 1.5 تا 2 ڈگری سینٹی گریڈ اضافے کے باعث ہمالیہ کے قراقرم ہندوکش پہاڑی سلسلے پر واقع گلیشئروں کے حجم میں 2100ء تک 30 تا 50 فیصد کمی واقع ہو سکتی ہے۔<sup>7</sup>

اس تناظر میں، پاکستان میں واقع گلیشئروں کی تعداد سات ہزار سے زائد ہے۔ پیش گوئیوں کے مطابق، پاکستان کے درجہ حرارت میں متوقع اضافے کے عالمی اوسط سے تجاوز کرنے کا امکان ہے، اور 2060ء تک اس کے درجہ حرارت میں 1.4 تا 3.7 ڈگری سینٹی گریڈ اور 2090ء تک 6 ڈگری سینٹی گریڈ اضافے کی توقع ہے، جس سے ممکنہ طور پر گلیشئروں سے برف کے پگھلنے کی رفتار بڑھ سکتی ہے۔<sup>8</sup> بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کے باعث ہمالیہ کے کوہ ہندوکش خطے میں یہ گلیشئرز پہلے ہی تیز رفتاری سے پگھل رہے ہیں، جن کے نتیجے میں گلیشئروں پر مٹی تقریباً تین ہزار جمیلیں بن چکی ہیں۔ ان میں سے تیس جمیلیں ایسی ہیں جو گلیشئرز سے بنی جمیلیں کے پانی سے سیلاب کا باعث بن سکتی ہیں، اور شکاف پڑنے کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر لاکھوں کیوبک میٹر پانی کا اخراج ہو سکتا ہے۔<sup>9</sup> عطا آباد کی جمیل زلزلے کے نتیجے میں ہونے والی لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے بنی تھی اور یہ ایک ایسی جمیل کی اہم مثال ہے جو گلیشئروں کے پگھلنے کی رفتار میں اضافے کے سبب پانی کے بہاؤ کے باعث سیلاب کے خطرے سے دوچار ہے۔<sup>10</sup>

جیسا کہ شکل 2.1.2 سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ برسوں کے دوران گلیشئروں کے حجم میں واضح کمی آئی ہے۔ نبلا حصہ صاف برف کو ظاہر کرتا ہے، اس میں 1990ء کے مقابلے میں 2020ء میں نمایاں کمی آچکی ہے، جبکہ پبلا حصہ جو گلیشئروں کے پگھلنے کے نتیجے میں بلے سے ڈھکی برف کی نشاندہی کرتا ہے، اس میں اضافہ ہو چکا ہے۔<sup>11</sup>

ہمالیہ کوہ ہندوکش پہاڑی سلسلے سے گلیشئرز / برف کا پگھلنا سندھ طاس کے آبپاشی کے نظام میں پانی کی فراہمی کا ایک بہت اہم ذریعہ ہے، جس کے ذریعے پورے پاکستان میں لاکھوں ملین ہیکٹرز زرعی زمین کی آبپاشی ہوتی ہے۔<sup>12</sup> تاہم 2011ء تا 2022ء کے دوران اس پہاڑی سلسلے میں برف کے پگھلنے کی رفتار توقع سے تیز 65 فیصد رہی ہے۔<sup>13</sup> اس کے علاوہ، یہ صورت حال طویل مدت میں پاکستان کے آبی ذخائر میں کمی کا باعث بن سکتی ہے جس کے نتیجے میں پانی کی قلت اور اس کی فراہمی پر دباؤ بڑھ سکتا ہے۔ عالمی بینک کی پیش گوئی کے مطابق پاکستان میں پانی کی قلت ہر سال جی ڈی پی میں 4.6 فیصد کمی پر منتج ہو سکتی ہے اور ماحولیاتی ایکشن میں تاخیر کے سبب زراعت کے شعبے کی پیداوار میں 7 سے 8 فیصد تک کمی ہو سکتی ہے۔<sup>14</sup> مزید برآں، آئندہ پچاس برسوں میں مغربی ہمالیہ کے گلیشئروں میں کمی متوقع ہے، جس سے ابتدائی طور پر دریائے سندھ میں پانی کی فراہمی میں اضافہ ہو جائے گا، لیکن گلیشئروں کے ان ذخائر کے خاتمے سے آئندہ پندرہ برسوں کے دوران پانی کے بہاؤ میں 30 تا 40 فیصد کمی واقع ہو سکتی ہے۔<sup>15</sup>

اس ضمن میں تیاری اور اثرات کو مؤثر کرنے کے لیے پاکستان نے یونائیٹڈ نیشنز ڈویلپمنٹ پروگرام کے ساتھ ایک مشترکہ منصوبے کے تحت کچھ اقدامات کا آغاز کیا ہے تاکہ گلیشئروں کی جمیلیوں کے سیلابوں جیسے واقعات کے خطرات کی نشاندہی اور ان کا انتظام کیا جاسکے۔<sup>16</sup> وزارت خزانہ کی جانب سے مالی سال 25ء میں جاری کیے گئے مالی خطرے کے گوشوارے میں ماحولیاتی مسائل کا انتظام کرنے کے لیے فعال منصوبہ بندی، فنڈنگ کے متنوع ذرائع اور ہدف کے مطابق پالیسی اقدامات کے استخراج پر مشتمل ایک جامع طرز فکر اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ ان میں یہ اقدامات شامل ہیں: قابل تجدید توانائی کے منصوبوں کے لیے

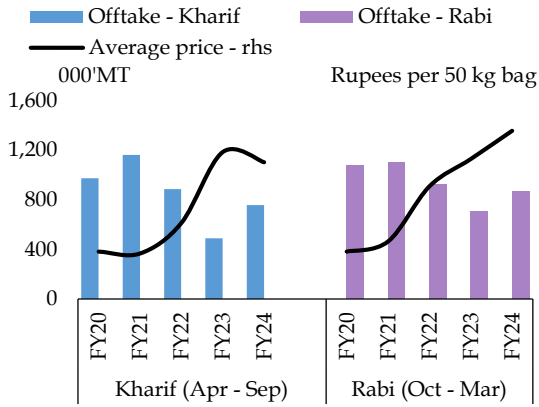
ترغیبات، ماحولیات سے ہم آہنگ زرعی طریقوں کی حوصلہ افزائی، آفات کے لیے تیاری اور رد عمل کی خاطر بجٹ میں رقوم مختص کرنا، بین الاقوامی تنظیموں اور امدادی ایجنسیوں کے ساتھ اشتراک کی کوشش کرنا اور ماحولیات اور آفات کے خطرے کے انتظامات کے طریقہ کار کو یکجا کرنا۔ ان کوششوں سے قطع نظر، اس وقت ماحولیاتی تبدیلی کی کارکردگی کے اشاریے کی درجہ بندی میں پاکستان 30 ویں نمبر پر ہے اور سب سے ضرر پذیر ہونے کے باوجود اس کا شمار درمیانی کارکردگی دکھانے والوں میں کیا جاتا ہے۔<sup>17</sup> یہ بات مد نظر رکھتے ہوئے کہ تمام محاذوں پر ماحولیاتی ایکشن سے متعلق عالمی کوششیں سست رفتاری کا شکار ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ ملکی اور عالمی لحاظ سے مشترکہ اقدامات کیے جائیں، جیسے رکاری ایجنسیوں سے قابل تجدید توانائی کے ذرائع پر منتقلی کے ذریعے کاربن کے اخراج کو کم سے کم کرنا۔<sup>18</sup>

دیگر اقدامات میں گلیشیئروں کے پانی کے ذخائر کے تحفظ کے ذریعے زمین کا پائیدار استعمال کرتے ہوئے گلیشیئروں سے گھرے علاقوں میں انسانی عمل دخل کم کرنا، اور گلیشیئروں کے پگھلنے کے سبب پانی کی فراہمی میں تبدیلیوں کا انتظام کرنے کے لیے ذخیرہ کاری اور تقسیم سمیت پانی کے انتظام کی حکمت عملیاں بنانا، سیاحت کی ضابطہ کاری کرنا، گلیشیئروں کو نقصانات سے بچانے کے لیے کوہ پیما کی پائیدار مشقوں کو یقینی بنانا اور گلیشیئروں کے پگھلنے کے عمل کو سست کرنے کے لیے مصنوعی گلیشیئر اور برف کی چادریں بنانے کی جدید ٹیکنالوجیوں کو دریافت کرنا شامل ہیں۔<sup>19</sup>

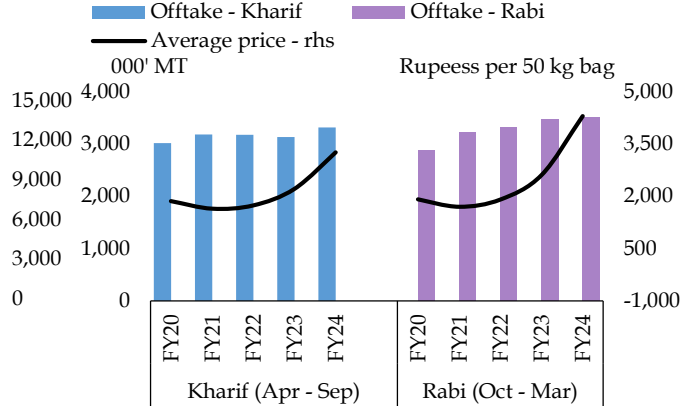
### حوالہ جات:

- 1 اس بات کا 66 فیصد امکان ہے کہ سطح کے قریب سالانہ اوسط عالمی درجہ حرارت 2023ء تا 2027ء کے دوران 1.5 فیصد زیادہ ہو گا۔ جبکہ اس بات کا 98 فیصد امکان ہے کہ اگلے پانچ برسوں میں سے ایک گرم ترین سال ریکارڈ کیا جائے گا۔ ماخذ: عالمی موسمیاتی تنظیم۔
- 2 ماخذ: وزارت خزانہ (2024ء)، پاکستان اقتصادی سروے 2023-24ء۔ اسلام آباد۔
- 3 MoEckstein, D., Künzel, V., & Schäfer, L. (2021). عالمی ماحولیاتی خطرے کا اشاریہ۔ یون: جرمن وائچ۔
- 4 ماخذ: ورلڈ بینک گروپ، پاکستان، ملک، ماحول اور ترقیاتی رپورٹ، نومبر 2022ء۔
- 5 ماخذ: حکومت پاکستان۔ تازہ ترین قومی متعین کردہ حصہ 2021ء۔
- 6 ماخذ: وزارت خزانہ (2024ء)، پاکستان اقتصادی سروے 2023-24ء۔ ضمیمہ سوم: پاکستان کے سیلاب 2022ء کے اثرات کا جائزہ۔ اسلام آباد۔
- 7 آئی سی آئی ایم اوڈی۔ (2023ء)۔ ہندو کش ہمالیہ میں پانی، برف، معاشرہ اور ماحولیاتی نظام: ایک منظر نامہ۔
- (P. Wester, S. Chaudhary, N. Chettri, M. Jackson, A. Maharjan, S. Nepal, & J. F. Steiner [Eds.]). ICIMOD. <https://doi.org/10.53055/ICIMOD.1028>
- 8 ماخذ: وزارت خزانہ (2024ء)، پاکستان اقتصادی سروے 2023-24ء۔ اسلام آباد: وزارت خزانہ۔
- 9 ماخذ: یونائیٹڈ نیشنز ڈویلپمنٹ پروگرام، پاکستان کے شمالی علاقوں میں گلیشیئر کی جھیلوں سے سیلاب کے خطرات میں کمی کی پیش گوئی۔
- 10 نور، ایس، محمود، ایس، اور حبیب، ڈبلیو۔ (2024ء)۔ مربوط آبی اور جغرافیائی ڈیٹا کے طرز فکر کو استعمال کرتے ہوئے عطا آباد جھیل میں سیلاب آنے کے خطرے کا جائزہ۔ ایڈوانسڈ جیو میٹیکس-57، 4(1) 67۔
- 11 Moazzam, M. F. U., Bac, J., & Lee, B. G. (2022). مغربی قراقرم کے خطے میں گلیشیئروں کی وقت اور مقام کی تقسیم پر ماحولیاتی تبدیلی کا اثر: مرکزی قراقرم نیشنل پارک سے متعلق کیس اسٹڈی۔ پانی، 14(19)، 2968۔
- 12 Simons, G. W. H., et al. آبپاشی کے پانی کے استعمال شدہ اور غیر استعمال شدہ حصوں کے استعمال کی مقدار کے تعین کا ایک منفرد طریقہ: پاکستان کے سندھ طاس آبپاشی کے نظام پر اطلاق۔ ”زرعی پانی کا انتظام، 106174 (2020): 236۔
- 13 ماخذ: انٹرنیشنل سینٹر فار انٹیگرٹڈ مینجمنٹ ڈویلپمنٹ، نیپال۔
- 14 ماخذ: ورلڈ بینک گروپ۔ پاکستان، ملک، ماحول اور ترقیاتی رپورٹ، نومبر 2022ء۔
- 15 ماخذ: ایشیائی ترقیاتی بینک، پاکستان میں ماحولیاتی تبدیلی کا خاکہ، 2017ء۔
- 16 ماخذ: پاکستان کے شمالی علاقوں میں گلیشیئروں کی جھیلوں سے سیلاب آنے کے خطرات میں کمی کی پیش گوئی۔ یونائیٹڈ نیشنز ڈویلپمنٹ پروگرام، (undp.org)۔
- 17 ماخذ: درجہ بندی، ماحولیاتی تبدیلی کی کارکردگی کا اشاریہ (ccpi.org)۔
- 18 ماحولیاتی تبدیلی پر اقوام متحدہ کا فریم ورک کنونشن (یو این ایف سی سی)، کوپ 28: کیا حاصل ہوا اور آئندہ کالانچ عمل۔ نومبر تا دسمبر 2023ء۔
- 19 Saidakbarovich, M. M., & Ogli, R. B. D. S. (2023). گلیشیئروں کا پگھلنا: کنٹرول اور نشیمن کی حکمت عملیاں۔ ویسٹرن یوریشین جرنل آف لیکو سٹیکس اینڈ ایجوکیشن، 1(3)، 26-33۔

شکل 2.6: ڈی اے پی کا استعمال اور قیمت



شکل 2.6 الف: پوریا کا استعمال اور قیمت



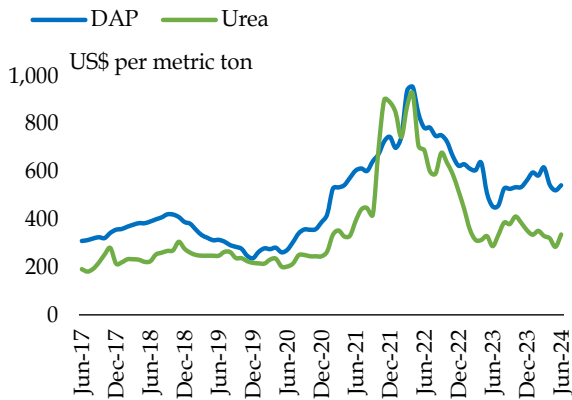
Source: National Fertilizer Development Centre

## کھاد

یہ بات مد نظر رکھتے ہوئے کہ ڈی اے پی کو زیادہ تر درآمد کیا جاتا ہے، خرید مال سال 24ء کے دوران ڈی اے پی کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی کی عکاسی ملکی قیمتوں میں بھی ہوئی۔ تاہم، مالی سال 24ء کی تیسری سہ ماہی میں چین اور روس کی جانب سے بالترتیب فاسفیٹ اور امونیا پر درآمدی پابندیاں عائد کرنے کی وجہ سے

مالی سال 24ء کے دوران بلند قیمتوں کے باوجود کھاد کے استعمال میں گزشتہ برس کے مقابلے میں اضافہ ہوا۔<sup>8</sup> اضافے کا اہم سبب فصلوں کی بہتر صورت حال اور زیر کاشت رقبے میں توسیع تھی (شکل 2.6 اور 2.6 ب)۔

شکل 2.7: ڈی اے پی اور پوریا کی عالمی قیمتیں



Source: World Bank

مالی سال 24ء کے خرید اور بیچ کے سیزن میں کھاد کے استعمال میں بالترتیب 5.8 فیصد اور 1.6 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ ڈی اے پی کے استعمال میں 54.2 فیصد اور 21.7 فیصد اضافہ ہوا۔ تاہم 10 سالہ اوسط سے تقابل کیا جائے تو مالی سال 24ء کے خرید سیزن میں تاریخی لحاظ سے بلند قیمتوں کے سبب ڈی اے پی کے استعمال کی سطح کم رہی۔<sup>9</sup>

مالی سال 24ء کے دوران بین الاقوامی مارکیٹ میں کھاد کی قیمتوں میں ان کی مالی سال 22ء کی بلند سطح کے مقابلے میں کمی واقع ہوئی (شکل 2.7)، تاہم ملکی قیمتیں بلند رہیں۔ کھاد کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی کا سبب ابتدائی طور پر کاشت کاروں کی قوت خرید میں کمی تھی، جبکہ بعد میں خام مال خصوصاً گیس کی عالمی قیمتوں میں کمی نے اس پر اثرات مرتب کیے۔<sup>10</sup>،<sup>11</sup>

<sup>8</sup> صوبائی حکومتوں کے اشتراک سے ذخیرہ اندوزی کے خاتمے کی کوششیں جاری ہیں۔ ماخذ: پی آر نمبر 259، پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ، حکومت پاکستان۔ اپریل 2024ء۔

<sup>9</sup> خرید مال سال 13ء تا مالی سال 22ء کے دوران ڈی اے پی کا اوسط سالانہ استعمال 792.8 ہزار ٹن رہا، جبکہ مالی سال 24ء میں یہ 757.0 ہزار ٹن تھا۔ ماخذ: نیچٹل فرٹیلائزر ڈیولپمنٹ سینٹر۔

<sup>10</sup> ماخذ: عالمی بینک - اجناس کی منڈیوں کے امکانات، اکتوبر 2023ء۔

<sup>11</sup> ماخذ: عالمی بینک - اجناس کی منڈیوں کے امکانات، اپریل 2024ء۔

## جدول 2.5: زرعی قرضوں کی تقسیم

ارب روپے			
شعبہ	م 22ء	م 23ء	م 24ء
<b>فارم شعبہ (پیداوار)</b>			
تمام فصلیں	374.7	438.8	483.0
باغبانی	34.4	36.6	45.4
کارپوریٹ کاشت کاری	57.0	110.6	156.4
دیگر	220.8	331.1	392.8
<b>ذیلی مجموعہ</b>	<b>686.9</b>	<b>917.1</b>	<b>1,077.6</b>
<b>فارم شعبہ (ترقیاتی)</b>			
ٹریکٹر	10.7	10.9	48.3
فارم مشینری	0.7	2.5	6.6
ٹیوب ویل	0.5	1.7	9.5
چھڑاؤ اور قطروں پر مبنی آبپاشی	0.0	-	0.3
دیگر	30.1	34.7	69.2
<b>ذیلی مجموعہ</b>	<b>42.0</b>	<b>49.7</b>	<b>133.9</b>
<b>غیر فارم شعبہ (جاری سرمایہ)</b>			
گلہ بانی / ڈیری	349.0	394.7	485.9
مرغبانی	222.9	261.0	313.8
دیگر	48.4	70.4	131.0
<b>ذیلی مجموعہ</b>	<b>620.3</b>	<b>726.0</b>	<b>930.7</b>
<b>غیر فارم شعبہ (مستحق سرمایہ کاری)</b>			
گلہ بانی / ڈیری	41.2	58.8	42.3
مرغبانی	19.9	15.4	21.3
دیگر	8.7	8.9	9.9
<b>ذیلی مجموعہ</b>	<b>69.7</b>	<b>83.1</b>	<b>73.5</b>
<b>جامع مجموعہ</b>	<b>1,418.9</b>	<b>1,776.0</b>	<b>2,215.7</b>

ماخذ: بینک دولت پاکستان

ڈی اے پی کی عالمی قیمتیں بڑھ گئیں۔<sup>12</sup> اس کے نتیجے میں ریج کے سیزن میں ملکی قیمتوں میں 20.2 فیصد تک اضافہ ہو گیا۔<sup>13</sup>

## زرعی قرضوں کی تقسیم

مالی سال 24ء کے دوران زرعی قرضوں کی تقسیم میں 24.8 فیصد اضافہ ہوا (جدول 2.5)۔ یہ اضافہ خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگتوں کے تناظر میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے مقررہ قرضوں کے ہدف کو بڑھا کر 2,250 ارب روپے تک کرنے سے ہم آہنگ تھا۔<sup>14</sup> اس کے علاوہ اسٹیٹ بینک نے کاشت کار برادری میں قرضوں کی مختلف اسکیموں کے بارے میں آگاہی بڑھانے کی کوششوں میں اضافہ کیا۔<sup>15</sup> گلہ بانی / ڈیری اور فصلوں کے شعبوں نے سب سے زیادہ قرضے حاصل کیے۔ مالی سال 24ء کے دوران فارم شعبے کی ترقی کے زمرے میں ٹریکٹروں کی خریداری کے لیے قرضوں میں خاصا اضافہ ہو گیا، جس کی عکاسی مالی سال 24ء کے دوران ٹریکٹروں کی فروخت میں 47.0 فیصد اضافے سے ہوتی ہے۔<sup>16</sup>

فارم شعبے کی ترقی کے قرضوں کا بڑا حصہ 'دیگر' کے زمرے کے تحت حاصل کیا گیا، جو مالی سال 24ء میں تقریباً دگنا ہو گیا۔ ان قرضوں میں کولڈ اسٹوریج، فارم مال برداری، پھلوں اور باغات، سبز مکانات، سرنگ کاشت کاری، زمین کو بہتر بنانے، بلند معیار کے بیجوں کی پروسسنگ کے یونٹوں اور فارم کی ترقی کے لیے این جی اوز کو قرضوں کی تقسیم شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کسان پیسج، فصلی بیمہ کے قرضے، برقی گودام رسید اور قرض گرووں کے لیے گلہ بانی بیمہ اسکیموں نے بھی قرضوں کی بلند تقسیم میں کردار ادا کیا۔<sup>17</sup>

12 ایضاً

<sup>13</sup> ریج 2024ء (اکتوبر تا مارچ) کے دوران ڈی اے پی کی اوسط قیمت 12,736 روپے فی 50 کلوگرام تھی، جبکہ ریج 2023ء میں یہ 10,599 روپے تھی۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

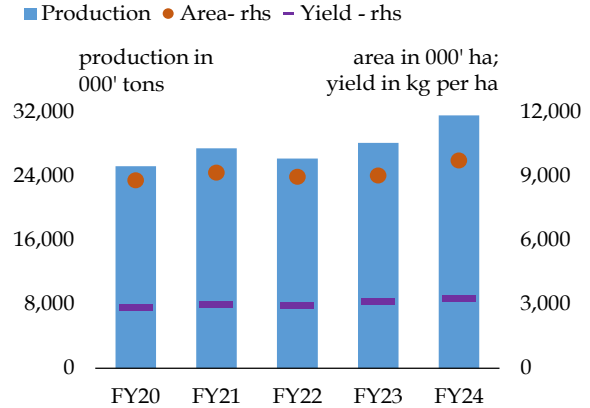
<sup>14</sup> زرعی مارکیٹ کی اطلاعات کے نظام (اے ایم آئی ایس) کے مطابق مالی سال 24ء کے دوران کپاس، کئی، گنے اور گندم کی پیداواری لاگت میں بالترتیب 51.7 فیصد، 46.5 فیصد، 61.2 فیصد اور 42.0 فیصد اضافہ ہوا۔

<sup>15</sup> ماخذ: اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز (84-2023-01/PR/PRD/M&ECD/18) ستمبر 2023ء۔

<sup>16</sup> ماخذ: پاکستان آٹو موٹو میٹو فیکچررز ایسوسی ایشن، پیداوار اور فروخت کی رپورٹ۔

<sup>17</sup> مارک اپ کے خاتمے کی اسکیم، حکومت پاکستان کی مارک اپ سبسڈی اسکیم، مارک اپ سبسڈی، بے زمین کسانوں کے لیے بلا سود قرضے اور خطرے میں شراکت داری کی اسکیم، اور میکانیک کے لیے خطرے میں شراکت داری کی اسکیم۔ ماخذ: اے سی اینڈ ایم ایف ڈی سرکلر نمبر 03 اور 04 برائے 2022ء، بینک دولت پاکستان۔

## شکل 2.8: گندم کی فصل



Source: Pakistan Bureau of Statistics

پیداوار  
گندم

مالی سال 24ء میں گندم کی فصل کی پیداوار 31.6 ملین ٹن کی ریکارڈ سطح پر رہی جبکہ مالی سال 23ء میں یہ 28.2 ملین ٹن تھی (شکل 2.8)۔ پیداوار میں اضافہ زیر کاشت رقبے میں اضافے اور بہتر یافتوں کے امتزاج کی بدولت ممکن ہوا، جبکہ آبپاشی کے پانی کی مناسب دستیابی کے حالات میں کھاد اور معیاری بیجوں کے استعمال سے بھی فائدہ پہنچا۔<sup>18</sup> فصلوں میں آلودگی سے مزاحم بیجوں کے استعمال کے ساتھ ساتھ رینج کے موسم میں کم بارشوں کی وجہ سے بھی مالی سال 24ء میں فصلوں کی آلودگی کے واقعات میں کمی دیکھی گئی۔<sup>19</sup> مزید برآں، حکومت نے مالی سال 24ء کے لیے کم از کم امدادی قیمت کو 3,900 روپے فی 40 کلوگرام پر برقرار رکھا، جو پیداواری لاگت کا احاطہ کرنے کے لیے کافی تھی۔<sup>20، 21</sup>

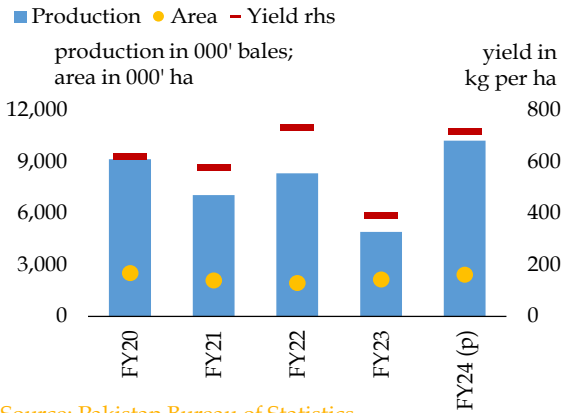
تاہم رینج مالی سال 24ء میں بارشوں کے رجحانات میں بے ترتیبی دیکھی گئی۔ دسمبر 2023ء میں شروع ہونے والا خشک موسم جنوری 2024ء کے تیسرے

ہفتے تک جاری رہا، جس سے بارانی علاقوں میں خشک سالی کی صورت حال پیدا ہو گئی۔<sup>22</sup> اگرچہ جنوری کے آخر میں ہونے والی بارشوں سے اس خشک موسم کی تلافی ہو گئی، تاہم مارچ میں زوالہ باری اور تیز ہواؤں کے ساتھ بے وقت کی بارشوں کے نتیجے میں کچھ علاقوں میں فصلوں کو نقصان پہنچا۔<sup>23</sup> اس سے قطع نظر، خام مال کے بہتر استعمال اور بلند یافتوں کی مدد سے ریکارڈ پیداوار کے حصول میں مدد ملی۔

## کپاس

مالی سال 24ء میں کپاس کی پیداوار میں بحالی ہوئی جبکہ پچھلے سال سے سیلاب کے باعث خاصے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ کپاس کی پیداوار میں بلند اضافے میں زیر کاشت رقبے اور یافت دونوں میں اضافے نے کردار ادا کیا (شکل 2.9)۔ مارچ 2023ء میں بوائے کے موسم سے کافی پہلے امدادی قیمتوں کے بروقت اعلان سے کاشت کاروں کو اس بات کی ترغیب ملی کہ وہ کپاس کی کاشت کے لیے زیادہ

## شکل 2.9: کپاس کی فصل



Source: Pakistan Bureau of Statistics

<sup>18</sup> کاشت کاروں نے مالی سال 24ء کے دوران گندم کی فصل کے لیے 46 فیصد مصدقہ بیجوں کو استعمال کیا ہے۔ ماخذ: بیو ایس ڈی اے۔ اناج اور فیڈ کی سالانہ رپورٹ، اپریل 2024ء۔

<sup>19</sup> ماخذ: بیو ایس ڈی اے۔ اناج اور فیڈ کی سالانہ رپورٹ، اپریل 2024ء۔

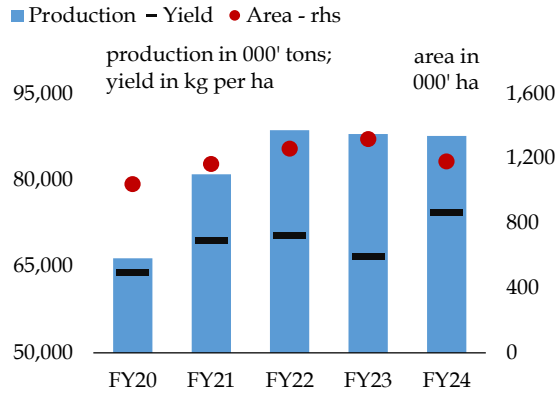
<sup>20</sup> ماخذ: وزارت خزانہ (پی آر نمبر 510-بتاریخ 30 دسمبر 2023ء)۔

<sup>21</sup> مالی سال 24ء کے دوران گندم کے لیے پنجاب اور سندھ میں اوسط کاشت کار کی پیداواری لاگت کا تخمینہ بالترتیب 3,303.5 روپے فی 40 کلوگرام اور 3,075.2 روپے فی 40 کلوگرام لگایا گیا ہے۔ ماخذ: گندم کی پالیسی کا تجربہ برائے 2023-24ء کی فصل۔

<sup>22</sup> ماخذ: ماہانہ ایگری میٹ لیٹن، نیشنل ایگری میٹ سینٹر، پاکستان محکمہ موسمیات، والیم: 2023-12 اور والیم: 2024-01 دسمبر 2023ء اور جنوری 2024ء۔

<sup>23</sup> ماخذ: ماہانہ ایگری میٹ لیٹن، نیشنل ایگری میٹ سینٹر، پاکستان محکمہ موسمیات، والیم: 2024-03 مارچ 2024ء۔

## شکل 2.11: گنے کی فصل



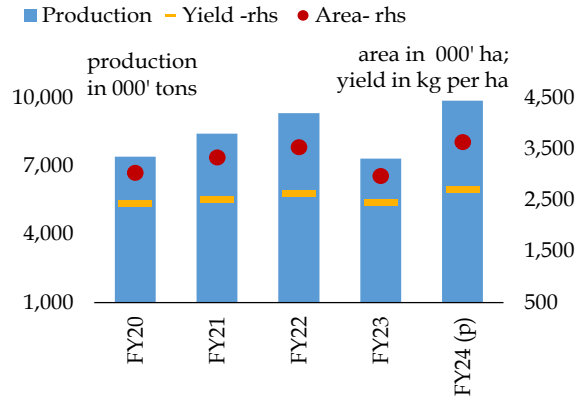
Source: Pakistan Bureau of Statistics

اور یافت کے 10.3 فیصد تک بڑھنے کی بدولت ممکن ہوا۔ زیر کاشت رقبے میں اضافے کی اہم وجوہات میں بلند قیمتیں اور بہتر برآمدی امکانات شامل ہیں، جبکہ مون سون کی سازگار بارشوں اور نئے بلند یافت کے حامل غیر باسستی چاول کی اقسام کے استعمال سے بھی یافت کو بڑھانے میں مدد ملی۔<sup>27</sup> مزید برآں، گذشتہ کچھ برسوں سے چاول کی پیداوار میں اضافے کا رجحان ہے جس سے بلند منافع اور برآمدی امکانات کی عکاسی ہوتی ہے۔ مالی سال 24ء میں چاول کی برآمدات کے لحاظ سے ایک اہم سنگ میل بھی عبور کیا گیا (دیکھیے باب 6)۔

## گنا

مالی سال 24ء میں گنے کی پیداوار میں 0.4 فیصد کی معمولی کمی ہوئی جس کا اہم سبب زیر کاشت رقبے میں 10.5 فیصد کمی تھی، جبکہ اس کی یافتوں میں 11.3 فیصد کی متاثر کن بہتری آئی (شکل 2.11)۔ امدادی قیمت میں اضافے کے باوجود زیر کاشت رقبے میں کمی کا سبب کاشت کاروں کی چاول اور مکئی جیسی دیگر مسابقتی فصلوں پر منتقلی تھی۔<sup>28</sup>

## شکل 2.10: چاول کی فصل



Source: Pakistan Bureau of Statistics

رقبے کو مختص کریں۔<sup>24</sup> مزید برآں، کیڑوں کے مزاحم بیجوں کا استعمال، سازگار موسم اور سیلاب کے باعث زمین کی زرخیزی میں اضافے کا نتیجہ بہتر یافت کی صورت میں برآمد ہوا۔<sup>25</sup>

اگرچہ مالی سال 24ء میں کپاس کی پیداوار بڑھ کر 10.2 ملین گانٹھوں تک پہنچ گئی جو گذشتہ برس 4.9 ملین گانٹھیں رہی تھی، تاہم پھر بھی یہ سالانہ ہدف کے مقابلے میں کم رہی۔ اس کمی کو پنجاب میں ہدف سے کم یافت سے منسوب کیا جا سکتا ہے جسے سفید مکھی کے حملوں اور بارش کے بے ترتیب رجحانات نے متاثر کیا۔<sup>26</sup> سندھ میں چنائی کے سیزن میں خشک موسم اور کیڑوں کے کم حملوں سے اس فصل کو فائدہ پہنچا۔

## چاول

مالی سال 24ء میں چاول کی 9.9 ملین ٹن کی ریکارڈ پیداوار حاصل ہوئی (شکل 2.10)۔ پیداوار کی اس سطح کا حصول زیر کاشت رقبے میں 22.2 فیصد اضافے

<sup>24</sup> ای سی سی نے کپاس (پھٹی) کی سرکاری قیمت 8,500 روپے فی 40 کلوگرام مقرر کی تھی۔ ماخذ: وزارت خزانہ (پی آر نمبر 325، 14 مارچ 2023ء)۔

<sup>25</sup> ماخذ: ناہانہ اقتصادی ایڈیٹ اور امکانات، اگست 2023ء، فنانس ڈویژن، معاشی مشیر ونگ، حکومت پاکستان۔

<sup>26</sup> ماخذ: پاک ایس سی ایم ایس پبلیشن، اسپارکو، وولیم XIII، شمارہ 10، سیریل نمبر 154، اکتوبر 2023ء۔

<sup>27</sup> ماخذ: نیو ایس ڈی اے۔ اناج اور فیڈ کی سالانہ رپورٹ، اپریل 2024ء۔

<sup>28</sup> مالی سال 24ء کے دوران خیبر پختونخوا اور پنجاب میں گنے کی علاقہ کی قیمت بڑھ کر 400 روپے فی 40 کلوگرام تک پہنچ گئی، جو مالی سال 23ء میں 300 روپے فی 40 کلوگرام تھی۔ سندھ میں مالی سال 24ء کے دوران اس کی قیمت بڑھ کر

425 روپے فی 40 کلوگرام ہو گئی جو مالی سال 23ء میں 302 روپے فی 40 کلوگرام تھی۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

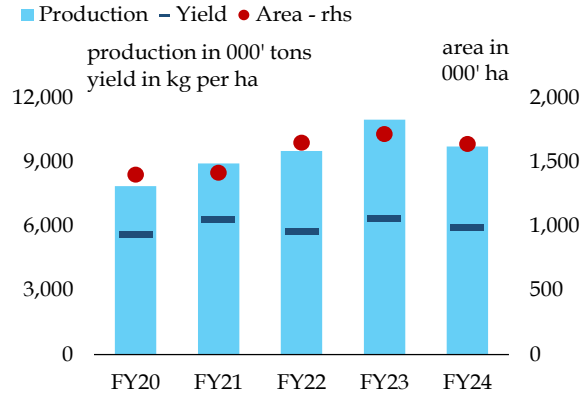
کار کپاس اور چاول جیسے زیادہ منافع بخش آپشنز پر منتقل ہو گئے جو گذشتہ دہائی کے رجحان سے مختلف ہے۔

### دیگر فصلیں

مالی سال 24ء میں دیگر فصلوں کی پیداوار میں معمولی کمی ہوئی۔ اس کا سبب زیر کاشت رقبے میں کمی تھی، کیونکہ کاشت کاروں نے زیادہ منافع بخش فصلوں کی کاشت کو ترجیح دی۔ چنے اور سبز چارے کی پیداوار میں مسلسل دوسرے برس کمی دیکھی گئی جس کا سبب یافٹوں اور زیر کاشت رقبے دونوں میں کمی تھی۔ (جدول 2.6)۔ تاہم خریدیف میں دالوں (خصوصاً مونگ اور ماش) کی پیداوار میں بحالی ہوئی۔ ایسا زیر کاشت رقبے میں کمی کے باوجود ہوا ہے جس سے بہتر یافٹوں کی عکاسی ہوتی ہے۔

مالی سال 24ء میں روغنی بیجوں کی پیداوار میں بہتر یافت کی بدولت خاصا اضافہ دیکھا گیا، جبکہ اس کے زیر کاشت رقبے میں کمی آگئی۔ ملک کی خوردنی تیل اور گھی

### شکل 2.12: مکئی کی فصل



Source: Pakistan Bureau of Statistics

### مکئی

مالی سال 24ء میں مکئی کی پیداوار میں 11.3 فیصد کمی ہوئی کیونکہ رقبہ اور یافت دونوں کم ہو گئے تھے (شکل 2.12)۔ مزید برآں، مرغابی کی فیڈ کی طلب میں کمی کی وجہ سے مکئی کی قیمتیں بھی گر گئیں۔<sup>29</sup> نتیجتاً، مالی سال 24ء میں کاشت

### جدول 2.6: دیگر فصلیں

رقبہ ہزار ہیکٹر میں: پیداوار ہزار ٹن میں: نمو فیصد میں

نمو	پیداوار		نمو	رقبہ				
	م 23ء	م 24ء		م 23ء	م 24ء			
مرچ	10.0	-23.9	120.6	109.6	3.6	-17.7	49.6	47.9
باجرہ	14.8	13.3	294.4	256.4	-1.2	6.2	237.8	240.6
چنا	-14.2	-22.9	209.1	243.6	-5.4	-2.2	797.0	842.7
آلو	1.4	4.8	8,434.4	8,319.8	-0.5	8.4	338.7	340.6
مونگ	13.6	-48.8	153.4	135.0	-7.7	-27.8	201.0	217.9
روغنی بیج	21.5	-18.9	2,728.0	2,245.0	-1.0	21.5	2819.0	2848.6
پیاز	25.0	-10.6	2,304.2	1,843.5	5.3	-3.8	142.7	135.5
ماش	31.9	-30.7	5.6	4.2	0.0	-13.4	7.0	7.0
سبز چارہ	-6.9	-1.9	176,881.3	190,020.5	-6.1	0.3	3,598.2	3,830.7

ن: نظر ثانی شدہ: ع: عبوری

ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2023-24ء - پاکستان دفتر شماریات

<sup>29</sup> ماخذ: یو ایس ڈی اے۔ اناج اور فیڈ کی سالانہ رپورٹ، اپریل 2024ء۔

<sup>30</sup> مالی سال 23ء کے مقابلے میں مالی سال 24ء کے دوران مکئی کی قیمت میں 6.7 فیصد کمی ہوئی۔ پاکستان دفتر شماریات۔

## گلہ بانی

مالی سال 24ء میں گلہ بانی کے قدر اضافی میں 4.5 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 23ء میں یہ 3.7 فیصد تک بڑھی تھی۔ اس شعبے میں زیادہ تحریک مرغبانی سے ملی جس نے دشواریوں کے باوجود مستحکم نمو درج کی (جدول 2.7)۔<sup>32</sup> مرغبانی کے شعبے کو درپیش اہم چیلنجوں میں فیڈ کا پست معیار، بیماریوں کا پھیلنا، فیڈ کے ایک اہم جز جی ای سویا پین کی درآمد پر پابندی اور بلند آپریشنل لاگت شامل ہیں۔<sup>33</sup>

مالی سال 24ء کے دوران دودھ کی پیداوار بڑھ کر 70.1 ملین ٹن تک پہنچ گئی، جو گذشتہ برس 67.9 ملین ٹن تھی۔<sup>34</sup> حالیہ برسوں کے دوران برآمدات میں بتدریج اضافے کے سبب گوشت کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔ گوشت کی پیداوار میں بڑا حصہ گائے کے گوشت کا ہے جبکہ حصے کے لحاظ سے مرغبانی دوسرے نمبر پر ہے، تاہم سالانہ پیداوار کے لحاظ سے بکرے کے گوشت کی پیداوار ان دونوں کے مقابلے میں بہت کم ہے۔<sup>35</sup>

## جدول 2.7: مرغبانی معنومات

تعداد ملین میں

م 24ء	م 23ء	م 22ء	
1,991	1,813	1,651	چوزے
2,065	1,887	1,725	مرغبانی کے پرندے
25,212	23,819	22,512	انڈے
2,362	2,160	1,977	* مرغبانی کا گوشت

\* ہزار ٹن میں

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

کی صنعت کے درآمدی خام مال پر بھاری انحصار کے تناظر میں یہ ایک اہم پیش رفت ہے۔ بڑھتے ہوئے درآمدی حجم کے سبب درآمدی روغنی بیجوں پر ملک کے انحصار کو کم کرنے کی پالیسی کوششیں بڑھانے کی ترغیب ملی ہے۔ اس ضمن میں روغنی بیجوں کی پیداوار بڑھانے کا پروگرام (مالی سال 20ء تا 24ء) بیجوں، خام مال اور مشینری پر زراعت کی فراہمی کے ذریعے کاشت کاروں کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔<sup>31</sup>

## جدول 2.8: صنعتی پیداوار میں نمو

فیصد

حصہ	م 24ء					م 23ء						
	م 24ء	م 23ء	سالانہ	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سالانہ	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4
صنعت	-1.1	-3.7	-1.1	-3.6	2.8	-1.2	-2.7	-3.7	-9.2	-6.6	1.7	-0.2
کان کنی اور کوہ کنی	0.3	-0.3	3.5	-5.3	0.6	4.3	15.4	-3.2	1.2	6.9	-1.1	-17.6
مینو فیکچرنگ	2.0	-3.4	3.1	4.8	3.4	2.1	2.3	-5.3	-12.3	-9.2	0.7	1.1
بڑا پیمانہ	0.5	-4.8	1.1	4.2	1.6	-0.7	-0.6	-9.8	-19.5	-14.5	-1.9	-1.3
چھوٹا پیمانہ	1.1	1.0	9.1	6.8	8.9	10.2	10.5	9.2	9.9	9.3	8.9	8.6
ذبیحہ	0.5	0.4	6.6	5.1	6.6	7.4	7.5	6.5	6.9	6.5	6.2	6.1
بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی	-3.3	1.2	-23.1	-35.5	17.2	-21.2	-32.7	9.9	9.1	0.5	24.0	8.3
تعمیرات	-0.2	-1.2	-1.5	-0.5	-9.0	-3.3	8.0	-9.2	-20.5	-5.6	-5.9	-4.8

ن: نظر ثانی شدہ؛ ع: عبوری

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

<sup>31</sup> ماخذ: وزارت قومی غذائی سلامتی اور تحقیق، پاکستان آئل سیڈ ڈویلپمنٹ، بیجوں کی توسیع کا قومی پروگرام۔

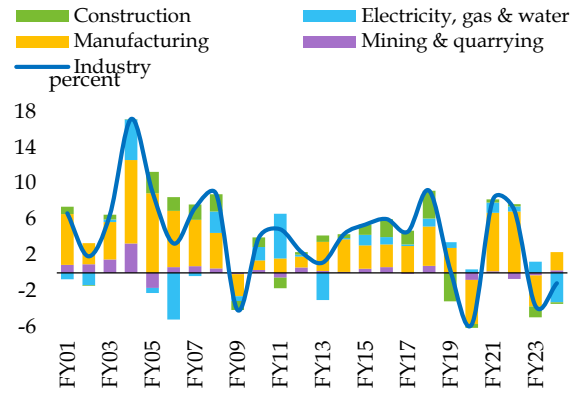
<sup>32</sup> مالی سال 23ء کے مقابلے میں مالی سال 24ء کے دوران مرغبانی کے پرندوں اور گوشت میں 9.4 فیصد نمو ہوئی۔ ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2023-24ء۔

<sup>33</sup> ماخذ: وزارت خزانہ (2024)، پاکستان اقتصادی سروے 2023-24ء۔ اسلام آباد۔ وزارت خزانہ۔

<sup>34</sup> ایضاً۔

<sup>35</sup> مالی سال 24ء میں گوشت کی مجموعی 5.8 ملین ٹن پیداوار میں گائے کے گوشت کا حصہ 45.3 فیصد، مرغبانی کا حصہ 40.6 فیصد، جبکہ بکرے کے گوشت کا حصہ 14.1 فیصد رہا۔ ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2023-24ء۔

## شکل 2.13: صنعت کی نمو میں شعبہ جاتی حصہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

## 2.3 صنعت

مالی سال 24ء کے دوران صنعتی جی ڈی پی میں 1.1 فیصد کا کم سکرٹاؤ دیکھا گیا جبکہ مالی سال 23ء کے دوران 3.7 فیصد کی واقع ہوئی تھی۔ اس بہتری کو کان کنی اور کوہ کنی اور مینو فیکچرنگ کی معمولی بحالی سے منسوب کیا جاسکتا ہے (جدول 2.8)۔ خصوصاً، مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں اضافہ ہوا، جبکہ پچھلے ڈیڑھ سال کے دوران اس میں مسلسل کمی دیکھی گئی تھی۔ اس سے قطع نظر، سخت زری اور مالیاتی پالیسیوں، خام مال کی بلند لاگت اور اجرتوں میں اضافے کے باعث کمزور ملکی طلب نے مجموعی صنعتی سرگرمیوں کو محدود کرنے میں کردار ادا کیا۔

صنعتی نمو کے اہم محرک کی حیثیت کے باعث مینو فیکچرنگ کی بحالی ایک حوصلہ افزا پیش رفت ہے (شکل 2.13)۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے میں مالی سال 24ء کے دوران معمولی اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 23ء کے دوران اس میں تقریباً 10 فیصد سکرٹاؤ ہوا تھا۔ ماہانہ رجحانات کو مد نظر رکھتے ہوئے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں بتدریج بحالی ہوئی اور مالی سال 24ء کے آخری تین مہینوں کے دوران اس میں اضافہ ہو گیا، جبکہ اس سے قبل مسلسل 21 مہینوں تک اس میں کمی کارخانہ تھا۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں سست اور بتدریج بحالی کو طلب اور رسد دونوں قسم کی دشواریوں سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ بلند مہنگائی اور سکرٹاؤ پر مبنی پالیسیوں کے تسلسل نے ملکی طلب کو محدود رکھا، جو صارفین کی قوت خرید میں مزید کمی کا باعث بنی۔ رسد کے لحاظ سے درآمدی پابندیوں میں نرمی اور اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی کے باعث خام مال کی دستیابی میں بہتری آگئی، تاہم توانائی کی قیمتوں میں ردوبدل کے سبب خام مال کی لاگت میں اضافہ ہو گیا۔ مزید برآں، سیاسی بے یقینی نے بھی صنعتی سرگرمی کو متاثر کیا۔

اس سے قطع نظر، حالیہ برسوں کے دوران مینو فیکچرنگ کے شعبے میں نمو طویل مدتی اوسط سے خاصی کم رہی ہے۔ اس تناظر میں باکس 2.2 میں عالمی بینک کے انٹریپرائز سرویز میں رکاوٹوں اور دشواریوں پر بحث کرتے ہوئے پاکستان میں مینو فیکچرنگ کی کارکردگی کو اجاگر کیا گیا ہے۔

## باکس 2.2: پاکستان میں مینو فیکچرنگ سرگرمیوں میں رکاوٹیں: عالمی بینک کے انٹریپرائز سرویز کے حقائق

عالمی بینک کے انٹریپرائز سرویز میں کاروباری ماحول پر اثر انداز ہونے والے مختلف عوامل کے متعلق آگاہی دی جاتی ہے جن میں مالیات تک رسائی، زمین تک رسائی، سیاسی عدم استحکام، بجلی کی رسد، عدالتیں اور تجارتی ضوابط شامل ہیں۔ یہ سرویز کچھ مدت بعد مختلف ممالک کے بارے میں منعقد کیے جاتے ہیں۔ ان سرویز میں کسی مدت کے دوران فرم کو درپیش سب سے بڑی رکاوٹ معلوم کرنے کے لیے پندرہ منتخب رکاوٹوں کی فہرست مرتب کی جاتی ہے۔ پاکستان کے متعلق 2007ء، 2013ء اور 2022ء میں کیے گئے سرویز دستیاب ہیں۔ تازہ ترین سروے میں سیاسی عدم استحکام کو کاروباری سرگرمی کو سب سے زیادہ متاثر کرنے والے عامل کے طور پر نشاندہی کی گئی ہے جبکہ دیگر عوامل میں مالیات تک رسائی، ٹیکس کی شرح، بجلی کی قلت، کرپشن، جرائم اور ٹیکس انتظامیہ شامل ہیں (جدول 2.2.1)۔ تاہم، ابتدائی دو سرویز اور تازہ ترین سروے میں فرق یہ ہے کہ اس میں دیے گئے جوابات میں زیادہ عوامل کو اجاگر کیا گیا ہے جس میں جواب کی skewness خاصی کم ہوئی ہے اور اس میں چند عوامل کے بجائے وسیع تر منظر نامے پر توجہ مرکوز ہے۔ مثلاً 2007ء اور 2013ء میں 73.4 فیصد اور 46.7 فیصد جوابات کے ساتھ بجلی کو سرفہرست رکاوٹ کی حیثیت حاصل تھی، جبکہ تازہ ترین سروے میں اس کی درجہ بندی نمبر 5 پر کی گئی ہے اور جوابات کی تعداد تقریباً 10 فیصد ہے۔ اس کے برعکس، کسٹم اور تجارتی ضوابط کو زیادہ اہمیت دی گئی، جبکہ پچھلے دو سرویز میں اس ضمن میں صرف 0.7 فیصد اور 1.4 فیصد جوابات دیے گئے تھے، کچھ ایسی ہی صورت حال دیگر تمام عوامل میں بھی دیکھنے میں آئی ہے۔

اس کی ایک مکمل وضاحت یہ ہو سکتی ہے: 2007ء اور 2013ء کے وقت کیے گئے سرویز میں بجلی کی قلت اور کرپشن جیسے عوامل کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ انہوں نے دیگر عوامل کی افادیت کو کم کر دیا تھا۔ اس سے قطع نظر، زیادہ اہم پہلو یہ ہے کہ دیگر وجوہات کو قابل ذکر وزن دیا گیا ہے جس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ مسائل کی شدت بڑھی ہے، وسعت اور اظہار دونوں لحاظ سے۔

پاکستان، جنوبی ایشیا اور بقیہ دنیا کے متعلق کیے گئے تازہ ترین سرویز کے نتائج کا تقابل تقریباً ایسی ہی صورت حال کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً، پاکستان اور جنوبی ایشیا میں فرمیں خاص طور پر یکساں عوامل کو پانچ سرفہرست رکاوٹیں قرار دیتی ہیں اور فرق صرف درجہ بندی کی ترتیب کا ہے جس کا سبب جواب کے پیمانے میں معمولی انحراف ہے۔ تاہم، پاکستان میں سرفہرست پانچ عوامل کے لیے 73.0 فیصد کا مشترکہ جواب جنوبی ایشیا کے 63.0 فیصد اور تمام معیشتوں کے 61 فیصد کے مقابلے میں قدرے زیادہ ہے۔ اس سے جنوبی ایشیائی خطے کے مقابلے میں پاکستان میں ان عوامل کی شدت کی افادیت اجاگر ہوتی ہے۔

یہ نتائج شواہد پر مبنی پالیسی کی تشکیل کے لیے موقع فراہم کرتے ہیں تاکہ ملک میں پائیدار صنعتی شعبوں کو پروان چڑھایا جاسکے۔ جن مسائل کو اجاگر کیا گیا ہے وہ ساختی نوعیت کے ہیں اور انہیں صرف مختلف فریقوں کے درمیان قریبی اشتراک اور تعاون کے ذریعے ہی حل کیا جاسکتا ہے۔ تازہ ترین سرویز میں سیاسی عدم استحکام کو سرفہرست رکاوٹ کی حیثیت حاصل ہے، جس کے معاشی نمو، سرمایہ کاری اور کاروباری اعتماد کے حوالے سے ممکنہ طور پر نقصان دہ مضمرات ہو سکتے ہیں۔ اس دشواری پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ ملک میں وسط تا طویل مدت کے دوران پالیسی کے تسلسل کو یقینی بنایا جائے۔ اسی طرح ایک اور اہم چیلنج مالیات تک رسائی ہے جو مالی شمولیت اور تعلیم میں اضافے کا متقاضی ہے۔ اس ضمن میں مشترکہ طور پر ڈیزائن کیے گئے آجرا نہ خواندگی کے پروگراموں کا انعقاد کیا جاسکتا ہے جن کے ذریعے قرضوں کے بے ضابطہ ذرائع کے مسئلے سے نمٹتے ہوئے بڑے قرض گیروں کے کردار کو کم کر کے کاروباری اداروں، خصوصاً چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (ایس ایم ایز) کی قرضوں تک رسائی کو بہتر بنانا ممکن ہے۔ آخر میں ٹیکس پالیسیوں اور شرحوں کو ہم آہنگ بنانے کے لیے ٹیکس انتظامیہ کو بہتر بنانے پر مرکوز مالیاتی اور ٹیکس اصلاحات کلیدی حیثیت رکھتی ہیں، جبکہ اس کے ساتھ قومی اور ذیلی قومی حکومتوں کو بھی سہولت فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔

### جدول 2.2.1: پاکستان کے لیے عالمی بینک کا اظہارِ رائے سرویز

سب سے بڑی رکاوٹ	پاکستان							
	2007		2013		2022			
	درجہ	فیصد فرمیں	درجہ	فیصد فرمیں	درجہ	فیصد فرمیں		
سیاسی عدم استحکام	4	11.2	7	0.9	3	9.4	1	25.9
مالیات تک رسائی	1	15.8	4	3.7	8	2.4	2	14.6
ٹیکس کی شرحیں	2	12.4	5	3.1	6	4.4	3	11.8
کرپشن	7	6.5	2	9.3	2	19.1	4	10.4
بجلی	6	7.4	1	73.4	1	46.7	5	10.2
زمین تک رسائی	13	3.2	6	1.9	14	0.2	6	7.3
کسٹم اور تجارتی ضوابط	9	3.7	9	0.7	10	1.4	7	6.6
کاروباری لائسنس اور پرمٹ	14	3.0	15	0.0	12	0.4	8	3.1
افراد کی قوت کے ضوابط	8	3.9	14	0.1	11	0.9	9	2.9
ٹرانسپورٹ	11	3.6	10	0.6	7	3.3	10	2.1
کم تعلیم یافتہ افرادی قوت	3	11.2	12	0.5	9	1.5	11	1.8
غیر رسمی شعبہ	5	10.3	13	0.3	15	0	12	1.6
عدالتیں	15	0.8	11	0.5	13	0.3	13	0.7
جرائم	12	3.5	3	4.3	4	5.5	14	0.5
ٹیکس انتظامیہ	10	3.6	8	0.8	5	4.5	15	0.4

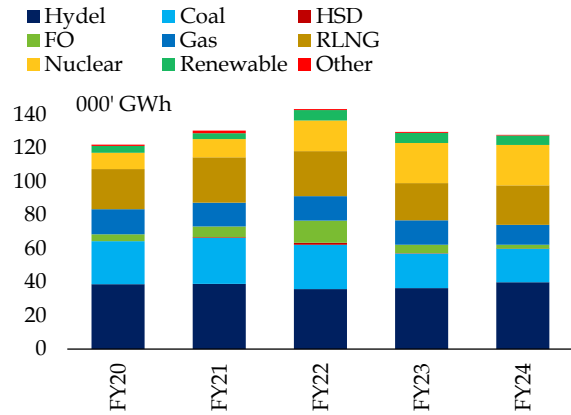
ماخذ: عالمی بینک

بڑھتا ہوا استعمال، کھاد کے معاملے میں چپسم کی کھپت، سیمنٹ کے لیے چونے کا پتھر اور فولاد کی پیداوار کے لیے خام لوہے کے استعمال کی عکاسی ہوتی ہے۔ خصوصاً، کونکے کی پیداوار میں اضافے سے گیس کی پیداوار میں کمی کی جزوی تلافی ہو گئی کیونکہ اس کے ذخائر میں مسلسل کمی ہو رہی ہے اور نئے ذخائر محدود تعداد میں دریافت ہوئے ہیں۔<sup>37، 38</sup>

### بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی

مالی سال 24ء کے دوران بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی میں سکڑاؤ دیکھا گیا، جس کے نتیجے میں صنعتی نمو میں 1.5 فیصدی درجے کمی ہوئی۔ یہ سکڑاؤ پیشتر کم طلب (شکل 2.14) کی وجہ سے بجلی کی پیداوار میں کمی کے ساتھ ساتھ مالی سال 24ء میں گیس کی کم طلب کے سبب ہوا۔

### شکل 2.14: بجلی کی پیداوار



Sources: NEPRA; SBP Easy Data

### جدول 2.9: اہم معدنیات کی پیداوار

پیداوار ہزار میٹرک ٹن میں؛ نمونہ فیصد میں

عمو	پیداوار	
	م س 23ء	م س 24ء
کونکے	15,069.8	20,319.3
قدرتی گیس*	1,189.5	1,140.6
خام تیل**	25.4	25.8
کرومائیٹ	155.6	213.0
میگنیشائیٹ	5.0	6.7
ڈولومائیٹ	544.3	532.7
چپسم	1,639.7	2,094.9
چونے کا پتھر	58,941.3	63,628.9
پہاڑی نمک	2,907.4	3,212.4
گندھک	11.7	9.3
بیرائٹس	141.0	125.6
خام لوہا	377.0	617.8
صاف کا پتھر	164.2	212.3
سنگ مرمر	5,714.4	7,041.3
دیگر	92.0	69.2

\* پیداوار ہزار ملین کیوبک فٹ میں

\*\* پیداوار ملین بیرل میں

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

### کان کنی اور کوہ کنی

کان کنی اور کوہ کنی میں تیزی سے بحالی ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس میں سکڑاؤ دیکھا گیا تھا۔ اس نمو میں کونکے، چپسم، چونے کے پتھر، خام لوہے اور سنگ مرمر نے اہم کردار ادا کیا (جدول 2.9)۔<sup>36</sup> ان معدنیات کی پیداوار میں اضافے سے منسلک صنعتوں میں سرگرمی ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً، بجلی کی پیداوار میں ملکی کونکے کا

<sup>36</sup> مالی سال 24ء کے دوران کان کنی اور کوہ کنی میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بڑھ کر 103.1 ملین ڈالر تک پہنچ گئی، جبکہ مالی سال 23ء میں 220.3 ملین ڈالر کا خالص اخراج ہوا تھا۔

<sup>37</sup> پاکستان میں گیس کے ذخائر مالی سال 18ء کے 1,458,936 ملین کیوبک فٹ سے کم ہو کر مالی سال 23ء میں 1,189,515 ملین کیوبک فٹ رہ گئے (ماخذ: پاکستان انرجی ایگزیکٹو، 2023ء)۔

<sup>38</sup> گیس کی رسد کو قدر اضافی کی حامل بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کو اخذ کرنے میں شامل کیا جاتا ہے، جبکہ اس کی پیداوار کان کنی اور کوہ کنی کی قدر اضافی کا حصہ ہے (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، نیشنل اکاؤنٹس آف پاکستان، بیس ایئر

۔ (2015-16ء)۔

ایسا سازی کا شعبہ	وزن		نمو		حصہ
	م 23ء	م 24ء	م 23ء	م 24ء	
بڑے پیمانے کی ایسا سازی	78.4		-10.3	0.9	
جس میں					
غذا	10.7		-7.1	1.7	
مشروبات	3.8		-6.6	-2.1	
تمباکو	2.1		-28.4	-23.0	
ٹیکسٹائل	18.2		-18.7	-5.2	
ملبوسات	6.1		25.7	8.2	
چمڑے کی مصنوعات	1.2		1.5	5.7	
لکڑی کی مصنوعات	0.2		-59.8	11.8	
کافہ اور بورڈ	1.6		-8.6	-0.4	
کوک اور پیٹرولیم	6.7		-13.4	9.8	
کیمیکلز	6.5		-6.9	5.3	
دواسازی	5.2		-28.8	15.7	
ربر	0.2		-3.8	-1.5	
غیر دھاتی معدنیات	5.0		-12.1	-5.3	
لوہا اور فولاد	3.4		-5.1	-4.4	
ڈھلی ہوئی دھات	0.4		-16.1	-7.8	
کمپیوٹرز، الیکٹرونکس اور بصری آلات	0.0		-30.3	-12.4	
برقی مصنوعات	2.0		-15.4	-9.5	
مشینری اور آلات	0.4		-45.3	45.5	
گاڑیاں	3.1		-50.0	-25.0	
دیگر ٹرانسپورٹ آلات	0.7		-40.8	-4.0	
فرنیچر	0.5		46.5	15.0	
دیگر ایسا سازی	0.3		20.6	7.6	

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

لاگت کی کارکردگی کے حصول کی کوشش میں توانائی کے ملکی ذرائع کے استعمال میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ آبی، قدرتی گیس اور قابل

سمعی شواہد کے مطابق گھرانوں اور کاروباری اداروں کی سولر پر منتقلی کے رجحان میں اضافے کے سبب کمزور ملکی طلب ممکنہ طور پر نظام میں پیدا ہونے والی بجلی پر انحصار میں کمی کا باعث بنی ہے۔ حکومتی زراعت میں کمی بھی اس کے سکڑنے کی ایک جزوی وجہ تھی۔<sup>39</sup>

<sup>39</sup> بجلی کے لیے نام قدر اضافی اخذ کرتے وقت زراعت کو بجلی کی پیداوار اور تقسیم کرنے والی کمپنیوں کی آمدنی کے طور پر شمار کیا جاتا ہے۔ چونکہ مالی سال 24ء کے دوران حکومت نے زراعت میں کمی کر دی تھی، لہذا بجلی کے خام قدر اضافی اور قدر اضافی میں کمی آگئی۔

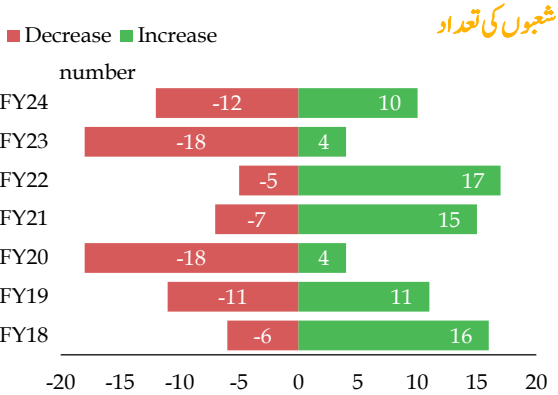
## مینوفیکچرنگ

مالی سال 24ء کے دوران مینوفیکچرنگ کے شعبے میں 3.1 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس اس میں خاصا سکڑاؤ دیکھنے میں آیا تھا۔ اس نمو کا اہم سبب بڑے پیمانے کی ایشیاسازی (ایل ایس ایم) تھی جس میں مالی سال 24ء کے دوران معمولی اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس اس شعبے میں کافی کمی دیکھی گئی تھی۔

بڑے پیمانے کی ایشیاسازی (ایل ایس ایم)<sup>42</sup>

مالی سال 24ء کے دوران بڑے پیمانے کی ایشیاسازی میں 0.9 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 23ء میں 10.3 فیصد کی خاصی کمی ہوئی تھی (جدول 2.10)۔ ماہانہ ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ پورے مالی سال 23ء میں سکڑنے کے بعد مالی سال 24ء کے دوران بڑے پیمانے کی ایشیاسازی کی پیداوار میں بتدریج بہتری آئی (شکل 2.15)۔ مالی سال 24ء کے دوران اشاریے میں 48 فیصد وزن کے حامل بڑے پیمانے کی ایشیاسازی کے تقریباً نصف ذیلی شعبوں کی پیداوار میں اضافہ دیکھا گیا (شکل 2.16)۔

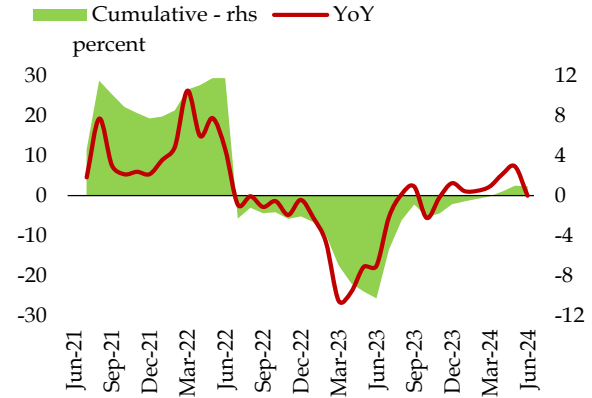
## شکل 2.16: پیداوار میں اضافہ اور کمی دکھانے والے ایل ایس ایم کے



Source: Pakistan Bureau of Statistics

تجدید توانائی جیسے سزایندھوں کے حصے میں خاصا اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔<sup>40</sup> اس سے قطع نظر، کونکے استعمال سمجھوتے پر مجبور کرتا ہے کہ قلیل مدتی مستعد لاگت اور درمیانی تا طویل مدت میں ماحولیاتی خدشات کو محدود کرنے کی ترجیحات میں سے کسی ایک کا انتخاب کیا جائے۔

## شکل 2.15: ایل ایس ایم کے مقداری اشاریے میں نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

## تعمیرات

مالی سال 24ء کے دوران تعمیرات کے ذیلی شعبے کے قدر اضافی میں 1.5 فیصد کمی ہوئی جو مالی سال 23ء میں 9.2 فیصد کمی کے مقابلے میں کم ہے۔ گذشتہ دو برسوں کے دوران تعمیراتی سرگرمیوں کو محدود کرنے والے عوامل میں سخت زری پالیسی کے باعث قرضوں کی بلند لاگت، تزقیاتی اخراجات میں کمی اور ملک میں کم ہوتی ہوئی لیکن ابھی تک بلند بے یقینی کی صورت حال شامل ہیں۔ مزید برآں، ٹیکسوں / ڈیوٹیوں اور اجرتوں میں اضافے کے حالات میں تعمیراتی مواد کی بڑھتی ہوئی لاگت نے بھی تعمیراتی سرگرمیوں کو محدود کرنے میں کردار ادا کیا۔<sup>41</sup>

<sup>40</sup> مالی سال 24ء کے دوران بجلی کی پیداوار میں آبی بجلی کا حصہ سب سے زیادہ (31.1 فیصد) تھا، جس کے بعد قدرتی گیس (27.8 فیصد) اور کوئلہ (15.7 فیصد) شامل تھے۔ قابل تجدید ذرائع کا استعمال بشمول شمسی، ہوائی اور باگاسی صرف 4.5 فیصد رہا۔

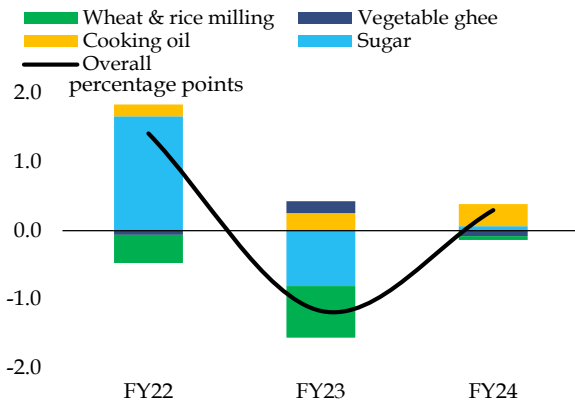
<sup>41</sup> مالی سال 24ء میں سینٹ اور فولاد کی مصنوعات کی اوسط قیمت میں بالترتیب 16.7 فیصد اور 11.2 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ بالترتیب 34.7 فیصد اور 25.1 فیصد بڑھی تھی۔

<sup>42</sup> یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے اگست 2024ء کے لیے جاری کردہ غیر تفصیلی ڈیٹا پر مبنی ہے۔

تاخیر کے باوجود مالی سال 24ء میں چینی کی پیداوار میں 1.3 فیصد اضافے سے سکروز کے حصول کی بلند شرح کی عکاسی ہوتی ہے۔ گندم اور چاول کی ملوں میں پروسیسنگ کا غذائی گروپ میں حصہ تقریباً 34 فیصد ہے، جس میں گندم اور چاول کی ریکارڈ پیداوار کی بدولت بہتری (کم سکڑاؤ دیکھا گیا) آئی۔

مالی سال 24ء میں مسلسل دوسرے برس مشروبات اور تمباکو کی پیداوار میں کمی دیکھی گئی۔ سمعی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ مشروبات کی پیداوار میں کمی کا سبب بائیکاٹ کے سبب کمزور طلب ہو سکتی ہے۔ جہاں تک تمباکو کا تعلق ہے تو گذشتہ دو برسوں میں اس شعبے پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کے اطلاق کا نتیجہ پیداوار کی کم رپورٹنگ کا سبب ہو سکتا ہے۔

### شکل 2.18: غذائی پیداوار کی مجموعی نمو میں حصہ

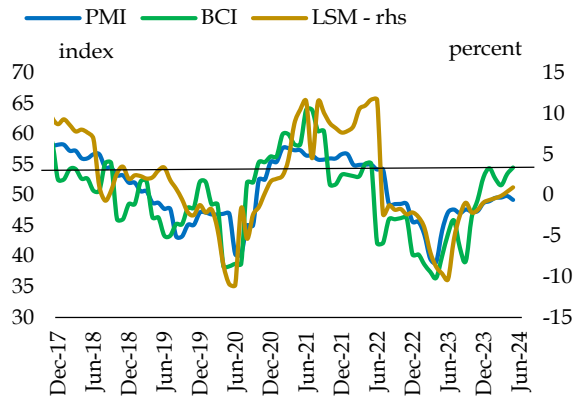


Source: Pakistan Bureau of Statistics

### ٹیکسٹائل

مالی سال 24ء کے دوران ٹیکسٹائل کی پیداوار میں 5.2 فیصد کمی ہوئی جبکہ مالی سال 23ء کے دوران یہ 18.7 فیصد تک گری تھی۔ مالی سال 24ء میں ٹیکسٹائل پیداوار کے نچلی ترین سطح تک پہنچنے کی عکاسی کسی حد تک خصوصاً سوتی دھاگے، ہوزری، بستری چادروں اور ملبوسات کے برآمدی حجم میں اضافے سے بھی ہوتی ہے

### شکل 2.17: ایل ایس ایم کی نمو اور پریچیزنگ میچر اشاریہ



Sources: State Bank of Pakistan; Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 24ء میں ایل ایس ایم کی پیداوار کی بحالی کو خام مال کی دستیابی میں بہتری سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ تاہم، درآمدی خام مال کی قیمتوں میں کمی کے باوجود بے یقینی کی بلند سطح اور خام مال کی لاگت میں اضافے نے بحالی کی رفتار کو محدود سطح پر رکھا۔ سکڑاؤ پر مبنی پالیسیوں کے تسلسل اور بلند مہنگائی کے باعث صارفین کی حقیقی آمدنی میں کمی کے حالات میں صارفین کی کمزور طلب ملکی مانگ میں کمی کا باعث بننے والے اہم عوامل تھے۔

بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کی کارکردگی کی عکاسی پریچیزنگ میچر انڈیکس (پی ایس آئی) سمیت کاروباری اعتماد میں بہتری سے ہوتی ہے۔ مئی 2023ء میں کاروباری اعتماد کے اشاریے (بی سی آئی) میں خاصی بہتری آئی ہے (شکل 2.17)۔ مزید برآں، مالی سال 24ء کے دوران پیداواری گنجائش کے استعمال کے کاروباری جائزے میں بھی بہتری دیکھی گئی۔

### غذا، مشروبات اور تمباکو

مالی سال 24ء کے دوران غذائی گروپ میں 1.7 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 23ء میں 7.1 فیصد کمی آئی تھی۔ یہ نمو قدرے وسیع البنیاد تھی، جس میں خوردنی تیل سرفہرست رہا اور چھ میں سے چار زمروں کی پیداوار میں اضافہ درج کیا گیا (شکل 2.18)۔ خوردنی تیل کی نمو پام آئل کی کم بین الاقوامی قیمتوں کا نتیجہ تھی۔<sup>43</sup> گنے کی پیداوار میں کمی اور کچل کاری کے آغاز میں

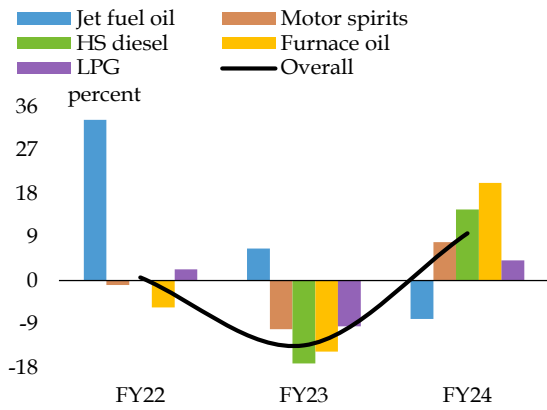
<sup>43</sup> مالی سال 24ء کے دوران پام آئل کی اوسط قیمتیں کم ہو کر 860.8 ڈالر فی میٹرک ٹن پر آگئیں جبکہ مالی سال 24ء میں یہ 949 ڈالر فی میٹرک ٹن اور مالی سال 22ء میں 1404 ڈالر فی میٹرک ٹن تھیں (ماخذ: عالمی بینک)۔

فرنس آئل برآمد کرنے کی اجازت دینے کے فیصلے سے منسوب کیا جاسکتا ہے  
(باب 6)۔

### دواسازی

مالی سال 24ء کے دوران دواسازی کی پیداوار میں 15.7 فیصد کا خاطر خواہ اضافہ  
ہوا جبکہ گذشتہ برس اس میں 28.8 فیصد کی خاصی کمی آئی تھی۔ دواسازی کے  
شعبے کی پیداوار میں سیرپ اور گولیوں کا حصہ تقریباً 84 فیصد ہے اور اس شعبے  
میں ہونے والی نمو میں سارا حصہ ان دونوں اجزاء کی مصنوعات پر مشتمل تھا۔

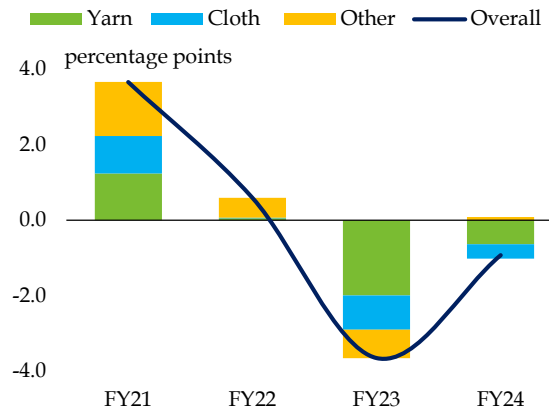
### شکل 2.20: پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 24ء میں دواسازی کے شعبے کی پیداوار کو متعدد عوامل سے تقویت ملی۔  
ان میں خام مال کی دستیابی میں اضافہ، درآمدی خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت  
کے حالات میں ڈرگ ریگولیشن اتھارٹی آف پاکستان کی جانب سے ادویات کی  
قیمتوں کی ڈی ریگولیشن اور برآمدات میں اضافہ شامل ہیں۔<sup>48</sup>

### شکل 2.19: ٹیکسٹائل کی مجموعی نمو میں حصہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

(شکل 2.19)۔<sup>44</sup> بلند برآمدی حجم سے قطع نظر پیداوار کی بحالی اور خام مال کی  
دستیابی میں اضافے (باب 6) کے فوائد کو کسی حد تک خام مال کی بلند لاگتوں نے  
محدود رکھا۔<sup>45، 46</sup>

خصوصاً، بلند شرح سود اور برآمدی نوعیت کی صنعتوں کے لیے توانائی پر زرائعات  
کی واپسی پیداوار کی مجموعی لاگت میں اضافے کا باعث بنی ہے۔ مزید برآں، کم از  
کم اجرت میں 28.0 فیصد اضافہ کر کے اسے 32,000 روپے ماہانہ کر دیا گیا، جس  
سے پیداواری لاگت مزید بڑھ گئی۔

### پیٹرولیم مصنوعات

مالی سال 24ء کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں بحالی ہوئی اور اس میں  
9.8 فیصد نمو دیکھی گئی جبکہ گذشتہ برس 13.4 فیصد کمی آئی تھی (شکل 2.20)۔  
کمزور ملکی طلب میں اضافے کے باوجود پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں اضافے  
کو پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات میں کمی کے ساتھ ساتھ حکومت کی جانب سے

<sup>44</sup> دھاگے اور کپڑوں کے 8.9 فیصد اور 7.3 فیصد اوزان کے ساتھ مجموعی ٹیکسٹائل کے وزن میں ان کا حصہ تقریباً 90 فیصد بنتا ہے۔

<sup>45</sup> مالی سال 24ء میں پیٹرولیم مصنوعات کے درآمدی حجم میں 12.9 فیصد کمی ہوئی، جبکہ خام تیل کے درآمدی حجم میں 11.8 فیصد اضافہ ہو گیا۔

<sup>46</sup> یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ملکی ریفرنڈیم نے فرنس آئل پیدا کرنے کی استعداد حاصل کر لی ہے۔ تاہم، بجلی کے شعبے کی جانب سے طلب میں کمی کے باعث ریفرنڈیم کے پاس اضافی فرنس آئل موجود ہے۔ فاضل فرنس آئل کی  
برآمدات کی اجازت دینے سے ریفرنڈیم کے لیے پیداواری گنجائش کے اضافی استعمال کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔

<sup>47</sup> فروری 2024ء میں وفاقی حکومت نے دواساز کمپنیوں کو تقریباً 146 ادویات کی قیمتوں کا تعین کرنے کی اجازت دی تھی، جو ادویات کی لازمی قومی فہرست میں شامل نہیں ہیں۔

<sup>48</sup> مالی سال 24ء کے دوران ادویات کی مصنوعات کی برآمدات میں اضافہ ہو گیا۔ اس میں بیشتر اضافہ افریقی ممالک میں مرکوز تھا۔ ادویات اور آئی سی مصنوعات میں خاص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری مالی سال 23ء کے 7.3 فیصد  
سے بڑھ کر مالی سال 24ء میں 38.0 بلین ڈالر ہو گئی۔

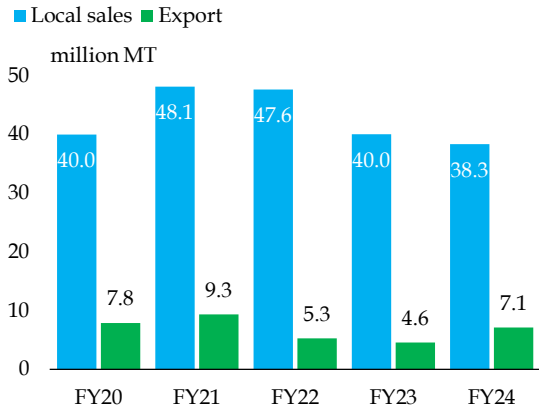
## تعمیرات اور منسلک صنعتیں

مالی سال 24ء میں تعمیراتی شعبے کی کارکردگی کے مطابق منسلک صنعتوں کی پیداوار بھی کمزور رہی۔ مالی سال 24ء کے دوران تعمیرات کے اہم خام مال میں شامل سیمنٹ اور فولاد کی پیداوار میں کمی آئی۔ اس کے علاوہ تعمیراتی سرگرمیوں میں سست رفتاری اور توانائی کی قیمتوں میں اضافے سے بھی ان جاذب توانائی صنعتوں میں پیداوار کی حوصلہ شکنی ہوئی۔

## سیمنٹ

مالی سال 24ء کے دوران سیمنٹ کی پیداوار میں 4.5 فیصد کمی ہوئی، جو مالی سال 23ء میں 13.7 فیصد کمی کے مقابلے میں خاصی کم ہے۔ اس کمی کا اہم سبب سیمنٹ کی ملکی ترسیلات میں کمی تھی جسے بڑھتی ہوئی قیمتوں سے منسوب کیا جاسکتا ہے (شکل 2.22)۔ دوسری جانب، سیمنٹ کی برآمدات میں قابل ذکر اضافہ ہوا اور یہ مالی سال 23ء کی 4.6 ملین میٹرک ٹن سے بڑھ کر مالی سال 24ء میں 7.1 ملین میٹرک ٹن تک پہنچ گئیں (باب 6)۔

## شکل 2.22: سیمنٹ کی ترسیلات



Sources: Pakistan Bureau of Statistics; APCMA

## فولاد

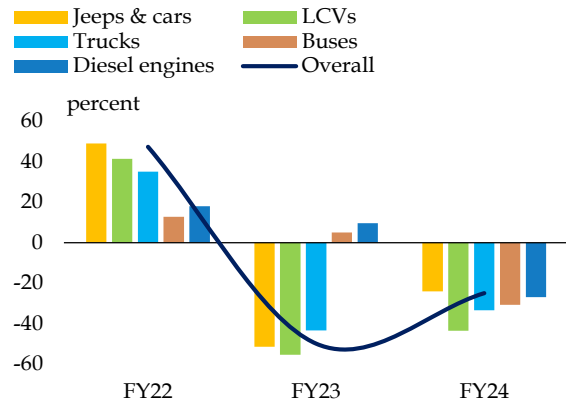
مالی سال 24ء کے دوران فولاد کی پیداوار میں 4.4 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس 5.1 فیصد سکڑاؤ دیکھنے میں آیا تھا (شکل 2.23)۔ اس کمی کو فولاد کی کمزور طلب

## گاڑیاں

مالی سال 24ء کے دوران گاڑیوں کی پیداوار کمزور رہی اور ان میں 25.0 فیصد کمی دیکھی گئی، جبکہ گذشتہ برس اس شعبے میں 50.0 فیصد کمی دیکھنے میں آئی تھی۔ یہ کمی وسیع البیناد تھی کیونکہ اس شعبے کے تمام زمروں میں دوہندسی کمی دیکھی گئی اور سب سے زیادہ کمی لائٹ کمرشل وہیکلز، کاروں، اور جیپوں کی پیداوار میں درج کی گئی (شکل 2.21)۔

مالی سال 23ء کے آغاز سے گاڑیوں کی صنعت کو کئی مشکلات کا سامنا رہا ہے جن

## شکل 2.21: گاڑیوں کی پیداوار میں نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

میں خام مال کی دستیابی، معاشی سست رفتاری کے حالات میں صارفین کی جانب سے کمزور طلب، گاڑیوں کی بلند قیمتیں اور قرضوں کی لاگت میں اضافہ شامل ہیں۔ ٹریکٹروں کی پیداوار اور فروخت کے علاوہ مالی سال 24ء میں گاڑیوں کے دیگر زمروں میں یونٹوں کی پیداوار اور فروخت میں نمایاں کمی دیکھی گئی، جو حجم کے لحاظ سے مالی سال 20ء، وہ سال جو کووڈ 19 سے متاثر تھا، کے بعد سے اس کی کم ترین سطح ہے۔<sup>49, 50</sup>

<sup>49</sup> بڑے پیمانے کی ایشیائی سازی کے ڈیٹا میں ٹریکٹروں کی پیداوار کی درجہ بندی مشینری اور سازو سامان کے زمرے میں کی جاتی ہے۔

<sup>50</sup> فارم شعبے کی ترقی کی مدد میں فارم ٹریکٹروں کی خریداری کے لیے قرضوں کی تقسیم مالی سال 24ء میں بڑھ کر 48.3 ارب روپے تک پہنچ گئی، جبکہ مالی سال 23ء میں یہ 10.9 ارب روپے تھی۔

## جدول 2.11: خدمات میں نمو

فیصد

حصہ	م 24ء تا						م 23ء تا					
	م 23ء تا	م 24ء تا	سالانہ	سہ ماہی	سہ ماہی	سہ ماہی	سالانہ	سہ ماہی	سہ ماہی	سہ ماہی	سہ ماہی	
خدمات کا شعبہ	2.2	0.0	2.2	3.7	1.6	1.3	2.0	0.0	-3.7	-1.2	2.4	2.7
تھوک اور خوردہ تجارت	1.1	-1.3	3.4	4.8	2.9	2.6	3.4	-4.0	-9.8	-6.4	0.7	0.2
ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری	0.3	0.7	1.9	2.1	0.9	2.2	2.4	3.8	1.9	5.3	4.4	3.6
رہائش اور غذائی خدمات کی سرگرمیاں (ہوٹل اور ریستوران)	0.1	0.1	4.1	3.2	4.1	4.6	4.7	4.1	4.3	4.1	4.0	3.9
اطلاعات اور مواصلات	0.0	0.0	0.3	7.9	-5.6	-4.5	4.0	-0.7	-5.5	-1.5	4.4	-0.3
مالیات اور بیمہ کی سرگرمیاں	-0.3	-0.3	-10.7	-2.5	-7.4	-15.2	-15.9	-10.0	-21.8	-13.8	-3.5	0.2
ریئل اسٹیٹ سرگرمیاں	0.4	0.4	3.7	2.9	3.7	4.2	4.2	3.7	4.0	3.7	3.6	3.6
نظم عامہ اور سوشل سیورٹی (عمومی حکومت)	-0.6	-0.6	-7.3	-0.2	-7.6	-10.5	-10.0	-7.0	-17.0	-11.1	-3.1	4.5
تعلیم	0.4	0.2	8.5	9.0	8.7	8.3	8.1	5.1	4.7	4.9	5.2	5.7
انسانی صحت اور سماجی سرگرمیاں	0.2	0.2	5.6	5.9	5.6	5.1	5.6	8.8	8.8	9.1	9.0	8.5
دیگر نجی خدمات	0.5	0.6	3.6	3.4	3.3	3.8	3.9	4.2	3.9	4.2	4.3	4.5

ن: نظر ثانی شدہ؛ ع: عبوری

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

خدمات کے شعبے کے سب سے بڑے اجزا تھوک اور خوردہ تجارت میں اوسط سے کم اضافہ ہوا اور اسے زیادہ تحریک اہم فصلوں کی پیداوار، ایل ایس ایم میں بحالی اور درآمدی حجم میں اضافے سے ملی۔ تاہم، بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کی کمزور کارکردگی، قرض گیری کی بلند لاگت اور توانائی کی قیمتوں میں تیزی سے اضافے نے زراعت کے شعبے کے مثبت اثرات کی جزوی تلافی کر دی۔

اور اس کی بلند قیمتوں سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مزید برآں، گاڑیوں، بھاری مشینری اور ساز و سامان، سلائی اور گنے کی مشینری جیسی منسلک صنعتوں میں کمزور پیداوار نے بھی فولاد کی صنعت میں خصوصاً چھٹے فولاد کی پیداوار پر منفی اثرات مرتب کیے۔

## 2.4 خدمات

مالی سال 24ء کے دوران ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری کے شعبوں میں 1.9 فیصد نمو ہوئی جس کا اہم سبب ریلویز، آبی ٹرانسپورٹ اور ڈاک خانے کی خدمات میں مثبت قدر اضافی تھی (جدول 2.12)۔ آبی ٹرانسپورٹ کے بڑھنے کا اہم سبب بندرگاہوں اور کنٹینر ٹرمینلز پر مجموعی تجارتی پینڈنگ، درآمدات اور برآمدات میں اضافہ تھا۔ دوسری جانب، روڈ ٹرانسپورٹ میں نمو کمزور رہی جس کی نشاندہی گاڑیوں کی فروخت میں کمی کے رجحان سے ہوتی ہے۔ اس صورت حال کی عکاسی ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت سے بھی ہوتی ہے (شکل 2.24)۔

زرعی پیداوار میں اضافے اور ایل ایس ایم میں معمولی بحالی کے سبب خدمات کے شعبے میں 2.2 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 23ء کے دوران اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا تھا (جدول 2.11)۔ اس نمو کے اہم محرکات میں تھوک اور خوردہ تجارت، دیگر نجی خدمات اور تعلیم شامل ہیں۔ تاہم، عمومی حکومت، اور مالیات اور بیمہ کے شعبوں کے سکڑنے کی اہم وجوہات میں بلند مہنگائی اور معاشی استحکام کے ضمن میں اقدامات شامل ہیں۔

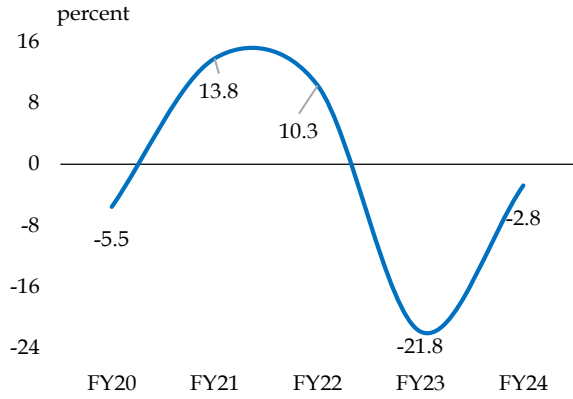
جدول 2.12: ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری میں نمو

فیصد

م س 24ء	م س 23ء	
10.3	27.2	ریلوے
15.2	-23.7	آبی ٹرانسپورٹ
4.4	27.3	فضائی ٹرانسپورٹ
1.2	4.3	روڈ ٹرانسپورٹ
14.8	-11.9	ڈاکھانے کی خدمات
-7.4	-18.9	پائپ لائن ٹرانسپورٹ
3.4	-4.1	ذخیرہ کاری

ماخذ: پاکستان دفنہ شماریات

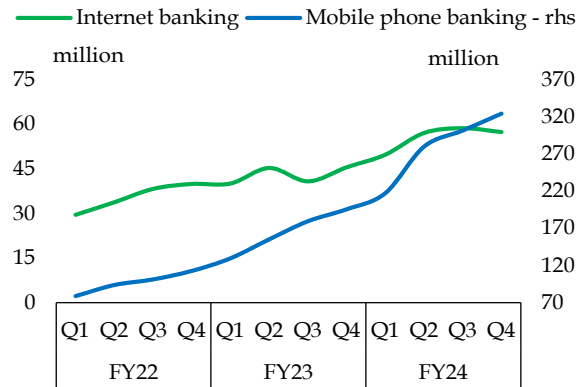
شکل 2.24: ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں نمو



Source: Oil Companies Advisory Council

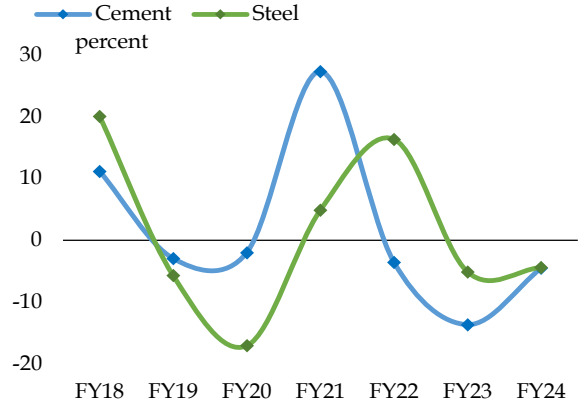
اس کے برعکس، مالی سال 24ء میں مالیات اور بیمہ کی سرگرمیوں میں مسلسل دوسرے برس کی کاررجان جاری رہا (جدول 2.13)۔ یہ شعبہ بلند شرح سود اور مہنگائی سے متاثر ہوا۔<sup>52</sup> اگرچہ مالی سال 24ء کے دوران جدولی بینکوں کے منافع میں اضافہ ہو گیا، تاہم قرضوں کے مقابلے میں ڈپازٹس میں قدرے تیزی سے

شکل 2.25: انٹرنیٹ اور موبائل بینکاری ٹرانزیکشنز کا حجم



Source: State Bank of Pakistan

شکل 2.23: سیمنٹ اور فولاد کی پیداوار میں نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 24ء میں اطلاعات اور مواصلات کی خدمات کے قدر اضافی میں نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی دیکھنے میں آئی تھی۔ ڈیجیٹل مالی خدمات کے بڑھتے ہوئے استعمال کے حالات میں موبائل سیلولر اور براڈ بینڈ صارفین کی بڑھتی ہوئی تعداد اس کا ایک جزوی سبب ہے (شکل 2.25)۔<sup>51</sup>

<sup>51</sup> موبائل فون کے صارفین کی تعداد مالی سال 24ء میں بڑھ کر 192.5 ملین تک پہنچ گئی جبکہ مالی سال 23ء میں یہ 190.9 ملین تھی۔ مالی سال 24ء میں براڈ بینڈ صارفین کی تعداد بڑھ کر 138.3 ملین تک پہنچ گئی، جو مالی سال 23ء میں 127.6 ملین تھی۔ ماخذ: پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی

<sup>52</sup> مالی سال 24ء کے بیشتر حصے میں پالیسی ریٹ 22.0 فیصد کی تاریخی بلند سطح پر رہا۔ جون 2024ء کے دوران اس میں 150 بیس پوائنٹس کمی کی گئی۔ ماخذ: بینک دولت پاکستان

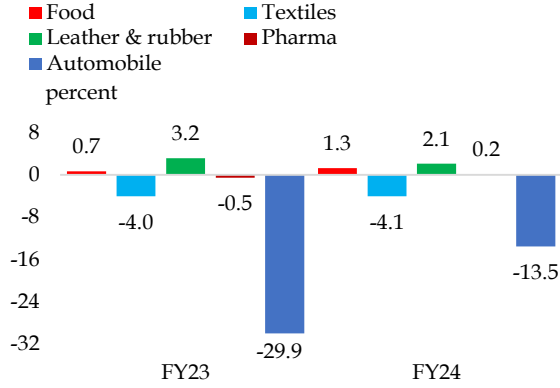
## جدول 2.13: مالیات اور بیمہ میں نمو

فیصد

م 24ء	م 23ء	
-22.8	-10.3	مرکزی بینکاری
-6.8	-12.9	دیگری وسطی
-7.3	-12.7	جدولی بینک
23.2	-25.1	غیر جدولی بینک
-58.2	60.3	بیمہ، ری انشورنس اور پنشن فنڈنگ
-20.7	-12.5	دیگر مالی خدمات
8.1	-19.5	منسلک خدمات

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

## شکل 2.26: پنجاب: اہم شعبوں کے روزگار میں نمو



Source: Punjab Bureau of Statistics

## 2.5 افرادی قوت کی مارکیٹ

مالی سال 24ء میں بڑے پیمانے کی ایشیائی کاری کی کارکردگی کی عکاسی کرتے ہوئے کاروباری اعتماد سروسے اور اعتماد صارف سروسے میں روزگار کے متعلق احساسات میں بھی کسی حد تک بہتری آئی ہے۔ دوسری جانب، روزگار کے ڈیٹا سے صنعتی روزگار میں قدرے کم بگاڑ ظاہر ہوتا ہے جو گاڑیوں اور ٹیکسٹائل کے شعبے کے حالات کا نتیجہ ہے۔

## پنجاب

مالی سال 24ء کے دوران پنجاب کے روزگار میں 1.8 فیصد کمی ہوئی، جبکہ گذشتہ برس 2.2 فیصد کمی ہوئی تھی۔ اس کمی کا محرک روزگار کے سب سے بڑے فراہم کنندہ شعبے ٹیکسٹائل اور گاڑیوں جیسی اہم صنعتیں تھیں (شکل 2.26)۔ چڑے اور ربڑ کی صنعتوں کے روزگار میں اضافہ ہو گیا لیکن اس کی رفتار سست رہی۔ تاہم، غذا اور دوا سازی کی صنعتوں کے روزگار میں قابل ذکر بہتری درج کی گئی جو بڑی حد تک ان شعبوں کے پیداواری رجحانات سے ہم آہنگ ہے۔

اضافے کے باعث قدر اضافی منفی ہو گیا۔<sup>53</sup>،<sup>54</sup> مزید برآں، سرمایہ کاریوں کی اکثریت حکومتی تمسکات میں مرکوز رہی جو قدر اضافی میں شامل نہیں ہوتی، کیونکہ منافع بخش شرح سود کی وجہ سے ان سرمایہ کاریوں پر خطرہ کم سے کم اور منافع بلند ہوتا ہے۔<sup>55</sup> بیمہ کمپنیوں نے مالی سال 23ء میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا، لیکن بلند مہنگائی کے سبب آمدنی میں کمی کے باعث مالی سال 24ء کے دوران اس میں کمی دیکھی گئی۔

عمومی حکومتی خدمات میں کمی جاری رہی، البتہ کم رفتار سے۔ یہ مالی سال 24ء میں حاصل کی گئی مالیاتی یکجائی سے ہم آہنگ ہے (باب 4)۔<sup>56</sup> زیر جائزہ مدت کے دوران رہائش اور غذائی خدمات، ریٹیل اسٹیمٹ سرگرمیوں اور دیگر نجی خدمات نے اپنی مالی سال 23ء کی نمو کی رفتار کو مالی سال 24ء میں بھی برقرار رکھا۔ جبکہ مالی سال 24ء کے دوران تعلیم میں خاصی نمو ہوئی، جو تعلیم پر صوبائی اخراجات میں 23.7 فیصد اضافے سے ہم آہنگ دکھائی دیتی ہے۔<sup>57</sup>

<sup>53</sup> ماخذ: بینک دولت پاکستان (2024ء)، سہ ماہی کیپینڈیم: بینکاری نظام کی شماریات۔

<sup>54</sup> مالیات اور بیمہ کے شعبوں میں قدر اضافی کو پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے ایک طریقے کے ذریعے اخذ کیا جاتا ہے، جو ضروری نہیں ہے کہ مالی اداروں کے اصل منافع کی عکاسی کرے۔

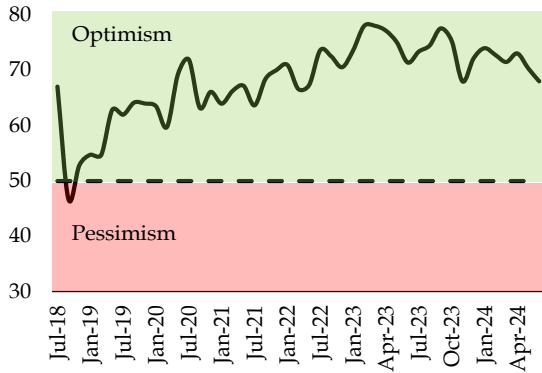
<sup>55</sup> ایضاً

<sup>56</sup> ماخذ: وزارت منصوبہ بندی برائے ترقی اور خصوصی اقدامات (2024ء)، سالانہ منصوبہ 2024-25ء۔

<sup>57</sup> ماخذ: صوبائی مالیاتی آپریشنز، وزارت خزانہ (2024ء)۔

گذشتہ چھ مہینوں کی مدت کے دوران روزگار کے مواقع کی تخلیق کے متعلق امید کا اظہار کیا، جبکہ مالی سال 23ء میں ان کی تعداد 45.9 فیصد تھی (شکل 2.27)۔ اس صورت حال کی عکاسی خدمات کے ساتھ ساتھ صنعتی شعبوں کی سرگرمیوں میں بہتری سے بھی ہوتی ہے۔

شکل 2.28: اعتمادِ صارف سروریز: بیزنس روزگار کا اشاریہ: (اگلے چھ ماہ)



Source: State Bank of Pakistan

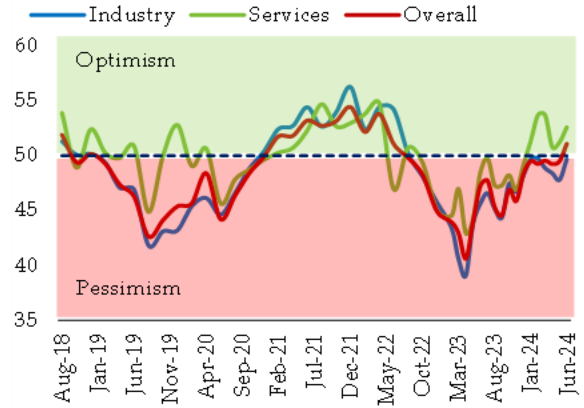
مالی سال 24ء کے دوران خدمات کے شعبے میں گذشتہ چھ ماہ کے دوران روزگار کے مواقع کی تخلیق کا اشاریہ بڑھ کر 50.2 فیصد تک پہنچ گیا، جو گذشتہ برس 46 فیصد تھا۔ مینوفیکچرنگ کے شعبے میں روزگار کے اشاریے میں بھی بہتری دیکھی گئی، اگرچہ یہ مالی سال 24ء میں 47.7 فیصد پر امید کی سطح سے کچھ نیچے رہا، تاہم مالی سال 23ء کے 45.6 فیصد سے زیادہ ہے۔ خدمات اور مینوفیکچرنگ کے شعبوں میں مستقبل میں روزگار کی تخلیق کے انڈیکس میں بھی قابل ذکر بہتری آئی، جس سے ملازمتوں کے بہتر امکانات کی نشاندہی ہوتی ہے۔

### اعتمادِ صارف سروے

اسٹیٹ بینک کے اعتمادِ صارف سروے کے مطابق آئندہ چھ مہینوں کے لیے روزگار کی تخلیق کے امکانات کے متعلق صارفین کا اعتماد پچھلے برس کے مقابلے میں مالی سال 24ء میں کچھ کم پر امید تھا۔ مالی سال 24ء میں اوسطاً اعتمادِ صارف کا اشاریہ گر کر 72.6 فیصد پر آگیا جو مالی سال 23ء میں 74.4 فیصد تھا۔ اسی طرح

غذائی شعبے میں روزگار کی نمو میں نپاتی گھی اور خوردنی تیل، ڈیری مصنوعات اور سافٹ ڈرنکس کے شعبوں نے اہم کردار ادا کیا۔

شکل 2.27: کاروباری اعتماد کا سروے: م س 24ء میں روزگار کے اشاریے



Source: State Bank of Pakistan

58 سندھ

جولائی تا دسمبر مالی سال 24ء کے دوران سندھ کے روزگار میں 1.4 فیصد کمی ہوئی۔ مجموعی طور پر 18 میں سے 8 صنعتوں کے روزگار میں اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں ان صنعتوں کی تعداد 12 تھی۔ نمایاں کمی ٹیکسٹائل، دواسازی اور گاڑیوں کے شعبوں میں دیکھی گئی۔ تاہم سندھ میں غذا اور ملبوسات کے شعبوں نے روزگار بڑھانے میں خاصی معاونت کی، جبکہ گذشتہ برس کے مقابلے میں یہ قدرے محدود رہا۔

تاہم، دیگر اہم صنعتوں کے روزگار خصوصاً مشروبات اور ربڑ اور پلاسٹک کی صنعتوں نے جولائی تا دسمبر مالی سال 24ء کے دوران بالترتیب 34.0 فیصد اور 24.5 فیصد نمو درج کی۔

### کاروباری اعتماد سروے

ملک میں کاروبار کے متعلق اعتماد میں مجموعی طور پر اوسطاً بہتری آئی ہے اور اسٹیٹ بینک کے کاروباری اعتماد کے سروے میں 48.1 فیصد جواب گزروں نے

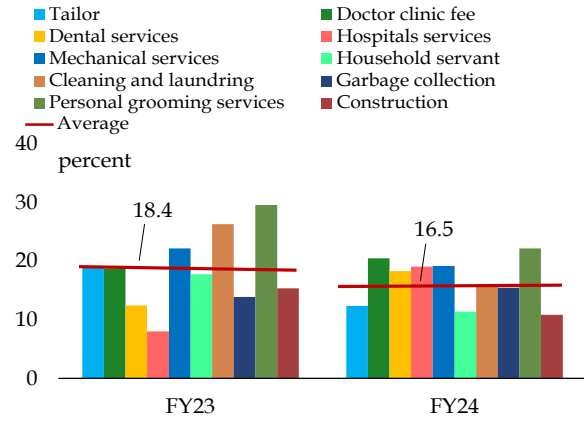
<sup>58</sup> سندھ کے لیے روزگار کا ڈیٹا جولائی تا دسمبر مالی سال 24ء کا دستیاب ہے۔

فیصد جواب گزاروں نے مثبت جواب دیا، جبکہ جون 2023ء میں ان کی تعداد 71.4 فیصد تھی (شکل 2.28)۔

### اجرتیں

مالی سال 24ء کے دوران مختلف خدمات کی اجرتوں میں نمو سے متعلق ملی جلی تصویر سامنے آتی ہے۔ صارف اشاریہ قیمت کے مطابق مختلف پیشوں کی اجرتوں میں اضافے کی رفتار میں مالی سال 23ء کے مقابلے میں معمولی کمی آئی ہے (شکل 2.29)۔ مالی سال 24ء کے دوران خصوصاً بیشتر طبی خدمات اور فضلہ جمع کرنے کی اجرتوں میں نمو بڑھی ہے جبکہ کپڑوں کی سلائی، میکاکی خدمات، تعمیرات اور ذاتی آرائش سمیت دیگر خدمات کی اجرتوں میں نمو سست رفتاری کا شکار رہی۔

### شکل 2.29: خدمات کے شعبے کی اجرتوں میں نمو



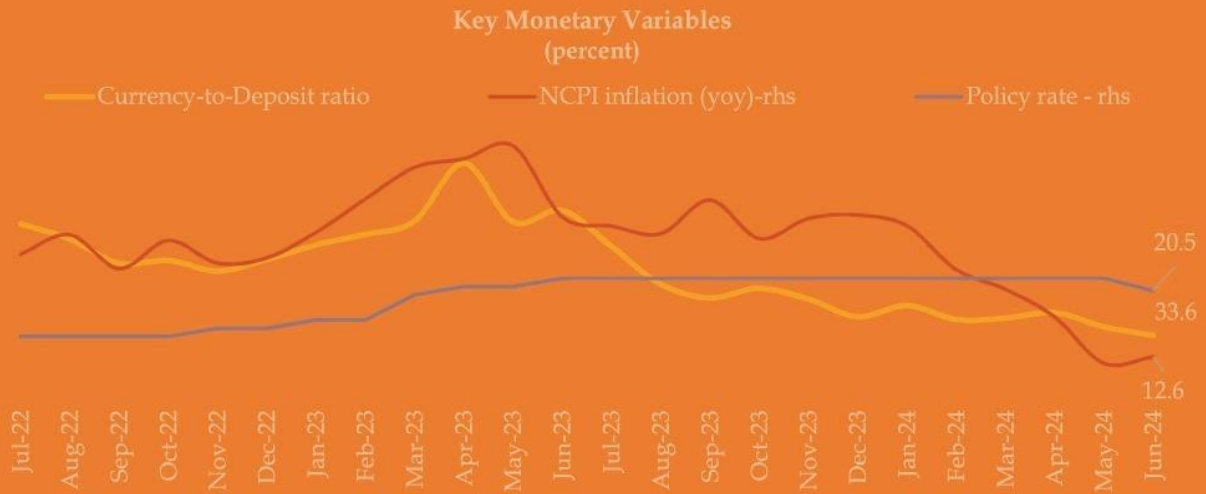
Source: Pakistan Bureau of Statistics

اعتماد صارف کے جون 2024ء میں ہونے والے سروے کے مطابق صارفین روزگار کے مواقع کی تخلیق کے بارے میں قدرے کم پر امید تھے، کیونکہ 68.0

# 3

## زری پالیسی اور مہنگائی

مالی سال 24ء میں اوسط قومی صارف اشاریہ قیمت (این سی پی آئی) مہنگائی کم ہو کر 23.4 فیصد رہ گئی جو مالی سال 23ء میں 29.2 فیصد تھی۔ عمومی گرانی سال بہ سال بنیادوں پر جون 2023ء کے 29.4 فیصد کے مقابلے میں تیزی سے نیچے آتے ہوئے جون 2024ء میں 12.6 فیصد ہو گئی۔ سخت زری و مالیاتی پالیسیوں، غذائی اجناس کی مصنوعی قلت کے خلاف حکومت کے انتظامی اقدامات اور زرعی پیداوار میں بہتری کے سبب مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں مہنگائی میں تیزی سے کمی آئی۔ تاہم، توانائی کے نرخوں، خاص طور پر گیس چارجز میں نمایاں اضافے نے مہنگائی میں کمی کی رفتار کو متاثر کیا۔ مندرجہ بالا اقدامات میں سے بعض نے مالی سال 24ء کے دوران کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ مزید کم کرنے اور بازار مبادلہ کو مستحکم کرنے میں بھی معاونت کی۔ مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی کے دوران مہنگائی میں مسلسل کمی اور بیرونی صورتحال میں بہتری کی وجہ سے زری پالیسی کمیٹی نے جون 2024ء میں پالیسی ریٹ 150 بیسس پوائنٹس کم کر کے 20.5 فیصد کر دیا۔ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافے نے بینکاری نظام کے خالص غیر ملکی اثاثوں کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کی میزانی قرض گیری میں تیزی سے اضافہ ہوا جس سے بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثے بڑھے اور گذشتہ سال کے مقابلے میں زر وسیع کی نمو میں نمایاں اضافہ ہوا۔ مزید برآں، مالی سال 24ء میں معاشی سرگرمیوں میں معتدل بحالی اور پیداواری لاگت میں اضافے کے ساتھ نجی شعبے کے قرضوں میں بھی اضافہ ہوا۔ سخت زری پالیسی مؤقف کے عین مطابق، زری مجموعوں میں نمو نامیہ جی ڈی پی نمو سے کم رہی۔





### 3 زری پالیسی اور مہنگائی

سیس پوائنٹس (بی پی ایس) کم کر کے 20.5 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا۔ زری پالیسی کمیٹی نے مشاہدہ کیا کہ مالی سال 26ء کے دوران مہنگائی کو 5.0 سے 7.0 فیصد کے درمیانی مدت کے ہدف تک لانے کے لیے سخت مؤقف اپنانا مناسب فیصلہ تھا۔

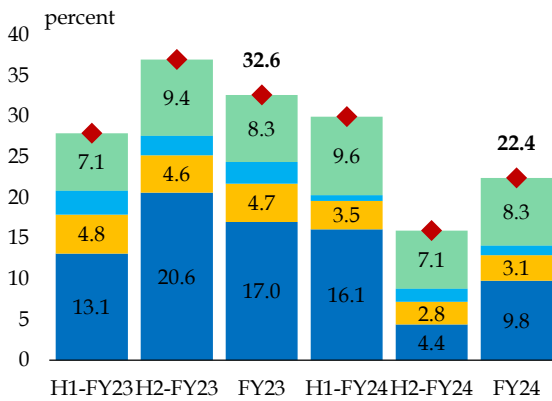
جولائی 2023ء میں جب زری پالیسی کمیٹی کا اجلاس ہوا تو معاشی منظر نامہ نمایاں طور پر بہتر ہو چکا تھا۔ جون 2023ء میں آئی ایم ایف کے ساتھ 3.0 ارب ڈالر کے اسٹیڈ بائے اریجمنٹ (ایس بی اے) نے نہ صرف بیرونی کھاتوں کو درپیش قریب المدت چیلنجز کو کم کیا بلکہ موجودہ معاشی غیر یقینی صورتحال کا بھی مدد ادا کیا۔ ستمبر 2021ء سے مجموعی زری سختی کے تاخیری اثرات کے ساتھ تخمینہ شدہ مالیاتی سیکائی کے سبب مالی سال 24ء میں ملکی طلب قابو میں رہنے کی توقع تھی۔ اس کے علاوہ، اجناس کی عالمی قیمتوں کے لیے موافق نقطہ نظر نے بھی مہنگائی کے منظر نامے پر مثبت اثر ڈالا۔ دریں اثنا، این سی پی آئی مہنگائی میں جون 2023ء میں نمایاں کمی آئی جو مئی 2023ء میں اپنے عروج پر تھی۔ ان رجحانات اور پیش رفتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے مالی سال 24ء کے دوران مہنگائی میں کمی کی پیش گوئی کی کہ یہ 20.0 سے 22.0 فیصد کے درمیان رہے گی۔ تاہم، یہ تخمینے موسمیاتی تبدیلی کے اثرات، غیر موافق عالمی پیش رفتوں اور توانائی کی قیمتوں میں غیر متوقع اضافے سے پیدا ہونے والے خطرات سے مشروط تھے۔

### 3.1 پالیسی کا جائزہ

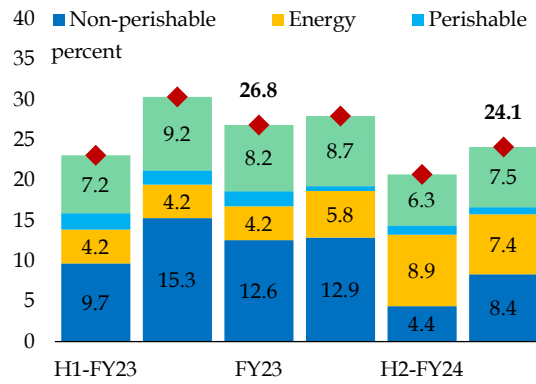
مالی سال 24ء میں اوسط قومی صارف اشاریہ قیمت (این سی پی آئی) مہنگائی کم ہو کر 23.4 فیصد رہ گئی، جو اسٹیٹ پیک کے نظر ثانی شدہ مہنگائی کے تخمینے 23.0 سے 25.0 فیصد کی پٹی کے قریب ہے۔<sup>1</sup> اگرچہ خوراک اور توانائی کی سرکاری قیمتوں میں ردوبدل نے مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں این سی پی آئی مہنگائی میں اضافہ برقرار رکھا، لیکن مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی کے دوران اس میں تیزی سے کمی واقع ہوئی جس سے زری سختی کے مؤخر اثرات، جاری مالیاتی استحکام، غذائی اجناس کی بہتر رسد، عالمی سطح پر اجناس کی قیمتوں میں کمی اور گذشتہ سال کے مقابلے میں بلند اساس کی عکاسی ہوتی ہے۔

زری پالیسی کمیٹی نے محتاط انداز اپناتے ہوئے سال کے بیشتر حصے میں پالیسی ریٹ برقرار رکھا۔ تاہم، مالی سال 2024ء کی دوسری ششماہی کے دوران قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی اور قومی گرنی دونوں میں کافی حد تک مسلسل کمی کے رجحان، صارفین اور کاروباری اداروں کی مہنگائی کی توقعات میں کمی اور بیرونی کھاتوں کی بہتر حالت نے زری پالیسی کمیٹی کو سال کے آخری اجلاس میں ستمبر 2021ء میں شروع ہونے والے اپنے 33 ماہ طویل زری سختی کے سلسلے کو ختم کرنے کے قابل بنایا۔ زری پالیسی کمیٹی نے اپنے جون 2024ء کے اجلاس میں پالیسی ریٹ 150

شکل 3.1 ب: دیہی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں حصے دار

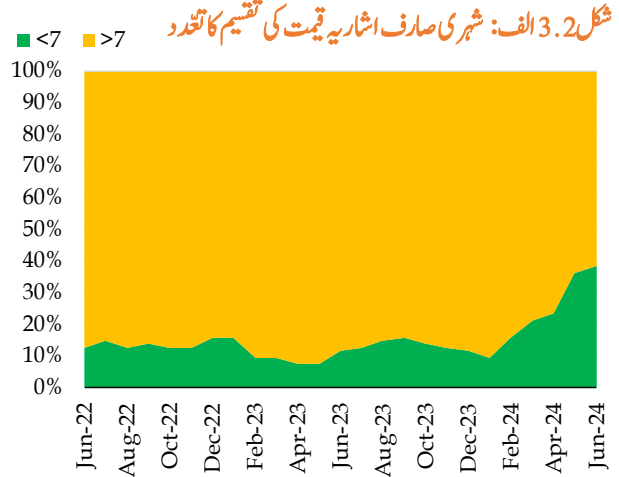
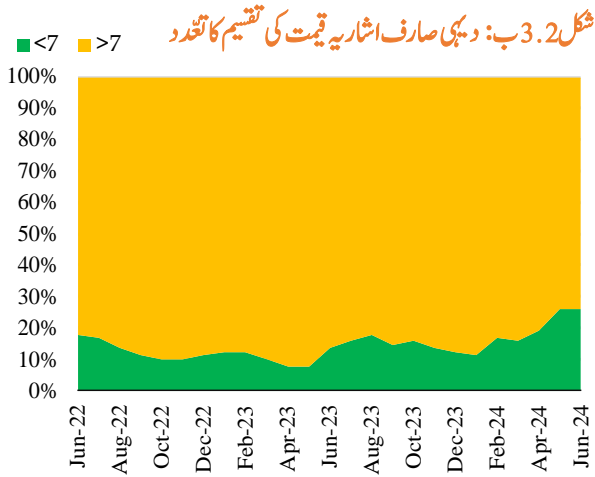


شکل 3.1 الف: شہری مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں حصے دار



Source: Pakistan Bureau of Statistics

<sup>1</sup> زری پالیسی کمیٹی نے جولائی 2023ء کے اجلاس میں مہنگائی کی ابتدائی پیش گوئی کی حد 20.0 سے 22.0 فیصد کے درمیان تھی۔

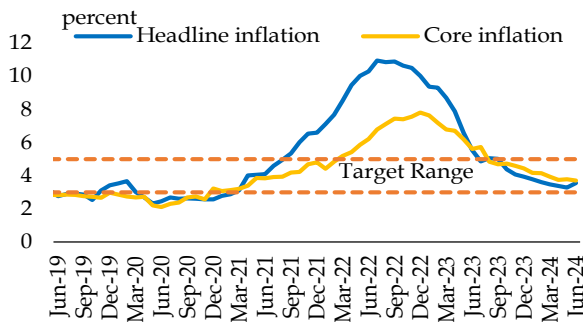


Source: Pakistan Bureau of Statistics

زری پالیسی کمیٹی کی توقعات کے مطابق مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران حقیقی جی ڈی پی میں 2.1 فیصد اضافہ ہو<sup>2</sup>۔ معاشی سرگرمیوں میں سست روی سے آنے والی بہتری کی عکاسی کرتے ہوئے جولائی تا نومبر 2023ء کے دوران کرنٹ اکاؤنٹ بیلنس معمولی خسارے میں چلا گیا، مالی سال 23ء کے آخری چار ماہ کے دوران اس میں سرپلس دیکھنے میں آیا جبکہ مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مالیاتی اظہاریوں میں بہتری آئی۔ دریں اثنا، فصلوں کی پیداوار میں اضافے، غذائی اجناس کی مصنوعی قلت کو ختم کرنے کے لیے حکومت کی انتظامی کوششوں اور بازار مبادلہ میں قیاس آرائیوں کو روکنے جیسے اقدامات نے مہنگائی کے منظر نامے میں مثبت کردار ادا کیا۔ ان سازگار حالات کے باوجود قومی صارف اشاریہ قیمت

زری پالیسی کمیٹی نے توقع ظاہر کی کہ مالی سال 24ء میں حقیقی جی ڈی پی کی نمو میں 2.0 سے 3.0 فیصد کی زراعت پر مبنی معتدل بحالی آئے گی۔ اگرچہ جون 2023ء سے درآمدات کی ترقی ہدایات کو ختم کیے جانے سے رسد کی کمی کا سامنا کرنے والی صنعتوں کے لیے آسانی پیدا ہونے کا امکان ظاہر کیا جا رہا تھا تاہم زری سختی اور مالیاتی سیکائی کے تسلسل سے جی ڈی پی نمو میں رہنے کی بھی توقع تھی۔ زری شعبے کی کارکردگی میں بہتری کی بدولت معاشی سرگرمیوں میں متوقع معتدل پھیلاؤ کے پیش نظر جاری کھاتے کا خسارہ (سی اے ڈی) مالی سال 24ء کے دوران جی ڈی پی کا 0.5 سے 1.5 فیصد کے درمیان رہنے کی پیش گوئی کی گئی تھی۔

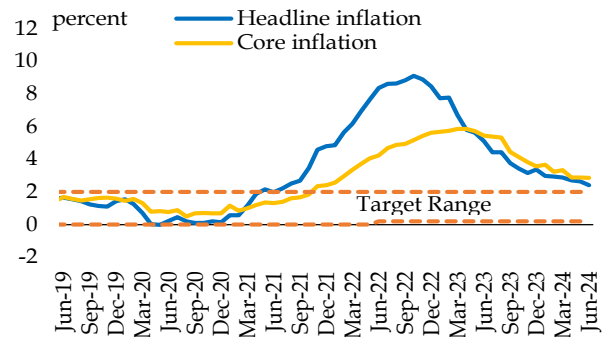
**شکل 3.4: ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں مہنگائی کے رجحانات**



Note: The sample contains a group of 43 countries \*median inflation and target ranges.

Source: Haver Analytics

**شکل 3.3: ترقی یافتہ معیشتوں میں مہنگائی کے رجحانات**



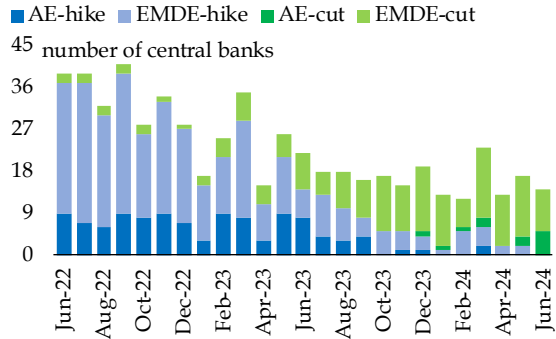
Note: The sample contains 30 advanced economies \*median inflation and target range

Source: Haver Analytics

<sup>2</sup> ستمبر 2024ء میں جاری نظر ثانی شدہ تخمینوں کے مطابق مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران حقیقی جی ڈی پی میں 2.7 فیصد اضافہ ہو۔

## زری پالیسی اور مہنگائی

شکل 3.7: ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں زری پالیسی کے فیصلے



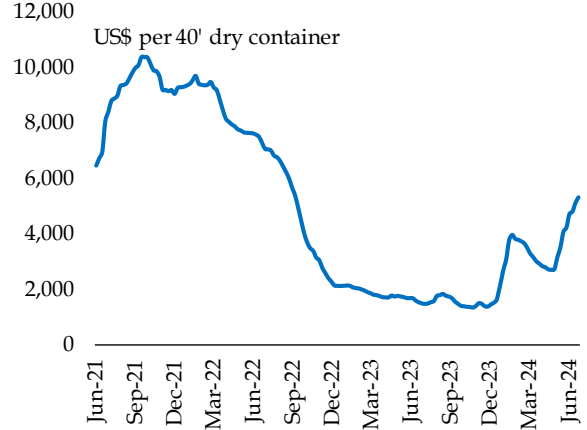
Note: The sample contains 30 advanced and 43 emerging economies. \*median inflation.

Source: Haver Analytics

توانائی کی قیمتوں میں مسلسل ردوبدل کے دوسرے مرحلے کے اثرات کے ساتھ ساتھ ٹیکس شرحوں میں اضافے، اجرتوں میں اضافے اور روپے کی قدر میں کمی نے مالی سال 24ء کے دوران گذشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں قوزی گرانی کو بلند سطح پر برقرار رکھا۔ مزید برآں، عالمی اجناس کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ، مشرق وسطیٰ میں بگڑتی ہوئی جغرافیائی و سیاسی صورت حال اور بحیرہ احمر کے خطے میں جہازرانی کو درپیش مشکلات نے بھی مہنگائی کے منظر نامے کے لیے خطرہ پیدا کیا۔ ان خطرات کو مد نظر رکھتے ہوئے اور مہنگائی میں کمی کے سلسلے کو برقرار رکھنے کے لیے زری پالیسی کمیٹی نے مالی سال 24ء کے دوران ہونے والے اپنے تمام اجلاسوں میں پالیسی ریٹ 22.0 فیصد پر برقرار رکھا۔

مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں زری پالیسی کمیٹی نے نوٹ کیا کہ توانائی کی قیمتوں میں نمایاں اضافے نے مہنگائی میں متوقع کمی کی رفتار اور اس کی توقعات میں رکاوٹ ڈالی۔ گردشی قرضے کو بڑھانے سے روکنے کے لیے حکومت نے نومبر 2023ء اور فروری 2024ء میں تمام صارفین کے لیے گیس کے نرخوں میں نمایاں اضافہ کیا۔ اس اضافے کے ساتھ، مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی کے دوران شہری علاقوں میں عمومی گرانی میں توانائی کا حصہ نمایاں طور پر بڑھا (شکل 3.1 الف اور ب)۔

شکل 3.5: عالمی جہازرانی کی لاگت

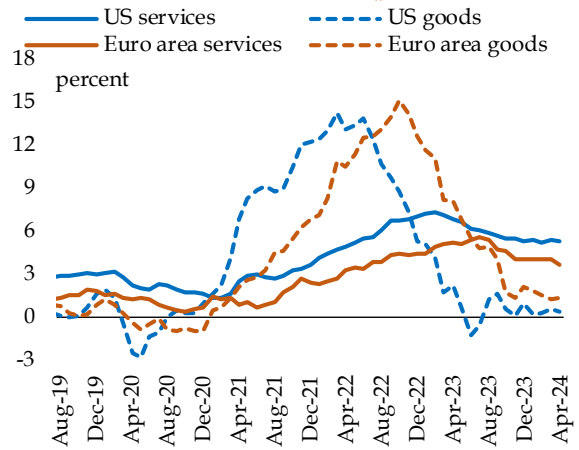


Source: Bloomberg

گرانی مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں گذشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں مسلسل بلند رہی۔

توانائی کی قیمتوں (خاص طور پر گیس چارجز) میں بڑے پیمانے پر غیر متوقع اضافہ مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران مہنگائی میں نمایاں اضافے پر منتج ہوا۔ اس کے براہ راست اثرات کے علاوہ، توانائی کے نرخوں میں اضافے کی وجہ سے پیداواری لاگت اور نقل و حمل کے اخراجات بڑھے جبکہ گھرانوں اور کاروباری اداروں کی مہنگائی کی توقعات میں بھی اضافہ ہوا جس کے سبب بنیادی گرانی کی سطح بھی بتدریج بلند ہوئی۔

شکل 3.6: مہنگائی بلحاظ ایشیا اور خدمات



Source: World Bank

<sup>3</sup> مالی سال 24ء کے دوران مارک ٹومارکیٹ شرح مبادلہ میں اوسط بنیادوں پر 12.4 فیصد کمی واقع ہوئی۔

جدول 3.1: زری مجموعے

بہاؤ ارب روپے میں، نمونہ فیصد میں، حصہ فیصدی درجوں میں

زری مجموعے کی نمونہ حصہ		عمو		اسٹاک میں تبدیلی		
مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	
1.7	-7.0	-	-	530.7	-1,934.5	خالص بیرونی اثاثے
14.4	21.2	13.2	20.6	4,531.0	5,855.1	خالص ملکی اثاثے
23.7	13.6	33.6	20.3	7,478.0	3,747.9	میزانی قرض گیری
-2.3	0.4	-13.6	2.1	-715.0	108.7	اسٹیٹ بینک آف پاکستان
26.0	13.2	48.2	27.2	8,192.9	3,639.3	جدولی بینکس
-0.3	1.3	-7.2	31.1	-107.6	352.3	اجناسی کارروائیاں
1.2	0.8	4.0	2.3	364.2	208.3	نئی شعبے کو قرضے
0.1	1.1	1.1	21.5	18.5	293.7	سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے
دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	-3,155.3	1,108.1	دیگر ایشیا خالص
16.1	14.2	16.1	14.2	5,061.7	3,920.6	زری سٹج (ایم 2)
15.9	8.4	22.5	11.7	5,002.1	2,327.6	مجموعی اثاثے
0.0	5.7	0.0	20.82	4.4	1,576.3	زیر گردش کرنسی
0.2	0.1	49.3	17.6	55.2	16.8	ایس بی پی میں دیگر اثاثے <sup>۱</sup>
0.9	7.6	2.6	22.4	297.5	2,093.2	زری محفوظ

\* اسٹیٹ بینک میں دیگر ڈپازٹس میں غیر بینک مالی اداروں، ترقیاتی مالی اداروں اور مائیکرو فنانس بینکوں کے ڈپازٹس شامل ہیں۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

اور ترقی پذیر معیشتوں کے مرکزی بینکوں کی جانب سے اختیار کردہ محتاط زری پالیسی مؤقف کو بھی مد نظر رکھا۔

جون 2024ء میں جب زری پالیسی کمیٹی کا اجلاس ہوا، اس وقت میکرو اکنامک صورت حال کافی حد تک کمیٹی کی سابقہ توقعات کے مطابق تھی۔ عبوری تخمینوں کے مطابق مالی سال 24ء میں حقیقی جی ڈی پی میں 2.5 فیصد کا معتدل اضافہ دیکھا گیا جبکہ مالی سال 23ء میں اس میں 0.2 فیصد کمی آئی تھی۔ قرضوں کی خاطر خواہ واپسی اور سرکاری رقوم کی آمد میں کمی کے باوجود کرنٹ اکاؤنٹ خسارے میں

جدول 3.2: اجناسی مالکاری

بہاؤ ارب روپے میں

مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	
-107.6	352.3	مجموعہ
-177.2	299.1	گندم
0.5	39.9	چینی
-1.8	0.2	کیاس
0.7	1.7	سج
70.4	11.2	کھاد

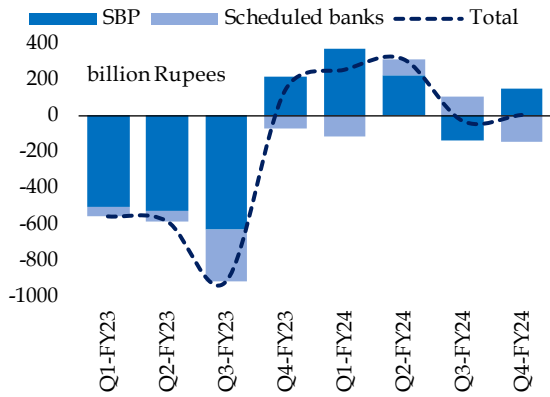
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

ان پیش رفتوں نے سخت زری اور مالیاتی پالیسیوں اور غذائی رسد کی موافق صورت حال کے اثرات کو جزوی طور پر زائل کر دیا، جس کا قریب مدتی مہنگائی کے منظر نامے پر گہرا اثر پڑا۔ مزید برآں، جغرافیائی و سیاسی تناؤ نے تجارتی بہاؤ میں خلل، باربرداری چارجز اور عالمی اجناس کی قیمتوں میں اضافے جیسے قابل غور خدشات کو جنم دیا۔ ان پیش رفتوں اور ممکنہ خطرات کی روشنی میں زری پالیسی کمیٹی نے جنوری 2024ء کے اجلاس میں مہنگائی کی پیش گوئی کی حد کو 23.0 سے 25.0 فیصد تک بڑھا دیا۔

جنوری 2024ء کے بعد سے مہنگائی میں سال بہ سال بنیاد پر متوقع کمی کا رجحان شروع ہوا۔ غذائی اور قوزی گرانی دونوں میں کمی آنے لگی۔ تاہم، توانائی کی سرکاری قیمتوں میں اضافہ بلا واسطہ اور بالواسطہ مہنگائی میں اپنا حصہ ڈالتا رہا۔ ان پیش رفتوں کے ساتھ ساتھ عالمی اجناس کی قیمتوں کے حوالے سے بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورت حال اور جغرافیائی و سیاسی کشیدگی کو مد نظر رکھتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے مارچ اور اپریل 2024ء میں اپنے اجلاسوں میں پالیسی ریٹ 22.0 فیصد پر برقرار رکھا۔ اپنی پالیسی بحث میں کمیٹی نے بڑی ترقی یافتہ معیشتوں، ابھرتی ہوئی

## زرری پالیسی اور مہنگائی

شکل 3.8: خالص غیر ملکی اثاثوں کا سہ ماہی بہاؤ



Source: State Bank of Pakistan

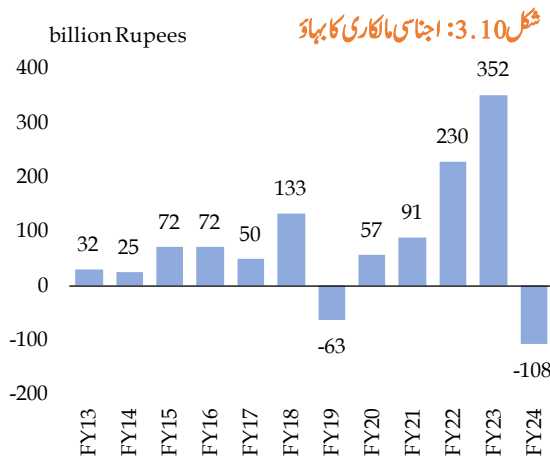
ایز کے حوالے سے اصلاحات میں تیزی لانا شامل ہیں تاکہ معاشی استحکام حاصل کیا جاسکے اور مہنگائی کو درمیانی مدت کے ہدف کے اندر رکھا جاسکے۔

مالی سال 24ء کے دوران پاکستان میں زرری پالیسی مؤقف ملک کے معاشی حالات میں ہونے والی پیش رفتوں کے اعتبار سے مناسب تھا اور یہ عالمی معاشی رجحانات سے بھی مطابقت رکھتا تھا۔

نمایاں کمی سے زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ اور روپیہ مضبوط ہوا<sup>4</sup>، جس کے مہنگائی کے منظر نامے پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوئے۔

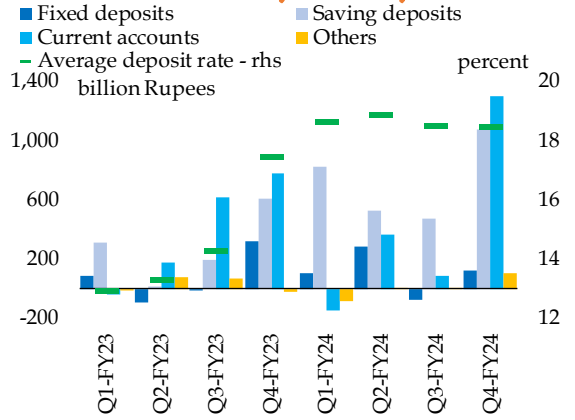
مزید برآں، سال بہ سال بنیادوں پر مہنگائی مئی 2024ء میں نصف سے زیادہ کم ہو کر 11.8 فیصد رہ گئی جو جنوری 2024ء میں 28.3 فیصد تھی۔ اہم بات یہ ہے کہ، صارف اشاریہ قیمت کے تعین کے لیے استعمال ہونے والی تقریباً 25 فیصد اشیاء کی قیمتوں میں سال بہ سال بنیادوں پر اضافہ مالی سال 24ء کی دوسری سشٹماہی کے دوران دہی اور شہری باسکٹ دونوں میں درمیانی مدت کے مہنگائی کے ہدف کی بالائی حد (7 فیصد) سے نیچے تھا (شکل 3.2 الف اور 3.2 ب)۔ مجتمع زرری سختی، مالیاتی یکجائی، غذائی رسد میں بہتری، بنیادی گرانی میں کمی اور گذشتہ سال کے مقابلے میں بلند اساسی اثرات بنیادی طور پر اس کمی کی وضاحت کرتے ہیں۔ ان پیش رفتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، زرری پالیسی کمیٹی نے جون 2024ء میں پالیسی ریٹ 150 بیسس پوائنٹس کم کر کے 20.5 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا۔

مزید برآں، زرری پالیسی کمیٹی نے اپنے مختلف اجلاسوں میں قیمتوں میں استحکام کو حاصل کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے تناظر میں ساختی مسائل سے نمٹنے کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔ کمیٹی نے استحکام کے لیے کیے جانے والے اقدامات کے تسلسل پر زور دیا، جن میں مالیاتی نگرانی برقرار رکھنا، ٹیکس بنیاد وسیع کرنا، غیر ہدف شدہ زراعت کم کرنا اور خسارے میں چلنے والے سرکاری اداروں (پی ایس



Source State Bank of Pakistan

شکل 3.9: اوسط ڈپازٹ شرح اور ڈپازٹ کا بہاؤ



Source: State Bank of Pakistan

<sup>4</sup> بیرونی دہکتے ہیں آنے والی بہتری کا اثر مارچ تا جون 2024ء کے دوران ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں گذشتہ سال کے اسی عرصے کی نسبت سال بہ سال بنیادوں پر 2.3 فیصد اضافے کی صورت میں سامنے آیا۔

جدول 3.3: بنیادی کا خلاصہ

ارب روپے

قبول شدہ (تمام)	پیشکش (مستحق)	عرصیت	ہدف	
<b>ٹریڈری بلز</b>				
8,309.2	14,624.4	8,754.8	8,700.0	پہلی سہ ماہی - مالی سال 24ء
9,273.5	24,729.2	8,948.2	7,635.0	دوسری سہ ماہی - مالی سال 24ء
2,124.4	8,668.2	1,880.2	1,670.0	تیسری سہ ماہی - مالی سال 24ء
4,473.7	10,163.3	2,311.1	3,090.0	چوتھی سہ ماہی - مالی سال 24ء
<b>24,180.9</b>	<b>58,185.2</b>	<b>21,894.3</b>	<b>21,095.0</b>	<b>مجموعہ</b>
<b>پاکستان سرمایہ کاری بانڈز</b>				
معینہ شرح				
189.1	716.5	859.7	480.0	پہلی سہ ماہی - مالی سال 24ء
763.6	1,644.7	-	510.0	دوسری سہ ماہی - مالی سال 24ء
303.4	936.9	3.2	505.0	تیسری سہ ماہی - مالی سال 24ء
235.1	595.5	3.6	570.0	چوتھی سہ ماہی - مالی سال 24ء
<b>1,491.2</b>	<b>3,893.7</b>	<b>866.5</b>	<b>2,065.0</b>	<b>مجموعہ</b>
رواں شرح				
2,168.4	3,407.9	475.4	1,360.0	پہلی سہ ماہی - مالی سال 24ء
2,999.7	6,556.7	1,515.6	2,280.0	دوسری سہ ماہی - مالی سال 24ء
901.6	2,400.6	-	1,280.0	تیسری سہ ماہی - مالی سال 24ء
1,628.7	4,374.6	-	1,860.0	چوتھی سہ ماہی - مالی سال 24ء
<b>7,698.4</b>	<b>16,739.9</b>	<b>1,991.0</b>	<b>6,780.0</b>	<b>مجموعہ</b>

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

### 3.2 عالمی مہنگائی اور زری پالیسی رد عمل

مالی سال 24ء میں بہت سی ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں (ای ایم ڈی ایز) اور ترقی یافتہ معیشتوں (اے ایز)<sup>5</sup> میں عمومی مہنگائی عالمی وبا سے پہلے کی سطح پر تقریباً واپس آگئی (شکل 3.3 اور 3.4)۔ اگرچہ ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں ترقی یافتہ معیشتوں کے مقابلے میں مہنگائی زیادہ رہی لیکن اب یہ اپنی حد میں واپس آنا شروع ہو گئی ہے۔ یہ گراؤ سخت زری پالیسیوں کے ساتھ قیمتوں میں کمی اور کم طلب کے اثرات کی عکاسی کرتی ہے۔

توانائی کی فراہمی میں خاطر خواہ اضافے کے ساتھ، توانائی کے شعبے میں قیمتوں کا دباؤ توقع سے کہیں زیادہ تیزی سے کم ہوا۔ عالمی وبا کے دور میں رسدی زنجیر میں پیدا ہونے والا خلل دور ہونے کے بعد، ترسیل کے دورانیے میں بہتری آئی، جس کا نقل و حمل کے اخراجات پر بھی مثبت اثر پڑا۔ تاہم، بحیرہ احمر کے خطے میں تجارتی جہازوں پر حملوں نے مالی سال کی آخری ششماہی میں عالمی نقل و حمل کے اخراجات میں اضافہ کیا<sup>6</sup> (شکل 3.5)۔

توزی گرائی، اگرچہ عمومی گرائی سے زیادہ رہی تاہم یہ ترقی یافتہ معیشتوں اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں دونوں میں بتدریج معتدل ہوئی۔ اس کمی کا زیادہ تر حصہ بنیادی اشیاء کی قیمتوں میں کمی پر مشتمل تھا<sup>7</sup>۔ جبکہ خدمات کے شعبے

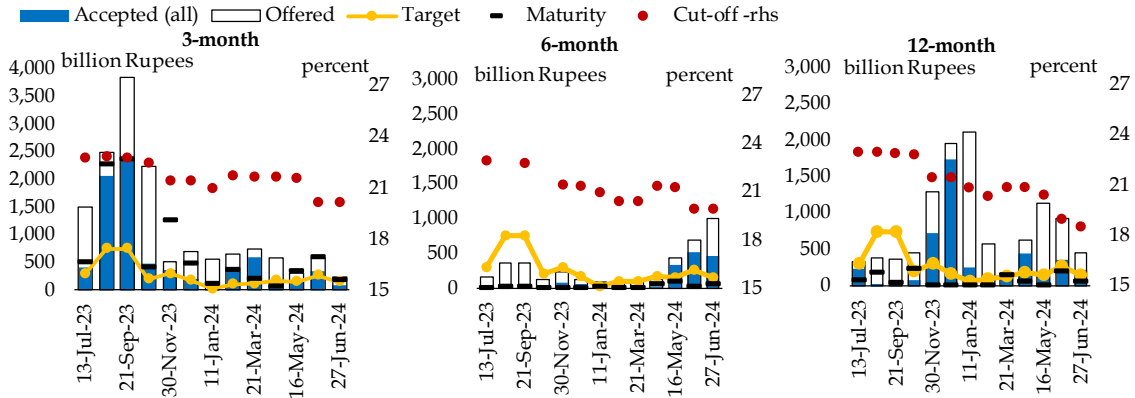
<sup>5</sup> ترقی یافتہ معیشتوں میں بنیادی طور پر کینیڈا، فرانس، جرمنی، اٹلی، جاپان، برطانیہ اور امریکہ شامل ہیں جبکہ ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کے گروپ میں 83 ممالک موجود ہیں۔

<sup>6</sup> مجموعی عالمی تجارت کا 12 سے 15 فیصد اور عالمی کنٹینر شپنگ کا 20 فیصد حصہ چونکہ بحیرہ احمر کے ذریعے جہاز رانی پر مشتمل ہے، لہذا غیر یقینی صورتحال کے باعث حالات مزید سنگین ہونے کے امکانات ہیں۔ ماخذ: عالمی اقتصادی فورم

<sup>7</sup> مالی سال 24ء (جولائی تا اپریل) میں امریکہ میں اشیاء کی مہنگائی 0.54 فیصد تھی جبکہ یورپی خطے میں یہ 2.46 فیصد تھی۔ اس کے برعکس اسی عرصے کے دوران امریکہ میں خدمات کی مہنگائی 5.53 فیصد اور یورپی علاقوں میں 4.4

فیصد رہی۔

شکل 3.11: مالی سال 2024ء کے دوران ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ



Source: State Bank of Pakistan

میں بھی مہنگائی میں کمی واقع ہوئی، نسبتاً مستحکم طلب اور زیادہ اجرت نے اسے بلند سطح پر برقرار رکھا (شکل 3.6)۔

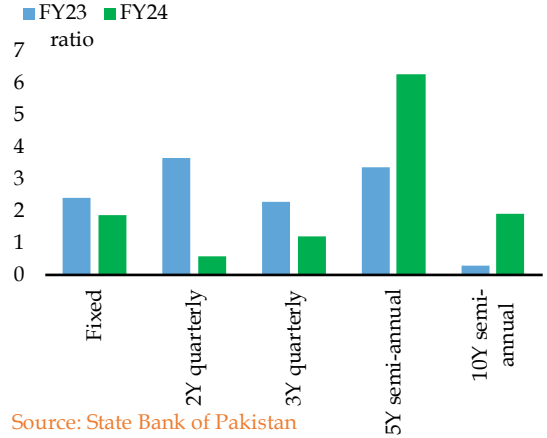
### 3.3 پاکستان کے زری مجموعے

مالی سال 2024ء میں زرو وسیع (ایم 2) کی شرح نمو 16.1 فیصد تک پہنچ گئی جو گذشتہ سال 14.2 فیصد تھی (جدول 3.1)۔ تاہم، سخت زری موقوف نے ایم 2 کی نمو کو نامیہ جی ڈی پی نمو کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم رکھا، جو مہنگائی کے منظر نامے کے لیے نیک شگون تھا۔ مزید یہ کہ، زرو وسیع میں نمو کی بڑی وجہ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں (این ایف اے) میں توسیع تھی جو مالی سال 2024ء کے دوران بیرونی کھاتے کی پوزیشن میں بہتری کی عکاسی کرتی ہے۔ بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں (این ڈی اے) میں بھی اضافہ ہوا تاہم یہ گذشتہ سال کے مقابلے میں سست رفتاری سے ہوا، اس اضافے کی وجہ حکومت کا کمرشل بینکوں سے میزانی قرض گیری پر بڑھتا ہوا انحصار تھا (جدول 3.1)۔

اگرچہ مالی سال 2024ء کے دوران مالکاری کی مد میں بیرونی ذرائع سے رقوم کی آمد میں قابل ذکر اضافہ دیکھا گیا، لیکن غیر بینک قرضوں کی بڑے پیمانے پر واپسی نے خسارہ پورا کرنے کے لیے کمرشل بینکوں پر حکومت کے انحصار میں اضافہ کیا۔ مزید برآں، معاشی سرگرمیوں میں معتدل بحالی اور پیداواری لاگت میں اضافے کے عین مطابق، مالی سال 2024ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں بھی معمولی بہتری آئی۔ تاہم اجناسی مالکاری میں اصل رقوم کی خالص واپسی، سرکاری اداروں (پی ایس ایز) کو قرضوں کی فراہمی میں نمایاں کمی اور دیگر اجزا خالص (او آئی

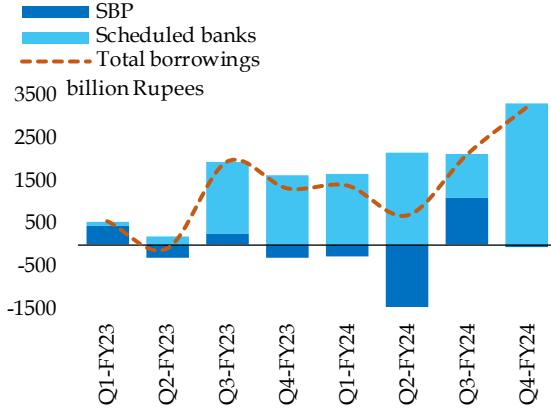
محتاط نقطہ نظر اپناتے ہوئے ترقی یافتہ معیشتوں اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں بہت سے مرکزی بینکوں نے مالی سال 2024ء کی پہلی ششماہی میں سخت زری موقوف برقرار رکھا۔ تاہم، جیسے ہی بنیادی مہنگائی کے دباؤ میں کمی آنا شروع ہوئی، مرکزی بینکوں، خاص طور پر ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں نے زری پالیسی موقوف نرم کرنا شروع کر دیا۔ پالیسی میں یہ تبدیلی مالی سال 2024ء کی دوسری ششماہی میں زیادہ واضح طور پر نظر آئی (شکل 3.7)۔

شکل 3.12: پیشکش تاہد کا تناسب - معینہ اور رواں شرح پی آئی بیز



Source: State Bank of Pakistan

شکل 3.14: بینکاری نظام سے حکومت کی قرض گیری



Source: State Bank of Pakistan

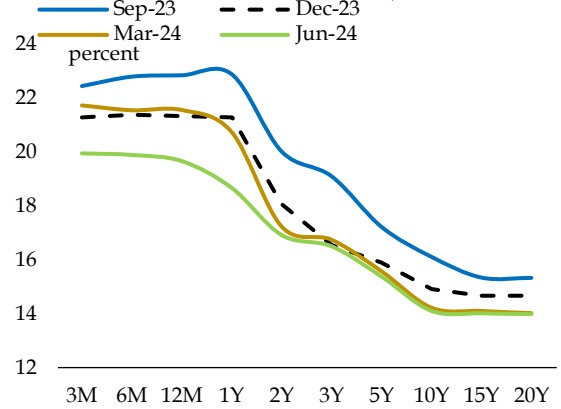
واجبات کی بات کی جائے تو، زیر گردش کرنسی میں زیادہ تبدیلی نہیں آئی، اس میں مالی سال 24ء میں صرف 4.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال 1.6 ٹریلیں کا خاطر خواہ اضافہ ہوا تھا۔ ڈپازٹس پر منافع کی پرکشش شرحیں اور ادائیگیوں کو ڈیٹا لائز کرنے کی اسٹیٹ بینک کی کوششیں زیر گردش کرنسی کے رجحانات کی وضاحت کرتی ہیں۔ مزید برآں، غیر یقینی صورتحال بہتر ہونے اور مہنگائی میں کمی نے بھی جزوی طور پر زیر گردش کرنسی میں سست روی میں کردار ادا کیا۔ حقائق پر مبنی شواہد کی بنیاد پر غیر ملکی کرنسیوں کی اسمگلنگ اور ذخیرہ اندوزی کے خلاف کریک ڈاؤن نے بھی زیر گردش کرنسی کی حوصلہ شکنی کی۔

دریں اثناء، م 24ء میں بینک ڈپازٹس بڑھ کر 22.5 فیصد ہو گئے جو م 23ء میں 11.7 فیصد تھے۔ بچت ڈپازٹس پر مبنی یہ اضافہ سخت زری پالیسی مؤقف کے عین مطابق تھا (شکل 3.9)۔

### اجناسی مالکاری

مالی سال 24ء میں اجناسی سرگرمیوں کے لیے مالکاری میں قرضوں کی خالص واپسی ہوئی حالانکہ گذشتہ برس اس میں نمایاں اضافہ ہوا تھا (جدول 3.2)۔ مالی سال 19ء کے بعد یہ پہلا موقع تھا جب اجناسی مالکاری میں قرضوں کی خالص واپسی دیکھی گئی (شکل 3.10)۔ اس سے مالی سال 24ء کے دوران گندم خریدنے والی ایجنسیوں کی نقد پوزیشن میں بہتری، قرضوں کی بلند لاگت اور گندم کی خریداری میں کمی کا اشارہ ملتا ہے۔

شکل 3.13: اختتام سہ ماہی پر خطیافت

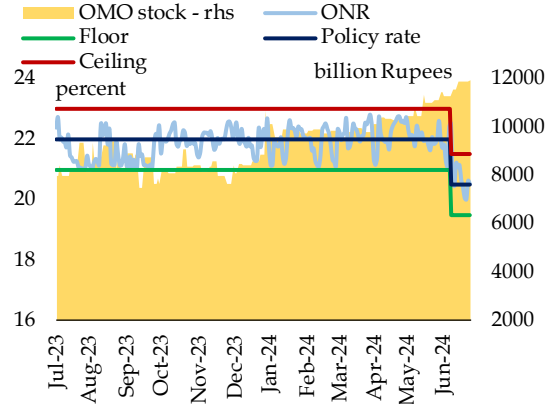


Source: Financial Markets Association Pakistan

این میں بڑے پیمانے پر سکڑاؤ نے سال کے دوران خالص ملکی اثاثوں پر بلند میزانی قرض گیری کے اثرات کو جزوی طور پر زائل کر دیا۔

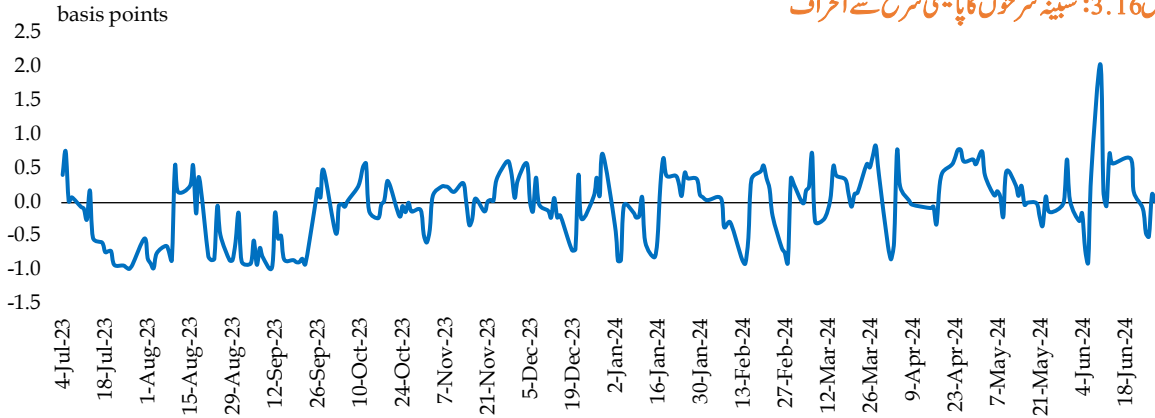
بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں اضافہ بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک کی وجہ سے ہوا جو بیرونی بفر بڑھانے کی عکاسی کرتی ہے (شکل 3.8)۔ خاص طور پر جون 2023ء میں آئی ایم ایف کے ساتھ اسٹینڈ بائے ایگریمنٹ نے دیگر دو طرفہ اور کثیر الجہتی قرض دہندگان سے مالکاری کے حصول میں اہم کردار ادا کیا، جس کی وجہ سے مالی سال 24ء میں بیرونی ذرائع سے رقوم کی آمد میں نمایاں اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ جاری کھاتے کے خسارے میں کمی نے اسٹیٹ بینک کو زرمبادلہ ذخائر بڑھانے کا موقع فراہم کیا۔

شکل 3.15: شینہ ریپومارکیٹ



Source: State Bank of Pakistan

شکل 3.16: شینہ شرحوں کا پالیسی شرح سے انحراف



Source: State Bank of Pakistan

اضافے میں کردار ادا کیا۔ مالی سال 24ء کے دوران کمرشل بینکوں سے خالص میزانی قرض گیری میں 8.2 ٹریلیں روپے کا اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 23ء میں 3.6 ٹریلیں روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ حکومت نے مالی سال 24ء میں بھی رواں شرح پی آئی بی (پی ایف ایلز) کے ذریعے اپنی مالی ضروریات کا بڑا حصہ پورا کیا (جدول 3.3)۔ اجرائے ثانی اور شرح سود کے خطرے پر قابو پانے کے لیے، حکومت نے نیلامی کے بلند اہداف پی ایف ایلز اور پھر معینہ شرح پی آئی بی کے لیے مختص کیے۔ اسی طرح ٹی بلز کے لیے حکومت نے 6 ماہ اور 12 ماہ کے وثیقہ جات میں بلند اہداف مختص کیے جبکہ سہ ماہی بلز کے لیے اہداف عرصیت سے کم مقرر کیے گئے تھے۔

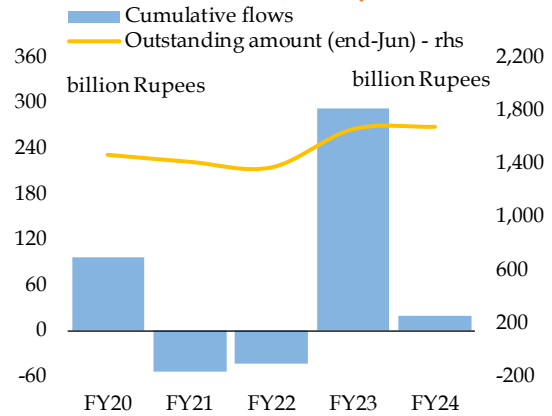
مائل بہ زوال ہونے کے باوجود سال کے آغاز میں مہنگائی کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح کے قریب منڈلا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ کمرشل بینکوں سے حکومتی قرض گیری میں مسلسل اضافے کی وجہ سے مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قاطع شرح سود میں اضافہ ہوا۔ مارکیٹ میں اس عرصے کے دوران سہ ماہی ٹی بلز اور پی ایف ایلز کی طلب میں اضافہ ہوا۔ تاہم اجرائے ثانی کے خطرے کو کم کرنے کے مقصد سے حکومت نے پہلی سہ ماہی کے دوران اپنی مالی ضروریات کا زیادہ تر حصہ پی ایف ایلز کے ذریعے حاصل کیا۔

گذشتہ چار برسوں سے صوبائی حکومتیں وفاق کی جانب سے زر اعانت کی عدم ادائیگی کی وجہ سے اپنے واجب الادا قرض واپس کرنے کے قابل نہیں رہیں۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے حکومت نے صوبائی فوڈ پارٹنیشنس کو واجب الادا زر اعانت کی جزوی ادائیگی کی جس کی بدولت وہ مالی سال 24ء کے دوران اجناسی قرضوں کا کچھ حصہ واپس کرنے کے قابل ہو گئے۔<sup>8</sup>

### حکومتی قرض گیری

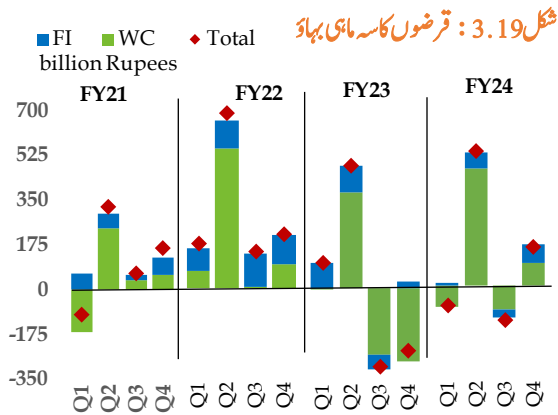
مطلق طور پر زیادہ مالیتی خسارہ، غیر بینک مالکاری میں نمایاں کمی اور اسٹیٹ بینک کو قرضوں کی واپسی نے مالی سال 24ء میں جدولی بینکوں سے حکومتی قرضوں میں

شکل 3.17: سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرض



Source: State Bank of Pakistan

<sup>8</sup> ماخذ: پنجاب ڈیٹ کمیٹی، 30 ستمبر 2023ء، حکومت پنجاب



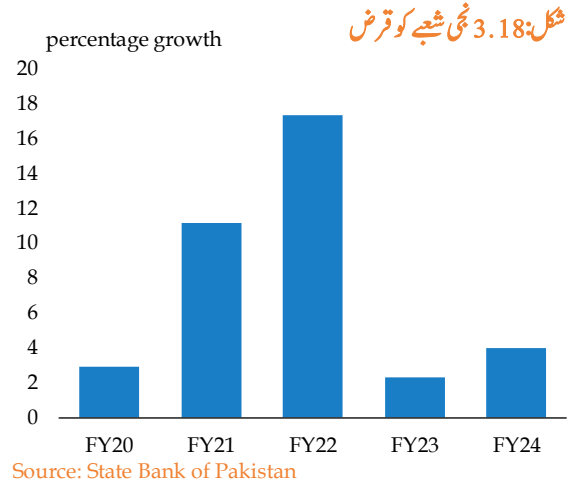
Note: FI: Fixed Investment; WC: Working Capital  
Source: State Bank of Pakistan

طویل مدتی تمسکات سال بھر مارکیٹ کو اپنی طرف متوجہ کرتے رہے۔ خاص طور پر، مالی سال 24ء کی آخری ششماہی میں نیم سالانہ 5 سالہ کوپن کی طلب میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ مجموعی طور پر، نیم سالانہ 5 سالہ بانڈز کے لیے پیشکش تاہدف کا تناسب بڑھ کر 6.3 ہو گیا جو مالی سال 24ء کے دوران ٹی بلز کے مقابلے میں دو گنا ہے (شکل 3.12)۔ نتیجتاً، حکومت نے بنیادی طور پر ان طویل مدتی تمسکات کے ذریعے اپنی مالی ضروریات کو پورا کیا۔ معینہ شرح پی آئی بیز کے معاملے میں مارکیٹ کی پیشکشیں ہدف سے تقریباً دو گنا زیادہ تھیں۔ تاہم قرض کی زیادہ لاگت کے پیش نظر حکومت نے صرف 38.9 فیصد پیشکشیں ہی قبول کیں۔

مہنگائی میں کمی کی توقعات، بیرونی ماکاری کے بہاؤ کی دستیابی اور معاشی منظر نامہ مستحکم ہونے کے تناظر میں ثانوی مارکیٹ کی خطیافت زوال پذیر ہو گئی۔ اس سے ثانوی مارکیٹ کی خطیافت اور پالیسی ریٹ کے درمیان خلیج میں کمی کی عکاسی ہوتی ہے۔ تاہم، قلیل مدتی وثیقہ جات کی خطیافت کو طویل مدتی تمسکات کی خطیافت مقابلے میں تیز گراؤ کا سامنا کرنا پڑا (شکل 3.13)۔

### بین الیمینک سیالیت

مالی سال 24ء کے دوران انٹر بینک مارکیٹ میں سیالیت کی صورت حال تناؤ کا شکار رہی۔ ایسا اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں بہتری، ڈپازٹس میں مستحکم نمو اور زیر گردش کرنسی میں جمود، اجناسی ماکاری میں قرضوں کی خالص واپسی کے ساتھ مالی سال 2023ء کے مقابلے سرکاری اداروں کو قرضوں کے اجرا میں



Source: State Bank of Pakistan

مارکیٹ نے مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی سے مہنگائی میں کمی کا آغاز ہونے کے امکان کو مد نظر رکھتے ہوئے پالیسی ریٹ میں کمی کی توقع کے ساتھ قیمت بندی بھی شروع کر دی جو مالی سال 24ء کی دوسری سہ ماہی کے بعد سے ثانوی مارکیٹ کے منافع میں کمی اور نیلامی قاطع شرح سود کی صورت میں نظر آتا ہے، ماسوائے تیسری سہ ماہی کے جب اس میں اضافہ دیکھا گیا۔ گیس کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے تیسری سہ ماہی کے دوران مہنگائی میں توقع سے کم اعتدال اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے نظر ثانی کے بعد مہنگائی میں اضافے کی پیش گوئی نے مختصر عرصے کے لیے قاطع شرح سود پر دباؤ بڑھایا۔

مالی سال 24ء کی آخری ششماہی میں ثانوی مارکیٹ کے منافع اور قاطع شرحوں میں کمی کے علاوہ سہ ماہی کے ٹی بلز کی پیشکشوں میں بھی کمی واقع ہوئی، جو قلیل مدتی وثیقہ جات میں مارکیٹ کی کم ہوتی دلچسپی کی عکاسی کرتی ہے (شکل 3.11)۔ مارکیٹ نے مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں 6 ماہ اور 12 ماہ کے ٹی بلز کی پیشکشوں میں اضافہ کیا، خاص طور پر جب جون 2024ء میں زری پالیسی کمیٹی کے اجلاس کا وقت قریب آیا اور فیصلہ شرح سود میں کمی کے مارکیٹ کی توقعات کے مطابق تھا۔ مارکیٹ کی گہری دلچسپی اور بڑھتے ہوئے خسارے کو پورا کرنے کی مالی ضروریات کے پیش نظر حکومت نے 6 ماہ کے ٹی بلز کی مد میں بھاری رقم جمع کی، اس کے بعد مالی سال 24ء کے دوران عرصیت کا خالص کی بنیاد پر 12 ماہ کے بلز جاری کیے جبکہ سہ ماہی ٹی بلز میں رقم واپس کیں۔

تعمیراتی مالکاری**		معیہ سرمایہ کاری		جاری سرمایہ*		مجموعہ		
مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	
-24.4	2.3	119.3	173.8	363.6	-145.0	458.6	31.1	نجی شعبے کے کاروباری ادارے
-5.3	0.6	-33.4	128.8	336.6	-39.9	298.0	89.4	ایشیائی
0.8	-1.0	-10.5	40.3	46.5	55.9	36.8	95.1	ٹیکسٹائل
-0.9	-0.1	-16.7	27.0	-22.1	9.9	-39.8	36.5	سیمنٹ، چونا اور پلاسٹر
0.0	0.0	-0.3	1.9	-21.0	45.4	-21.2	47.2	ریفائنڈ پیٹرولیم
0.0	0.0	10.0	19.7	20.5	-15.9	30.5	3.9	کانڈ اور کانڈ کی مصنوعات
0.0	-1.0	-5.9	2.3	39.6	-37.6	33.5	-35.5	بنیادی لوہا اور اسٹیل
0.0	-1.0	-3.3	1.2	2.4	-13.0	-0.9	-12.8	موٹر گاڑیاں
-0.3	-0.3	3.6	1.9	1.3	15.7	4.5	17.3	بنیادی فارما مصنوعات
0.0	0.0	-10.4	-2.3	6.0	-6.1	-4.4	-8.4	کھاد
-0.3	0.0	-0.5	1.1	1.0	0.8	0.2	1.9	بنائی اور جانوروں کا تیل اور چربی
-0.1	0.0	0.4	-1.4	2.9	4.7	3.2	3.3	رائس پروسیسنگ
-0.1	0.3	-7.5	-11.4	138.6	-1.2	131.0	-12.3	چینی
0.0	0.0	63.0	48.3	3.5	14.9	66.6	63.2	ٹیلی مواصلات
-4.2	-8.5	-1.3	1.0	8.1	9.4	2.6	1.9	تعمیرات
-0.2	-0.1	74.5	24.2	-17.8	-6.2	56.5	17.9	زراعت، جنگلات اور ماہی گیری
0.0	0.0	-1.1	-2.5	11.8	16.9	10.8	14.4	کان کنی اور کوہ کنی
0.0	-1.0	3.5	-2.3	1.1	0.7	1.5	-0.8	ریٹیل اسٹور کی سرگرمیاں
-0.3	-0.1	3.5	-6.1	1.6	-2.3	4.8	-8.4	نقل و حمل اور ذخیرہ کاری
-0.2	0.0	-33.2	-5.8	-22.6	-41.8	-56.0	-47.6	بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم
-1.4	12.8	27.5	-11.1	62.1	-81.4	88.1	-79.8	تھوک اور خرده تجارت

\* تجارتی مالکاری بھی شامل ہے

\*\* آئی ایچ اینڈ اینس ایم ای ایف ڈی سرکلر لیٹر نمبر 28 برائے 2020ء کے مطابق نجی شعبے کے کاروبار میں بین الاقوامی ایڈجسٹمنٹ کی وجہ سے جون 2020ء سے کریڈٹ / قرضوں کے اعداد و شمار پر نظر ثانی کی گئی ہے۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی میں، اسٹیٹ بینک نے طویل مدتی او ایم اوز کا نفاذ کیا، اس نے ڈپازٹ کے تیز بہاؤ کے ساتھ نظام میں کافی سیالیت پیدا کی اور اس طرح شہینہ شرح کو پالیسی ریٹ سے نیچے دھکیل دیا گیا (شکل 3.16)۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کی نسبت مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کی قرض فراہمی کی چھٹی سطح کی سہولت سے زیادہ فائدہ اٹھایا گیا۔<sup>9</sup>

تاہم، مالی سال 24ء کی بقیہ سہ ماہیوں میں، زری زری کی توقعات نے مارکیٹ کی ترجیحات کو مختصر مدت کے او ایم اوز کی طرف راغب کیا، کیونکہ اس نے مستقبل میں شرح سود میں کمی کی صورت میں سب سے کم موقع لاگت کی پیشکش کی۔

سست اضافے کے باوجود ہوا۔ ان معتدل عوامل کے باوجود، کمرشل بینکوں سے حکومت کی میزبانی قرض گیری کی ضروریات میں اضافے اور نجی شعبے کے قرضوں میں معتدل اضافے نے انٹرنیٹ مارکیٹ میں سیالیت کے دباؤ کو برقرار رکھا (شکل 3.14)۔ شہینہ شرح کو پالیسی ریٹ سے ہم آہنگ رکھنے کے مقصد کے پیش نظر اسٹیٹ بینک کو بازار زر کے سودوں (او ایم اوز) کے ذریعے انٹرنیٹ مارکیٹ میں کافی زیادہ رقم کا ادخال کرنا پڑا۔ نتیجتاً او ایم اوز کا اوسط بقایا اسٹاک مالی سال 24ء میں تقریباً 62 فیصد اضافے کے ساتھ 9.4 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا جو مالی سال 23ء میں 5.8 ٹریلین روپے تھا (شکل 3.15)۔

<sup>9</sup> مارکیٹ نے مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کی ریپو سہولت کو 425 بار بڑھانے کا راستہ ہونے کے ساتھ 24.3 ٹریلین روپے محفوظ سرمایہ کاری کے لیے مختص کیے جبکہ مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 102 مواقع پر سہولت کو بڑھانے کا راستہ ہونے کے ساتھ 4.4 ٹریلین روپے استعمال کیے گئے۔

جدول 3.5: پیداواری لاگت کے اہم اجزاء

معمولی فیصد میں	مالی سال 2023ء	مالی سال 2024ء
مارک ٹومارکیٹ اوسط شرح مبادلہ (پاکستانی روپے / امریکی ڈالر)	-28.2	-12.4
مارک اپ شرح (ایک سالہ اوسط کا بنو)	18.6	21.9
تھوک اشاریہ قیمت	32.8	20.2
فرنس آئل	14.3	22.9
ایل این جی	7.7	61.1
بجلی کی توانائی	39.9	40.0
اسٹیل کی مصنوعات	23.3	41.4
پلاسٹک کی مصنوعات	15.7	33.2
پیداواری استعداد کا استعمال (%)	63.8	64.8

\* مالی سال 24ء کی بجلی سے مہما میں شرح مبادلہ میں تقریباً 15 فیصد کمی واقع ہوئی لیکن ایچ پی جی کیپٹون میں اصلاحات اور حکومت کی جانب سے کیے گئے انتظامی اقدامات کے بعد مالی سال 24ء کی دوسری سہ ماہی میں اس میں اضافہ ہوا۔

ماخذات: اسٹیٹ بینک، پی بی ایس، آئی ایم ایف

جدول 3.6: تھوک اشاریہ قیمت

معمولی فیصد میں	مالی سال 2023ء	مالی سال 2024ء
خوراک		
جانوروں کا گوشت	17.5	22.1
دودھ کی مصنوعات	33.0	37.9
ریفائنڈ چینی	5.1	47.0
چینی کنفییکٹری	8.9	13.9
مسالہ جات	-23.6	67.9
مشروبات	33.2	41.7
برقی آلات اور مشینری		
انجن اور موٹرز	3.8	42.2
فرج، واشنگ و سلائی مشین، بجلھے، استری	21.5	32.0
ریڈیو اور ٹیلی وژن	28.7	36.7
ایمصن		
مائع قدرتی گیس	7.7	61.1
فرنس آئل	14.3	22.9
زرعی مشینری اور کیمیکلز		
آلات کاشت کاری	45.4	56.7
حشرات کش ادویات	8.4	16.6
کیرے ماروا	5.9	27.9

\* بینک کی اوسط رواں شرح مبادلہ

ماخذات: اسٹیٹ بینک، ایم او ایف، پی بی ایس، پابا، ورلڈ بینک

اسٹیٹ بینک نے مختصر مدت کے او ایم اوز کے ذریعے بین السینک سیالیت کا انتظام کیا، جس نے شبینہ شرح کو پالیسی ریٹ کے قریب کرنے میں کردار ادا کیا۔ مجموعی طور پر 7 روزہ او ایم اوز کا حصہ مالی سال 23ء کے 10.7 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 24ء میں بڑھ کر 59.8 فیصد ہو گیا جبکہ 28 روزہ او ایم اوز مالی سال 24ء میں کیے گئے مجموعی او ایم اوز کا 34.9 فیصد تھے۔

حکومتی قرضوں کی خالص واپسی اور اسٹیٹ بینک نو ماکاری اسکیموں کے اسٹاک میں کمی کی وجہ سے جزوی طور پر زائل ہو گیا۔ نتیجتاً، مالی سال 24ء میں زربنیاد میں نمو نمایاں طور پر کم رہی۔<sup>10</sup>

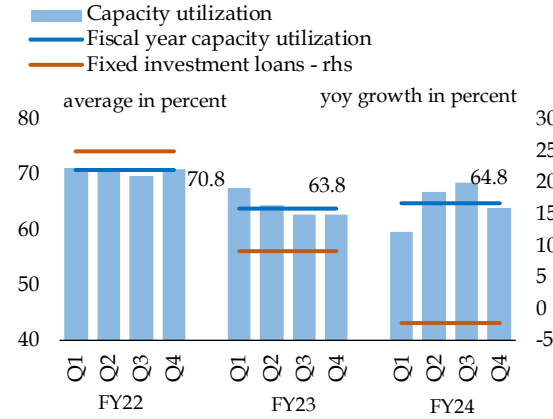
مالی سال 24ء کے دوران اسلامی بینکاری اداروں کی سیالیت کی ضروریات میں بھی اضافہ ہوا۔ مالی سال 24ء میں مجموعی طور پر 7.4 ٹریلین روپے کا ادخال کیا گیا جبکہ مالی سال 23ء میں یہ رقم 4.1 ٹریلین روپے تھی۔ مالی سال 24ء میں اوسط رقم فی ادخال بڑھ کر 102.5 ارب روپے ہو گئی جو مالی سال 23ء میں 58.6 ارب روپے تھی۔

آخری سہ ماہی میں کمرشل بینکوں سے حکومتی قرض گیری میں تیزی سے اضافے، نجی شعبے کے قرضوں میں کسی حد تک بحالی، اجناسی ماکاری کے لیے قرضوں میں اضافے اور زیر گردش کرنسی میں اضافے سے سیالیت کی طلب میں اضافہ ہوا۔ اگرچہ مجموعی ڈپازٹس میں بھی قابل ذکر اضافہ دیکھا گیا، جیسا کہ شبینہ شرح اور پالیسی ریٹ کے درمیان بڑھتے ہوئے خلیج سے ظاہر ہوتا ہے، لیکن یہ مارکیٹ کی مجموعی سیالیت کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی نہیں تھا (شکل 3.16)۔ لہذا اسٹیٹ بینک نے ادخال سیالیت میں اضافہ کیا جس کے نتیجے میں مالی سال 24ء کی چوتھی سہ ماہی میں او ایم اوز کا اوسط بقایا اسٹاک 10.9 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا جو مالی سال 24ء کی تیسری سہ ماہی میں 9.8 ٹریلین روپے تھا۔ تاہم مالی سال 24ء میں او ایم اوز کے اسٹاک میں اضافے کے اثرات اسٹیٹ بینک سے لیے گئے

<sup>10</sup> مالی سال 24ء میں اسٹیٹ بینک کے زیادہ منافع نے دیگر اشیاء (خالص) کے ذریعے زربنیاد پر اختصاری اثر ڈالا۔

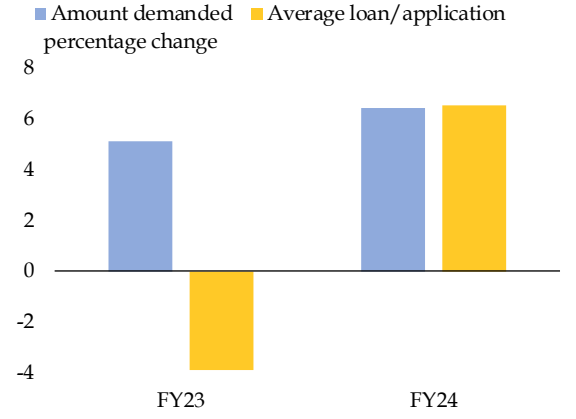
## زری پالیسی اور مہنگائی

### شکل 3.21: استعداد کا استعمال اور معیہ سرمایہ کاری کرنے - ایشیاسازی



Source: State Bank of Pakistan

### شکل 3.20: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کی سرمایہ جاتی قرضوں کی طلب

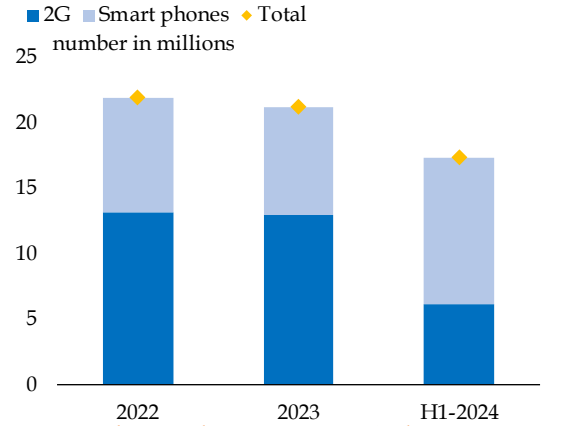


Source: State Bank of Pakistan

### سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرض

گذشتہ سال 293.7 ارب روپے کے بھاری اضافے کے بعد مالی سال 24ء میں سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) کی جانب سے قرضوں کا حصول کم ہو کر صرف 18.5 ارب روپے رہ گیا (شکل 3.17)۔ پاکستان اسٹیٹ آئل (پی ایس او) اور ایک آئل ریفائنری کی جانب سے قرضوں کی نمایاں واپسی بنیادی طور پر پی ایس ایز کو قرضوں کے اجرا میں سست روی کی وضاحت کرتی ہے۔

### شکل 3.22: پاکستان میں موبائل فونز کی تیاری / اسمبلنگ



Source: Pakistan Telecommunication Authority

پی ایس او نے مالی سال 24ء کے دوران اپنے واجب الادا قرضوں کا ایک حصہ بینکوں کو واپس کر دیا۔ اس کی تشہیری اور ترسیلی نظام میں توسیع نے کمپنی کی فروخت کو تقویت دی جس نے بینک قرضوں پر اس کا انحصار کم کر دیا<sup>11</sup>۔ یہ مالی سال 23ء کے برعکس تھا، جب سوئی ناردرن گیس پائپ لائن لمیٹڈ (ایس این جی پی ایل) سے واجب الوصول بقایا جات میں اضافہ ہوا اور اس کے ساتھ سیلاب کی وجہ سے فروخت میں کمی کے سبب ہونے والے خالص نقصانات نے کمپنی کے مجموعی قرضوں کے حجم میں اضافہ کر دیا تھا۔

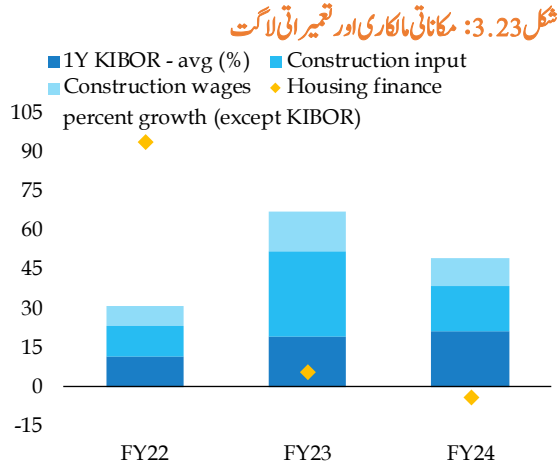
اسی طرح فرنس آئل کی برآمد اور استعداد کو بروئے کار لانے میں اضافے سے بڑی ریفائنریز میں سے ایک کی نقد کی آمد و رفت کی صورت حال بہتر ہوئی جس سے بینک قرضوں پر اس کا انحصار کم ہوا<sup>13</sup>۔ دوسری جانب گیس کی تقسیم کار کمپنیوں سوئی ناردرن گیس پائپ لائن لمیٹڈ (ایس این جی پی ایل) اور سوئی سدرن گیس کمپنی لمیٹڈ (ایس ایس جی سی) کے بینک قرضوں میں گذشتہ سال کے مقابلے میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا<sup>14</sup>۔ حکومت پر واجب الادا بھاری رقم کی عدم ادائیگی کے ہمراہ زر اعانت کی ادائیگی اور ٹیرف ایڈجسٹمنٹ میں تاخیر نے ان کمپنیوں کی نقد

<sup>11</sup> ماخذ: پی ایس او کی تیسری سہ ماہی کی مالی رپورٹ، مارچ 2024ء۔

<sup>12</sup> پی ایس او کی تیسری سہ ماہی کی مالی رپورٹ 2024ء کے مطابق اس نے اپنے کاروبار کو مزید وسعت دیتے ہوئے 37 نئے خرہ آؤٹ لیٹس قائم کیے جس سے ملک بھر میں اس کے پمپوں کی تعداد 3,555 تک پہنچ گئی۔

<sup>13</sup> ملک نے مالی سال 24ء میں جولائی سے فروری کے دوران 630174 میٹرک ٹن فرنس آئل برآمد کیا جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے دوران یہ مقدار 20,600 میٹرک ٹن تھی۔

<sup>14</sup> مالی سال 23ء میں ایس این جی پی ایل اور ایس ایس جی سی ایل کے قرضوں میں بالترتیب 76 ارب اور 16 ارب روپے کا اضافہ دیکھا گیا جس کے بعد مالی سال 24ء میں ان کمپنیوں کے قرضے بالترتیب 29 ارب اور 18 ارب روپے بڑھے۔



Sources: Pakistan Bureau of Statistics and State Bank of Pakistan

تفصیلی اعداد و شمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کاروباری اداروں نے دوسری سہ ماہی کے بعد سے اپنی جاری سرمائے کی ضروریات میں اضافہ کیا، جبکہ معینہ سرمایہ کاری کے لیے قرضے مالی سال 24ء کے دوران پست رہے (شکل 3.19)۔ بہت سی صنعتوں میں پیداواری صلاحیت کے کم استعمال، بلند شرح سود کے ماحول اور مسلسل معاشی اور سیاسی غیر یقینی صورتحال نے معینہ سرمایہ کاری قرضوں کے لیے فرموں کی رغبت کو متاثر کیا (جدول 3.4)۔

دوسری جانب اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں، برآمدی مالکاری اسکیم (ای ایف ایس) اور طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) کو بتدریج ختم کرنے سے بھی ممکنہ طور پر کچھ کمپنیاں جاری سرمائے کے لیے روایتی مالکاری کی طرف راغب ہوئیں۔<sup>18</sup> اس کے نتیجے میں مالی سال 24ء میں ای ایف ایس اور ایل ٹی ایف ایف کے تحت غیر ادا شدہ قرضوں کے اسٹاک میں 11.3 فیصد کمی واقع ہوئی۔

### جدول 3.7: صارفی مالکاری

بہاؤ ارب روپے میں

مالی سال 22ء	مالی سال 22ء	مالی سال 22ء
-57.4	-40.4	192.2
28.5	21.0	17.7
-8.7	11.6	97.1
-14.0	1.2	16.4
0.1	0.0	1.2
-63.2	-74.1	59.7

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

کے بہاؤ کی پوزیشن کو کمزور کیا اور واجبات کی ادائیگی کی غرض سے تجارتی قرضوں پر ان کے انحصار میں اضافہ ہو گیا۔

### 3.4 نجی شعبے کے قرضے

مالی سال 23ء کے 2.3 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 24ء میں نجی شعبے کے قرضوں (پی ایس سی) میں 4.0 فیصد اضافہ ہوا (شکل 3.18)۔ پہلی سہ ماہی کے دوران پست رہنے کے بعد، دوسری سہ ماہی سے قرضوں کی طلب میں اضافہ ہوا۔ کچھ صنعتوں میں پیداواری لاگت کے مسلسل دباؤ کے ساتھ معاشی سرگرمیوں میں معتدل توسیع بنیادی طور پر نجی شعبے کے قرضوں میں اضافے کی وضاحت کرتی ہے۔

اس کے باوجود، مالی سال 24ء میں قرضوں کی طلب میں کمی کے پیچھے زری سختی کے ساتھ ساتھ مقامی ذرائع سے بڑے پیمانے پر مالی ضروریات اہم عوامل رہے۔<sup>15</sup> مزید برآں، کمرشل بینکوں نے حکومت کی قرضوں کی ضروریات میں نمایاں اضافے کی وجہ سے حکومتی تمسکات میں خطرے سے پاک سرمایہ کاری کو زیادہ ترجیح دی کیوں کہ اس میں منافع کی شرح زیادہ تھی۔<sup>16</sup> اس کا مظاہرہ نیلامی کے اہداف اور عرصیت کے مقابلے میں واضح طور پر بلند بولیوں سے ہوا۔<sup>17</sup>

<sup>15</sup> مالی سال 24ء میں پالیسی ریٹ میں جون 2024ء تک کوئی تبدیلی نہیں آئی جب زری پالیسی کمیٹی کے اجلاس میں 150 بی پی ایس کی کمی کی گئی۔

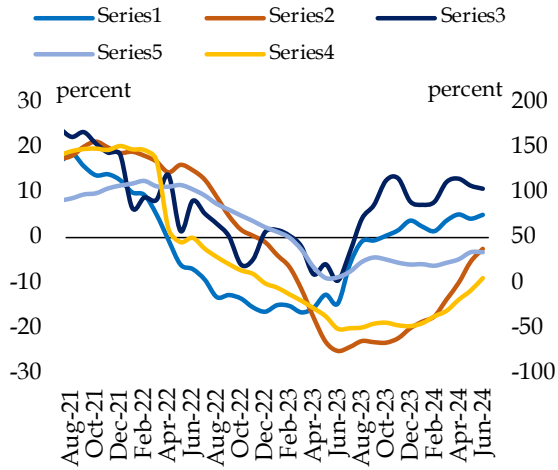
<sup>16</sup> حکومت نے مالی سال 24ء میں حدودی بینکوں سے 3.5 ٹریلین روپے (نقد بنیادوں پر) کی تخمینہ شدہ مالکاری سے تقریباً دو گنا زیادہ رقم حاصل کی، جو مالی سال 23ء میں حدودی بینکوں سے لیے گئے قرض کے مقابلے میں 48.0 فیصد زیادہ ہے۔

<sup>17</sup> ٹی بلز کے لیے بینکوں کی پیشکش تا عرصیت کا تناسب دو گنا سے زیادہ تھا، جبکہ دونوں روایں معینہ شرح پی آئی بی کی میعاد سے بالترتیب 4 گنا اور 8 گنا زیادہ تھا۔

<sup>18</sup> آئی ایم ایف کی ایک شرط کے تحت، اسٹیٹ بینک دو بڑی نو مالکاری اسکیموں (ای ایف ایس اور ایل ٹی ایف ایف) میں پانچ سالہ عبوری عرصے کے دوران اپنی عملی مداخلت ختم کرے گا جو جولائی 2023ء میں شروع ہو چکا ہے۔

زری پالیسی اور مہنگائی

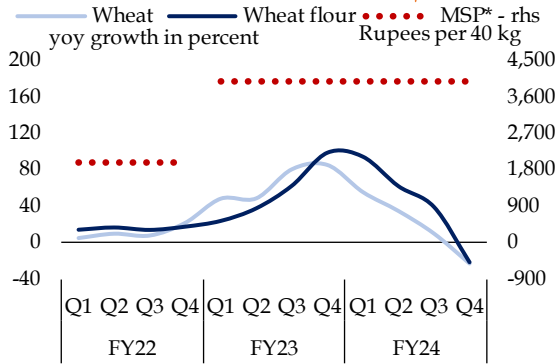
شکل 3.25: بلند تعدد اظہاریوں میں رجحانات (12 ایم ایم اے)



Sources: APCMA, OCAC, NFDC, PAMA, &

نئی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرض کی فراہمی میں نمایاں اضافہ بڑی حد تک ان صنعتوں کی وجہ سے ہوا جو پیداواری لاگت میں اضافے کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہوئے متفرق اخراجات سے نبرد آزما تھیں (جدول 3.5)۔ خاص طور پر مالی سال 24ء کے دوران جاری سرمائے کے قرضوں میں ہونے والے مجموعی اضافے میں چینی کی صنعت کا حصہ تقریباً 38.1 فیصد رہا۔ گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 24ء میں گئے کی پیداوار میں معمولی کمی<sup>19</sup> کے باوجود گنے کی کم از کم امدادی

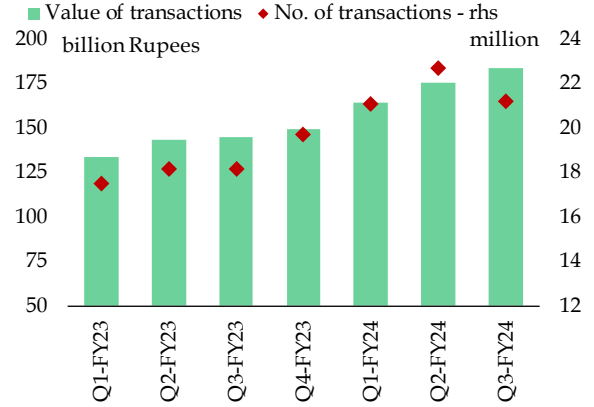
شکل 3.27: گندم کی قیمتوں میں رجحانات



\*Minimum Support Price of Sindh was Rs 4,000 per 40 kg in FY23 & FY24

Source: Pakistan Bureau of Statistics

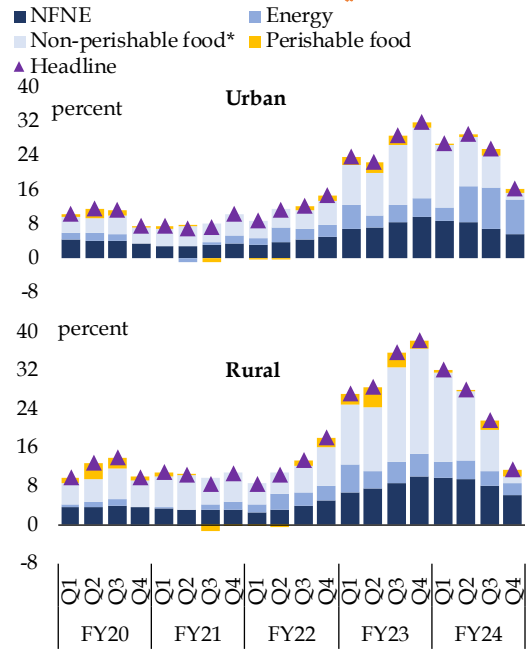
شکل 3.24: کریڈٹ کارڈ کے ذریعے لین دین



Source: State Bank of Pakistan

پیداواری لاگت بڑھنے کی وجہ سے بعض صنعتوں میں قرض کی طلب میں اضافہ ہوا

شکل 3.26: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے اجزائے ترکیبی



\*inclusive of alcohol beverages and readymade food

Sources: Pakistan Bureau of Statistics; SBP staff calculations

<sup>19</sup>گنے کی پیداوار میں 0.4 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی، گذشتہ برس اس میں 0.8 فیصد کمی ہوئی تھی۔

جدول 3.8: اوسط صارف اشاریہ قیمت مہنگائی اور حصہ فیصد

اشیا	اوسط مہنگائی								
	حصہ			پہلی ششماہی			دوسری ششماہی		
	وزن*	م 23ء	م 24ء	م 23ء	م 24ء	م 23ء	م 24ء	م 23ء	م 24ء
قومی صارف اشاریہ قیمت	100	25.0	23.4	28.8	18.7	23.4	28.8	18.7	23.4
شہری									
صارف اشاریہ قیمت	100.0	23.1	24.1	28.0	20.7	24.1	28.0	20.7	24.1
غذا	36.8	30.7	22.1	33.2	12.9	22.1	33.2	12.9	22.1
تلف پذیر	4.4	48.3	16.2	7.5	25.0	16.2	7.5	25.0	16.2
غیر تلف پذیر	32.4	28.5	22.9	37.0	11.5	22.9	37.0	11.5	22.9
این ایف این ای	53.7	14.1	16.1	18.4	13.9	16.1	18.4	13.9	16.1
توانائی	9.5	25.1	62.6	47.9	76.1	62.6	47.9	76.1	62.6
دیہی									
صارف اشاریہ قیمت	100.0	27.9	22.4	30.0	16.5	22.4	30.0	16.5	22.4
غذا	45.9	33.6	21.6	33.7	12.9	21.6	33.7	12.9	21.6
تلف پذیر	5.7	52.0	17.7	7.7	29.9	17.7	7.7	29.9	17.7
غیر تلف پذیر	40.3	31.3	22.1	37.8	10.7	22.1	37.8	10.7	22.1
این ایف این ای	42.6	17.4	22.7	25.9	19.3	22.7	25.9	19.3	22.7
توانائی	11.4	41.0	24.9	27.2	23.3	24.9	27.2	23.3	24.9

ماخذ: پاکستان، دفتر شماریات

اضافے سے پیداواری لاگت بڑھی جس سے مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری سرمائے کی ضروریات میں اضافہ ہوا۔<sup>21</sup>

گیس اور بجلی کے نرخوں میں بھی نمایاں اضافہ ہوا جس نے مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی کے دوران صنعت کے آپریشنل اخراجات میں اضافہ کیا اور اس شعبے کے لیے جاری سرمائے کی طلب مزید بڑھی۔

معاشی سرگرمیوں میں معمولی بحالی اور بہتر زرعی پیداوار نے قرضوں کی نمو میں کردار ادا کیا

کچھ صنعتوں کے لیے بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت کے علاوہ، زرعی پیداوار میں اضافہ اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں اضافے نے نجی شعبے کے قرضوں کی طلب میں اضافہ کیا۔<sup>22</sup> مثال کے طور پر، پیداواری سطح میں اضافے

قیمت (ایم پی) میں نمایاں اضافے سے صنعت کی پیداواری لاگت بڑھی، جس سے اس کی جاری سرمائے کی ضروریات میں بھی اضافہ ہوا۔<sup>20</sup>

اسی طرح ہول سیل تجارتی سیکٹر میں بھی قرضوں کے حصول میں نمایاں اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ بڑے استفادہ کنندگان میں خوراک اور مشروبات، الیکٹرونکس اور مواصلائی آلات، ٹھوس، مائع اور گیس کے ایندھن، زرعی مشینری اور آلات، کھاد اور زرعی کیمیکل شامل تھے۔ ان ذیلی سیکٹرز کی جانب سے قرضوں کی طلب بڑھنے کی وجہ بھی پیداواری لاگت میں اضافہ تھا (جدول 3.6)۔

بڑھتی ہوئی پیداواری اور آپریشنل لاگت نے زیادہ توانائی استعمال کرنے والے شعبوں کے لیے قرض کی طلب میں اضافہ کیا لوہے اور اسٹیل کا شعبہ سال کے آغاز سے ہی مشکلات کا سامنا کر رہا ہے۔ مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی میں مقامی کرنسی کی قدر میں کمی اور لوہے کی عالمی قیمتوں میں

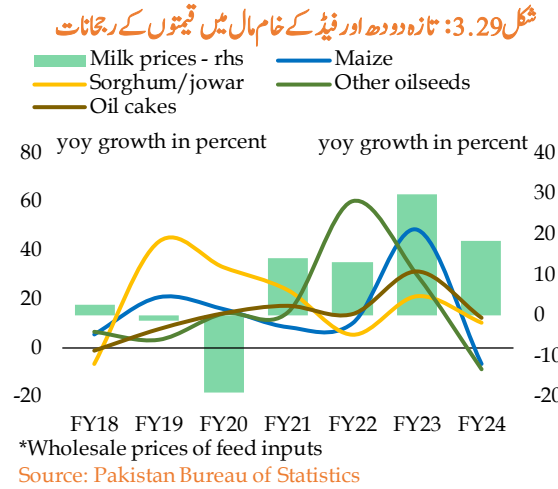
<sup>20</sup> پنجاب اور کے پی کے لیے مالی سال 24ء میں قیمت بڑھا کر 400 روپے فی من کی گئی جو گذشتہ برس 300 روپے فی من تھی، جبکہ سندھ کے لیے قیمت 302 روپے فی من سے بڑھا کر 425 روپے فی من کی گئی (ماخذ: اقتصادی سروے 2023-24ء)۔

<sup>21</sup> ورلڈ بینک کے پبک سیٹ کے اعداد و شمار کے مطابق مالی سال 24ء کے دوران عالمی سطح پر لوہے کی قیمتوں میں 8.5 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال اس میں 20.8 فیصد کمی آئی تھی۔ مالی سال 24ء میں بجلی اور گیس کی تھوک اشاریہ

قیمت بائرنیٹ 40.0 فیصد (مالی سال 23ء میں 39.9 فیصد) اور 61.1 فیصد (مالی سال 23ء میں 7.7 فیصد) اضافہ ہوا۔

<sup>22</sup> بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں مالی سال 23ء کی 9.8 فیصد کمی کے مقابلے میں مالی سال 24ء میں 1.1 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔

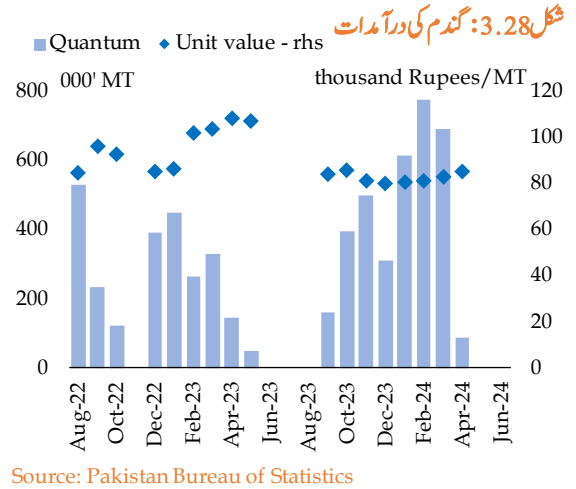
## زری پالیسی اور مہنگائی



ہوا، جس نے صلاحیت میں مزید اضافے کے لیے فرموں کی تحریک کو نقصان پہنچایا (شکل 3.21)۔

تاہم، مالی سال 24ء میں زراعت، جنگلات اور مواصلات کے شعبوں نے معینہ سرمایہ کاری قرضوں سے استفادہ جاری رکھا۔ مواصلات وہ واحد شعبہ تھا جس میں مسلسل پانچویں سال معینہ سرمایہ کاری میں اضافہ دیکھا گیا۔ اس شعبے میں وارڈ اور وائر لیس مواصلات دونوں میں توسیع دیکھی گئی، جس میں بنیادی ڈھانچے کے ساتھ ساتھ موبائل فون کی مینوفیکچرنگ بھی شامل ہے۔ صارفین کی تعداد بڑھ کر 194.6 ملین ہو گئی، جس سے ٹیلی کٹافٹ 80.7 فیصد تک پہنچ گئی، جبکہ موبائل مینوفیکچرنگ سال 2024ء کی پہلی ششماہی میں پہلے ہی سال 2023ء میں ہونے والی پیداوار کے تقریباً 85 فیصد تک پہنچ چکی ہے (شکل 3.22)۔<sup>23</sup>

صارفی مالکاری میں مسلسل دوسرے سال تنزلی دیکھی گئی صارفی قرضوں میں کمی کارجمان جاری رہا اور مالی سال 24ء میں 57.4 ارب روپے کے قرضوں کی خالص واپسی ہوئی، جبکہ مالی سال 23ء میں 40.4 ارب روپے کی واپسی ہوئی تھی (جدول 3.7)۔ سخت زری مؤقف کی وجہ سے شرح سود تقریباً پورے مالی سال 24ء کے دوران بلند ترین سطح پر رہی۔ مزید برآں، مہنگائی کی بلند سطح نے پائیدار صارفی ایشیا کی طلب میں کمی کا سلسلہ جاری رکھا۔



نے چمڑا، کیمیکل، ربڑ اور پلاسٹک جیسی صنعتوں کو بینکاری شعبے سے زیادہ قرضے حاصل کرنے پر مجبور کیا۔ اسی طرح مالی سال 24ء میں بہتر زرعی پیداوار (گندم، کپاس اور چاول) نے بھی اناج کی پسائی اور دیگر مشملہ صنعتوں کی قرضوں کی ضروریات میں اضافہ کیا۔

مالی سال 24ء میں جن صنعتوں کے جاری سرمائے میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا ان کی تعداد مالی سال 23ء کے مقابلے میں تقریباً دوگنی رہی۔ مزید برآں، مالی سال 24ء کے دوران جاری سرمائے کے لیے طلب کی جانے والی کل رقم اور فی درخواست قرض کی طلب میں بھی اضافہ ہوا (شکل 3.20)۔

سخت اقتصادی پالیسیوں اور معاشی و سیاسی غیر یقینی صورتحال نے معینہ سرمایہ کاری قرضوں کو متاثر کیا معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں مسلسل دوسرے سال کمی واقع ہوئی اور مالی سال 24ء میں اس میں 4.6 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ سال 7.1 فیصد تھی۔ مالی سال 24ء کے دوران معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں سست روی کے پیچھے سخت پالیسی ماحول، سیاسی اور معاشی غیر یقینی صورتحال اور پیداواری شعبے میں صلاحیت کو بروئے کار لانے میں سست روی کے مشترکہ اثرات اہم عوامل تھے۔ خاص طور پر پیداواری شعبے کی کل صلاحیت کا ایک تہائی مالی سال 24ء میں بھی استعمال نہیں

<sup>23</sup> براڈ بیڈ صارفین کی تعداد بڑھ کر 135.4 ملین ہو گئی جو 56.1 فیصد کی شرح نمو کی عکاسی کرتا ہے۔ انفارمیشن اینڈ کمیونٹی کیشن ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) خدمات کی برآمدات میں مالی سال 24ء میں 24.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 23ء میں 0.8 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ ماخذ: اقتصادی سروے 2023-24؛ اسٹیٹ بینک آف پاکستان۔

جدول 3.9: مالی سال 24ء کے دوران گیس چارجز میں کمی کا اضافہ ہوا  
روپے فی ایم ایم بی ٹی یو

فروری 24ء	نومبر 23ء	جنوری 23ء	
<b>متنیر چارجز</b>			
<b>تحفظ یافتہ</b>			
200	121	121	0.25 hm <sup>3</sup> تک
250	150	150	0.5 hm <sup>3</sup> تک
300	200	200	0.6 hm <sup>3</sup> تک
350	250	250	0.9 hm <sup>3</sup> تک
<b>غیر تحفظ یافتہ</b>			
500	300	200	0.25 hm <sup>3</sup> تک
850	600	300	0.6 hm <sup>3</sup> تک
1,250	1,000	400	1 hm <sup>3</sup> تک
1,450	1,200	600	1.5 hm <sup>3</sup> تک
1,900	1,600	800	2 hm <sup>3</sup> تک
3,300	3,000	1,100	3 hm <sup>3</sup> تک
3,800	3,500	2,000	4 hm <sup>3</sup> تک
4200	4000	3100	4 سے اوپر hm <sup>3</sup>
<b>مبین چارجز</b>			
400	400	10	تحفظ یافتہ کیٹیگری
1,000	1,000		
(≤ 1.5 hm <sup>3</sup> )	(≤ 1.5 hm <sup>3</sup> )	460	غیر تحفظ یافتہ کیٹیگری
2,000	2,000		
(> 1.5 hm <sup>3</sup> )	(> 1.5 hm <sup>3</sup> )		

ماخذ: اوگرا

جدول 3.10: بجلی کے نرخوں میں سرمایہ رد و بدل  
روپے فی کلو واٹ گھنٹہ

بیلگ کا عرصہ	یونٹ	سرمایہ
فروری-مارچ 2023ء	1.49 to 3.21	پہلی سرمایہ-مالی سال 23ء
اپریل-جون 2023ء	0.5	دوسری سرمایہ-مالی سال 23ء
جولائی-ستمبر 2023ء	1.25	تیسری سرمایہ-مالی سال 23ء
اکتوبر 2023-جنوری 2024ء	3.28	چوتھی سرمایہ-مالی سال 23ء
فروری-مارچ 2024ء	1.15	پہلی سرمایہ-مالی سال 24ء
اپریل-جون 2024ء	2.75	دوسری سرمایہ-مالی سال 24ء
جون-24ء	1.9	تیسری سرمایہ-مالی سال 24ء

ماخذ: نیپرا

حکومت کی رعایتی مکاناتی مالکاری اسکیم ختم ہونے کے بعد سے گھروں کی تعمیر کے لیے قرضوں کے حصول میں بھی کمی واقع ہوئی ہے۔ زیادہ مارک اپ شرحوں کے علاوہ، بلند تعمیراتی لاگت نے بھی قرض گیروں کی حوصلہ شکنی کی (شکل 3.23)۔

صارفی مالکاری کا واحد شعبہ جو گذشتہ دو سالوں سے فروغ پا رہا ہے وہ کریڈٹ کارڈ قرض ہے، جس میں مالی سال 24ء میں 30.4 فیصد اضافہ ہوا۔ صارفین اور تاجروں دونوں کی جانب سے ڈیجیٹل ٹیکنالوجیز کو اپنانے میں بڑھتی ہوئی دلچسپی، لین دین کی آسانی اور سہولت کی وجہ سے کریڈٹ کارڈ کے استعمال میں نمایاں اضافہ ہوا۔ یہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعے ہونے والی لین دین کی تعداد اور اس کی قدر دونوں میں اضافے سے واضح ہے (شکل 3.24)۔

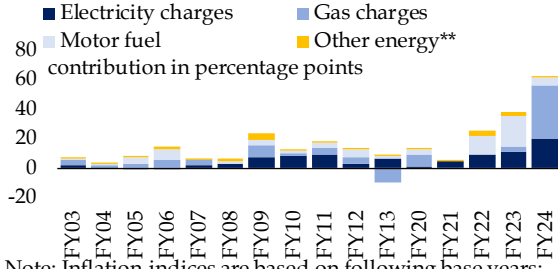
گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 24 میں جولائی تا مارچ کے دوران پوائنٹ آف سیل (پی او ایس) مشینوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا۔<sup>25</sup> نقد رقم رکھنے کے رجحان میں کمی، قیمتوں کی سطح میں اضافہ اور کریڈٹ کارڈ ٹرانزیکشنز پر رعایتوں اور آفرز جیسے عوامل بھی کریڈٹ کارڈ قرضوں میں مجموعی اضافے میں کردار ادا کر رہے ہیں۔

اگرچہ کریڈٹ کارڈ کے علاوہ صارفی مالکاری کے تمام شعبوں میں رقوم کی واپسی دیکھی گئی، سب سے زیادہ کمی آٹو لوز میں آئی۔ قرضوں کی بڑھتی ہوئی لاگت کے علاوہ؛ سخت محتاطیہ ضوابط اور گذشتہ دو برسوں میں گاڑیوں کی قیمتوں میں قابل ذکر اضافے نے بلند ماہانہ اقساط کی وجہ سے صارفین کے لیے کار مالکاری کا حصول مشکل بنائے رکھا۔<sup>24</sup> یہ مالی سال 24ء کے دوران کاروں، جیپوں اور وینز کی فروخت میں 20.2 فیصد کمی نمایاں کمی سے بھی ظاہر ہوتا ہے، جو صارفین کی طلب میں کمی کی عکاسی کرتا ہے۔

24 متعدد کمپنیوں کی جانب سے مخصوص ماڈل کی کاروں کی قیمت میں کمی کے اعلان کے باوجود مالی سال 24ء میں کاروں کی قیمت مالی سال 22ء کے مقابلے میں 50 فیصد سے زائد بڑھی۔ اسٹیٹ بینک نے صارفی مالکاری (ستمبر 2021ء، مئی 2022ء) کے لیے محتاطیہ ضوابط میں متعدد ترامیم متعارف کرائیں جن کا مقصد فی صارف ممکنہ نقصان کی حد بندی کر کے آٹو قرضوں کو اعتدال میں لانا؛ ڈاؤن پیمنٹ کی شرائط میں اضافہ کرنا اور کار مالکاری کی زیادہ سے زیادہ مدت کو کم کرنا تھا۔

25 اسٹیٹ بینک کے نظام ادائیگی کا جائزہ برائے تیسری سرمایہ، مالی سال 24ء کے مطابق مالی سال 24ء کی تیسری سرمایہ کے اختتام پر پی او ایس مشینوں کی تعداد بڑھ کر ایک لاکھ 20 ہزار 641 ہو گئی جبکہ مالی سال 23ء کی تیسری سرمایہ کے اختتام پر یہ تعداد ایک لاکھ 12 ہزار 302 تھی۔

شکل 3.31: توانائی گرانے کے اجزائے ترکیبی



Note: Inflation indices are based on following base years: FY02-09 on base year of FY00, FY09-17 on FY08, and FY17-23 on FY16; \*inflation indices for urban areas are used from FY17 onwards; \*\*includes firewood, kerosene oil, bulbs, match box

Sources: Pakistan Bureau of Statistics; SBP staff calculations

مالی سال 24ء کے دوران شہری عمومی مہنگائی میں تنہا گیس کی قیمتوں کا حصہ 20 فیصد رہا جبکہ مالی سال 23ء میں اس کا حصہ صرف 0.4 فیصد تھا۔ توانائی کے شعبے میں دیرینہ نااہلیوں کے نتیجے میں بجلی اور گیس کے شعبوں میں گردش

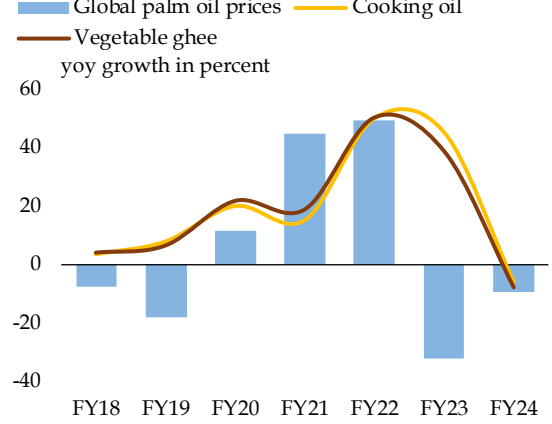
شکل 3.32: فیول چارجز ایڈجسٹمنٹ - مالی سال 24ء

May-23	---● 1.9	Jul -23
Jun-23	---● 1.81	Aug -23
Jul-23	--● 1.46	Sep-23
Aug-23	---● 1.71	Oct-23
Sep-23	-● 0.4	Nov-23
Oct-23	-----● 3.08	Dec-23
Nov-23	-----● 4.13	Jan-23
Dec-23	-----● 4.57	Feb-23
Jan-24	-----● 7.05	Feb-23
Feb-24	-----● 4.92	April-24
Mar-24	----● 2.84	May-24
Apr-24	-----● 3.33	Jun-24
May-24	-----● 3.32	Jul-24

Note: LHS indicates months for which FCA was charged; indicative months on RHS are months in which FCA was actually billed. FCA is collected with a two-month lag

Source: National Electric Power Regulatory Authority

شکل 3.30: تیل کی عالمی اور مقامی قیمتوں کے رجحانات

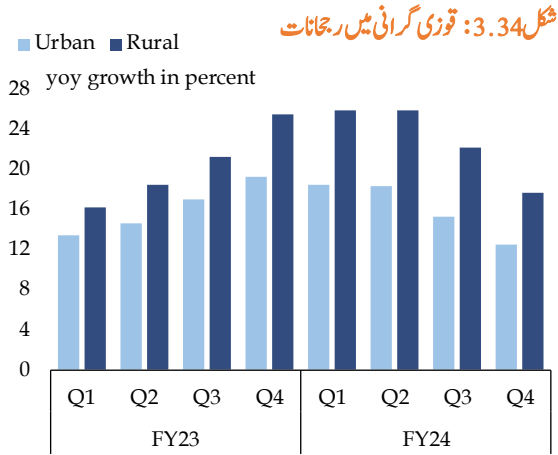


Sources: Pakistan Bureau of Statistics and World Bank

### 3.5 مہنگائی

مالی سال 24ء میں اوسط قومی صارف اشاریہ قیمت (این سی پی آئی) مہنگائی مالی سال 23ء کی حالیہ بلند ترین سطح 29.2 فیصد سے کم ہو کر 23.4 فیصد پر آگئی (جدول 3.8)۔ مالی سال 24ء کے دوران اوسط تیزی گرانے تقریباً گزشتہ سال کی سطح پر برقرار رہی، جبکہ توانائی کے شعبے میں قیمتوں کی مسلسل ایڈجسٹمنٹ کی وجہ سے مالی سال 24ء میں توانائی کی قیمتیں کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئیں۔ ماہانہ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی کے دوران مہنگائی میں کمی کے رجحانات میں تیزی آئی اور جون 2024ء میں سال بہ سال بنیادوں پر مہنگائی دو سال کی کم ترین سطح 12.6 فیصد پر آگئی، جو مئی 2023ء میں 38.0 فیصد کی بلند ترین سطح پر تھی۔

خوراک اور توانائی کی سرکاری قیمتوں میں خاطر خواہ اضافے نے گزشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ روپے کی قدر میں کمی نے عالمی سطح پر اجناس کی قیمتوں میں ہونے والی کمی کا فائدہ کم کر دیا، مالی سال 24ء کے بجٹ میں اعلان کردہ ٹیکس شرحوں، لیویز اور اجرتوں میں اضافے نے بھی اس عرصے کے دوران مہنگائی میں اضافے میں کردار ادا کیا۔ ان پیش رفتوں نے پالیسی اقدامات کی بدولت ملکی طلب میں آنے والی کمی اور غذائی اجناس کی رسد کی بہتر صورت حال کے اثرات کو جزوی طور پر بے اثر کر دیا (شکل 3.26)۔



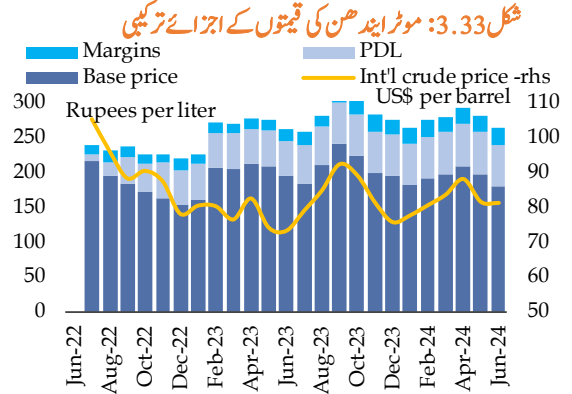
Source: Pakistan Bureau of Statistics

بر آں، گیس کی قیمتوں میں تیزی سے اضافے نے مالی سال 24ء میں شہری مہنگائی کو دہی مہنگائی سے اوپر دھکیل دیا۔<sup>29</sup>

توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کا اثر بنیادی اشیاء اور خدمات کی قیمتوں کے ساتھ ساتھ صارفین اور کاروباری اداروں کی مہنگائی کی توقعات میں اضافے کی صورت میں سامنے آیا۔ تاہم مالی سال 2024ء کی دوسری ششماہی کے دوران مغلوب ملکی طلب، پاکستانی روپے کی مضبوطی اور بیرونی کھاتوں کی بہتر پوزیشن نے قوزی گرانی کی رفتار کو معتدل کرنے میں کردار ادا کیا۔

دسد کی بہتر صورت حال نے اہم اشیائے خور و نوش کی قیمتوں پر دباؤ کم کیا

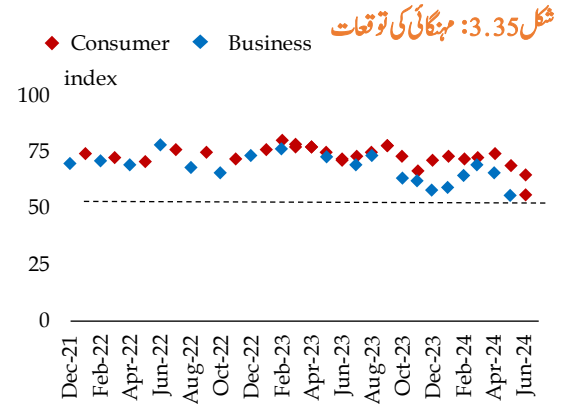
مالی سال 24ء میں شہری علاقوں میں غذائی مہنگائی کم ہو کر 22.1 فیصد رہ گئی جو مالی سال 23ء میں 37.0 فیصد تھی۔ فصلوں کی پیداوار میں اضافہ، حکومتی اقدامات اور عالمی اجناس کی قیمتوں میں کمی بنیادی طور پر مالی سال 24ء کے دوران اہم غذائی اجناس بالخصوص گندم کی قیمتوں میں کمی کی وضاحت کرتی ہے۔ مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں گندم کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ ہوا جس کے بعد آخری



Note: The effect of subsidies and sales tax remained zero during the review period

Source: Oil & Gas Regulatory Authority

قرضوں کے اسٹاک میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے۔<sup>26</sup> گردش قرضوں میں اضافے کی رفتار کو کم کرنے کے لیے حکومت نے مالی سال 19ء سے توانائی کے شعبے میں جارحانہ پرائس ایڈجسٹمنٹ کا آغاز کیا۔<sup>27</sup> 28ء اسی طرح حکومت نے مالی سال 24ء کے دوران گیس کی قیمتوں میں بڑے پیمانے پر وسیع البنیاد اضافہ کیا جس سے سال کے دوران توانائی کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ ہوا (باکس 3.1)۔ مزید



Note: The values exceeding 50 indicates that high inflation views are more than low inflation views.

Source: State Bank of Pakistan

<sup>26</sup> آئی ایم ایف (2024ء)۔ اسٹیٹمنٹ بے آر بیجنٹ کے تحت دوسرا اور آخری جائزہ، مئی 2024ء میں شائع ہوا

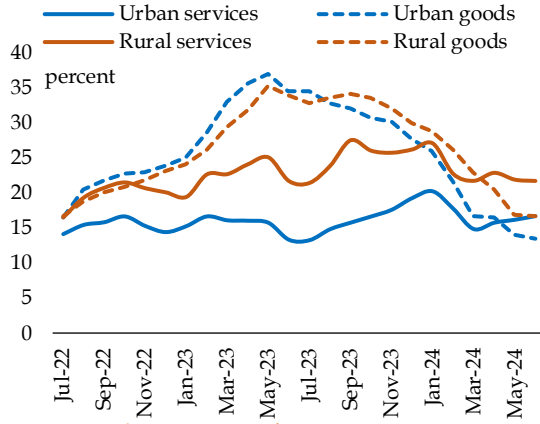
<sup>27</sup> آئی ایم ایف (2019ء)۔ توسیعی فنڈ سہولت کے تحت توسیعی آر بیجنٹ کی درخواست کے تحت اسٹاف رپورٹ، جولائی 2019ء میں شائع ہوئی

<sup>28</sup> تاہم، ٹیرف ایڈجسٹمنٹ کو عالمی وبائے دوران مؤخر کیا گیا تھا۔ ماخذ: آئی ایم ایف (2021ء)۔ توسیعی فنڈ سہولت کے توسیعی آر بیجنٹ کے تحت دوسرے، تیسرے، چوتھے اور پانچویں جائزے کے تحت اسٹاف رپورٹ اور سائی کا

دوبارہ آغاز کرنے کی درخواست، اپریل 2021ء میں شائع ہوئی

<sup>29</sup> دیہی علاقوں کے بیشتر حصوں میں پائپ لائن کے ذریعے گیس کی عدم دستیابی کی وجہ سے دیہی علاقوں کی صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کے توانائی گروپ میں گیس شامل نہیں۔

شکل 3.37: ایشیا اور خدمات کی مہنگائی کے رجحانات

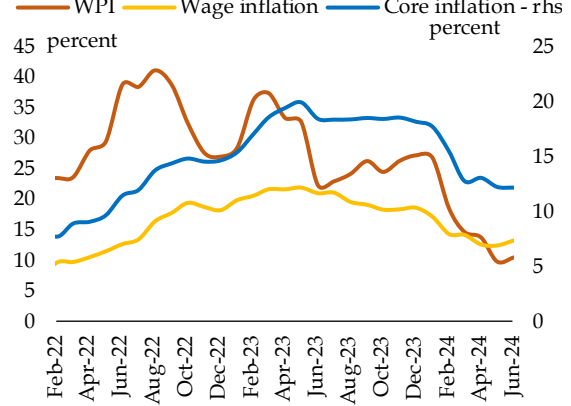


Source: Pakistan Bureau of Statistics

24ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران گندم کی مقامی قیمتوں میں کمی کے رجحان میں اضافہ کیا۔<sup>32</sup>

کم پیداواری لاگت نے دودھ کی قیمتوں پر دباؤ کو کم کیا۔ مالی سال 23ء کے دوران زبردست اضافے کا رجحان دیکھنے کے بعد، مالی سال 24ء کے دوران دودھ کی قیمتیں بلند سطح پر ہونے کے باوجود مستحکم رہیں۔ اسے گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 24ء کے دوران روغنی اجناس اور مکئی سمیت فیڈ کی قیمتوں میں نمایاں کمی سے جوڑا جاسکتا ہے۔ سیلاب کی وجہ سے سپلائی کو پھینچنے والے شدید دھچکے نے مالی سال 23ء کے دوران دودھ کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ کیا، جس کی وجہ فیڈ کے خام مال کی کمی اور بڑی تعداد میں جانوروں کی اموات تھی۔<sup>33</sup> تاہم مالی سال 24ء کے دوران روغنی اجناس سمیت جانوروں کی خوراک کی کچھ اہم مصنوعات کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ دیکھا گیا جس کی وجہ سے قیمتوں میں کمی واقع ہوئی۔<sup>34، 35</sup> مزید برآں، پولٹری انڈسٹری کی جانب سے مکئی کی طلب میں

شکل 3.36: پیداواری لاگت، اجرتیں اور قوزی گرانی



Source: Pakistan Bureau of Statistics

ششماہی میں قیمتوں میں تیزی سے کمی واقع ہوئی (شکل 3.27)۔ حکومت نے مالی سال 23ء میں گندم کی کم سے کم امدادی قیمت (ایم ایس پی) میں خاطر خواہ اضافہ کیا تھا تاکہ اس کی پیداوار کو فروغ دیا جاسکے جس کے نتیجے میں مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران گندم اور گندم کی مصنوعات کی مارکیٹ قیمتوں میں اضافہ ہوا تھا۔

اس کے علاوہ مصنوعی قلت کی وجہ سے بھی پہلی ششماہی میں قیمتوں میں مزید اضافہ ہوا۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے حکومت نے مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران انتظامی کارروائیوں کا آغاز کیا۔<sup>30</sup> دریں اثنا، حکومت نے نجی شعبے کو گندم درآمد کرنے کی بھی اجازت دی جس سے رسد کی صورتحال بہتر ہوئی اور اس نے مقامی مارکیٹ میں قیمتوں کے رجحان کو بھی تبدیل کر دیا (شکل 3.28)۔<sup>31</sup> اس کے علاوہ گندم کی ریکارڈ پیداوار نے بھی خاص طور پر مالی سال

<sup>30</sup> ماخذ: 9 ستمبر، 2023ء کو منعقدہ ایس آئی ایف سی کی پانچویں ایگس کمیٹی کے دوسرے سیشن کی پریس ریلیز

<sup>31</sup> مالی سال 24ء میں گندم کی درآمد کا حجم 29.6 فیصد بڑھ کر 3.5 ملین میٹرک ٹن ہو گیا جو مالی سال 23ء میں 2.7 ملین میٹرک ٹن تھا۔

<sup>32</sup> مالی سال 24ء میں گندم کی پیداوار 12.2 فیصد اضافے کے ساتھ 31.4 ملین میٹرک ٹن ہو گئی جو مالی سال 23ء میں 7.4 فیصد اضافے کے ساتھ 28.2 ملین میٹرک ٹن تھی۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

<sup>33</sup> تفصیلات کے لیے پاکستان کی معاشی صورتحال پراسٹریٹجک کی ششماہی رپورٹ برائے مالی سال 23ء کا باب 3 ملاحظہ کیجیے۔

<sup>34</sup> روغنی فصلوں میں کپاس کے بیج، جو اور اور سرسوں شامل ہیں، جو ڈیری فیڈ کے اجزائے ترکیبی میں استعمال ہوتے ہیں۔ ماخذات: پاکستان اقتصادی سروے اور پاک ڈیری انفو، یہاں دستیاب ہے (پاک ڈیری انفو۔ دودھ دینے والے جانوروں کی غذائیت میں ارتکاز)

<sup>35</sup> مالی سال 24ء میں روغنی اجناس کی پیداوار میں 21.5 فیصد کا نمایاں اضافہ ہوا اور یہ 3.2 ملین ٹن تک پہنچ گئی جبکہ مالی سال 23ء میں ان اجناس کی پیداوار 2.7 ملین ٹن تھی۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مجموعی طور پر سست روی نے مالی سال 24ء میں اس کی قیمتوں کو کم کر دیا،<sup>36</sup> حالانکہ سال کے دوران اس کی پیداوار میں کمی واقع ہوئی تھی (شکل 3.29)۔

اس کے علاوہ مالی سال 24ء کے دوران پرائس کنٹرول کے نفاذ کے لیے سخت حکومتی اقدامات نے بھی دودھ کی قیمت مستحکم رکھنے میں کردار ادا کیا۔ صوبائی حکومتوں نے دودھ کی اعلان کردہ قیمتوں پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جس سے مالی سال 24ء میں دودھ کی قیمتوں میں اضافے کی رفتار میں کمی آئی۔<sup>37</sup>

عالمی سطح پر پام آئل کے نرخوں میں کمی سے خوردنی تیل کی قیمتوں میں کمی آئی نبتی گھی اور کھانا پکانے کے تیل کی قیمتوں میں کمی مالی سال 24ء کے دوران غذائی مہنگائی میں مجموعی کمی کا ایک چوتھائی سے زائد رہی۔ پام آئل کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی کے رجحان کے ساتھ مستحکم شرح مبادلہ کی عکاسی کرتے ہوئے مالی سال 24ء کے دوران خوردنی تیل کی مقامی قیمتوں میں پچھلے سال کے مقابلے میں نمایاں کمی واقع ہوئی (شکل 3.30)۔

گیس کی قیمتوں میں خاطر خواہ اضافے سے توانائی گرانے کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی مالی سال 24ء میں شہری علاقوں میں توانائی گرانے تقریباً دگنی ہو کر 62.6 فیصد ہو گئی جو گذشتہ سال 38.4 فیصد تھی۔ مالی سال 23ء کے بعد سے توانائی کی قیمتوں میں اضافے کا رجحان جاری رہا۔ بجلی اور گیس کی قیمتوں میں ایڈجسٹمنٹ، خاص طور پر گیس کے چارجز میں نمایاں اضافے نے مالی سال 24ء میں توانائی کی قیمتوں کو کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح پر پہنچا دیا (شکل 3.31)۔

عالمی سطح پر تیل اور مائع قدرتی گیس (ایل این جی) کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے اثرات سے گھریلو صارفین کو محفوظ رکھنے کے لیے حکومت نے مالی سال 20ء سے قدرتی گیس کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی تھی۔ تاہم مسلسل مالیاتی دباؤ نے حکومت کو گیس کی تقسیم کار کمپنیوں کو واجب الادا سبڈی کی ادائیگی کی اجازت نہیں دی جس کی وجہ سے ان اداروں کی نقد پوزیشن بری طرح متاثر ہوئی اور گیس کے شعبے میں انٹرکارپوریٹ گردش قرضے جمع ہو گئے۔

گردشی قرضوں کے بہاؤ کو روکنے کے لیے، حکومت نے جنوری 2023ء سے گیس کی قیمتوں میں ایڈجسٹمنٹ کا آغاز کیا، جس کا مقصد گیس کے چارجز کو لاگت کی وصولی کی سطح کے ساتھ ہم آہنگ کرنا تھا۔ ان اقدامات کو جاری رکھتے ہوئے، حکومت نے نومبر 2023ء اور فروری 2024ء میں تحفظ یافتہ اور غیر تحفظ یافتہ گھریلو صارفین کے لیے متغیر اور فکسڈ گیس چارجز دونوں میں نمایاں اضافہ کر دیا (جدول 3.9)۔ غیر گھریلو شعبے بشمول کمرشل اور سپیڈ صارفین اور سی این جی اسٹیشنز کے لیے گیس کی قیمتیں تقریباً دگنی ہو گئیں جس سے شہری علاقوں میں مہنگائی میں مزید اضافہ ہوا۔

دیہی علاقوں میں توانائی گرانے کا رجحان اس کے برعکس رہا جو مالی سال 23ء کے 39.1 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 24ء میں 24.9 فیصد رہ گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گیس دیہی باسٹ میں شامل نہیں لہذا گیس کی قیمتوں میں اضافہ بلند توانائی گرانے میں کردار ادا نہیں کرتا۔ تاہم دیہی علاقوں میں لکڑی اور کولے کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے ٹھوس ایندھن کے ساتھ ساتھ بجلی کی قیمتوں نے مہنگائی میں نمایاں کردار ادا کیا۔

<sup>36</sup> مالی سال 24ء میں پولٹری فیڈ کے طور پر کئی کی مانگ میں زبردستی واقع ہوئی جس کی وجہ بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت اور جینیاتی طور پر تبدیل شدہ (جی ای) سویا بین کی درآمدات پر پابندی کی وجہ سے پولٹری سیکٹر کی مایوس کن کارکردگی ہے۔ روایتی طور پر پولٹری فیڈ کئی کی کھپت کا تقریباً 65 فیصد ہے، جبکہ نم گھسانی اور ڈیری فیڈ بالترتیب تقریباً 15 اور 10 فیصد ہے۔ ماخذ: یو ایس ڈی اے (2024ء)۔ اناج اور فیڈ پر سالانہ رپورٹ، اپریل 2024ء میں شائع ہوئی

<sup>37</sup> سندھ میں ایشیائی ضروریہ کی قیمتوں پر کنٹرول، منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی کی روک تھام کے ایکٹ 2005ء (2008ء اور 2023ء میں ترمیم شدہ) کے تحت کمشنر آفس کراچی نے دودھ کی خوردہ قیمت 200 روپے فی لیٹر مقرر کی۔

ماخذ: نوٹیفکیشن نمبر۔ سی کے / اے سی (پانچ کیو) / 865 / 2023ء، 13 اکتوبر، 2023ء کو شائع ہوا۔

اسی طرح ڈپٹی کمشنر آفس (لاہور) نے بھی دودھ کی قیمت 160 روپے فی لیٹر مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ ماخذ: نوٹیفکیشن نمبر۔ ڈی او (آئی پی ڈی ایو ایم) / ایل ایچ آر / 34، 8 مارچ، 2024ء کو شائع ہوا

## زری پالیسی اور مہنگائی

بلند سطح پر بچنے کے بعد، قوزی گرانی میں مالی سال 24ء کی تقریباً تمام دوسری ششماہی کے دوران بتدریج کمی دیکھی گئی (شکل 3.34)۔

توانائی اور خوراک کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے پہلی ششماہی میں گھریلو مہنگائی کی توقعات کو بلند رکھا۔ تاہم، جب مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں غذائی گرانی تیزی سے کم ہونے لگی، تو صارفین کی توقعات میں بھی کسی حد تک کمی آئی، جس نے جزوی طور پر اس مدت کے دوران اجرت میں اضافے میں سست روی کو متاثر کیا (شکل 3.35 اور 3.36)۔ اس کے علاوہ پاکستانی روپے کی مضبوطی کے ساتھ ساتھ بہتر پالیسی کی وجہ سے ملکی طلب میں آنے والی کمی نے پیداواری لاگت پر قیمتوں کے دباؤ کو کم کرنے میں کردار ادا کیا اور ساتھ ہی مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی کے دوران قوزی گرانی پر قابو پانے میں بھی مدد کی۔ خاص طور پر بنیادی ایشیا میں مہنگائی خدمات کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے کم ہوئی (شکل 3.37)۔

خدمات میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وضاحت اجرتوں اور معاہدوں کی سست ایڈجسٹمنٹ سے ہوتی ہے، جو فوری طور پر خام مال اور توانائی کے اخراجات میں تبدیلیوں کی عکاسی نہیں کرتے۔ بلند مہنگائی کے ادوار میں یہ تاخیر خدمات کی مہنگائی کے سبب ایشیا کی مہنگائی کے ساتھ ساتھ عمومی مہنگائی پر بھی متاثر ہوتی ہے۔<sup>41</sup> مزید برآں، نومبر 2023ء میں فننس (ضمنی) ایکٹ کے ذریعے متعارف کرائے گئے شادی ہالوں اور کھٹرز پر اضافی ٹیکس سمیت خدمات پر زیادہ ٹیکسوں نے بھی ان خدمات کی لاگتوں میں اضافہ کیا۔<sup>42</sup> اس کے علاوہ ایندھن کی لیویز میں اضافے سے ٹرانسپورٹ سروس چارجز بڑھے جس میں کرایوں میں اضافہ بھی شامل ہے۔ تاہم، قوزی گرانی زر کاسب سے بڑا جزو، ہاؤس رینٹ انڈیکس، شہری علاقوں میں مستحکم رہا، لیکن دیہی علاقوں میں اس میں اضافہ دیکھا گیا۔

سال کے دوران بجلی کے نرخوں میں اضافے نے بھی مہنگائی بڑھانے میں اپنا کردار جاری رکھا، مالی سال 24ء کے دوران شہری توانائی گرانی میں تقریباً ایک تہائی اضافہ بجلی کے نرخ بڑھنے کی وجہ سے ہوا۔ یکم جولائی 2023ء سے حکومت نے تمام صارفین کے سلیب میں بجلی کے متغیر چارجز میں سالانہ ایڈجسٹمنٹ متعارف کرائی۔ اسی طرح سال بھر باقاعدگی سے سد ماہی بجلی کے نرخوں کی ایڈجسٹمنٹ بھی نافذ کی گئی (جدول 3.10)۔ مزید برآں، فیول چارج ایڈجسٹمنٹ (ایف سی اے)، جو عام طور پر کسی خاص مہینے کے حوالے سے ایندھن کی اصل اور تقویضی لاگت میں فرق کی وجہ سے جمع کیا جاتا ہے، نے بھی بجلی کی قیمت بڑھانے میں اپنا حصہ ڈالا (شکل 3.32)۔

دوران سال تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی کے رجحان کے باوجود ایسا ہوا۔ بالخصوص پہلی ششماہی میں کمزور ملکی کرنسی نے ایندھن کی لاگت میں اضافہ کیا، جس سے عالمی سطح پر تیل کی قیمتیں کم ہونے کے باوجود بجلی کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔

مزید برآں، پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) میں اضافے کی وجہ سے مالی سال 24ء میں مجموعی طور پر پیٹرول کی قیمتوں میں گذشتہ سال کے مقابلے میں اضافہ ہوا۔ حکومت نے جولائی 2023ء میں پی ڈی ایل کو 50 روپے فی لیٹر سے بڑھا کر ستمبر 2023ء سے 60 روپے فی لیٹر کر دیا (شکل 3.33)۔<sup>38</sup>

مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی کے آغاز سے مہنگائی کا دباؤ کم ہونا شروع ہو گیا۔ مالی سال 24ء کے دوران شہری علاقوں میں اوسط قوزی گرانی تقریباً پچھلے سال کی سطح پر رہی۔<sup>39</sup> اس سے مالی سال 24ء کے بجٹ میں متعارف کرائی گئیں ٹیکس شرحوں، لیویز اور اجرتوں میں اضافے کے مشترکہ اثرات، ستمبر 2023ء تک روپے کی قدر میں کمی کے اثرات اور خوراک اور توانائی کی سرکاری قیمتوں میں ایڈجسٹمنٹ کے دوسرے مرحلے کے اثرات کی نشاندہی ہوتی ہے۔<sup>40</sup> بہر حال،

<sup>38</sup> اسی طرح اکتوبر 2023ء میں ڈیزل پر پی ڈی ایل 50 روپے سے بڑھا کر 55 روپے فی لیٹر اور نومبر 2023ء میں 60 روپے فی لیٹر کر دیا۔ ماخذ: اوگرا

<sup>39</sup> مالی سال 23ء کے 16.2 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 24ء میں قوزی گرانی 16.1 فیصد تھی۔

<sup>40</sup> اجرتوں میں شامل ہیں، کپڑوں کی سلائی، گھریلو ملازمین، صفائی اور کپڑوں کی دہلائی، تعمیراتی کارکن، کوڑا جمع کرنے والے، ڈینیل خدمات، ڈاکٹر کی فیس، مکانیکی خدمات اور ذاتی آرائش کی خدمات۔

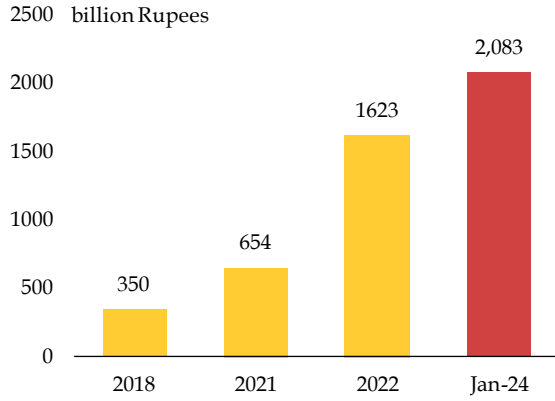
<sup>41</sup> - ہاؤس رینٹ انڈیکس، یو پی سی، ای، اور مارٹیز ہیرنیزس، سی (2023ء)۔ قوزی گرانی کا محرک کیا ہوتا ہے؟ رسد دی چھکوں کا کردار۔ ای سی بی ورکنگ پیپر سیریز، 2875۔

<sup>42</sup> ضمنی مالی بل میں 10 فیصد ایڈوائس ٹیکس جبکہ شادی ہالز / لائز / کلرز / کھٹرز پر 15 فیصد سبز ٹیکس کا اعلان کیا گیا ہے۔

دیہی باسکٹ میں خدمات کے حصے میں ذرا سا اضافہ دیکھا گیا، اس اضافے میں شادی ہال چارجز نے اہم کردار ادا کیا۔

دیہی باسکٹ میں تیزی گرنی میں قدرے اضافہ ہوا، جو پچھلے سال کے 20.6 فیصد سے بڑھ کر اس سال 22.7 فیصد ہو گیا۔ دیہی علاقوں میں عمومی گرانی میں کمی کے باوجود تیزی گرنی برقرار رہی، البتہ سال گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ کمزور ہوتی گئی۔

### شکل 3.1.1: پاکستان میں گیس کے شعبے کے گردش قرضے



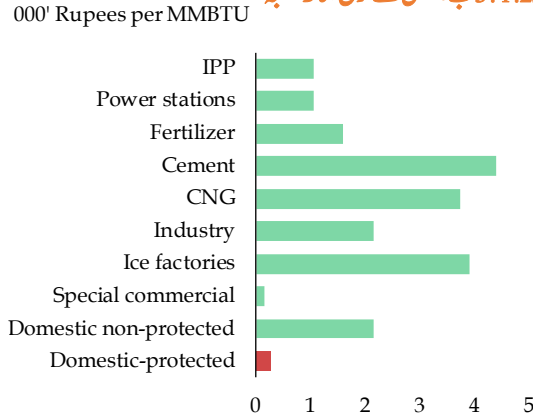
Sources: IMF and Finance Division

### باکس 3.1: گیس کی قیمتوں میں اضافے کے عوامل

مالی سال 24ء میں مہنگائی کا سب سے بڑا محرک گیس کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ تھا۔ یہ پرائس ایڈجسٹمنٹ حکومت کی جانب سے مالی سال 19ء سے جاری قیمت بندی پالیسیوں کا حصہ تھی تاکہ توانائی کے شعبے کے گردش قرضوں میں اضافے کی رفتار کو کم کیا جاسکے۔ گیس کے شعبے میں گردش قرضہ 2024ء کے اوائل میں 2.1 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا جو جی ڈی پی کا تقریباً 2.0 فیصد ہے (شکل 3.1.1)۔ گیس کی قیمتوں میں اضافے کے پیچھے تین بڑے باہم مربوط مسائل ہیں۔ اول، گیس ٹیرف کے تعین اور گیس کے ترسیلی نظام کی توسیع میں سیاسی مصلحت، جس کی وجہ سے گیس ٹیرف کو لاگت کی وصولی کی سطح سے بھی نیچے منجمد کرنا پڑا۔ ایندھن کی سستی دستیابی نے اس کی مانگ میں اضافہ کیا، جس نے بالآخر حکومت کے مالی بوجھ کو مزید بڑھا۔ لہذا، مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے حکومتوں کی جانب سے سبسڈیز کی بروقت ادائیگی متاثر ہوئی جس کی وجہ سے گردش قرضے جمع ہوئے۔ دوم یہ کہ گیس کے ملکی ذخائر میں کمی کے پیش نظر حکومت نے 2015ء سے درآمد شدہ مہنگی ایل این جی پر انحصار کیا جس نے قرضوں کے اسٹاک میں مزید اضافہ کیا۔ سوم یہ کہ گیس کی تقسیم کار کمپنیوں کی جانب سے ٹرانسمیشن اور ڈسٹری بیوٹن کے نقصانات پر قابو پانے میں ناکامی نے گیس سیکٹر کے گردش قرضوں کو مزید بڑھا دیا۔

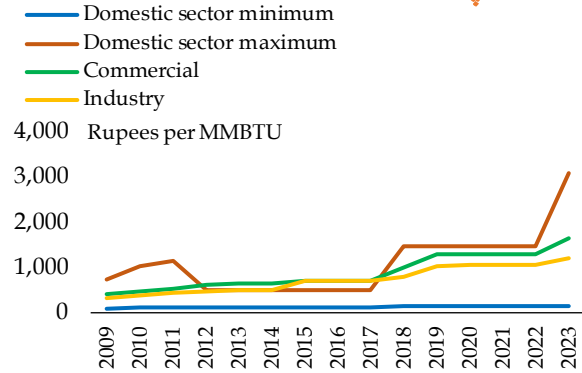
کراس سبسڈی گھریلو صارفین کے لیے قیمتوں کو بگاڑ دیتی ہے۔ سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے ہر آنے والی حکومت نے گیس کے گھریلو صارفین کو تحفظ فراہم کیا، اور ایسا صنعتوں کو داؤ پر لگا کر کیا گیا۔ ڈومیسٹک سیکٹر کے لیے رعایتی نرخ کے ذریعے گھریلو صارفین کو تحفظ تو فراہم کیا جاتا ہے لیکن اس سے دوسرے سیکٹرز کو نقصان پہنچتا ہے اور قیمتوں میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے (شکل 3.1.2 الف اور ب)۔ اس نے ذخائر تیزی سے کم ہونے کے باوجود گیس کے زیادہ استعمال کی حوصلہ افزائی کی۔ آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگر) ایس این جی پی ایل اور سوئی سدرن گیس کمپنی لمیٹڈ (ایس ایس جی سی) سمیت ڈسٹری بیوٹن کمپنیوں کی گیس کی فروخت، ٹرانسمیشن اینڈ ڈسٹری بیوٹن (ٹی این ڈی) اخراجات اور ترسیل کے دوران ضائع ہونے والی گیس کی لاگت (پوائف جی) سمیت مکمل لاگت کی وصولی کو شامل کر کے ٹیرف شیڈول کا تعین کرتی

### شکل 3.1.2 الف: پاکستان میں گیس کے نرخ بلحاظ شعبہ



Source: Oil & Gas Regulatory Authority

### شکل 3.1.2 ب: پاکستان میں گیس کے نرخوں میں ردوبدل



Source: Pakistan Energy Year Book and Pakistan Economic Survey (various issues)

## زری پالیسی اور مہنگائی

ہے۔ تاہم، حکومت ڈومیسٹک سیکٹر کو بچانے کے لئے زراعت فراہم کر کے پرائس ایڈجسٹمنٹ کے عمل میں مداخلت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ، حکومت ایل این جی کی فراہمی کی لاگت<sup>43</sup> کو بھی برداشت کرتی ہے جس سے گیس کے ٹیرف کو طویل مدت تک برقرار رکھا جاتا ہے۔ ابتدائی لاگت کا فرق تقسیم کار کمپنیاں برداشت کرتی ہیں جنہیں حکومت سبسڈی کی شکل میں ادا کی جاتی ہے۔ تاہم، سبسڈی کی بروقت ادائیگی میں تاخیر ان کمپنیوں کی سیالیت کی صورت حال خراب کرتی ہے اور انٹر کارپوریٹ قرضوں کے جمع ہونے کا باعث بنتی ہے۔ گیس کی تقسیم کار بڑی کمپنیوں میں سے ایک سوئی ناردرن گیس پائپ لائن لمیٹڈ (ایس این جی پائیپ لائن) نے رپورٹ کیا ہے کہ گذشتہ چند برسوں سے گیس ٹیرف ایڈجسٹمنٹ میں تاخیر کی وجہ سے حکومت سے واجب الوصول زیر التور قوم میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا ہے (شکل 3.1.3)۔

گیس سیکٹر میں عملی تاخیر کی وجہ سے ترسیل کے دوران بڑے پیمانے پر بے حساب گیس (یو ایف جی) نقصانات ہوتے ہیں۔ یو ایف جی ترسیل و تقسیم کے نیٹ ورک میں داخل کی گئی پیمائش شدہ گیس اور عام صارف تک پہنچنے والی گیس کی پیمائش کے فرق کو کہتے ہیں۔ اوگرا نے یو ایف جی الاؤنس 6.98 فیصد مقرر کر رکھا ہے (شکل 3.1.4)۔ یو ایف جی الاؤنس سے تجاویز کرنے والی رقم کو ناقابل قبول اور گیس کی قیمتوں پر منفی اثر ڈالنے والے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔<sup>44</sup> بہت سے عوامل یو ایف جی کے بلند نقصانات میں کردار ادا کرتے ہیں جن میں قدیم بنیادی ڈھانچہ، امن عامہ کے مسائل اور گیس کی چوری شامل ہیں۔ پرانے انفراسٹرکچر کے ساتھ ساتھ ترسیل پائپ لائنوں اور یوٹیلیٹی نیٹ ورکس کی ناقص دیکھ بھال سسٹم سے گیس لیکج کا باعث بنتی ہے۔ پرانے گیس میٹر بھی یو ایف جی نقصانات کا درست تخمینہ لگانے اور گھریلو سطح پر گیس چوری کی نشاندہی کرنے کی کوششوں میں رکاوٹ ہیں۔ یو ایف جی کا حجم ان علاقوں میں زیادہ ہے جہاں امن وامان کی صورت حال گیس کمپنیوں کے کام میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔<sup>45</sup> ایسے علاقوں میں گیس چوری بھی زیادہ ہے کیونکہ غیر قانونی کنکشن لگانے کا رواج عام ہے۔ اس سے کمپنی کی واجبات کی ادائیگی کی صلاحیت میں مزید متاثر ہوتی ہے اور گردش قرض جمع ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، ایس ایس سی ایل 2016-2022ء سے خسارے میں چل رہی ہے جس کی وجہ مقررہ مقدار سے زائد یو ایف جی ہے، اس سے کمپنی کے حاصل میں کمی واقع ہوئی ہے۔ ان عملی رکاوٹوں کی وجہ سے، گیس تقسیم کار کمپنیاں ترقی پذیر اور ترقی یافتہ معیشتوں میں اپنی ہم پلہ کمپنیوں کے مقابلے میں زیادہ یو ایف جی نقصانات کا سامنا کرتی ہیں (شکل 3.1.4)۔ بڑھتے ہوئے انٹر کارپوریٹ گردش قرضوں نے کمپنیوں کی گیس کے تقسیم اور ترسیل نظام میں مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت کو متاثر کیا ہے جس سے گیس سیکٹر کے گردش قرضوں میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

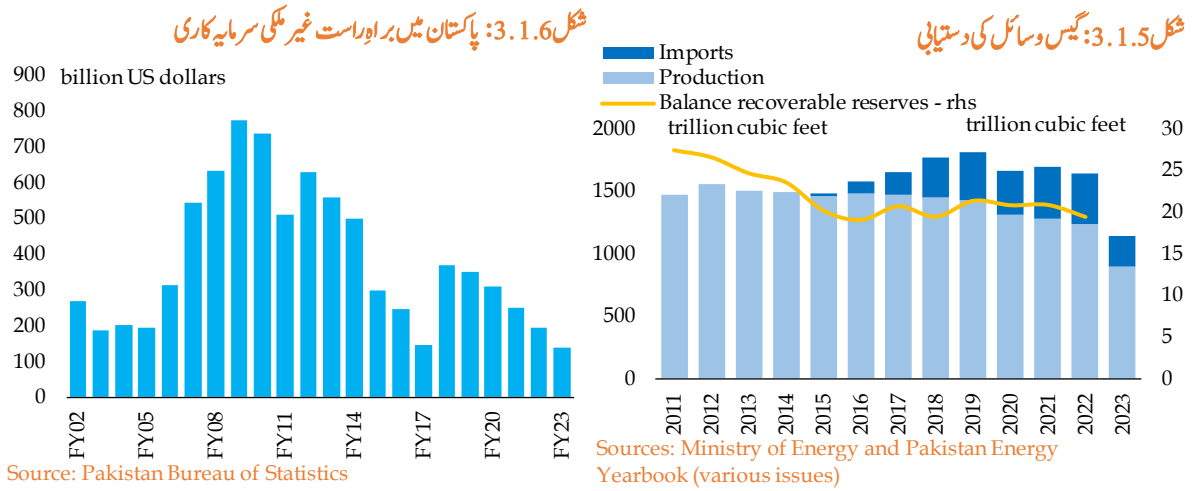
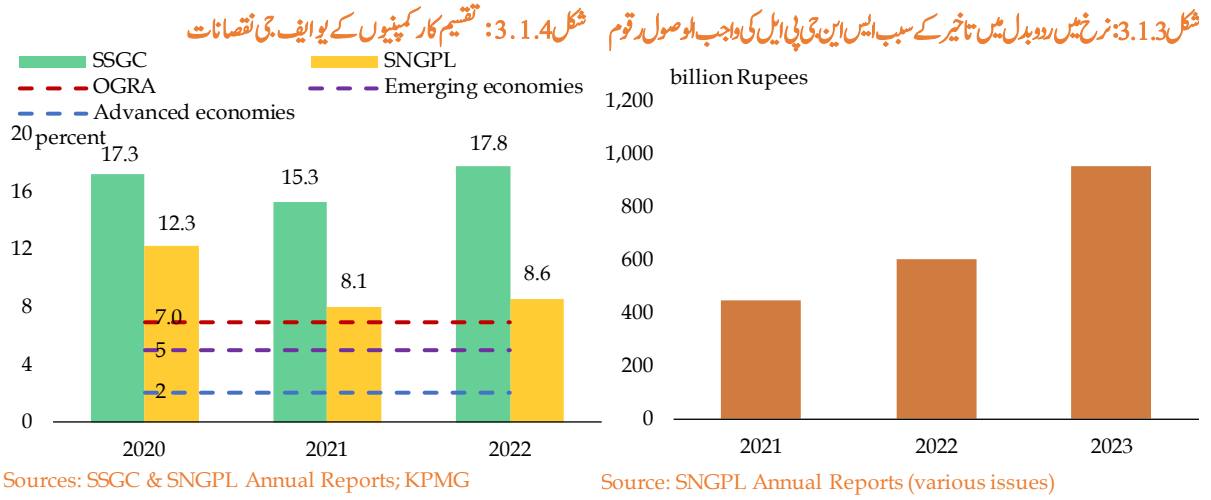
قدرتی گیس کے ذخائر میں کمی کی وجہ سے مہنگی ایل این جی کی درآمدات پر افسوس بڑھ رہا ہے۔ ملک کے گیس کے ذخائر کم ہو رہے ہیں، جس سے پچھلے کچھ برسوں میں آرا ایل این جی کی درآمدات میں اضافہ ہوا ہے (شکل 3.1.5)۔ قیمتوں کے تعین میں حکومتی مداخلت گیس کے ذخائر میں کمی کی بنیادی وجوہات میں سے ایک ہے، جس نے تیل اور گیس کی تلاش کے شعبوں میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کی ہے (شکل 3.1.6)۔ اس کے علاوہ انٹر کارپوریٹ گردش قرضوں کے بڑھتے ہوئے بوجھ نے ڈومیسٹک سیکٹر کی جانب سے گیس کی تلاش کی سرگرمیوں کی رفتار کو بھی متاثر کیا ہے۔ لہذا، 2015ء سے حکومت طلب پوری کرنے کے لیے مہنگی ایل این جی درآمد کر رہی ہے جس کی وجہ سے عالمی اجناس کی قیمتوں میں ناموافق اتار چڑھاؤ کے حوالے سے ملک کی حساسیت بڑھ گئی ہے۔

نتیجہ: گردش قرضوں کے بڑے ذخیرے کے تصفیے کے لیے گیس کے نرخوں کو لاگت کی وصولی کی سطح پر لانے، گھریلو گیس کے چارجز کو درآمدی ایل این جی کی قیمتوں سے ہم آہنگ کرنے اور سیاسی محرکات پر مبنی ترجیحی سلوک کو مرحلہ وار ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ نرخوں کے تعین کی ان پالیسیوں نرخوں کو درست کرنے میں طویل عرصہ درکار ہوا جو ملک میں گیس کی طلب کو معقول بنانے کے لیے ضروری ہے۔ تاہم، اس سے توانائی کی قیمتوں میں باقاعدگی سے ایڈجسٹمنٹ ہوگی، جس سے توانائی کے شعبے میں مہنگائی میں اضافہ ہوگا۔ مزید برآں، یو ایف جی نقصانات کو کم کرنے کے لیے گیس کے ترسیل اور تقسیم کے نظام میں

43 ایل این جی کی باسک قیمت اور قدرتی گیس کی قیمت کے درمیان واضح فرق وہ رقم ہے جو حکومت کی طرف سے زراعت کی شکل میں اس وقت ادا کی جاتی ہے جب درآمد شدہ ایل این جی، قدرتی گیس کی قیمت پر گھریلو صارفین کو فراہم کی جاتی ہے۔ حکومت نے ایل این جی کی فراہمی میں آنے والی مکمل لاگت صارفین کو منتقل کرنے کا عمل شروع کر دیا ہے۔ تاہم، منتقلی کی رفتار کو تیز کرنے کی ضرورت ہے [سعد اور دیگر (2023)]۔

44 اوگرا کمپنیوں کی محصولات کی ضروریات اور گیس فروخت کرنے کی لاگت کا موازنہ کر کے قیمتوں کا تعین کرتا ہے۔ اوگرا گیس کی اوسط مقررہ قیمت کا تخمینہ ہر کمپنی کے لیے گیس کی فروخت کے حجم میں کل محصولات کی ضرورت (ٹی آر آر) کے تناسب کے حساب سے لگاتا ہے۔ ٹی آر آر میں موجودہ قیمتوں پر گیس کی فروخت کے حجم میں کمی شامل ہے۔ جبکہ گیس کی فروخت کا حجم گیس کی فروخت کی لاگت، ٹی اینڈ ڈی نقصانات، یو ایف جی الاؤنس / ڈس الاؤنس، اثاثوں پر منافع اور قدر میں کمی کا احاطہ کرتا ہے۔ [اوگرا (2022)]۔

45 ایس ایس جی سی کے مطابق بلوچستان میں یو ایف جی نقصانات 53 فیصد رہے۔



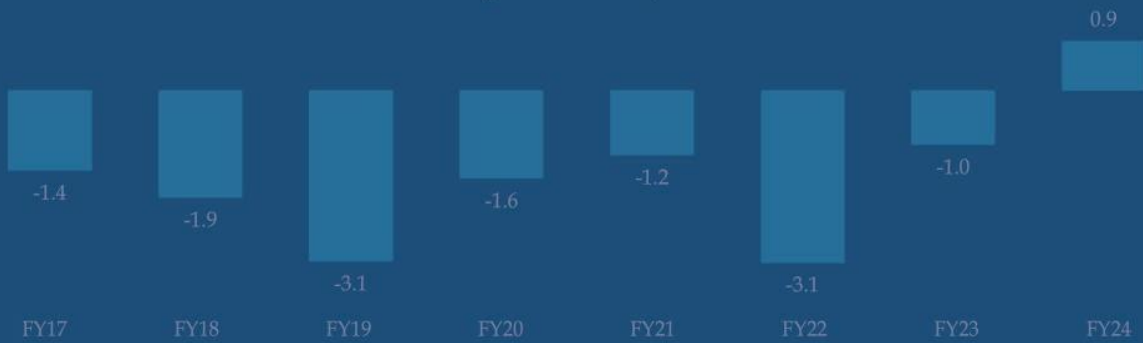
بہتری لانے پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کر کے گیس کے نئے ذخائر دریافت کرنے کی سرگرمیوں میں تیزی سے مہنگی ایل این جی درآمدات پر انحصار کو بھی کم کیا جاسکتا ہے جس سے گیس کے شعبے میں قیمتوں کا دباؤ کم ہو سکتا ہے۔

# 4

## مالیاتی پالیسی

مالی سال 24ء کے دوران مالیاتی یکجائی کا سلسلہ جاری رہا ، بنیادی توازن میں 17 سال میں پہلی بار سرپلس رقم آئی - مجموعی مالیاتی خسارہ کم ہونے کے ساتھ ساتھ محصولات کے خسارے میں بھی جی ڈی پی کا تقریباً ایک فیصد کمی واقع ہوئی - مالیاتی توازن میں بہتری کا بڑا ثبوت مجموعی آمدنی میں اضافہ ہے - مجموعی آمدنی کا بڑا حصہ غیر ٹیکس محاصل سے آیا ، جس میں اسٹیٹ بینک کے نسبتاً زیادہ منافع اور پٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی کی وصولی نے معاونت کی - دریں اثنا محاصل کی آمدنی میں بھی بلحاظ جی ڈی پی معمولی اضافہ ہوا - جہاں تک اخراجات کا معاملہ ہے ، جی ڈی پی کے لحاظ سے ان میں معمولی کمی کا سبب زر اعانت میں کمی اور پست ترقیاتی اخراجات کی وجہ سے غیر سودی اخراجات میں تخفیف ہے ، جس نے قرضوں کے بڑھتے ہوئے اسٹاک اور بلند شرح سود کے ہوتے ہوئے سود کی ادائیگیوں میں اضافے کی بخوبی تلافی کر دی - اس تناظر میں مالیاتی یکجائی کے تسلسل کے لیے ضروری ہے کہ قرض کی ادائیگی کو محدود کیا جائے ، اور سماجی اور ترقیاتی اخراجات کے لیے مالیاتی گنجائش پیدا کی جائے تاکہ وسط سے طویل مدت کے دوران نمو کو سہارا دیا جائے - یہ ہدف صرف ان اصلاحات سے حاصل کیا جا سکتا ہے جن کا مقصد ایک طرف ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھانا ہو ، اور دوسری طرف توانائی کی مارکیٹوں کی ڈی ریگولیشن اور سرکاری ملکیتی اداروں کی نجکاری کر کے غیر ہدفی (untargeted) زر اعانت اور گرانٹس کو کم کرنا ہو -

Primary Balance  
(percent of GDP)





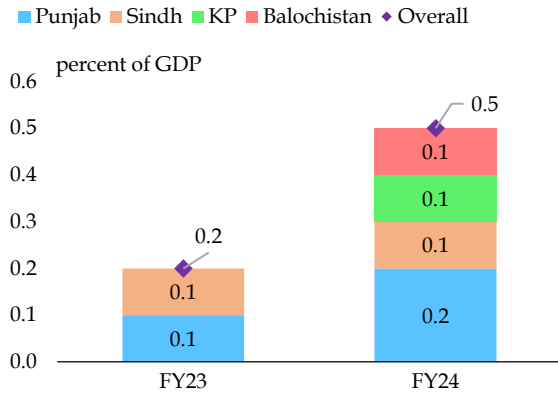
## 4 مالیاتی پالیسی

### 4.1 مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ

مالی سال 24ء کے دوران مجموعی محاصل میں زبردست نمو مطلوبہ مالیاتی یکجائی حاصل کرنے میں حکومت کی مددگار رہی۔ اس دوران مالیاتی خسارہ ایک فیصدی درجہ گر کر جی ڈی پی کا 6.8 فیصد رہ گیا جبکہ بنیادی توازن میں 0.9 فیصد فاضل رقم آئی جو مالی سال 07ء سے اب تک پہلی بار ہوا ہے (شکل 4.1 الف اور 4.1 ب، جدول 4.1)۔ مجموعی فاضل رقم میں صوبوں کا حصہ 0.5 فیصد رہا جو گذشتہ مالی سال 0.2 فیصد تھا (شکل 4.2)۔ دریں اثنا محاصل کی رقم میں گذشتہ سال کی نسبت کم خسارہ دیکھا گیا جبکہ مجموعی محاصل میں ہونے والا اضافہ اخراجات جاریہ میں اضافے سے زائد رہا (شکل 4.1 ج)۔

محاصل کی نمو کو زیادہ مدد غیر ٹیکس محاصل (این ٹی آر) سے ملی جس کا حصہ مجموعی محاصل میں ہونے والے اضافے میں 80 فیصد بلحاظ جی ڈی پی رہا۔ مالی سال 24ء کے دوران غیر ٹیکس محاصل میں معقول اضافے کے اہم اسباب اسٹیٹ بینک کا پہلے سے زائد منافع، پیٹرولیم ڈیپازٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی وصولی، اور وفاقی مارک اپ کی وصولیاں ہیں۔

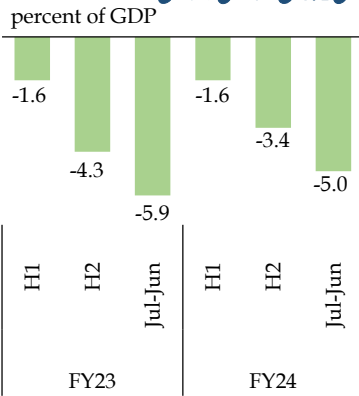
شکل 4.2: صوبائی مالیاتی توازن



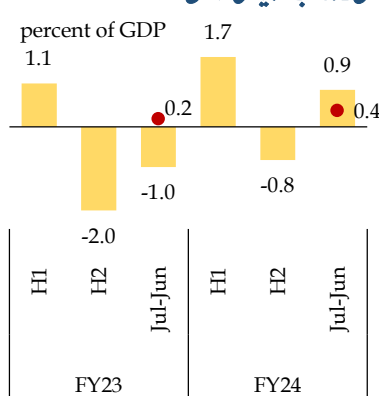
Source: Ministry of Finance

موازنہ کیا جائے تو مجموعی محاصل کی نمو کا صرف 20 فیصد ٹیکس محاصل سے آیا حالانکہ ٹیکس محاصل میں معقول اضافہ ہوا۔ اس اضافے کے پیچھے اقتصادی عوامل بھی تھے اور محاصل جمع کرنے کے اقدامات بھی۔ اقتصادی عوامل میں بلند شرح سود اور مہنگائی، کے علاوہ پاکستانی روپے کی قیمت میں گذشتہ سال کی نسبت زائد کمی شامل تھی۔<sup>1</sup> ان عوامل کو متعدد ٹیکس اقدامات سے مدد ملی، مثال کے طور

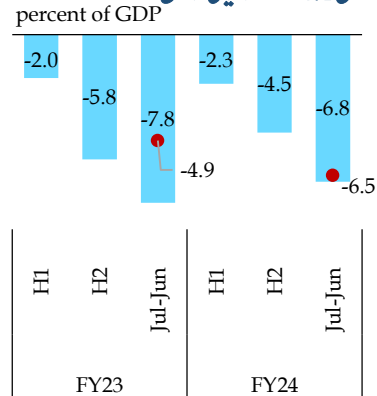
شکل 4.1 ج: محاصل کا توازن



شکل 4.1 ب: بنیادی توازن



شکل 4.1 الف: مالیاتی توازن



Note: Maroon dots represent respective Budget Estimates  
Source: Ministry of Finance

<sup>1</sup> مالی سال 24ء کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں اوسطاً 12.4 فیصد کمی ہوئی۔

جدول 4.1: مجموعی مالیاتی صورت حال

نمو (فیصد)			مالیت (ارب روپے)					
م 24ء		م 23ء	م 24ء		م 23ء			
شش 2	شش 1	جولائی تا جون	شش 2	شش 1	جولائی تا جون	شش 2	شش 1	
37.7	30.0	45.9	19.9	13,269	6,415	6,854	9,634	1- مجموعی حاصل (الف+ب)
29.0	28.5	29.5	15.7	10,085	5,251	4,834	7,819	(الف) ٹیکس حاصل
29.9	29.4	30.3	16.7	9,311	4,842	4,469	7,169	جن میں ایف بی آر کے حاصل
75.4	37.3	108.8	41.8	3,184	1,164	2,020	1,815	(ب) ٹیکس
26.7	14.8	45.1	21.5	20,476	11,214	9,262	16,155	2- مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)
27.3	17.4	41.3	26.6	18,571	10,006	8,565	14,583	(الف) اخراجات جاریہ
43.3	26.2	64.0	79.0	8,160	3,940	4,220	5,696	جن میں مارک اپ ادائیگیاں
6.4	7.7	3.9	17.8	2,078	1,417	661	1,953	(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گیری
7.1	4.0	13.9	17.1	2,027	1,354	673	1,893	جن میں پی ایس ڈی پی
-	-	-	-	-173	-209	36	-381	(ج) ٹریڈیٹری تفرق
-	-	-	-	-7,207	-4,799	-2,408	-6,521	3- مالیاتی توازن
-	-	-	-	-6.8	-4.5	-2.3	-7.8	جی ڈی پی کا فیصد
-	-	-	-	953	-859	1,812	-826	4- بنیادی توازن
-	-	-	-	0.9	-0.8	1.7	-1.0	جی ڈی پی کا فیصد
-	-	-	-	-5,302	-3,591	-1,711	-1,464	5- حاصل کا توازن
-	-	-	-	-5.0	-3.4	-1.6	-5.9	جی ڈی پی کا فیصد
-	-	-	-	518	229	289	155	5- صوبائی توازن
-	-	-	-	0.5	0.2	0.3	0.2	جی ڈی پی کا فیصد
-	-	-	-	7,207	4,799	2,408	6,521	6- مالکاری (الف+ب)
-	-	-	-	321	-288	608	-680	(الف) بیرونی (خالص)
-	-	-	-	6,886	5,087	1,799	7,201	(ب) ملکی (خالص)

نوٹ: مجموعی حاصل میں سے مجموعی اخراجات منہا کرنے سے مالیاتی توازن حاصل ہوتا ہے۔ مالیاتی توازن میں سے سودی ادائیگیاں منہا کرنے سے بنیادی توازن حاصل ہوتا ہے۔ مجموعی حاصل میں سے مجموعی اخراجات جاریہ کو منہا کرنے سے محاصل کا توازن حاصل ہوتا ہے۔

ماخذ: وزارت خزانہ

آئل (پی ایس او) کو کم اجراء کے علاوہ یہ حکومتی فیصلہ تھا کہ صنعتی شعبے کے لیے گیس پر زر اعانت محدود کیا جائے۔ تاہم، بجلی پر زر اعانت بدستور بلند سطح پر رہی۔ ترقیاتی اخراجات کے معاملے میں سرکاری شعبے کے وفاقی ترقیاتی منصوبے (پی ایس ڈی پی) اور صوبائی ترقیاتی اخراجات دونوں میں جی ڈی پی کے لحاظ سے کمی دیکھی گئی۔ اس کا سبب فروری 2024ء میں انتخابات تک سخت مالیاتی

پرسپر ٹیکس کا دائرہ وسیع کرنا، ود ہولڈنگ ٹیکس اور جزل سیلز ٹیکس کی شرحوں میں اضافہ، اور ٹیکس اخراجات میں کسی حد تک معقولیت لانا۔

اس کے ساتھ ساتھ مجموعی اخراجات جی ڈی پی کے لحاظ سے قدرے کم ہوئے۔ یہ کمی بنیادی طور پر غیر سودی اخراجات میں کمی کی وجہ سے ہوئی جس کے بعد زر اعانت اور ترقیاتی اخراجات کی باری آئی۔ زر اعانت میں کمی کی وجہ پاکستان اسٹیٹ

گذشتہ سال کے برعکس مالی سال 24ء میں حکومت کو پی ایس او کے ایف ای-25 قرضوں پر قدر پائی کے خسارے کی بنا پر زر اعانت ادا نہیں کرنا پڑا۔

عمومی حصہ (پی پی ٹی ایس)*			عمومی (فیصد)			جی ڈی پی کا فیصد			مالیت (ارب روپے)			
م س 24ء	م س 23ء	م س 19ء تا 23ء کی اوسط	م س 24ء	م س 23ء	م س 19ء تا 23ء کی اوسط	م س 24ء	م س 23ء	م س 19ء تا 23ء کی اوسط	م س 24ء	م س 23ء	م س 19ء تا 23ء کی اوسط	
-	-	-	37.7	19.9	13.6	12.5	11.5	12.1	13,269	9,634	7,149	مجموعی حاصل (الف + ب)
23.5	13.2	10.4	29.0	15.7	13.5	9.5	9.3	9.6	10,085	7,819	5,698	الف) ٹیکس حاصل
27.4	15.2	12.5	29.9	16.7	13.8	8.8	8.5	8.7	9,311	7,169	5,181	دفاقی
17.6	16.1	6.5	38.5	43.5	17.7	4.3	3.9	3.4	4,531	3,272	2,051	براوراست ٹیکس
12.3	0.6	7.3	22.7	0.9	11.6	4.5	4.6	5.3	4,780	3,897	3,130	بالواسطہ ٹیکس
7.1	1.0	5.0	19.5	2.4	12.3	2.9	3.1	3.4	3,099	2,592	2,035	سیلز ٹیکس
2.9	0.8	0.7	56.2	15.2	12.5	0.5	0.4	0.5	577	370	290	فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی
2.4	-1.2	1.6	18.1	-7.4	10.2	1.0	1.1	1.4	1,104	935	804	سٹم
1.6	0.6	1.0	19.2	6.1	10.5	0.7	0.8	0.9	774	650	517	صوبائی
13.5	10.0	7.8	21.0	17.2	14.0	0.5	0.5	0.5	505	417	300	خدمات پر سیلز ٹیکس
14.2	6.7	3.2	75.4	41.8	30.8	3.0	2.2	2.5	3,184	1,815	1,451	ب) ٹیکس حاصل
72.3	38.8	30.7	79.6	43.1	35.3	2.8	2.0	2.3	2,961	1,649	1,325	دفاقی
36.4	-8.9	19.0	161.9	-21.6	1,439.7	0.9	0.4	0.9	972	371	489	اسٹیٹ بینک کا منافع
26.6	39.3	9.0	75.8	354.7	77.4	1.0	0.7	0.5	1,019	580	326	پی ڈی ایل
12.8	4.9	2.0	145.4	64.8	37.5	0.3	0.2	0.1	355	145	90	مارک اپ وصولیاں
3.2	2.9	0.1	34.5	29.3	7.8	0.2	0.2	0.2	223	166	127	صوبائی
11.1	-13.9	-5.9	334.0	-76.4	-14.5	0.02	0.01	0.05	24	5.5	26	خاص آبی منافع
-	-	-	-	-	-	-	-	-	106,045	83,875	59,542	یادداشتی اجزا
-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	نامیہ جی ڈی پی

نوٹ: الف) بی آر اور وزارت خزانہ کے ٹیکس حاصل کے اعداد و شمار مختلف ہو سکتے ہیں  
 \* 'عمومی حصہ' میں قریبی مجموعے کی نمونہ اجزا کے حصوں کی پیمائش فیصدی درجوں کے لحاظ سے کی گئی ہے  
 ماخذ: وزارت خزانہ، اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

کی بڑی وجہ ٹیکس گزاروں کی تعداد میں اضافہ نہیں بلکہ اسٹیٹ بینک کا منافع، پی ڈی ایل کی وصولی اور اتفاقی عوامل ہیں جیسے بلند شرح سود اور مہنگائی۔ ٹیکس پالیسی اور انتظامیہ کے موثر استعمال کے ذریعے ٹیکس حاصل بڑھانے کی کوششیں وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر ناکافی رہیں۔ اس کی عکاسی جی ڈی پی میں ٹیکس کے تناسب میں واجبی سے اضافے سے ہوتی ہے۔<sup>4</sup>

گنجائش اور نگرانگ حکومتوں کی موجودگی ہو سکتی ہے۔<sup>3</sup> غیر سودی اخراجات کے برعکس، بلند شرح سود کے ماحول میں قرضوں کا اسٹاک بڑھنے کی وجہ سے سود کی ادائیگیوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔

اگرچہ مالی سال 24ء کے دوران مالیاتی یکجائی کا تسلسل حوصلہ افزا امر ہے، تاہم پائیداری کے نقطہ نظر سے شریک عوامل پر نظر ڈالنا بھی اہم ہے۔ محاصل بڑھنے

<sup>3</sup> آئین کے مطابق نگران حکومت کے پاس اخراجات کے حوالے سے فیصلوں کے محدود اختیارات ہوتے ہیں۔  
<sup>4</sup> اس منظر کی کسی حد تک وضاحت مالی سال 24ء میں غیر زرعی جی ڈی پی کے پست رہنے سے ہوتی ہے۔

## 4.2 محاصل

مالی سال 24ء کے دوران مجموعی محاصل ایک فیصدی درجے اضافے سے 12.5 فیصد بلحاظ جی ڈی پی ہو گئے، جو گذشتہ پانچ سال کی اوسط سے زائد ہے (جدول 4.2)۔ اگرچہ بیشتر اضافہ غیر ٹیکس محاصل میں ہوا تاہم ٹیکس آمدنی بھی بڑھی اور جی ڈی پی کے لحاظ سے بھی دونوں بڑھے اور ان کی نمو تیز ہوئی۔

### الف۔ ٹیکس محاصل

مالی سال 24ء کے دوران مجموعی ٹیکس وصولی میں 29 فیصد اضافہ ہوا جو گذشتہ سال 15.7 فیصد رہا تھا۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے یہ معمولی سا بڑھا، یعنی مالی سال 23ء میں 9.3 فیصد اضافے کے مقابلے میں مالی سال 24ء میں 9.5 فیصد ہو گیا۔ اس سے قطع نظر، جی ڈی پی میں ٹیکس کا تناسب پست ہی رہا، خواہ ماضی قریب کے بلند ترین تناسب 12.6 فیصد سے موازنہ کیا جائے جو مالی سال 16ء میں حاصل ہوا تھا، یا ہمسر ملکوں کے اوسط تناسب 13.5 فیصد سے موازنہ کیا جائے۔<sup>7</sup> اس سلسلے میں باکس 4.1 پاکستان میں ٹیکس آمدنی بڑھانے کے لیے کلیدی ٹیکس اصلاحات پر روشنی ڈالتا ہے۔

مزید برآں، ٹیکس محاصل میں اگرچہ براہ راست ٹیکسوں میں بلحاظ جی ڈی پی معقول اضافہ ہوا جبکہ اشیا اور خدمات پر جی ایس ٹی یا تو کم ہوا یا پھر جوں کا توں رہا، قطع نظر اس کے کہ مالی سال 23ء کی دوسری سہ ماہی میں اشیا پر معیاری جی ایس ٹی کی شرح بڑھادی گئی تھی۔

جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے، سودی ادائیگیاں بجٹ کے تخمینے سے بڑھ گئیں، جس سے قرضے میں اضافہ ہو گیا۔ یہ مسلسل دوسرے سال ہوا۔ پانچویں، مجموعی ترقیاتی اخراجات بطور فیصد جی ڈی پی گر گئے کیونکہ مالیاتی گنجائش محدود تھی۔ چنانچہ اس سے معاشی نمو پر منفی اثرات پڑے، جس کے نتیجے میں مستقبل میں آمدنی بڑھنے کی استعداد بھی متاثر ہوئی۔<sup>5</sup> سچھے، زیر جائزہ سال میں صحت اور تعلیم پر صوبوں کے سماجی اخراجات بلحاظ جی ڈی پی کم ہو گئے، جس کے اثرات معیشت میں ماہر افرادی قوت کی دستیابی اور پیداواریت پر پڑیں گے۔<sup>6</sup>

ان عوامل کے پیش نظر ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھا کر ٹیکس آمدنی میں اضافے اور غیر سودی اخراجات خصوصاً زراعت میں معقولیت لانے کے لیے اصلاحات پر عملدرآمد پر زور دینا چاہیے۔ یہ اصلاحات خصوصاً مالیاتی یکجائی کو برقرار رکھنے کے پس منظر میں اہم ہیں جو قرضوں کی سطح کم کرنے کے لیے درکار ہے، اور اس کے ہمراہ شمولیتی نمو کو سہارا دینے کے لیے سماجی اور ترقیاتی اخراجات بڑھائے جائیں۔

### باکس 4.1.1: پاکستان میں ٹیکس اصلاحات

پاکستان کی جی ڈی پی میں ٹیکسوں کا تناسب گذشتہ ڈھائی عشروں میں 10 فیصد کے قریب رکھا ہے (شکل 4.1.1)۔ یہ تناسب ملک کی استعداد سے نمایاں طور پر کم ہے، 2013ء میں کیے گئے تخمینے کے مطابق ملکی استعداد اتنی ہے کہ جی ڈی پی کا 22.3 فیصد ٹیکسوں پر مشتمل ہو سکتا ہے۔<sup>8</sup> حالیہ تناسب ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کے علاوہ علاقائی ہمسر ملکوں کے مقابلے میں بھی سب سے کم ہے۔ وفاقی ٹیکس وصولیاں

<sup>5</sup> وفاقی حکومت نے مالی سال 24ء کے بجٹ میں جی ڈی پی کا ہدف 950 ارب روپے رکھا تھا، جس کا مقصد "نمو کو تیز کرنا اور روزگار پیدا کرنا" تھا، لیکن اس میں تقریباً 33 فیصد کی واقع ہوئی۔ اسی طرح، صوبوں کے مجموعی ترقیاتی اخراجات ہدف سے 10 فیصد کم تھے، اور پنجاب جو ترقیاتی جزدان کے اعتبار سے سب سے بڑا صوبہ ہے، کے اخراجات میں تقریباً 6 فیصد کمی دیکھی گئی۔ ماخذ: مالی سال 24ء کے بجٹ کا خلاصہ، وزارت خزانہ

<sup>6</sup> صحت اور تعلیم پر صوبوں کے ترقیاتی اخراجات جی ڈی پی کا بدستور 0.2 فیصد ہیں جبکہ اخراجات جاریہ گذشتہ مالی سال میں 1.4 فیصد تھے جو مالی سال 24ء میں 1.3 فیصد رہ گئے۔ دراصل مالی سال 24ء میں مارک اپ ادائیگیوں پر جی ڈی پی کا 7.7 فیصد خرچ ہوا جو مالی سال 23ء میں 6.8 فیصد رہا تھا۔

<sup>7</sup> اوسط 33 ہمسر ممالک سے لی گئی ہے جن میں ویت نام، تھائی لینڈ، مصر، میانمار، وسط ایشیائی ریاستیں، جنوبی افریقہ، ایران، وغیرہ شامل ہیں۔ یہ تجزیہ ان ملکوں کے 2018ء سے 2021ء تک کے تازہ ترین دستیاب ڈیٹا پر مبنی ہے۔ ڈیٹا کا ماخذ: آئی ایم ایف ورلڈ ڈیٹا بیس (2024ء)

<sup>8</sup> a) Fenochetto, M. R., & Pessino, M. C. (2013). Understanding countries' tax effort (No. 13-244). International Monetary Fund;

b) World Bank (2023). *Strengthening Government Revenues. Towards an Equitable, Efficient, and Sustainable Tax System*. Policy note 6. Reforms for a

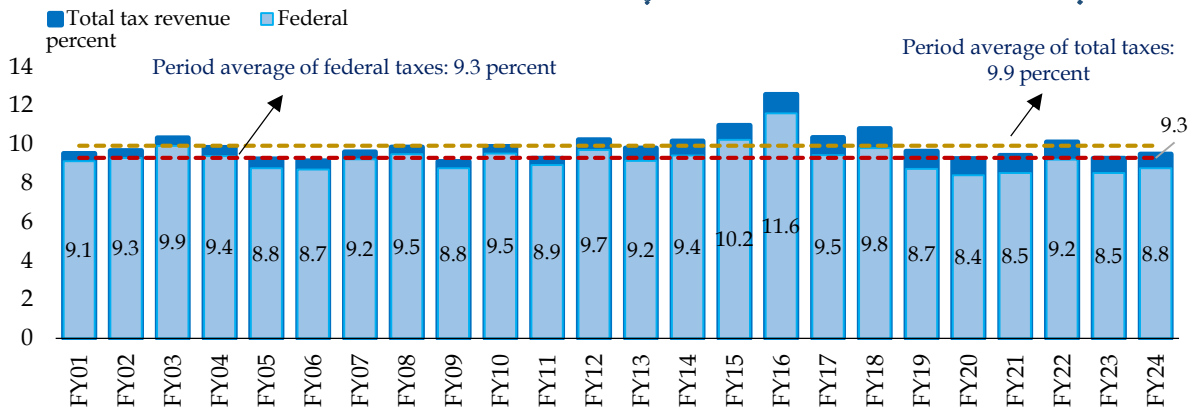
مجموعی ٹیکس آمدنی کا تقریباً 90 فیصد حصہ ہیں، اس باکس میں پاکستان کے جی ڈی پی میں ٹیکسوں کا تناسب بڑھانے کے مقصد سے بہترین بین الاقوامی طریقوں سے اخذ کرتے ہوئے وفاقی ٹیکس اصلاحات کے لیے سفارشات پیش کی گئی ہیں۔<sup>9</sup>

(1) ویلیو ایڈڈ ٹیکس (وی اے ٹی) کا مناسب نفاذ: دنیا بھر میں سب سے زیادہ لاگو ہونے والے اور صرف پر مبنی ٹیکسوں میں سے ایک وی اے ٹی، پاکستان کے ٹیکس نظام میں مکمل طور پر شامل نہیں ہے۔<sup>10</sup> ٹیکس دہندگان اور ٹیکس حکام کے درمیان عدم اعتماد کا بوجھ اس کے ریفرنڈ اور ان پٹ ٹیکس کریڈٹ کے مناسب کام پر پڑتا ہے، جو وی اے ٹی کی کامیابی کے لیے اہم ہیں۔ مزید برآں، وی اے ٹی کی بنیاد محدود ہے، جس کی وجہ سے اس کی شرح میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا ہے، نیز زیادہ آمدنی حاصل کرنے یا اس کو برقرار رکھنے کے لیے ٹیکس حکام کی جانب سے ریفرنڈ میں تاخیر کی جاتی ہے۔<sup>11</sup> وی اے ٹی کو بہتر بنانے کے لیے پاکستان کو ڈیجیٹل طریقوں کے ذریعے رقم کی واپسی کا عمل ہموار بنانے پر توجہ دینی چاہیے۔ ڈیجیٹل طریقے انسانی مداخلت کو کم سے کم کرتے ہیں اور تمام حدود یا علاقوں میں ایشیا اور خدمات پر ایک وسیع البتید، کم اور یکساں وی اے ٹی متعین کرتے ہیں۔ اس طریقے سے وی اے ٹی ایک اہم بالواسطہ ٹیکس کے طور پر مضبوط ہو گا۔

(2) کارپوریٹ انکم ٹیکس (سی آئی ٹی) کی معقولیت: پاکستان دنیا کے ان ملکوں میں سے ہے جہاں سب سے زیادہ بلند یکساں کارپوریٹ انکم ٹیکس شرحیں یعنی 29 فیصد لاگو ہیں (شکل 4.1.2)۔ جب اضافی ٹیکس، جیسے سپر ٹیکس کو بھی شامل کیا جائے تو سی آئی ٹی کی شرحیں اور زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کا ٹیکس نظام معاشی ترغیب کے ڈھانچے کو مسخ کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ٹیکس فریڈ، ٹیکس چوری اور غلط پورٹنگ کے مواقع دیتا ہے۔ پاکستان میں کاروبار کے لیے مختلف موثر شرحیں ہیں جن کی وجہ سے وسائل کی غلط تقسیم اور معاشی ترقی کی رفتار کم ہوئی ہے (الم اور خان 2015ء)۔<sup>12</sup> مزید برآں، جیکب (2021ء) نے 79 تجربی مطالعات کے جائزے سے معلوم کیا کہ زائد کارپوریٹ ٹیکس کارپوریٹ سرمایہ کاری، بیرونی براہ راست سرمایہ کاری، جدت طرازی، اور مجموعی نمو پر منفی اثرات ڈالتے ہیں۔<sup>13</sup> اس پس منظر میں، کارپوریٹ انکم ٹیکس کارگزاری کو بہتر بنانا اور یکساں اور موثر کارپوریٹ نرخ کم کرنے سے معاشی نمو کی حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے، محصولات کی وصولی بڑھ سکتی ہے، اور ٹیکس سے متعلق بد عنوان طریقوں کو روکا جاسکتا ہے۔

(3) ٹیکس کے اخراجات کو معقول بنانا: ٹیکس اخراجات ٹیکس کی وہ رقم ہیں جو چھوٹ، رعایتی شرحوں، ٹیکس کریڈٹ، اور ٹیکس کی معافی کی وجہ سے وصول ہونے سے رہ جاتی ہیں۔ پاکستان کے ٹیکس اخراجات کا تخمینہ مالی سال 23ء میں جی ڈی پی کا 4.6 فیصد ہے، جو پچھلے متوسط آمدنی والے ممالک کی اوسط 3.2 فیصد سے زیادہ ہے۔<sup>14</sup> بین الاقوامی تجربات سے پتہ چلتا ہے، تخصیصی (preferential) سلوک عام طور پر

شکل 4.1.1: پاکستان کے مجموعی ٹیکس حاصل کی تفصیلات بطور فیصد جی ڈی پی



Source: Ministry of Finance

<sup>9</sup> یہ تجاویز ایس بی پی اسٹاف نوٹ، پاکستان میں وفاقی ٹیکس اصلاحات: بہترین بین الاقوامی تجربے سے سبق (آئندہ) پر مبنی ہیں۔

<sup>10</sup> پاکستان میں جزل سیلز ٹیکس اور وی اے ٹی کو ایک دوسرے کے متبادل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

<sup>11</sup> ٹیکس کے آلے کے طور پر وی اے ٹی کی کارکردگی سے متعلق تفصیلات کے لیے پیکس 4.2 دیکھیں۔

<sup>12</sup> الم، جے اینڈ خان، ایم اے (2015)۔ پاکستان میں انٹرنیشنل ٹیکسیشن کا تعین اور اصلاحات۔ ورکنگ پیپر 1513۔ شعبہ معاشیات، ٹولین یونیورسٹی، لوزیانا

<sup>13</sup> جیکب، ایم (2021ء)۔ کارپوریٹ ٹیکسیشن کے حقیقی اثرات: ایک جائزہ۔ ایس ایس آر این ایکٹراکٹ جرنل

<sup>14</sup> ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو، ٹیکس اخراجات کا عالمی ڈیٹا بیس (جی ڈی پی) فلگ شپ رپورٹ 2023ء

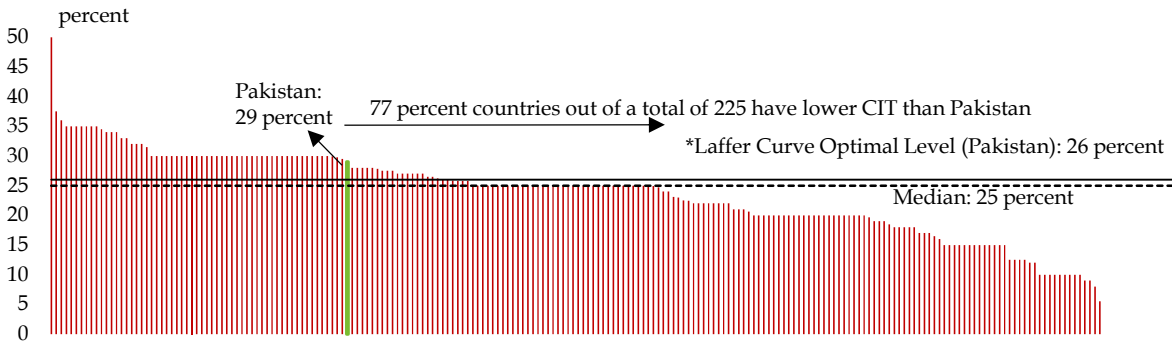
مطلوبہ نتائج نہیں دیتا۔ لہذا تمام ٹیکس اخراجات، ماسوائے برآمد کنندگان کے ٹیکسوں کے، معقول بنانے اور انہیں بتدریج ختم کرنے کی ضرورت ہے تاہم پہلے لاگت بمقابلہ فوائد کا تجزیہ کیا جائے جس کا فی الحال فقدان ہے۔ مزید برآں ایس آر او کے ذریعے دی جانے والی رعایتیں اور استثنا کی پالیسی ایڈہاک ازم کو جنم دیتی ہے، جس سے یہ ناقابل اعتبار اور غیر متوقع ہو جاتی ہے، اور جس کے معاشی ترغیبات پر سنگین اثرات ہوتے ہیں۔ یہ ایڈہاک ازم اکثر طاقتور کاروباری لابیوں سے متاثر ہوتا ہے، جس سے ایس ایم ایڈ اور چھوٹے ٹیکس دہندگان کو نقصان ہوتا ہے۔

(4) ٹیکس کے پورے نظام کو آسان بنانا: پاکستان میں ٹیکس کا نظام پیچیدہ اور بکھرا ہوا ہے۔ پیچیدہ ٹیکس قوانین ٹیکسوں کی متعدد تعریحات کا باعث بنتے ہیں، چنانچہ ٹیکس دہندگان کی طرف سے اپیلوں اور قانونی چارہ جوئی کے مقدمات چلنے ہیں جس کے ساتھ ساتھ ٹیکس حکام کو مفادات کے حصول کے مواقع ملتے ہیں۔ بکھری ہوئی ٹیکس اساس، جیسے سامان پر دی گئی ہرقابلہ خدمات، اور زرعی آمدنی پر انکم ٹیکس بمقابلہ غیر زرعی آمدنی پر، قبیل اور انتظامی اخراجات کو بڑھاتی ہیں، جس سے محصولات کی وصولی میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ اس طرح کا نظام مختلف حدود کے مابین تصادم کا سبب بننے کے علاوہ غیر یکساں ٹیکس لگانے کا بھی سبب بنتا ہے۔ ورلڈ بینک کے تعاون سے ایف بی آر کی طرف سے ٹیلی موصلات کے شعبے کے لیے سنگل سیلز ٹیکس پورٹل / ریٹرن سسٹم کا حالیہ نفاذ ٹیکس نظام کو آسان بنانے کی طرف ایک امید افزا قدم ہے۔ اس طرح اس شعبے کے لیے ریٹرن فائل کرنے کی تعداد میں کمی آئی ہے تاہم، سیلز ٹیکس کی شرحیں مختلف علاقوں میں مختلف ہیں۔ ٹیکس قوانین کو آسان بنانے اور تمام شعبوں اور علاقوں میں ٹیکس کی شرحوں کو ہم آہنگ کرنے کی ایک وسیع تر کوشش لاگت کم کرنے اور زیادہ موثر ریونیو سسٹم تیار کرنے کے لیے اہم ہے۔

(5) ایکسائز ٹیکس کا موثر استعمال: بین الاقوامی تجربے کے مطابق فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی محصولات جمع کرنے میں معاونت کا تکنیکی ذریعہ بن سکتی ہے، خاص طور پر جب دیگر اقسام کی طویل مدتی اصلاحات تشکیل پاتی ہیں اور نتیجہ خیز بنتی ہیں۔ تاہم جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر پاکستان کی فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کا مجموعہ کم ہے اور کم ہوتا جا رہا ہے۔ محاصل بڑھانے کے لیے ملک کو ٹیکس کی مختلف شرحوں اور نفاذ کے چیلنجوں سے پیدا ہونے والے ہگڑ کو دور کرنا چاہیے۔

(6) ٹیکس انتظامیہ کو بہتر بنانا: انفارمیشن ٹیکنالوجی کا استعمال ٹیکس کے نفاذ اور پابندی کو بہتر بنانے میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آئی سی ٹی پر ایف بی آر کے اخراجات بڑھائے جائیں، جو اس وقت کم ہیں۔ ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم اور ”فاستر پلس“ جیسے اب تک لگائے گئے ڈیجیٹل طریقوں کو آپریشنل رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ ڈیجیٹل طریقوں کے درمیان ارتباط (integration) کے مسائل ہیں، ڈیٹا گورننس پالیسیوں کا بھی فقدان ہے۔ اس کے علاوہ، سنگل سیلز ٹیکس پورٹل، ”سولیس“، ٹریک اور ٹریس جیسے اقدامات کو معیشت کے تمام شعبوں میں جامع طور پر لاگو کرنے کی ضرورت ہے۔ پوائنٹ آف سیل مشینوں کی طرح ڈیجیٹل آلات کو اپنانے کی لاگت بھی اس طرح معقول بنانے کی ضرورت ہے کہ صارفین پر بوجھ نہ پڑے۔ یہ اقدامات معیشت کو باضابطہ بنانے کے ساتھ ساتھ آمدنی بڑھانے میں بھی مدد کر سکتی ہیں۔

### شکل 4.1.2: پاکستان کی معیاری کارپوریٹ ٹیکس شرح



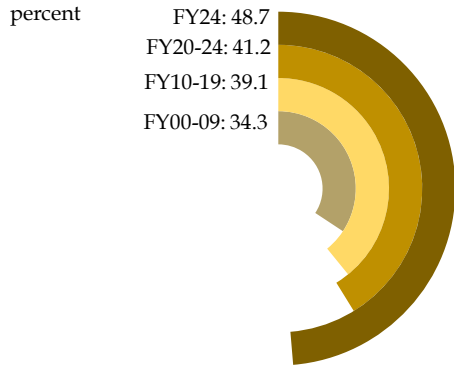
Note: Around 15 countries have no corporate income tax in the list of 225 countries

\*Mehmood et al. (2022). Does Laffer Curve Exist in Tax Structure of Pakistan? A Threshold Regression Analysis. Journal of Economic Impact, Science Impact Publishers

Data source: Tax Foundation

مزید برآں، خطرے پر مبنی آڈٹ، جو حال میں 2019ء میں متعارف کرائے گئے تھے، ٹیکس مشینز کی تمام عملی سطحوں پر لاگو ہونا بھی تک باقی ہیں۔ علاقائی دفاتر تک دستی طریقوں سے کام کر رہے ہیں جنہیں وقت کے ساتھ ساتھ بتدریج ختم کیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں، وصولی کی ناقص شرحیں آڈٹ کی تاثیر کو کمزور کر دیتی ہیں، جس کے لیے مضبوط نفاذ کی حکمت عملی ضروری ہے۔ آخر میں، ان تمام اصلاحات کو اوپر سے نیچے تک اہمیت دینا ان کی کامیابی کے لیے ناگزیر ہے۔

شکل 4.4: مجموعی وفاقی ٹیکسوں میں براہ راست ٹیکسوں کا حصہ



Source: Federal Bureau of Revenue

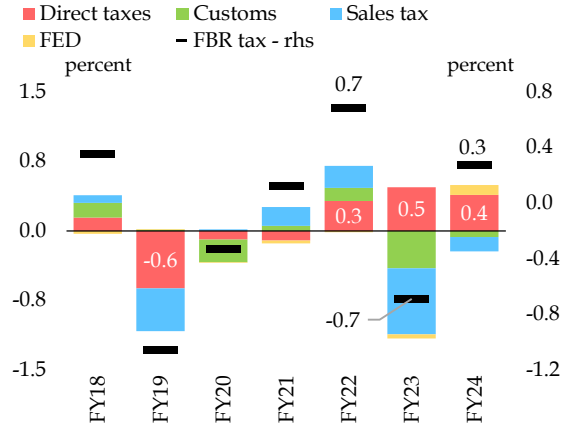
ٹیکسوں میں رضاکارانہ ادائیگیوں کا حصہ مالی سال 24ء کے دوران بڑھ گیا جس میں بینکوں کے ادا کردہ انکم ٹیکس کا بنیادی کردار ہے کیونکہ حالیہ برسوں میں بینکوں کا انکم ٹیکس خاصا بڑھ چکا ہے (شکل 4.6)۔ دریں اثنا، بالواسطہ ٹیکسوں میں نمونہ بڑھ کر 22.7 فیصد ہو گئی جو گذشتہ سال 0.9 فیصد رہی تھی۔

بلند شرح سود اور مہنگائی، اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی نے ٹیکس آمدنی میں نمو کے حصول میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آمدنی بڑھانے کے حکومتی اقدامات سے اقتصادی عوامل کے اثرات بڑھ گئے۔<sup>15</sup>

#### الف) اقتصادی عوامل

مالی سال 24ء کے دوران ایف بی آر کے ٹیکسوں میں اضافے میں بلند شرح سود کا خاصا حصہ رہا۔ اس کی عکاسی بینکوں کی طرف سے ادا کیے گئے انکم ٹیکس، اور ان ودہولڈنگ ٹیکسوں سے ہوتی ہے جو بینک ڈپازٹس اور سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری سے لوگوں کی آمدنی پر وصول کیے گئے۔ مالی سال 24ء کے دوران بینکوں نے ریکارڈ منافع کمایا کیونکہ حکومت نے بلند شرحوں پر زیادہ قرض گیری کی جس کا نتیجہ خاصی بڑی ٹیکس ادائیگیوں کی صورت میں نکلا۔<sup>16</sup>

شکل 4.3: جی ڈی پی میں ایف بی آر کے ٹیکس تناسب میں تبدیلی کی تفصیلات



Source: Ministry of Finance

#### وفاقی ٹیکس

مالی سال 24ء کے دوران وفاقی ٹیکسوں میں نمونہ بڑھ کر 29.9 فیصد ہو گئی جو گذشتہ سال 16.7 فیصد رہی تھی۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے وفاقی ٹیکس گذشتہ سال کی 8.5 فیصد سے بڑھ کر زیر جائزہ سال میں 8.8 فیصد ہو گئے۔ وفاقی ٹیکسوں میں اضافے میں گذشتہ سال کی طرح اس بار بھی براہ راست ٹیکس آگے آگے رہے، اور بالواسطہ ٹیکسوں میں بلحاظ جی ڈی پی جو معمولی کمی آئی تھی اسے بھی انہوں نے بخوبی پورا کر دیا (شکل 4.3)۔ براہ راست ٹیکسوں میں ودہولڈنگ ٹیکس اور رضاکارانہ ادائیگی کا حصہ غالب رہا جبکہ عندالطلب وصولی کا حصہ کم ہوا۔ بالواسطہ ٹیکسوں میں فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی بڑھ گئی جبکہ سیلز ٹیکس اور کسٹمز گذشتہ سال کی طرح مالی سال 24ء کے دوران بھی مزید گر گئے۔

نامیہ لحاظ سے براہ راست ٹیکسوں میں نمو اگرچہ واجبی سی گری، تاہم وہ مالی سال 24ء کے دوران 38.5 فیصد پر خاصے حجم کے ساتھ رہے جس سے مجموعی وفاقی ٹیکسوں میں ان کا حصہ بڑھ کر بلند ترین سطح پر جا پہنچا (شکل 4.4)۔ اس مجموعے میں ودہولڈنگ ٹیکسوں کا تقریباً 60 فیصد حصہ ہے (شکل 4.5)۔ براہ راست

<sup>15</sup> یہ بات اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ تمام عوامل، خواہ الگ الگ ہوں یا مجموعی طور پر، براہ راست اور بالواسطہ ٹیکسوں کی تقریباً تمام اقسام میں نمو کا سبب بنے۔ تاہم ان ٹیکسوں کی وصولی پر بلحاظ جی ڈی پی اثرات الگ الگ رہے، اور خالص اضافہ معمولی رہا (جدول 4.2)۔

<sup>16</sup> بینکوں کی خالص سرمایہ کاری مالی سال 23ء میں 41.4 فیصد بڑھی تھی جبکہ مالی سال 22ء میں 26.4 فیصد اضافہ ہوا تھا، جس کا بڑا حصہ سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری کا ہے۔ ان کی مجموعی آمدنی میں خالص سودی آمدنی بطور فیصد مالی سال 22ء میں 79.8 فیصد تھی جو بڑھ کر مالی سال 23ء میں 82.9 فیصد کی نئی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ ماخذ: مالی اسباب کے اظہار، بینک دولت پاکستان۔

اداروں کا منافع بڑھنے سے بھی حصص یافتگان کو منافع منقسمہ کی ادائیگی بڑھ جاتی ہے، یوں وہ ہولڈنگ ٹیکس وصولی میں اضافہ ہوتا ہے۔<sup>21</sup>

آخری یہ کہ مالی سال 24ء کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں کمی، اور درآمدی حجم میں اضافے نے درآمد سے متعلق ٹیکسوں پر پست اکائی قدر کے اثرات کا ازالہ کرنے میں مدد دی۔<sup>22</sup> درآمدات جو ڈالر کے اعتبار سے 0.8 فیصد گر گئیں، پاکستانی روپے کے لحاظ سے 14.9 فیصد بڑھ گئیں۔<sup>23</sup> اس کے نتیجے میں درآمد کے مرحلے پر وصول کیے گئے ٹیکس 20.2 فیصد بڑھ گئے جو گذشتہ سال کم ہوئے تھے۔<sup>24</sup>

#### (ب) ٹیکس اقدامات

محاصل کی وصولی کے اقدامات، جیسے شرح میں اضافہ اور ٹیکس کے بعض اخراجات کو معقول بنانا، پر حکومت کی جانب سے عملدرآمد کی بنا پر بھی مالی سال 24ء کے دوران ٹیکس وصولی میں اضافہ ہوا۔ براہ راست ٹیکسوں کے معاملے میں ایک تبدیلی یہ کی گئی کہ سالانہ 150 ملین روپے سے زائد کمانے والے افراد پر سپر ٹیکس کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے اسے سب پر لاگو کر دیا گیا جس کا مقصد مساوی وصولی کو یقینی بنانا تھا۔<sup>25</sup>،<sup>26</sup> مالی سال 23ء اور اس کے بعد کے لیے سپر ٹیکس کی بالائی حد بھی 4 فیصد سے بڑھا کر 10 فیصد کر دی گئی تھی۔<sup>27</sup> عام انکم ٹیکس نظام

وہ ہولڈنگ ٹیکسوں کے معاملے میں 'بینک منافع اور تسکات' کی مد میں پہلے سے زیادہ وصولی کی وجہ یہ کہی جاسکتی ہے کہ لوگوں نے بینکوں میں اپنے منافع بخش اکاؤنٹس سے، نیز سرکاری تسکات میں اپنی سرمایہ کاری پر پہلے سے زیادہ منافع کمایا۔ اس میں پرکشش منافع (قیمت کا اثر) کے علاوہ خطرے سے پاک سرکاری تسکات میں سرمایہ لگانے کے بڑھتے ہوئے رجحان کے اثرات (حجم کا اثر) بھی دیکھے جاسکتے ہیں جس میں مہنگائی سے بچاؤ کی سوچ کارفرما ہو سکتی ہے۔<sup>17</sup> ماضی کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب بلند شرح سود کا ماحول ہوتا ہے تو لوگ سرکاری تسکات میں سرمایہ کاری پر مائل ہوتے ہیں (شکل 4.7)۔<sup>18</sup>

بلند مہنگائی اگرچہ گر رہی ہے تاہم مالی سال 24ء کے دوران وہ ٹیکس وصولی خصوصاً بالواسطہ ٹیکسوں کی وصولی میں بدستور حصہ دار رہی۔ مثال کے طور پر سیلز ٹیکس کی وصولی 26.8 فیصد بڑھ گئی جس کا تقریباً نصف حصہ بجلی کے نرخوں میں خفیف (insubstantial) اضافے کی بنا پر ہوا۔<sup>19</sup> اسی طرح شکر، سینٹ، سگریٹ، اور دیگر اشیاء کی قیمتیں بڑھنے سے بھی سیلز ٹیکس اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی وصولی بڑھ گئی۔ مزید برآں، غیر مالی فرموں کی نفع یابی بھی بہتر قیمتوں کے سبب، اور بعض صورتوں میں منافع کے خالص مارجن کے ذریعے بڑھ گئی۔<sup>20</sup> کارپوریٹ

<sup>17</sup> خطرے سے پاک سرمایہ کاری کے طریقوں کے بارے میں لوگوں کی آگاہی بڑھنے کے ساتھ ساتھ سرکاری تسکات میں سرمایہ کاری بھی بڑھ رہی ہے۔

<sup>18</sup> مالی سال 23ء میں ٹیکسوں میں صارفین کے نفع بخش ڈپازٹس (کلڈ یا معینہ، بچت اور نفع بخش جاری کھاتے) 21.6 فیصد اضافے سے (گذشتہ 15 سال میں بلند ترین نمو) 16.4 ٹریلین روپے تک چاہیے جبکہ مالی سال 22ء میں 8.4 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ ماخذ: مالی اصابات کے اظہار، بینک دولت پاکستان۔

<sup>19</sup> بجلی کے نرخوں پر نظر ثانی سالانہ rebasing، نرخوں کی سد مائی ایڈجسٹمنٹ، اور ایندھن کی لاگت کی ایڈجسٹمنٹ کے ذریعے کی گئی (تفصیل کے لیے باب 3)۔

<sup>20</sup> اس کی عکاسی 2023ء میں کے ایس ای-100 کی 58 سرفہرست کمپنیوں کی جانب سے کمانے گئے بعد از ٹیکس منافع سے ہوتی ہے جو 38 فیصد بڑھ گیا۔ ڈیٹا کا ماخذ: کے ایس ای-100 اشاریے کی نفع یابی 2023ء۔ فروری 2024ء۔ عارف حبیب لمیٹڈ، کراچی۔

<sup>21</sup> منافع منقسمہ سے وہ ہولڈنگ ٹیکس کی وصولی جولائی تا مارچ مالی سال 24ء کے دوران 65.5 فیصد اضافے سے 87.1 ارب روپے تک چلی گئی۔

<sup>22</sup> جولائی تا مارچ مالی سال 24ء کے دوران درآمدات کا مقدراری اشاریہ 25.0 فیصد بڑھ گیا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 17.9 فیصد کم ہو گیا تھا۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

<sup>23</sup> ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

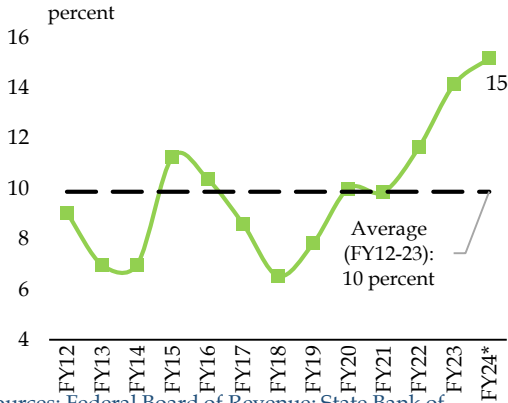
<sup>24</sup> ان ٹیکسوں میں کسٹم ڈیوٹی، پیٹنگی انکم ٹیکس، ایشیا پر سیلز ٹیکس، اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی شامل ہے۔

<sup>25</sup> قبل ازیں اس ٹیکس کا اطلاق صرف 16 اقسام کے کاروباری اداروں پر ہوتا تھا۔

<sup>26</sup> عارضی طور پر بے گھر ہونے والوں کی بحالی کی غرض سے سیکشن 4 بی کے ذریعے سپر ٹیکس مالی سال 16ء میں بلند آمدنی والے افراد کی آمدنی پر 2 سے 4 فیصد تک لاگو کیا گیا تھا۔ بعد ازاں مالی سال 23ء میں سیکشن 4 بی کی جگہ نیا سیکشن 4 سی "بلند آمدن افراد پر سپر ٹیکس" لایا گیا۔ سیکشن 4 سی کے تحت متعارف کرائے گئے نئے ٹیکس ریٹس کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ کریں پاکستانی معیشت کی کیفیت، سالانہ رپورٹ مالی سال 23ء۔

<sup>27</sup> قبل ازیں فنانس ایکٹ 2022ء کے تحت مالی سال 22ء میں صرف ان نان بینک فرموں اور مالی سال 23ء میں صرف ان بینک فرموں پر 10 فیصد سپر ٹیکس نافذ کیا گیا تھا جن کی سالانہ آمدنی 300 ملین روپے سے زائد ہے۔ نان بینک فرموں پر مالی سال 23ء میں بالائی شرح 4 فیصد تک تھی۔ تاہم فنانس ایکٹ 2023ء کے تحت تمام متعلقین پر ایک فیصد سے 10 فیصد تک ریٹ لاگو کیے گئے۔

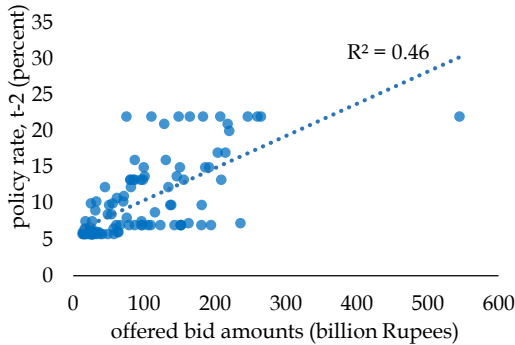
شکل 4.6: براہ راست ٹیکسوں میں بینکوں کے انکم ٹیکس کا حصہ



Sources: Federal Board of Revenue; State Bank of Pakistan

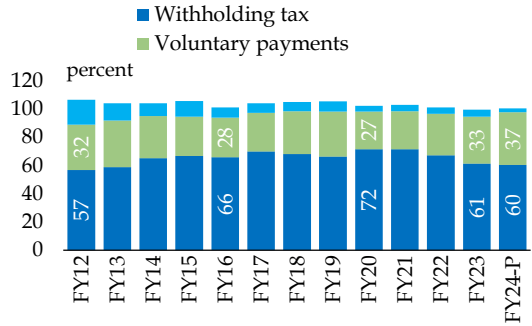
حکومت نے بالواسطہ ٹیکسوں، خصوصاً سیلز ٹیکس اور ایف ای ڈی سے متعلق بھی اقدامات کیے۔ ایشیا پر سیلز ٹیکس کی معیاری شرح فروری 2023ء میں 17 فیصد سے بڑھا کر 18 فیصد کر دی گئی۔ اس کے علاوہ مقامی طور پر تیار کردہ کاروں، اور غیر ضروری ایشیا کا احاطہ کرنے والی 800 سے زائد ٹیرف لائنز کی درآمد پر مارچ 2023ء میں سیلز ٹیکس 18 فیصد سے بڑھا کر 25 فیصد کر دیا گیا۔<sup>29</sup>،<sup>30</sup> حکومت ٹیکس اخراجات میں معقولیت بھی لائی جس کے تحت اس نے مختلف اقسام کی ایشیا کے سطح اول کے خوردہ فروشوں کے لیے رعایتی جی ایس ٹی 12 فیصد سے بڑھا کر

شکل 4.7: غیر مساہتی بولیاں اور شرح سود



Note: The scatter plot refers to data spanning from July 2015 to June 2024  
Source: State Bank of Pakistan

شکل 4.5: براہ راست ٹیکسوں کے اہم اجزا کا حصہ



Note: These shares may add to more than 100 percent as these are calculated in relation to direct taxes net of refunds and other direct taxes.

Source: Ministry of Finance

کے ساتھ ساتھ یہ ٹیکس اور کارپوریٹ کے بھاری منافع کی وجہ سے براہ راست ٹیکسوں کی وصولی میں بہت مدد ملی۔ ایک اور رویداد تنخواہ دار افراد اور غیر تنخواہ دار افراد اور تنظیموں (اے او پی ایس) کے انکم ٹیکس سلیب پر نظر ثانی ہے جس کا مقصد بتدریج اضافہ کرنا ہے۔ غیر تنخواہ دار افراد اور تنظیموں کے معاملے میں کم از کم حد بھی 0.4 ملین روپے سے بڑھا کر 0.6 ملین روپے کر دی گئی تاکہ وسیع فرق کو دور کرتے ہوئے انہیں بھی تنخواہ دار افراد کی حد کے برابر لایا جائے۔

مزید برآں، ودہولڈنگ ٹیکس کے مختلف ریٹس میں اضافے سے اس مد میں وصولی خاصی بڑھ گئی۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں: ایشیا کے کاروباری درآمد کنندگان پر ودہولڈنگ ٹیکس 5.5 فیصد سے 6.0 فیصد کیا گیا، غیر منقولہ جائیداد کی خرید و فروخت پر بالترتیب 2 اور 3 فیصد اضافہ،<sup>28</sup> اے او پی، اور کمپنیوں کے لیے ایشیا اور خدمات کے فروخت کے معاہدوں پر ٹیکس میں ایک سے 2 فیصد اضافہ، نان فائلر افراد کی طرف سے ایک دن میں 50 ہزار روپے سے زائد نقد رقم نکلوانے پر 0.6 فیصد ٹیکس کی بحالی۔

<sup>28</sup> ودہولڈنگ ٹیکس ایسے فروخت کاروں اور خریداروں پر مزید 200 فیصد اور 350 فیصد بالترتیب ہے جو نان فائلر ہوں۔

<sup>29</sup> ان ایشیا میں دیگر چیزوں کے علاوہ مکمل ساختہ پونٹ کاریں اور آلات، کنٹینر، زوریات، مشروبات اور سوڈا اور شامل ہیں۔

<sup>30</sup> موٹر گاڑیوں پر بالترتیب ملک میں اور درآمدی مرحلے پر وصول کیا گیا سیلز ٹیکس مالی سال 24ء میں 161 فیصد اضافے سے 13.4 ارب روپے اور 45 فیصد اضافے سے 110.9 ارب روپے تک پہنچ گیا، اس سے قطع نظر کہ گاڑیوں کی فروخت میں کمی ہوئی۔

جدول 4.3: ٹیکس اخراجات بہ نسبت ایف بی آر کی حقیقی ٹیکس وصولی

مالیت ارب روپے

حقیقی وصولی			ٹیکس اخراجات			
			مالیت		مالیت	
جی ڈی پی کا فیصد	م 22	م 23	م 22	م 23	جی ڈی پی کا فیصد	مالیت
م 24 (ع)	م 23	م 22	م 24 (ع)	م 23	م 22	م 23
4.3	3.9	3.4	4,531	3,271	2,285	0.6
2.9	3.1	3.8	3,099	2,591	2,532	3.4
1.0	1.1	1.5	1,104	932	1,011	0.7
8.8	8.5	9.2	9,311	7,164	6,148	4.6

\* خدمات کے ضمن میں ٹیکس اخراجات کا تخمینہ شامل نہیں ہے۔

ماخذ: ایف بی آر ٹیکس اخراجات کی رپورٹ 2024ء (تازہ ترین دستیاب)

33 بلند ٹیکس اخراجات ٹیکس کے طریقوں کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں۔ خصوصاً مالی سال 24ء کے دوران انہیں ایشیا اور خدمات پر جی ایس ٹی کی کارکردگی میں آنے والی کمی میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، سی-کارکردگی کے تناسب (سی ای آر) میں گراؤ اور ملک میں جی ایس ٹی کی موثر شرح زیادہ پست ہونے سے اس کی عکاسی ہوتی ہے (باکس 4.2)۔

15 فیصد کیا، اور ڈی اے پی لکھا پر 5 فیصد جی ایس ٹی نافذ کیا جو پہلے مستثنیٰ تھی۔<sup>31</sup> پھلوں کے شکرے بلے مشروبات پر ایف ای ڈی دگنی کر کے 20 فیصد کردی گئی جبکہ لکھا پر 5 فیصد نئی ڈیوٹی عائد کی گئی۔

اس سے قطع نظر، اس بات پر زور دینا مفید ہو گا کہ مالی سال 23ء کے ڈیٹا کی بنیاد پر مجموعی ٹیکس اخراجات جی ڈی پی کا 4.6 فیصد رہے جو مالی سال 22ء کے 3.4 فیصد سے زائد ہیں (جدول 4.3)۔ یہ اخراجات ہمسر ملکوں کی اوسط سے بھی زائد رہے۔<sup>32</sup> مزید برآں، امکان ہے کہ مالی سال 24ء کے دوران بھی یہ بلند رہے گا۔

باکس 4.2: سرمائے کی کارگزاری (C-efficiency) کا تناسب (سی ای آر) اور پاکستان میں مالی سال 24ء میں جی ایس ٹی کی موثر شرح

سرمائے کی کارگزاری دراصل معیاری جی ایس ٹی کی شرح اور حتمی کھپت کے حاصل ضرب کے ساتھ حقیقی بیلز ٹیکس محصولات کا تناسب ہے۔ پست تناسب عام طور پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ استثنیٰ اور رعایتی شرحوں کی وجہ سے یا ناکافی نفاذ کی وجہ سے اساس میں کمی ہے۔ اس کے برعکس 100 فیصد سے زائد تناسب کا مطلب ایک وسیع اساس پر یکساں شرح سے مکمل طور پر لاگو ویلویو ایڈڈ ٹیکس ہوتا ہے جس میں کوئی رعایت یا استثنیٰ نہ دیا گیا ہو۔ سرمائے کی کارگزاری کا تناسب زیادہ تر 100 فیصد سے کم ہے، کیونکہ ہر ملک کے ٹیکس ڈھانچے میں درحقیقت کچھ رعایتیں یا چھوٹ دی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر، غریب گھرانوں کے تحفظ کے لیے جی ایس ٹی کی ایشیا سے بنیادی خورد و نوش کا اخراج۔ مزید برآں نفاذ میں رکاوٹیں بھی ہیں، جو سی ای آر کو 100 فیصد سے نیچے رکھتی ہیں۔ نیوزی لینڈ دنیا میں سب سے زیادہ سی ای آر والے ملکوں میں سے ایک ہے جو تقریباً 90 فیصد ہے۔ اس کی مستثنیٰ ایشیا میں صرف عطیے کا سامان اور خدمات، مالی خدمات، جرمانے کا سود، اور قیمتی دھاتوں کی فراہمی شامل ہیں۔

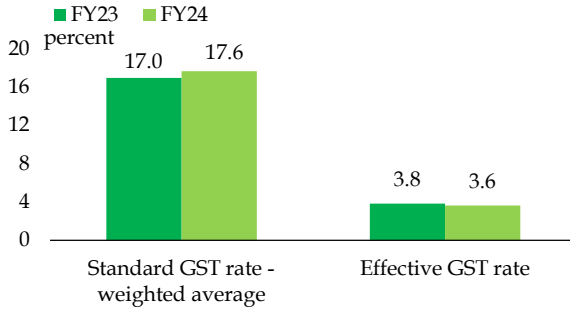
<sup>31</sup> رعایتی شرح حاصل کرنے والی ایشیا میں تیار کیڑا، ٹیکسٹائل کی مکی ساختہ تیار ایشیا، ٹیکسٹائل سے بنی ایشیا، چمچ اور مصنوعی چمچ اور نمبرہ شامل ہیں۔

<sup>32</sup> چلی متوسط آمدنی اور بالائی متوسط آمدنی والے ملکوں (ہر گروپ میں 27 ممالک) میں ٹیکس اخراجات جی ڈی پی کا بائز تیب 3.2 فیصد اور 3.7 فیصد ہیں۔ ماخذ: ٹیکس اخراجات کا گلوبل ڈیٹا بیس (جی ڈی پی کی فلیگ شپ رپورٹ 2023ء،

gtd.taxexpenditures.org/wp-content/uploads/2023/10/von-Haldenwang-et-al-2023--TEs-in-an-era-of-transformative-change.pdf

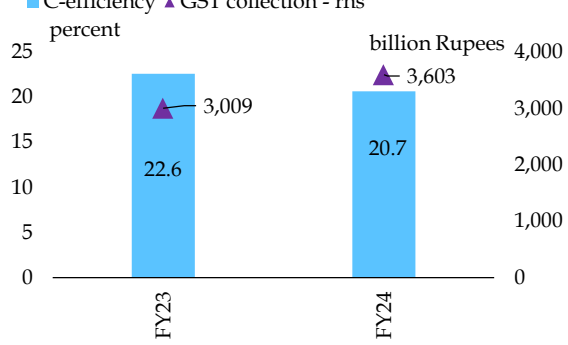
<sup>33</sup> مالی سال 24ء میں کیے گئے بعض بجٹ اقدامات سے مثلاً لکھا پر جی ایس ٹی کا نفاذ، اگرچہ رعایتی شرح پر، بیلز ٹیکس اخراجات میں کمی آسکتی ہے (ایف بی آر کی ٹیکس اخراجات کی رپورٹ برائے مالی سال 24ء اب تک دستیاب نہیں، تاہم یہ اثر محدود ہو گا کیونکہ بہت سی دوسری رعایتیں اور استثنیٰ زیر جائزہ عرصے کے دوران برقرار رہے، جن میں سب سے بڑی مثال پٹرولیم مصنوعات کا استثنیٰ ہے۔

شکل 4.2.1: پاکستان میں معیاری اور موثر جی ایس ٹی شرحیں



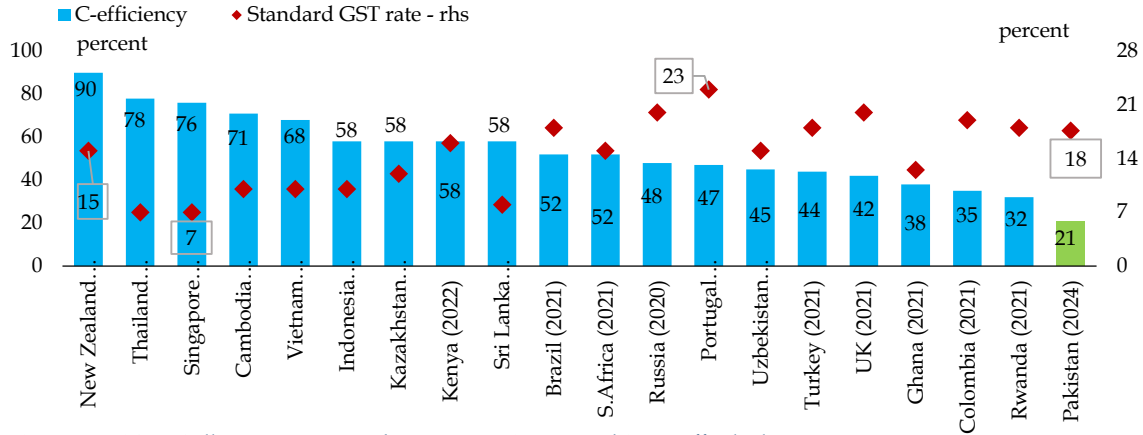
Note: 1) Standard GST is weighted average of GST on both goods & services across all tax jurisdictions. 2) Effective GST rate is calculated by assuming CER=1  
Sources: FBR, MoF and SBP staff calculations

شکل 4.2.1 الف: پاکستان کے جی ایس ٹی کا سی ایف ٹی شینسی ریشو



Note: 1) CER is calculated for GST on both goods & services. 2) GDP data used here is based on FY16 base  
Sources: FBR, PBS, MoF and SBP staff calculations

شکل 4.2.2: سی ایف ٹی شینسی ریشو اور معیاری جی ایس ٹی شرحوں کا بین الاقوامی موازنہ



Sources: USAID Collecting Taxes Database, FBR, PBS, MoF and SBP staff calculations

پاکستان کے معاملے میں سی ای آر مالی سال 24ء میں 20.7 فیصد پر ہے، جو مالی سال 23ء کے 22.6 فیصد سے بھی کم ہے، جو جی ایس ٹی کی یافت کے گناؤ کو ظاہر کرتا ہے (شکل 4.2.1 الف)۔ کم سی ای آر کے نتیجے میں موثر جی ایس ٹی کی شرح مالی سال 24ء میں ایشیا اور خدمات پر جی ایس ٹی کی اصل شرح کا صرف پانچواں حصہ تھی (شکل 4.2.1 ب)۔ دوسری طرف، کم سی ای آر اور موثر شرح کا مطلب یہ ہے کہ ٹیکس کی کم ہوتی ہوئی بنیاد پر ایشیا اور خدمات پر جی ایس ٹی کا اطلاق ہو رہا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ نفاذ اور تعمیل میں فرق ہے۔ اگرچہ حکومت نے فنانس ایکٹ 2023ء میں بنیاد کو وسیع کرنے کے لیے کچھ اصلاحات کیں تاہم یہ واضح طور پر ناکافی رہیں۔

جدول 4.2.1: سی ای آر اور معیاری جی ایس ٹی شرح بدلنے سے حاصل کی وصولی پر اثرات

جی ایس ٹی کی وصولی کے متبادل منظر نامے - ارب روپے			
سی ای آر (فیصد)			
52	42	21	
9,041	7,302	3,603	17.6
			(موجودہ منظر نامہ)
7,705	6,223	3,063	15
6,678	5,393	2,654	13
جی ایس ٹی وصولی کے اثرات - موجودہ وصولی کے ملٹی پلز			
سی ای آر (فیصد)			
52	42	21	
17.6	15	13	
			(موجودہ منظر نامہ) (سی)
2.5 *	2.0 *	0.8 *	
2.1 *	1.7 *	0.7 *	
1.9 *	1.5 *	0.7 *	

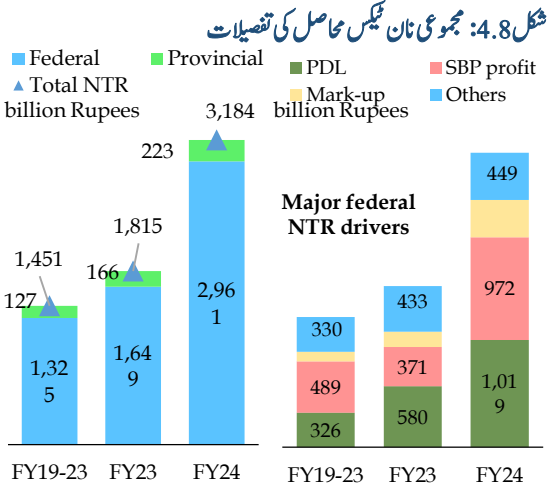
نوٹ: (1) حساسیت کا تجزیہ 98,782 ارب روپے (م 24ء) کے صرفے پر کیا گیا ہے، 52 فیصد سی ای آر اور 15 فیصد جی ایس ٹی شرح دراصل شکل 4.2.2 میں منتخب ملکوں کے گروپ میں وسطیے ہیں۔  
ماخذ: ایف بی آر، پاکستان دفتر شماریات، یو ایس ایڈ، اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تجزیے

فنانس ایکٹ 2024ء میں ایک حوصلہ افزا پیش رفت یہ ہے کہ حکومت نے ٹیکس کی بنیاد کو وسیع کرنے کے لیے سیلز ٹیکس کے اخراجات کو معقول بنانے کے مزید اقدامات کیے۔<sup>34</sup> تاہم، ٹیکس کے بوجھ اور تعمیل کے تناظر میں ایشیا اور خدمات پر جی ایس ٹی کی بلند معیاری شرحیں اب بھی تشویش کا باعث ہیں۔ بہترین بین الاقوامی طریقوں کی پیروی میں مثال کے طور پر نیوزی لینڈ حکومت زیادہ پیداوار کے لیے وسیع بنیاد، یکساں اور کم سیلز ٹیکس کو لاگو کرنے اور مناسب طریقے سے نافذ کرنے پر غور کر سکتی ہے۔ اس تناظر میں، یہ دیکھا گیا ہے کہ زیادہ سی ای آر والے ممالک میں جی ایس ٹی کی شرح کم ہوتی ہے (شکل 4.2.2)۔<sup>35</sup>

پاکستان میں وصولیوں پر سی ای آر کے اثرات کے حساسیت کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھا کر اور بہتر طریقے سے نفاذ کر کے سی ای آر کو بہتر بنایا جائے تو محصولات کی وصولی بڑھ سکتی ہے (جدول 4.2.1)۔ اس صورت میں ایشیا اور خدمات پر جی ایس ٹی کی شرح خواہ یکساں رکھی جائے اور اسے کم کر کے مثال کے طور پر 13 فیصد یا 15 فیصد تک لایا جائے تو پاکستان موجودہ سطح سے کم از کم 1.5 گنا زیادہ وصول کر سکتا ہے اور سی ای آر کو بڑھا کر 4.5 ٹریلین روپے تک پہنچ سکتا ہے۔ ایک تحقیق میں سی ای آر اور جی ایس ٹی کی شرحیں ممالک کے منتخب گروپ (بالترتیب 52 فیصد اور 15 فیصد) کے متعلقہ وسطیے (median) کے برابر لائی گئیں تو پاکستان کی وصولی 2.1 گنا بڑھ کر 7.7 ٹریلین روپے ہوتی دیکھی گئی۔ اس تجزیے سے یہ بات عیاں ہوئی کہ ٹیکس کی بہتر کارگزاری سے نہ صرف محصولات کی وصولی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے بلکہ اس طرح حکومت محصولات کے بلند اہداف پر سمجھوتہ کیے بغیر یکساں جی ایس ٹی ریٹ بھی کم کر سکتی ہے۔

## صوبائی ٹیکس

جی ڈی پی میں صوبائی ٹیکس حاصل کا تناسب مالی سال 24ء کے دوران کم ہو کر 0.7 فیصد رہ گیا جو گذشتہ سال کے دوران 0.8 فیصد تھا (جدول 4.2)۔ حالانکہ نامیہ لحاظ سے نمو میں تیزی آئی تھی اور وہ گذشتہ سال کی نسبت تقریباً تین گنا بڑھ کر 19.2 فیصد ہو گئی تھی۔ اس نمو میں بڑا حصہ بالواسطہ ٹیکسوں کا تھا جس میں خدمات پر سیلز ٹیکس اور چند دوسرے بالواسطہ ٹیکس شامل تھے جیسے انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس۔<sup>37</sup>



Source: Ministry of Finance

<sup>34</sup> ان میں سے کچھ میں شامل ہیں: صفر درجہ بندی کی واپسی اور اسٹیٹسٹری ایشیا، ٹریڈرز، آئل ایک اور دیگر ٹھوس باقیات، فارم فیڈ کی مقامی فراہمی، اور دیگر پرجھوٹ؛ اس طرح کی ایشیا پر اب 10 فیصد کی شرح سے ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ مزید برآں، افغانستان سے خوردنی پھلوں اور سبز بیوں کی درآمد پر اسٹینڈی ختم کر دیا گیا ہے، کیونکہ اب معیاری 18 فیصد کی شرح سے مشروط ہیں۔ اسی طرح دودھ کو معیاری جی ایس ٹی نظام کے تحت لایا گیا ہے۔ مزید برآں، سی ای آر پر ان اقدامات کے اثرات، جی ایس ٹی کی موثر شرح، اور جی ایس ٹی کی وصولیوں کا اندازہ م 25ء کے آخر تک کیا جائے گا۔

<sup>35</sup> تاہم، یہ تمام معاملات میں ایک اصول کے طور پر نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔  
<sup>36</sup> بلند سی ای آر کا مطلب ہے ٹیکس کی وسیع تر بنیاد اور بہتر نفاذ / تعمیل۔ اقتصادی لٹریچر میں وسیع تر بنیاد، ٹیکس کی شرح کے نظام کی حمایت پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر: 1 او ای سی ڈی (2010)، ایک وسیع بنیاد کا انتخاب۔ ٹیکس کی شرح لگانے کا طریقہ، او ای سی ڈی ٹیکس پالیسی اسٹریٹجی، نمبر 19، بیس: او ای سی ڈی پالیسی (2016)، یکساں، کم شرح، وسیع اور قابل پیٹنگوٹی ٹیکسز کی طرف، اسلام آباد: پرائمر انٹرنیٹ ٹیٹ  
<sup>37</sup> انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس ایشیا کی نقل و حمل اور ترسیل پر عائد کیا جاتا ہے تاکہ اس دزدنی ٹریفک کے لیے درکار انفراسٹرکچر کو برقرار رکھے اور اس کی مرمت، اور دیگر کاموں کے لیے استعمال کیا جائے۔

## مالیاتی پالیسی

زیادہ تھے کہ انہوں نے زیر جائزہ عرصے کے دوران پٹرولیم مصنوعات کی فروخت کا حجم پست رہنے سے ہونے والی کمی کو پورا کر دیا۔<sup>41</sup>

وفاقی این ٹی آر کے برعکس صوبائی این ٹی آر جی ڈی پی کے 0.2 فیصد پر تقریباً جوں کے توں رہے، اگرچہ مالی سال 24ء کے دوران ان میں 34.5 فیصد کی معقول نمو ہوئی۔ اس نمو کی وجہ صوبوں کی جانب سے غیر معمولی زائد وصولیاں اور خالص آبی منافع (این ایچ پی) ہے۔<sup>42</sup>

## 4.3.4 اخراجات

مجموعی اخراجات مالی سال 24ء کے دوران معمولی سی کمی سے جی ڈی پی کا 19.5 فیصد رہ گئے جو گذشتہ سال اس کا 19.6 فیصد تھے (جدول 4.4)۔ یہ بنیادی طور پر غیر سودی اخراجات کی بنا پر ہوا جبکہ مارک اپ ادائیگیاں بلند شرح سود اور قرضوں کے اسٹاک، دونوں کی وجہ سے خاصی بڑھ گئیں۔ غیر سودی اخراجات کے تمام اجزا میں بلحاظ جی ڈی پی یا تو کمی آئی یا پھر وہ جامد رہے۔ دوسری جانب، سودی ادائیگیاں بدستور بڑھتی رہیں، جس سے مالیاتی رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔

## غیر سودی اخراجات

غیر سودی اخراجات اگرچہ مالی سال 24ء کے دوران 16.7 فیصد بڑھے جو گذشتہ سال 7.1 فیصد بڑھے تھے، تاہم جی ڈی پی کے اعتبار سے ان میں ایک فیصدی درجے کی کمی آئی (جدول 4.4)۔ یہ کمی زرِ اعانت، ترقیاتی اخراجات، دفاعی امور، اور صوبائی اخراجات جاریہ میں ہوئی جبکہ گرانٹ، پنشن، اور سول حکومت چلانے کے اخراجات جی ڈی پی کے اعتبار سے بدستور وہی رہے۔

خدمات پر سیلز ٹیکس کو مہنگائی سے اسی طرح تقویت ملی جس طرح اشیا پر سیلز ٹیکس کو تقویت ملی۔<sup>38</sup> مثال کے طور پر مواصلاتی خدمات (کال اور انٹرنیٹ چارجز)، اور ہوٹلوں / ریسٹورانوں پر پیپی جانے والی تیار خوراک کی قیمتیں مالی سال 24ء کے دوران بالترتیب 7.8 فیصد اور 23.7 فیصد بڑھ گئیں۔ تاہم یہ بات اجاگر کی جائے کہ جی ڈی پی میں خدمات پر سیلز ٹیکس کا تناسب مسلسل چھٹے سال مالی سال 24ء کے دوران 0.5 فیصد پر جوں کا توں رہا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوبائی حکومتیں اپنی آمدی بڑھانے کی کوشش نہیں کر رہیں۔

## ii- نان ٹیکس محاصل

مالی سال 24ء کے دوران نان ٹیکس محاصل (این ٹی آر) 75.4 فیصد اضافے سے جی ڈی پی کے 3.0 فیصد تک بڑھ گئے جبکہ گذشتہ سال یہ 2.2 فیصد تھے (جدول 4.2)۔ جی ڈی پی میں تناسب میں یہ تمام اضافہ وفاقی ذرائع سے ہوا، جبکہ صوبائی وصولی جوں کی توں رہی۔ وفاقی نان ٹیکس محاصل میں اضافہ اسٹیٹ بینک کے منافع، پٹرولیم ڈیولوپمنٹ لیوی کی وصولی، اور صوبوں اور سرکاری شعبے کے اداروں کو دیے گئے قرضوں پر وفاقی مارک اپ کی وصولیوں سے ہوا (شکل 4.8)۔

اسٹیٹ بینک کے منافع میں تیزی سے اضافے کی وجہ شرح مبادلہ بڑھنے کی بنا پر باز قدر پیمائی کا حصول اور خالص سودی آمدنی ہے جو بلند شرح سود پر کمرشل بینکوں میں سیالیت کے بڑے ادخال کے نتیجے میں خاصی بڑھ گئی۔<sup>39</sup> بلند شرح سود سے صوبوں اور سرکاری شعبے کے اداروں کو دیے گئے قرضوں پر وفاقی مارک اپ وصولیاں بھی بڑھ گئیں۔ دریں اثناء مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹروئل اور ڈیزل پر پی پی لیٹر 60 روپے لیوی کی نظر ثانی کے بعد پی ڈی ایل کی وصولی میں گذشتہ سال کی رفتار برقرار رہی۔<sup>40</sup> قیمتوں میں اضافے کے اثرات اتنے

<sup>38</sup> خدمات کی شرح گرانٹی مالی سال 24ء میں 16.5 فیصد رہی۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

<sup>39</sup> سیالیت کے ادخال پر مزید تفصیل کے لیے باب 3، زرعی پالیسی اور مہنگائی۔

<sup>40</sup> پیٹروئل پر پی ڈی ایل یکم جولائی 2023ء کو پی پی لیٹر 50 روپے سے بڑھا کر 55 روپے، اور یکم ستمبر 2023ء کو 60 روپے کر دی گئی۔ اسی طرح ڈیزل پر پی ڈی ایل 16 اکتوبر 2023ء کو بڑھا کر 55 روپے، اور یکم نومبر 2023ء کو 60 روپے فی لیٹر کر دی گئی۔ اس لیوی پر نظر ثانی کا تازہ ترین سلسلہ مالی سال 23ء کے آغاز میں شروع ہوا تھا۔

<sup>41</sup> پٹرولیم مصنوعات کی فروخت مالی سال 24ء کے 12 میں سے 8 مہینوں میں کم ہوئی، جبکہ پورے سال کی فروخت کا حجم گذشتہ سال کی نسبت 3.5 فیصد کم رہا۔

<sup>42</sup> غیر معمولی وصولیوں میں اقوام متحدہ کی جانب سے دنیا بھر میں قیام امن مشنوں میں پاکستانی دستوں کی خدمات کے عوض ملنے والی رقم شامل ہیں۔

## جدول 4.4: مجموعی اخراجات کی تفصیلات

معمو (فیصد)			جی ڈی پی کا فیصد			ماہیت (ارب روپے)			
م س 24ء	م س 23ء	م س 19ء تا 23ء کی اوسط	م س 24ء	م س 23ء	م س 19ء تا 23ء کی اوسط	م س 24ء	م س 23ء	م س 19ء تا 23ء کی اوسط	
25.9	24.4	17.3	19.5	19.6	19.5	20,649	16,401	11,608	مجموعی اخراجات
28.5	25.4	20.0	17.5	17.2	17.0	18,571	14,448	10,138	1- اخراجات جاریہ (الف+ب)
29.5	29.1	23.7	13.2	12.9	12.0	13,970	10,785	7,239	(الف) وفاقی
43.3	79.0	32.9	7.7	6.8	5.4	8,160	5,696	3,268	مارک اپ ادائیگیاں
41.3	79.3	33.0	6.8	6.0	4.8	7,164	5,071	2,912	ملکی
31.1	114.7	42.2	0.9	0.9	0.6	996	760	383	بیرونی
17.2	12.3	9.0	1.8	1.9	2.3	1,859	1,586	1,335	وفاقی امور اور خدمات
21.2	23.0	15.2	0.8	0.8	0.8	808	666	498	پیشن
23.7	16.0	8.5	0.7	0.8	0.9	784	634	544	سول حکومت کے اخراجات
-1.2	-29.4	80.8	1.0	1.3	1.1	1,067	1,080	718	زرعانت
30.8	-13.5	25.9	1.2	1.2	1.4	1,292	988	850	دیگر گورنمنٹ
21.1	19.9	13.0	4.3	4.5	5.0	4,601	3,798	2,926	(ب) صوبائی
6.4	17.8	5.4	2.0	2.3	2.5	2,078	1,953	1,470	2- ترقیاتی اخراجات / خالص قرض گاری (ج+د)
7.1	17.1	5.5	1.9	2.3	2.4	2,027	1,893	1,416	(ج) مجموعی ترقیاتی اخراجات
7.1	17.1	7.8	1.9	2.3	2.3	2,027	1,893	1,364	پی ایس ڈی پی
-2.6	62.8	5.6	0.6	0.8	0.9	635	652	493	وفاقی *
12.1	2.0	12.8	1.3	1.5	1.4	1,392	1,241	871	صوبائی
-13.7	48.3	17.3	0.0	0.1	0.1	52	59.9	53	(د) سرکاری شعبے کے اداروں کو خالص قرض گاری
									یادداشتی اجزاء:
16.7	7.1	12.7	11.8	12.8	14.1	12,490	10,704.8	8,340	غیر سودی اخراجات (خالص)
26.4	25.8	16.6	-	-	-	106,045	83,875.0	59,542	جی ڈی پی

نوٹ: ایف بی آر اور وزارت خزانہ کے ٹیکس حاصل کے اعداد و شمار مختلف ہو سکتے ہیں

ماخذ: وزارت خزانہ، اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تجزیے

بجلی سے ہٹ کر دیگر زر اعانت کی رقم مجموعی زر اعانت کا تقریباً 16 فیصد ہے، یہ مالی سال 23ء کے دوران 210 ارب روپے سے کم ہوئی اور مالی سال 24ء کے دوران مزید گرا کر 174 ارب روپے رہ گئی، جس کی اہم وجہ پٹرولیم پر زر اعانت کم ہونا ہے۔ گذشتہ سال کے برعکس اس سال پاکستان اسٹیٹ آئل کے ایف ای-25 قرضوں پر مبادلہ کے نقصانات کے سبب رقم جاری نہیں کی گئی، چنانچہ پٹرولیم پر زر اعانت کو قابو میں رکھنے میں مدد ملی۔ ممکن ہے کہ اس کا سبب گذشتہ مالی سال کے مقابلے میں مالی سال 24ء کے دوران شرح مبادلہ میں نسبتاً کم تغیر

زر اعانت کا مجموعی اجرامالی سال 24ء کے دوران معمولی سا 1.2 فیصد کم ہو کر 1.1 ٹریلین روپے رہ گیا، جبکہ بجلی سے ہٹ کر دیگر زر اعانت کی رقم میں کمی نے بجلی پر زر اعانت میں معمولی اضافے کا ازالہ کر دیا۔ مالی سال 24ء کے دوران زر اعانت جی ڈی پی کا 1.0 فیصد رہی، اس میں خاصی کمی آچکی ہے کیونکہ یہ مالی سال 22ء کے دوران بلند ترین سطح 2.3 فیصد پر تھی جبکہ گذشتہ مالی سال 1.3 فیصد تھی۔ اگرچہ اب بھی یہ زائد ہے اور مالی سال 17ء تا مالی سال 21ء کی اوسط یعنی 0.5 فیصد سے بلند ہے تاہم اس کے پھیلاؤ کو مالی سال 24ء میں مسلسل دوسرے سال روکے رکھنا حوصلہ افزا ہے۔

ہو۔<sup>43</sup> مزید برآں، شعبہ توانائی کو زرِ اعانت پر نظر ثانی شدہ پالیسی کے تحت حکومت نے صنعتی شعبے کو گیس پر زرِ اعانت روک دی۔<sup>44</sup>

جدول 4.5: زرِ اعانت کی تفصیلات  
تختیے، مالیاتی اور فرق ارب روپے میں

فرق	حقیقی مالیت		بجٹ تختیے		
	م 24ء	م 23ء	م 24ء	م 23ء	
مجموعہ	1,067	1,080	1,064	664	-13
بجلی پر زرِ اعانت	893	870	894	535	23
آئی پی بی	262	93	262	180	169
کے-الیکٹرک (ٹی ڈی ایس)	298	267	171	60	31
آزاد جموں و کشمیر (ٹی ڈی ایس)	105	-	-	-	105
انڈسٹریل ڈیولپمنٹ (ٹی ڈی ایس)	149	213	150	225	-64
کے-الیکٹرک برائے آئی ایس پی	-	5.0	7.0	20	-5.0
صفر شرح والی صنعتیں	-	79	-	20	-79
پی ای آر ایف	30	53	48	-	-23
ٹیوب ویل	10	9.0	10	7.0	1.0
زرِ اعانت ماسوائے بجلی	174	210	170	129	-36
پیٹرولیم	51	128	51	71	-77
مبادلہ کے نقصانات (پی ایس او)	-	35	-	-	-35
صنعت کو آر ایل این جی	1.0	31	-	-	-30
صنعت کو ایل این جی	-	6.5	-	40	-6.5
قرضے کی سہولت (کے پی سی)	-	27	-	-	-27
دیگر	124	82	120	58	41
کھاد کے کارخانے	25	15	25	15	10
این پی ایچ ایف ایس	23	8.0	12	1.0	15
یو ایس سی	35	33	35	17	1.8

نوٹ: ٹی ڈی ایس: ٹیرف کے تفرق پر زرِ اعانت، آئی ایس پی: صنعتی امداد کا تکلیف، پی ای آر ایف:

پاکستان انرجی ریولوشن فنڈ، پی ایس او: پاکستان اسٹیٹ آئل، کے پی سی: کویت پیٹرولیم کارپوریشن، این پی ایچ ایف ایس: نیپا پاکستان ہاؤسنگ فنانس اسکیم، یو ایس سی: یو ایس سی اسٹورز کارپوریشن  
ماخذ: وزارت خزانہ

بجلی سے ہٹ کر دیگر زرِ اعانت کے برعکس بجلی پر زرِ اعانت بڑھ گئی۔ مالی سال 23ء میں بجلی کو 870 ارب روپے زرِ اعانت دی گئی جو مالی سال 24ء کے دوران 2.6 فیصد اضافے سے 893 ارب روپے ہو گئی (جدول 4.5)۔ مجموعی زرِ اعانت میں بجلی پر زرِ اعانت کا تناسب مزید بڑھ گیا جو قلیل وسائل میں بدستور ایک چیلنج بنا ہوا ہے۔ بجلی پر زرِ اعانت کی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ آئی پی بی کو کی گئی ادائیگیاں اہم سبب تھیں۔ بجٹ کے ہدف کے تحت یہ ادائیگیاں گردش قرضے کے بندوبست برائے مالی سال 24ء کا حصہ تھیں جس کے تحت حکومت پر لازم تھا کہ وہ گردش قرضہ جمع ہونے سے روکنے کی خاطر ہر سال بجٹ میں بجلی ساز اداروں کے لیے زرِ اعانت مختص کرے اور ساتھ ساتھ بجلی کے نرخ باقاعدگی سے بڑھاتی رہے۔

نیز، حکومت نے بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کو 562 ارب روپے کی زرِ اعانت دی۔ خاص طور پر کے-الیکٹرک کو نرخوں میں یکساں ایڈجسٹمنٹ کے سبب 298 ارب روپے ملے جو گذشتہ سال سے 11.7 فیصد زائد ہے۔<sup>45</sup> علاوہ ازیں حکومت نے بجٹ سے الگ زرِ اعانت بھی دی جو بجٹ کے تحت زرِ اعانت کا 14 فیصد تھا۔<sup>46</sup> ان میں سب سے بڑی ٹیرف کے تفاوت کی زرِ اعانت 105 ارب روپے تھی جو آزاد جموں و کشمیر کو دی گئی۔ دوسری جانب، زرِ اعانت کو معقول بنانے کی غرض سے حکومت نے زیر وریٹڈ (برآمداتی) صنعتوں کی بجلی کی زرِ اعانت ختم کر دی جو مالی سال 23ء میں تقریباً 80 ارب روپے لے چکی تھیں، جو اس سال کے بجٹ میں زرِ اعانت کی رقم سے چار گنا زائد تھی۔<sup>47</sup>

<sup>43</sup> پاکستانی روپے کی قدر مالی سال 23ء کے برعکس 7 ستمبر 2023ء تا 30 جون 2024ء بڑھ گئی۔ ماخذ: بینک دولت پاکستان

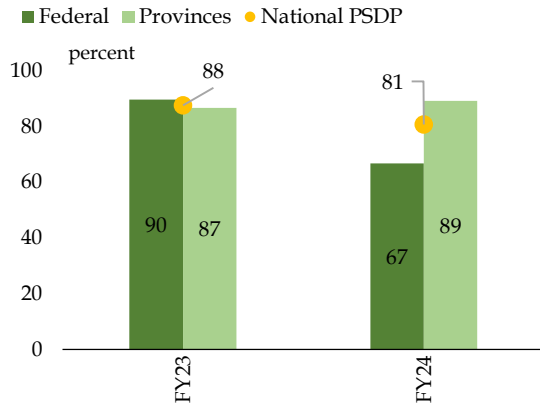
<sup>44</sup> صنعتوں کو ایل این جی کی فراہمی پر گذشتہ سال 6.5 ارب روپے زرِ اعانت دی گئی جبکہ مالی سال 24ء کے دوران بالکل نہیں دی گئی۔ نیز، زیر جائزہ عرصے میں صنعتوں کو آر ایل این جی پر زرِ اعانت صرف 730 ملین روپے دی گئی جو گذشتہ سال 31.1 ارب روپے تھی۔

<sup>45</sup> کے-الیکٹرک اور تمام XWDISCOS پر نرخوں کا یکساں اطلاق یقینی بنانے کے لیے حکومت کے-الیکٹرک کی آمدنی کی ضروریات کی بنیاد پر اس کے ٹیرف اور نیچرل گیس کے ٹیرف اور نیچرل گیس کے ٹیرف کے لیے مقرر کردہ ٹیرف کے مابین مثبت تفاوت (differential) معلوم کرتی ہے۔

<sup>46</sup> بجٹ سے الگ زرِ اعانت کا مطلب وہ زرِ اعانت ہے جس کے لیے مالی سال 24ء کے وفاقی بجٹ میں وسائل مختص نہیں کیے گئے تھے تاہم دوران سال اسے بہرہ حال جاری کیا گیا۔

<sup>47</sup> اگرچہ اس کے نتیجے میں مالی سال 24ء میں بجلی پر زرِ اعانت میں کمی نہیں آئی تاہم زرِ اعانت کے اخراجات کو معقول بنانے کے تناظر میں بہرہ حال یہ ایک مثبت پیش رفت تھی۔

شکل 4.9: پی ایس ڈی پی کے حقیقی اخراجات، بجٹ تخمینوں کا بطور فیصد



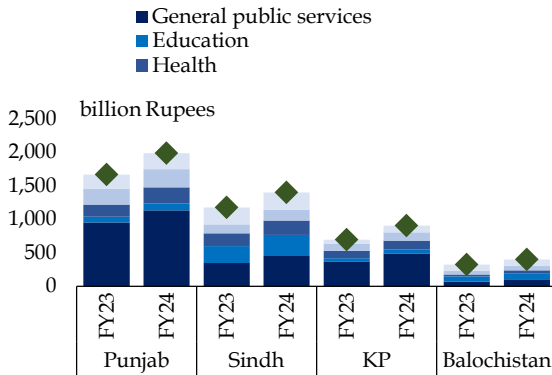
Source: Ministry of Finance

وفاقی رجحان کے مطابق صوبائی پی ایس ڈی پی میں بھی ڈی پی کے لحاظ سے کمی درج کی گئی، حالانکہ گذشتہ سال کے 2.0 فیصد کے مقابلے میں 12.1 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ سندھ اس معاملے میں آگے تھا، اس کے بعد بلوچستان اور خیبر پختونخوا رہے، جبکہ پنجاب میں ترقیاتی اخراجات میں کمی دیکھی گئی۔ سندھ کے ترقیاتی اخراجات مالی سال 23ء کے مقابلے میں 49 فیصد زیادہ تھے، جس کا جزوی سبب

ترقیاتی اخراجات کے ضمن میں قومی پی ایس ڈی پی، وفاقی اور صوبائی دونوں، گذشتہ سال کی نسبت بڑے فرق سے اپنا ہدف پورا نہ کر سکا (شکل 4.9)۔ وفاقی پی ایس ڈی پی میں کمی، جبکہ گذشتہ سال مضبوط نمو ہوئی تھی، اس مظہر کی وضاحت کرتی ہے۔ بجٹ کے استعمال کے لحاظ سے وفاقی حکومت نے سال کی مختصر رقم کا جولائی تا اپریل مالی سال 24ء کے دوران صرف 72.8 فیصد خرچ کیا جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے میں یہ تناسب 98.5 فیصد رہا تھا۔<sup>49,48</sup>

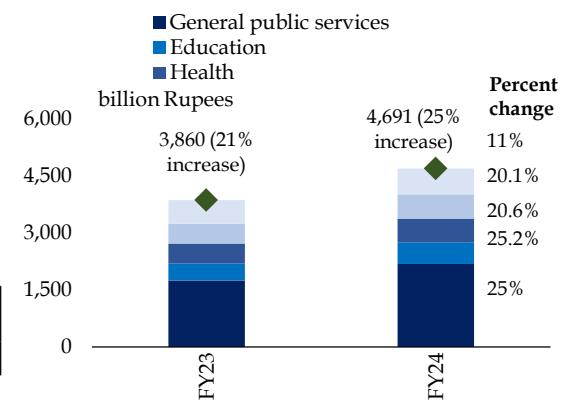
اس کا سبب محدود مالیاتی گنجائش ہو سکتی ہے جو بڑھتی ہوئی سودی ادائیگیوں سے گھٹی جا رہی تھی۔ مزید برآں، نگران و وفاقی حکومت کے ساتھ ساتھ صوبائی حکومتوں کی معمول سے زیادہ طوالت کے پیش نظر اختیارات کے استعمال میں سست روی آئی چنانچہ ترقیاتی منصوبوں کے لیے رقوم کا اجرا بھی سست پڑا۔<sup>50</sup> حکومت کی جانب سے نئے منصوبوں کے بجائے تکمیل کے قریب جاری قومی منصوبوں کو ترجیح دینے سے اس بات کی عکاسی ہوتی ہے، خاص طور پر توانائی، ٹرانسپورٹ اور مواصلات، آبی وسائل، اور فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ کے انفراسٹرکچر کے منصوبے۔<sup>51</sup>

شکل 4.10: ب: اخراجات جاریہ بلحاظ صوبہ



Source: Ministry of Finance

شکل 4.10 الف: صوبوں کے اخراجات جاریہ کی تفصیلات



<sup>48</sup> ماخذ: پی ایس ڈی پی کا خلاصہ جولائی تا مئی 2024ء (تازہ ترین دستیاب)۔ وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور خصوصی اقدامات۔

<sup>49</sup> یہ اعداد و شمار وزارت خزانہ کے پی ایس ڈی پی پر اخراجات کے مماثل یا مختلف ہو سکتے ہیں۔

<sup>50</sup> مالی سال 18ء میں، جو پچھلی بار انتخابی سال تھا، بجٹ کے ہدف کے مقابلے میں وفاقی ترقیاتی اخراجات میں زبردستی کمی آئی تھی۔ یعنی گذشتہ سال کے 91 فیصد کے مقابلے میں صرف 58 فیصد۔ اسی طرح، مالی سال 24ء میں یہ

تناسب گذشتہ سال کے 90 فیصد کے مقابلے میں گر کر 67 فیصد رہ گیا۔ ڈیٹا ماخذ: مختلف بجٹوں کے خلاصے اور مالیاتی آپریشنز کی رپورٹس۔ وزارت خزانہ

<sup>51</sup> ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2023-24ء

جدول 4.6: مارک اپ ادا کی گئیاں بطور فیصد اہم مالیاتی ستھیرات اور جی ڈی پی

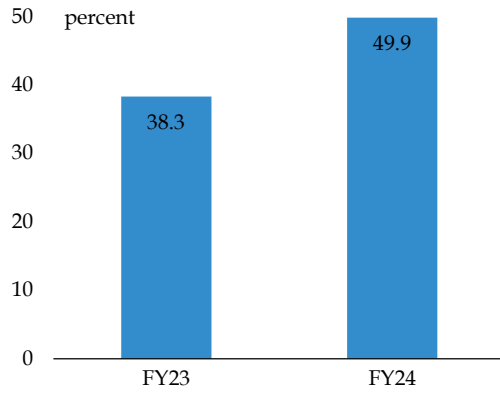
م س 23ء	م س 22ء	م س 21ء	م س 20ء	م س 19ء تا 23ء کی اوسط
40	35	24	27	35
44	39	28	31	39
403	301	197	234	301
65	53	32	38	53
61	59	40	45	59
88	79	52	62	79
202	193	125	155	193
7.7	6.8	4.8	5.4	6.8

\* ایف بی آر ٹیکس حاصل کو صوبوں کو این ایف سی کی مستثنیوں سے ایڈجسٹ کیا گیا ہے  
ماخذ: وزارت خزانہ، اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

### سودی اخراجات

سودی اخراجات 43.3 فیصد بڑھ کر 8.2 ٹریلین روپے تک پہنچ گئے، جو گذشتہ سال 5.7 ٹریلین روپے تھے، جس کی وجہ سے بلحاظ جی ڈی پی کافی اضافہ ہو گیا

### شکل 4.11: صحت اور تعلیم پر صوبوں کے مجموعی اخراجات اور سودی اخراجات کا باہمی تناسب



Source: Ministry of Finance

2022ء کا سیلاب تھا۔ سندھ نے سماجی تحفظ کے منصوبوں اور اقتصادی امور پر بالترتیب 74 فیصد اور 21 فیصد زائد رقم خرچ کی۔ سماجی تحفظ کے ترقیاتی منصوبوں میں سے ایک میں عالمی بینک کے تعاون سے سندھ میں سماجی تحفظ کی فراہمی کا نظام مضبوط بنانا شامل ہے۔<sup>52</sup>

صوبائی اخراجات جاریہ کے معاملے میں جی ڈی پی کے لحاظ سے کمی آئی حالانکہ نامیہ اعتبار سے معقول اضافہ ہوا تھا۔ اس نمو میں بیشتر حصہ عمومی سرکاری خدمات کا تھا، جس کے بعد امن عامہ اور تحفظ، صحت اور تعلیم کی باری تھی (شکل 4.10 الف اور 4.10 ب)۔

غیر سودی اخراجات کا ایک اور بڑا جزو وفاقی گرانٹس ہیں جو مالی سال 24ء میں 30.8 فیصد اضافے کے باوجود بلحاظ جی ڈی پی 1.2 فیصد پر برقرار رہیں، جبکہ گذشتہ سال کمی ہوئی تھی۔ اس کا سبب سرکاری شعبے کے اداروں، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، اور ترسیلات زر کے لیے ٹی ٹی چارجز کی ادائیگی کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ بی آئی ایس پی کے سماجی نیٹ ورک کو وسیع کیا جا رہا ہے، اس کے ہمراہ مختص بجٹ میں بھی اضافہ کیا گیا ہے جس سے بی آئی ایس پی کی زائد ادائیگیوں کی وضاحت ہوتی ہے۔<sup>53</sup> دریں اثناء ٹی ٹی چارجز، جس کا مقصد ترسیلات زر کی باضابطہ آمد کو ترغیب دینا ہے، کی ادائیگی کے سلسلے میں گرانٹ، سعودی عرب سے زیادہ ترسیلات (حجم کا اثر) کے بعد بڑھ گئی۔ اسی سلسلے میں، اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے بھی ستمبر 2024ء میں سعودی عرب سے رقوم کی آمد پر ادائیگی کی شرح 20 سعودی ریال سے بڑھا کر 30 سعودی ریال کر دی تھی (قیمت کا اثر)۔<sup>54</sup>

<sup>52</sup> یہ عالمی بینک اور حکومت سندھ کے فنڈ سے پانچ سالہ مشروط کیش ٹرانسفرز (سی سی ٹی) پروگرام ہے، جو صوبے میں سیلاب سے متاثرہ تمام یونین کونسلوں کے 65 فیصد کا احاطہ کرتا ہے تاکہ سیلاب کے اثرات، خاص طور پر خوراک کی قلت، اور زری رکاوٹوں کو دور کرنے میں مدد مل سکے۔ ماں اور بچوں کی صحت کی خدمات کا استعمال۔ مزید تفصیلات کے لیے، ملاحظہ کریں:

<https://www.worldbank.org/en/news/factsheet/2022/12/19/factsheet-strengthening-social-protection-delivery-system-in-sindh>

<sup>53</sup> اس پروگرام سے مستفید ہونے والے اہل خاندانوں کی تعداد 2022ء میں 7.6 ملین تھی جو 2023ء میں بڑھ کر 9.0 ملین ہو گئی۔ بے نظیر کفالت پروگرام کے تحت سہ ماہی وظیفہ 25 فیصد اضافے سے 8,750 روپے فی خاندان ہو گیا۔ اسی طرح، بینظیر تعلیمی وظائف حاصل کرنے والے بچوں کی تعداد 2022ء میں 2.6 ملین تھی جو تقریباً تین گنا بڑھ کر 2023ء میں 7.52 ملین ہو گئی۔ ماخذ: بی آئی ایس پی کی پریس ریلیز 2 اگست 2024ء،

<https://bisp.gov.pk/SiteImage/Misc/files/Aug%2024%2c%2024.pdf>

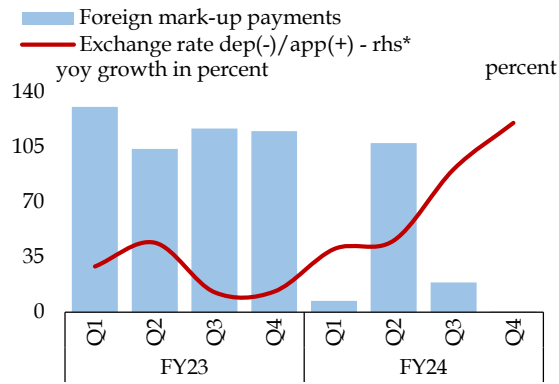
<sup>54</sup> ماخذ: ای بی ڈی سرکلیر نمبر 14 برائے 2023ء، بتاریخ 21 ستمبر 2024ء (30 دن بعد اطلاق ہوا)۔

<https://www.sbp.org.pk/epd/2023/FECL14.htm>

اگرچہ مالی سال 24ء میں سودی ادائیگیوں میں نمو کم ہوئی تاہم یہ اب بھی کافی زیادہ ہے۔ اس معمولی کمی کا جزوی ثبوت سود کی ملکی ادائیگیوں میں سست روی ہے کیونکہ پالیسی شرح بلند رہنے کے باوجود سال کے دوران تقریباً برقرار ہی رہی (شکل 4.12 الف)۔<sup>56</sup> مزید برآں، غیر ملکی مارک اپ ادائیگیوں کی رفتار میں بھی کمی آئی، کیونکہ پاکستانی روپے میں نسبتاً استحکام آیا، خاص طور پر مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی تک (شکل 4.12 ب)۔

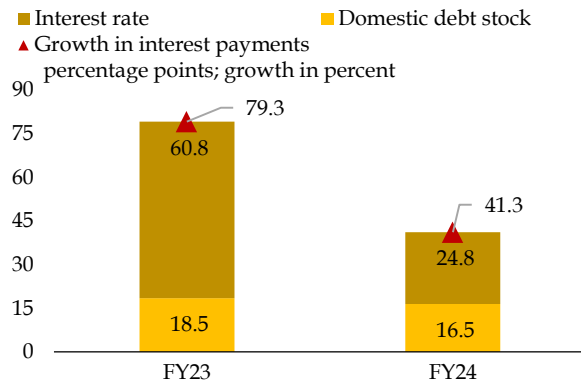
(جدول 4.4)۔ نتیجتاً، مالی سال 24ء کے دوران بڑے مالیاتی متغیرات کے فیصد کے طور پر مارک اپ ادائیگیوں میں خاصا اضافہ ہوا (جدول 4.5)۔ سود کی ادائیگیاں ایف بی آر کے ٹیکس محاصل کا 202 فیصد بنتی ہے، جنہیں صوبوں کو نیشنل فنانس کمیشن کی منتقلیوں سے ایڈجسٹ کیا جاتا ہے۔ نیز، سود کی ادائیگیاں صحت اور تعلیم پر صوبائی اخراجات سے تقریباً 50 گنا زائد تھیں (شکل 4.11)۔ یہ رجحانات حالیہ برسوں میں بڑے مالیاتی خسارے کے ساتھ ساتھ بلند شرح سود کی وجہ سے سرکاری قرضے اکٹھا ہونے کی عکاسی کرتے ہیں۔<sup>55</sup>

شکل 4.12 ب: بیرونی مارک اپ ادائیگیاں اور شرح مبادلہ



\*this change is relative to same period year ago  
Source: Ministry of Finance; Pakistan Bureau of Statistics

شکل 4.12 الف: ملکی سودی ادائیگیوں میں نمو میں حصہ داری کا تخمینہ



Note: FY21 is taken as the base year  
Source: Ministry of Finance; SBP staff calculations

<sup>55</sup> اگرچہ مالی سال 24ء میں مالیاتی خسارہ گر کر جی ڈی پی کا 6.8 فیصد رہ گیا تاہم یہ اب بھی خاصا بڑا ہے۔ نیز، زیر جائزہ سال میں مالیاتی خسارہ 10.5 فیصد اضافے سے 7.2 ٹریلین روپے تک جا پہنچا ہے۔

<sup>56</sup> تفصیلات کے لیے باب 5، ملکی اور بیرونی قرضہ۔

# 5

## ملکی اور بیرونی قرضہ

مالی سال 24ء کے دوران مالیاتی یکجائی اور نو قدر پیمائی فوائد نے سرکاری قرضوں کے جمع ہونے کی رفتار کو کافی کم کر دیا۔ نتیجتاً سرکاری قرض تا جی ڈی پی تناسب مالی سال 24ء میں گر کر 67.4 فیصد ہو گیا جو مالی سال 23ء میں 74.9 فیصد تھا۔ اگرچہ ملکی اور بیرونی قرضوں دونوں نے اس کمی میں حصہ ڈالا تاہم زیادہ حصہ بیرونی قرضے کا تھا۔ بیرونی قرضے میں مطلق لحاظ سے سکتاؤ درج کیا گیا جس کی بنیادی وجہ شرح مبادلہ میں اضافے کی وجہ سے نو قدر پیمائی کے فوائد تھے، جس نے ڈالر کے لحاظ سے بیرونی قرض کے جمع ہونے کے اثر کو بالکل زائل کر دیا۔ دوسری جانب ملکی قرضے میں نمو کی رفتار بھی کم ہوئی۔ ملکی قرض بنیادی طور پر کمرشل بینکوں سے آیا جن کا غالب حصہ طویل مدتی حکومتی تمسکات کے ذریعے حاصل کیا گیا جس نے مالی سال 24ء میں قرضے کے خاکہ عرصیت کو طویل تر کر دیا۔ مزید برآں، اگرچہ بیرونی قرضے کے سیالیت کے اظہاریوں میں بگاڑ آیا تاہم واپسی کی صلاحیت اور ادائیگی قرض کے اظہاریے بہتر ہوئے۔

Public Debt  
(percent of GDP)

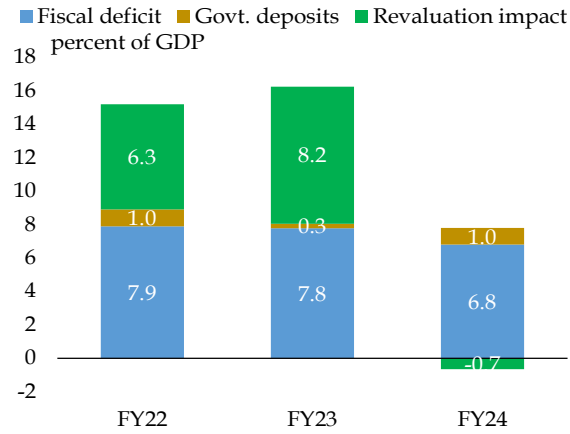




## 5 ملکی اور بیرونی قرضہ

کرتی ہے۔<sup>2</sup> خاص طور پر اس کا سبب 17 سال کے بعد مالی سال 24ء میں درج کیا گیا بنیادی فاضل تھا۔<sup>3</sup> نسبت روی کے باوجود مالی سال 24ء کے دوران ملکی قرضوں کا حصہ بڑھ گیا (شکل 5.3)۔

### شکل 5.2: سرکاری قرض کی ہیئت ترکیبی میں تبدیلی



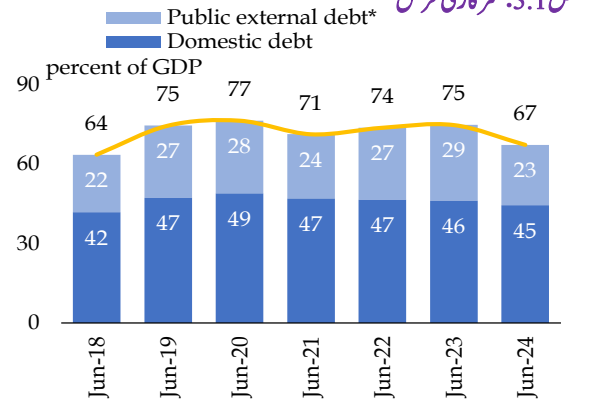
Source: State Bank of Pakistan

مالی سال 24ء کے دوران ملکی قرضہ تقریباً مکمل طور پر کمرشل بینکوں سے لیا گیا تھا۔ اس کو بجٹ سے کم بیرونی فنانشنگ، قومی بچت اسکیموں میں رقوم کی واپسی اور میعاد پوری کرنے والے پاکستان انوشنٹ بانڈز (پی آئی بیز) کی اسٹیٹ بینک کو ادائیگی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مزید یہ کہ مالی سال 24ء کے لیے کم از کم قرض تاڈپاٹ تناسب کو برقرار رکھنے کے سلسلے میں زیادہ ٹیکس کی معطلی نے بینکوں کو حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کی ترغیب دی۔ اس کے علاوہ گرتی ہوئی مہنگائی کی صورت حال میں کم شرح سود کی توقع نے طویل مدتی آلات کے لیے بینکوں کی طلب میں اضافہ کیا ہوگا (باب 3)۔

## 5.1 سرکاری قرض

مالی سال 24ء کے دوران پاکستان کے مجموعی قرضوں اور واجبات میں 11.0 فیصد اضافہ ہوا جو پچھلے سال کے 29.1 فیصد اضافے سے کم ہے۔ اسی طرح، مالی سال 24ء کے دوران سرکاری قرضوں کی نمو گزشتہ سال کے 27.7 فیصد کی نسبت کم ہو کر 13.3 فیصد ہو گئی۔ نتیجتاً، مالی سال 24ء کے جون کے آخر میں سرکاری قرضہ اور جی ڈی پی کا تناسب گر کر 67.4 فیصد ہو گیا جو مالی سال 18ء سے اب تک پست ترین ہے (شکل 5.1)۔<sup>1</sup> یہ کمی بڑی حد تک بیرونی قرضے سکڑنے کی بنا پر آئی ہے جبکہ ملکی قرضے بھی جی ڈی پی کے لحاظ سے کم ہوئے (جدول 5.1 اور شکل 5.1)۔

### شکل 5.1: سرکاری قرض



\*Including debt from IMF

Source: State Bank of Pakistan

بیرونی قرضوں میں کمی بنیادی طور پر شرح مبادلہ میں اضافے کی بنا پر ہونے والے سازگار نو قدریہائی اثرات، جو جی ڈی پی کا 0.7 فیصد (694.3 ارب روپے) تھے، کی بنا پر آئی، جس نے مالی سال 24ء کے دوران ڈالر کے لحاظ سے بیرونی قرضوں میں اضافے کی تلافی کر دی (شکل 5.2)۔ دوسری طرف جی ڈی پی کے لحاظ سے ملکی قرضوں میں کمی بنیادی طور پر پست مالیاتی خسارے کی عکاسی

<sup>1</sup> روپے کے لحاظ سے بیرونی قرض میں کمی کے علاوہ، نامیہ جی ڈی پی میں 25.9 فیصد کی بڑی نمو نے بھی قرض تاجی ڈی پی کے تناسب کو کم کر دیا۔

<sup>2</sup> اگرچہ مالی سال 24ء میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے لحاظ سے کم ہوا تاہم گزشتہ سال کی نسبت مطلق لحاظ سے بڑھا۔

<sup>3</sup> بنیادی توازن میں مالی سال 24ء کے دوران 952.9 ارب روپے کا فاضل ظاہر ہوا جبکہ مالی سال 23ء میں 825.5 ارب روپے کا خسارہ تھا۔

بینک دولت پاکستان کی سالانہ رپورٹ 2023-2024ء

جدول 5.1: پاکستان کے قرضہ و واجبات کا خلاصہ

اسٹاک اور ہبہاؤ ارب روپے میں، نمونہ فیصد میں

اسٹاک	ہبہاؤ		عمو		اسٹاک		
	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 22ء	مالی سال 23ء	
کل قرضہ و واجبات	17,250.7	8,395.4	29.1	11.0	59,260.8	76,511.5	
مجموعی سرکاری قرض (I+II+III)	13,639.0	8,364.9	27.7	13.3	49,242.0	62,881.0	
I. حکومتی ملکی قرض	7,724.4	8,350.4	24.8	21.5	31,085.4	38,809.8	
II. حکومتی بیرونی قرض	5,283.9	-277.3	31.6	-1.3	16,747.0	22,030.9	
III. آئی ایم ایف سے قرض	630.7	291.8	44.7	14.3	1,409.6	2,040.2	
IV. بیرونی واجبات	826.3	163.6	36.3	5.3	2,275.6	3,101.9	
V. نجی شعبے کا بیرونی قرض	1,805.6	36.9	48.8	0.7	3,697.7	5,503.3	
VI. پی ایس ایز کا بیرونی قرض	480.8	14.3	28.8	0.7	1,667.1	2,147.9	
VII. پی ایس ایز کا ملکی قرض	293.7	18.5	21.1	1.1	1,393.4	1,687.2	
VIII. اجناسی سرگرمیاں	352.3	-107.6	31.1	-7.2	1,133.7	1,485.9	
IX. انٹرکنٹینٹی بیرونی قرض	463.8	-27.7	55.4	-2.1	837.6	1,301.4	
فیصدی ڈی بی							
مجموعی سرکاری قرض	-	-	-	-	73.9	74.9	67.4
حکومتی ملکی قرض	-	-	-	-	46.6	46.2	44.6
حکومتی بیرونی قرض	-	-	-	-	25.1	26.2	20.6
کل بیرونی قرضہ و واجبات	-	-	-	-	40.0	43.0	34.4

ماخذ: بینک دولت پاکستان

مزید برآں، مالی سال 24ء کے دوران حکومت کی قرض کی واپسی کی صلاحیت کے اظہاریوں میں ملی جلی تصویر نظر آتی ہے۔ سرکاری قرض تاجی ڈی بی کا تناسب بہتر ہوا جبکہ ملکی شرح سود تا ایف بی آر ٹیکس کے تناسب میں بگاڑ آیا۔ اوّل الذکر میں بہتری بنیادی طور پر سرکاری قرض کی سست نمونیز بلند نامیہ جی ڈی بی کی بنا پر ہے۔ مؤخر الذکر میں بگاڑ، ایف بی آر ٹیکس میں تقریباً 30 فیصد نمو کے باوجود، ملکی قرض کے نسبتاً بلند حصے سے منسوب کیا جاسکتا ہے (شکل 5.4)۔ علاوہ ازیں دونوں اظہاریے اب بھی عالمی بینک اور آئی ایم ایف کی تجویز کردہ بین الاقوامی حدود سے زیادہ ہیں۔<sup>6</sup>

بینکوں سے قرض گیری میں حکومت نے زیادہ تر طویل مدتی آلات، حکومت پاکستان اجارہ صکوک اور رواں شرح پی آئی بیز پر انحصار کیا جبکہ ٹی بلز کے ذریعے کافی کم رقم اکٹھی کی گئیں۔ اس سے ملکی قرض کے خاکہ عرصیت میں بہتری آئی اور رول اور کا خطرہ کم ہوا۔<sup>4</sup> مزید یہ کہ رواں شرح پی آئی بیز میں زیادہ قرض سے کم شرحوں پر نو قیمت بندی کے ذریعے گرتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں حکومت کو فائدہ پہنچنے کا امکان ہے۔ اس کے برعکس، مالی سال 24ء کے دوران قلیل مدتی قرضوں کے تناسب میں اضافے کی وجہ سے بیرونی قرضوں کا خاکہ عرصیت تھوڑا بگاڑ گیا۔<sup>5</sup>

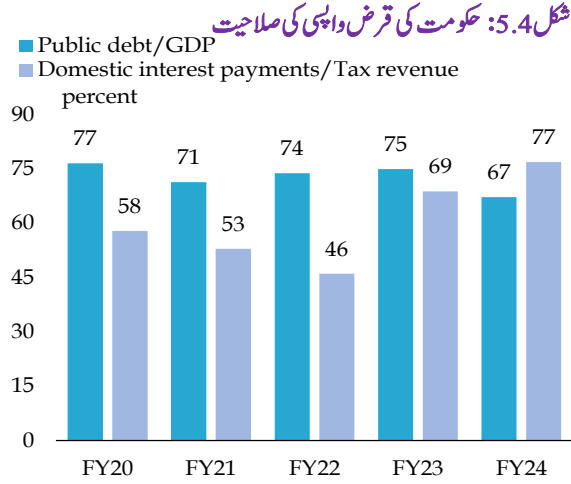
<sup>4</sup> وزارت خزانہ کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق ملکی قرض کا عرصیت کا اوسط وقت (ATM) مالی سال 23ء کے آخر میں 2.8 سال سے بڑھ کر 3.0 سال ہو گیا۔

<sup>5</sup> وزارت خزانہ کے مطابق بیرونی قرض کا عرصیت کا اوسط وقت (ATM) مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں کم ہو کر 6.3 سال ہو گیا جو مالی سال 23ء کے آخر میں 6.4 سال تھا۔

<sup>6</sup> جیسا کہ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف نے تجویز کیا ہے، سرکاری قرض تاجی ڈی بی کا تناسب مقروضیت کے درجے اور حکومت کی ادائیگی قرض کی صلاحیت کی پیمائش کے لیے سب سے اہم ہے۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں کے لیے اس اظہاریے کی موزوں ترین حد 25 سے 30 فیصد ہے۔ مزید یہ کہ سود کی ادائیگی تا ٹیکس حاصل تناسب کی مجوزہ حد 7 سے 10 فیصد ہے۔ ماخذ: GUID-5250-Guidance-on-the-

## ملکی اور بیرونی قرضہ

کے دوران جی ڈی پی کے لحاظ سے مالیاتی یکجائی نیز نامیہ جی ڈی پی میں نمایاں نمو کی بنا پر یہ 1.8 فیصد کم ہو کر 44.6 فیصد رہ گیا۔

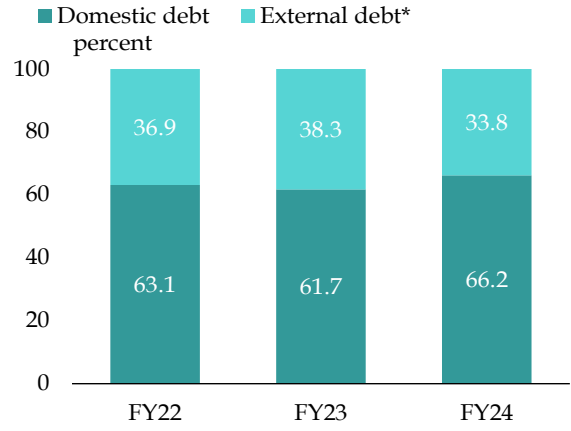


Sources: Ministry of Finance and State Bank of Pakistan

مالی سال 24ء کے دوران ملکی قرضے بنیادی طور پر جدولی بینکوں سے اکٹھے ہوئے۔ بینکوں سے جمع کردہ رقوم مالی سال 23ء میں 4.0 ٹریلین روپے سے دگنی سے بھی زیادہ ہو کر مالی سال 24ء میں 8.6 ٹریلین روپے ہو گئیں۔ یہ صورت حال مالی سال 23ء کے برخلاف ہے جب حکومت نے بینکوں اور نان بینک ذرائع سے تقریباً یکساں طور پر قرض لیا تھا (شکل 5.5)۔

اس تبدیلی کو مالی سال 24ء کے لیے حکومتی تمسکات میں بینکوں کی سرمایہ کاری پر بلند تر ٹیکس کی معطلی سے منسوب کیا جاسکتا ہے جو کہ قرضوں تا ڈپازٹس تناسب (ADR) سے منسلک تھا۔<sup>7</sup> اس کے علاوہ بینک ڈپازٹس پر نسبتاً زیادہ منافع نے افراد کو اس طرف مائل کیا کہ نسبتاً کم نفع والے متبادل بشمول قومی پچت اسکیموں میں سرمایہ کاری کرنے کے بجائے اپنی رقوم بینک ڈپازٹس میں رکھیں۔<sup>8</sup> اس

## شکل 5.3: سرکاری قرض میں تناسب



\*including debt from IMF

Source: State Bank of Pakistan

اگرچہ مالی سال 24ء کے دوران قرض کے اظہاریوں میں بہتری حوصلہ افزا ہے تاہم معاشی استحکام کے نقطہ نگاہ سے ان رجحانات کو برقرار رکھنا بے حد ضروری ہے۔ اس سلسلے میں مسلسل مالیاتی یکجائی کی ضرورت پر جتنا زور دیا جائے کم ہے۔ اس کے لیے وسط مدت میں حکومتی محاصل میں مسلسل اضافے کے لیے ٹیکس اساس کو وسیع کرنے کے لیے پالیسی کاوشوں کو ہموار بنانا ہو گا۔ اسی طرح مالیاتی کھاتوں پر غیر ضروری دباؤ کم کرنے اور قرض جمع ہونے کا عمل سست کرنے کے لیے سرکاری کاروباری اداروں کی اصلاحات میں تیزی لانا ضروری ہے۔

## 5.2 ملکی قرضہ

ملکی قرض کے بڑھنے کی رفتار برقرار رہی گو کہ قدرے سست روی سے (جدول 5.2)۔ مالی سال 24ء کے دوران اس میں 21.5 فیصد کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال اس میں 24.8 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ تاہم جی ڈی پی کے لحاظ سے مالی سال 24ء

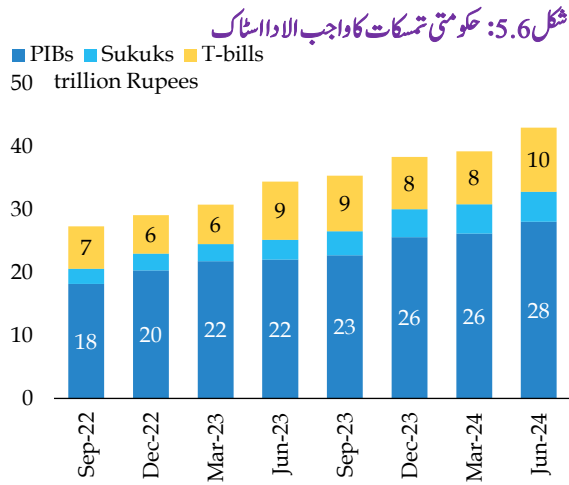
<sup>7</sup> ماخذ: ایف بی آر کا ایس آر او نمبر 2023/226(1)۔

<sup>8</sup> مالی سال 24ء کے دوران بینکوں میں غیر بینک مالی اداروں کے ڈپازٹس بڑھ کر 484 ارب روپے ہو گئے، جبکہ پچھلے سال 148.3 ارب روپے نکالے گئے تھے۔

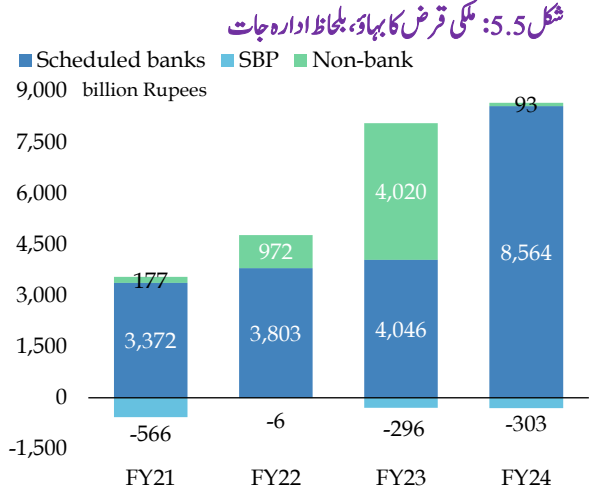
<sup>9</sup> مثال کے طور پر جولائی تا مارچ مالی سال 24ء کے دوران (تازہ ترین دستیاب) این بی پی گورنمنٹ سیکورٹیز لکڈ فنڈ، یو بی ایل ریٹائرمنٹ سیونگز فنڈ اور این بی پی اسلامک منی مارکیٹ فنڈ کے بینک ٹیلیٹس بڑھ کر بالترتیب 1570.1 ملین روپے، 1458.5 ملین روپے اور 8560.4 ملین روپے ہو گئے جبکہ آخر جون 2023ء میں 194.4 ملین روپے، 1333.7 ملین روپے اور 7703.3 ملین روپے تھے۔ مزید یہ کہ جولائی تا مارچ مالی سال 24ء کے دوران ان بینکنس پر شرحیں 10 سے 22.5 فیصد تک تھیں۔

بینک دولت پاکستان کی سالانہ رپورٹ 2023-2024ء

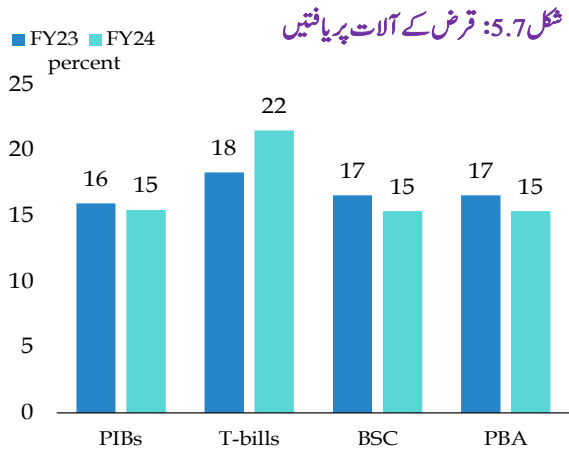
کے علاوہ بیرونی ذرائع سے متوقع سے کم آمدنی نے بھی جدولی بینکوں پر حکومت کا انحصار بڑھایا (شکل 5.5)۔



Source: State Bank of Pakistan



Source: State Bank of Pakistan



Sources: State Bank of Pakistan and National Savings

مالی سال 24ء کے دوران مستقل قرض کے اندر سرمایہ کار 5 سالہ پیپرز کی طرف زیادہ مائل تھے (شکل 5.8)۔<sup>10</sup> شرح سود میں متوقع کمی کی بنا پر حکومت نے فنڈنگ کی لاگت اور رول اوور خطرے کو کم کرنے کے لیے زیادہ تر ششماہی پی ایف ایبلز کے ذریعے مزید رقوم جمع کیں۔<sup>11</sup>،<sup>12</sup> نتیجتاً مالی سال 24ء کے آخر میں

## مستقل قرض

قرض گیری کی لاگت کو کم کرنے کے لیے حکومت نے مالی سال 24ء کے دوران پالیسی ریٹ میں کمی کی توقع کی بنا پر طویل مدتی تمسکات، جو بنیادی طور پر رواں شرح پی آئی بیز تھیں، کے ذریعے مزید رقوم اکٹھی کیں۔ خاص طور پر گذشتہ مالی سال کے 4322.3 اور 870.8 ارب روپے کے مقابلے میں مالی سال 24ء کے دوران پی آئی بیز اور صکوک کے ذریعے حکومت کے قرضے میں بالترتیب 6016.5 اور 1615.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا (شکل 5.6 اور 5.7)۔ نتیجتاً، جون 2024ء کے آخر میں ملکی قرضوں کے اسٹاک میں پی آئی بیز اور صکوک کا حصہ بڑھ کر بالترتیب 65.2 اور 11.0 فیصد بڑھ گیا جو گذشتہ سال 63.9 اور 9.2 فیصد تھا۔

<sup>10</sup> یہ زمرہ ہندی اجراء کے وقت میعاد پر مبنی ہے۔ آخر جون مالی سال 24ء میں 5 سالہ اور 10 سالہ پی آئی بیز کا حصہ بڑھ کر بالترتیب 40.2 اور 23.4 فیصد ہو گیا جبکہ گذشتہ سال یہ 28.2 اور 20.8 فیصد تھا۔ 2 سالہ پی آئی بیز کا حصہ آخر جون مالی سال 24ء میں گھٹ کر 23.4 فیصد ہو گیا جو آخر جون مالی سال 23ء میں 29.6 فیصد تھا۔

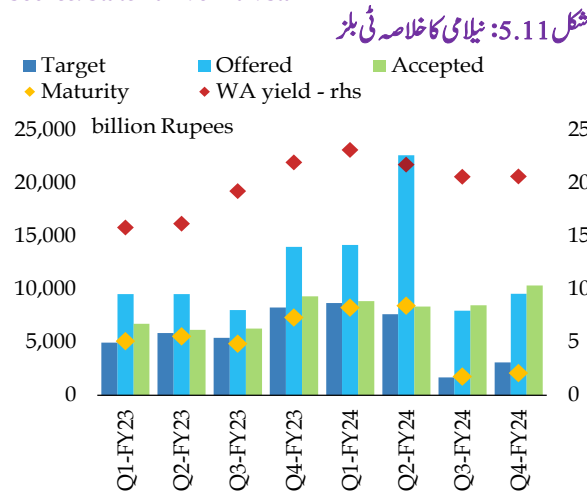
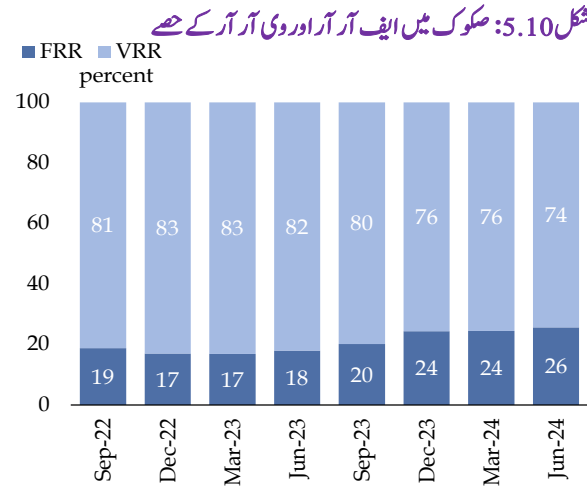
<sup>11</sup> ادواں شرح پی آئی بیز (پی ایف ایبلز) کا حصہ آخر جون مالی سال 24ء میں بڑھ کر 71.1 فیصد ہو گیا جو گذشتہ سال 63.6 فیصد تھا۔

<sup>12</sup> مالی سال 24ء کے دوران پی آئی بیز کے ذریعے جمع کی گئی رقوم پر بہ وزن اوسط یافتہ گذشتہ سال کے 16.8 فیصد سے کم ہو کر 15.4 فیصد ہو گئی۔

## ملکی اور بیرونی قرضہ

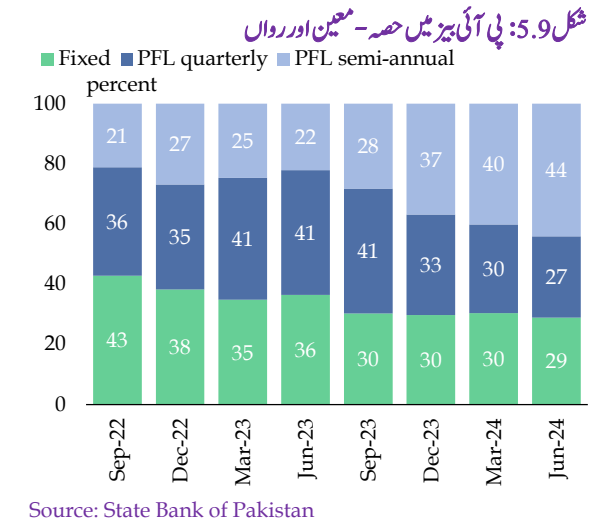
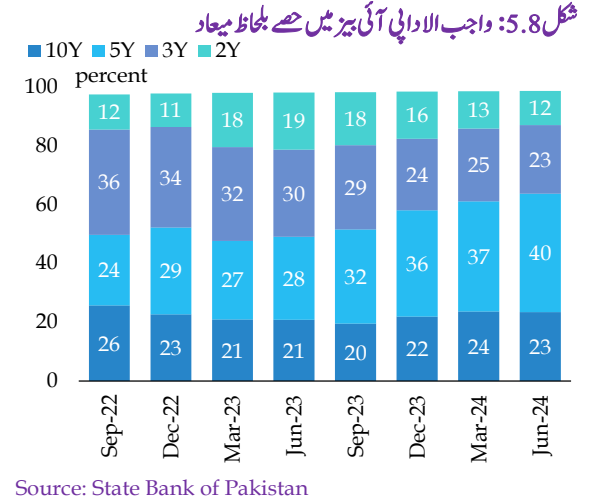
اکٹھے ہوئے تھے۔ پی آئی بی کی طرح زیادہ تر فنڈنگ ویری ایبل ریٹیل ریٹ (وی آر آر) حکومت پاکستان اجارہ صکوک کے ذریعے جمع کی گئی تھی۔

تاہم شرح سود میں متوقع کمی کی وجہ سے سرمایہ کار فکسڈ ریٹیل ریٹ (ایف آر آر) آلات میں سرمایہ کاری کی طرف زیادہ مائل رہے۔ نتیجتاً آخر جون 2024ء تک حکومتی تمسکات میں ان کا حصہ بڑھ کر 25.6 فیصد ہو گیا جو پچھلے سال 17.9 فیصد تھا (شکل 5.10)۔

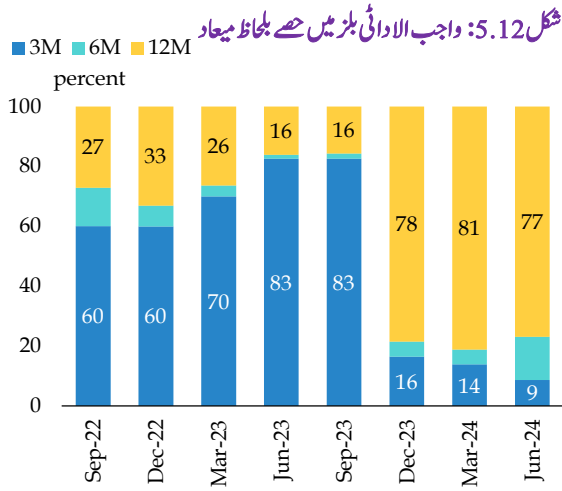


پرائز بانڈز میں، جو کہ مستقل قرض کا بڑا حصہ ہیں، مالی سال 24ء کے دوران صرف 2.6 ارب روپے کی خالص آمد ہوئی جبکہ گذشتہ برس 7.9 ارب روپے کی

ان کا حصہ بڑھ کر 44.1 فیصد ہو گیا جو کہ مالی سال 23ء کے آخر میں 22.1 فیصد ریکارڈ کیا گیا تھا (شکل 5.9)۔



موجودہ سرمایہ کاروں کی اساس کو متنوع بنانے کے لیے حکومت نے دسمبر 2023ء سے پاکستان اسٹاک ایکسچینج کے ذریعے شریعت سے ہم آہنگ قرضہ تمسکات کا اجرا شروع کیا۔ اس اقدام نیز اسلامی بینکوں میں کافی سیالیت کے نتیجے میں مالی سال 24ء کے دوران حکومت پاکستان اجارہ صکوک کے ذریعے کافی رقوم جمع ہوئیں جو 1615.6 ارب روپے تھیں جبکہ پچھلے سال 870.8 ارب روپے



Source: State Bank of Pakistan

### غیر فنڈڈ قرض

غیر فنڈڈ قرضوں کا اخراج۔ جو زیادہ تر قومی بچت کی اسکیموں سے ہوا۔ پچھلے سال 409.5 ارب روپے کے اخراج کے مقابلے میں گھٹ کر 127.8 ارب روپے رہ گیا۔ اخراج میں نمایاں کمی سیما میں بلند آمد سے منسوب کی جاسکتی ہے جس کا سبب پرکشش منافع ہے۔ بہر حال، قومی بچت اسکیموں سے زیادہ تر اخراج ریگولر انکم سرٹیفکیٹس اور ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس میں ہوا۔<sup>16</sup> بہبود سیونگ سرٹیفکیٹ میں مختصر مدت کے سیونگ سرٹیفکیٹس کے تمام زمروں کے ہمراہ مالی سال 24ء کے دوران معتدل آمد دیکھی گئی۔<sup>17</sup>

نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹس میں سرمایہ کاری میں کمی کو مالی سال 24ء کے دوران زیادہ تر قومی بچت اسکیموں پر شرح منافع میں کمی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاص طور پر پرائز بانڈز میں غیر رجسٹرڈ سرمایہ کاری کو روکنے کے لیے حکومت کی کوششوں کے ساتھ بینک ڈپازٹس پر نسبتاً زیادہ منافع نے سرمایہ کاری کو قومی بچت اسکیموں سے دور کیا۔<sup>18</sup>

خالص آمد ہوئی تھی۔ اس کی تین وجوہات تھیں۔ اول، حکومت نے جون 2023ء سے جون 2024ء تک بڑی مالیت کے بانڈز کی انکلیش منٹ یا تبدیلی میں توسیع کا اعلان کیا جس سے زیادہ انکلیش منٹ ہوئی ہوگی۔ دوم، حکومت نے بینک اکاؤنٹ کے ذریعے بانڈ خریدنے کی شرط عائد کی جس سے رجسٹریشن کے خوف کی وجہ سے ممکنہ سرمایہ کاروں کی حوصلہ شکنی ہوئی ہوگی۔ سوم، سیونگ اکاؤنٹس خصوصاً سروس اسلامک سیونگ اکاؤنٹ (سیما) پر منافع کی پرکشش شرح کے نتیجے میں کچھ لوگوں نے پرائز بانڈز میں سرمایہ کاری ترک کی ہوگی۔<sup>13</sup>

### رواں قرض

بلند شرح سود کے موجودہ ماحول میں نسبتاً کم رقم ٹی بلز جیسے مختصر مدتی آلات کے ذریعے جمع کی گئی، خاص طور پر مالی سال 24ء کی پہلی دو سہ ماہیوں میں۔ مالی سال 24ء میں ٹی بلز کے ذریعے جمع کی گئی رقم گزشتہ سال کے 2,516.8 ارب روپے کے مقابلے میں کم ہو کر 898.1 ارب روپے رہ گئیں۔ بولی کی بلند شرحوں کی وجہ سے حکومت نے مالی سال 24ء کی پہلی دو سہ ماہیوں کے دوران نیلامی کے اہداف عرصیت کے قریب مقرر کیے۔<sup>14</sup> تاہم توقع سے کم بیرونی رقم کے باعث زیادہ مالیاتی ضروریات کے نتیجے میں حکومت نے مالی سال 24ء کی آخری دو سہ ماہیوں میں اعلان کردہ اہداف سے زیادہ رقم جمع کیں (شکل 5.11)۔

مزید برآں، سہ ماہی نیلامی کا خلاصہ ظاہر کرتا ہے کہ وصول شدہ رقم مالی سال 24ء کی آخری تین سہ ماہیوں (شکل 5.12) کے دوران زیادہ تر 12 ماہ کے ٹی بلز میں مرکوز تھی۔ شرح سود میں کمی کی توقع کی بنا پر 12 ماہ میں قرض گیری کی کارائی کا حکومت کی رول اوور کے خطرے کو کم کرنے کی حکمت عملی کی عکاسی کرتا ہے۔

<sup>13</sup> ماخذ: سرکلر نمبر CMD/GSSAD/PBU/PB-1/48397/2023، لنک: [C\\_15.pdf \(sbp.org.pk\)](https://sbp.org.pk/C_15.pdf)

<sup>14</sup> مالی سال 24ء کے دوران ٹی بلز پر ہر وزن اوسط یافتہ 21.5 فیصد رہی جو پچھلے سال 18.3 فیصد تھی۔

<sup>15</sup> سیونگ سرٹیفکیٹس اور سیونگ اکاؤنٹس پر مشتمل غیر فنڈڈ قرضہ براہ راست عوام کی طرف سے فنڈ کیا جاتا ہے۔

<sup>16</sup> ریگولر انکم سرٹیفکیٹس پر اوسط منافع کی شرح مالی سال 24ء کے دوران 15.0 فیصد رہی جبکہ مالی سال 23ء میں 12.36 فیصد تھی۔

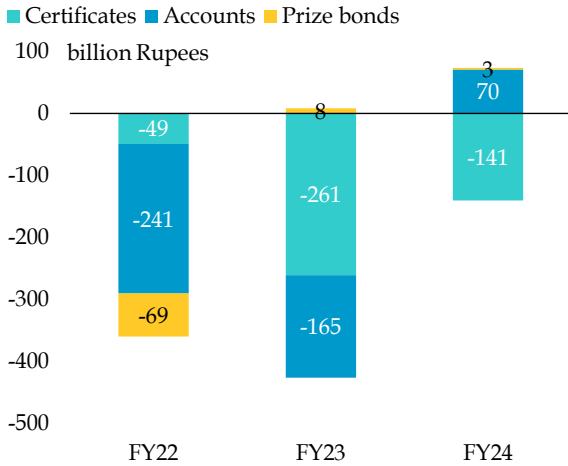
<sup>17</sup> مختصر مدت کے زمرے میں تین ماہ، چھ ماہ اور بارہ ماہ کے سرٹیفکیٹ شامل ہیں۔

<sup>18</sup> مالی سال 24ء میں رجسٹرڈ (پر نیم) بانڈز میں سرمایہ کاری 54.7 ارب روپے بڑھ گئی۔

عموم	حصہ		بہاؤ		اسٹاک				
	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 22ء	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء		
21.5	24.8	-	-	8,350.4	7,724.4	47,160.2	38,809.8	31,085.4	حکومتی ملکی قرض
29.3	24.8	71.4	67.0	7,634.7	5,177.8	33,656.2	26,021.5	20,843.7	I- مستقل قرض، جس میں
51.3	38.2	10.1	8.1	1,615.6	870.8	4,766.2	3,150.6	2,279.8	حکومت پاکستان اجارہ مکمل
27.3	24.4	59.4	56.7	6,016.5	4,322.3	28,025.8	22,009.3	17,687.0	پی آئی بی
0.7	2.1	0.8	1.0	2.6	7.9	385.1	382.5	374.6	پرائز بانڈ
9.8	37.2	21.7	24.1	912.4	2,531.2	10,247.6	9,335.3	6,804.1	II- رواں قرض، جس میں
9.7	37.3	21.6	23.9	898.1	2,516.8	10,167.3	9,269.2	6,752.4	مارکیٹ ٹریڈی بلز
-4.4	-12.3	5.9	7.5	-127.8	-409.5	2,798.7	2,926.5	3,336.0	III- غیر فنڈڈ قرض، جس میں
-3.9	-19.0	5.7	7.3	-110.7	-389.8	2,707.8	2,818.5	3,208.3	قومی بچت اسکیمیں (پرائز بانڈ نکال کر)
-2.7	4315.4	0.8	1.0	-10.3	375.1	373.6	383.8	8.7	IV- بیرونی کرنسی کے آلات
-41.1	53.6	0.2	0.4	-58.6	49.8	84.1	142.7	92.9	V- نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سیز)

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 5.13: قومی بچت اسکیمیں - سالانہ بہاؤ



Source: State Bank of Pakistan

نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹس کے برخلاف سیونگ اکاؤنٹس میں، جو غیر فنڈڈ قرضوں کا دوسرا سب سے بڑا جز ہے، مالی سال 24ء کے دوران 70.3 ارب روپے کی خالص آمد ریکارڈ کی گئی جبکہ پچھلے سال 164.7 ارب روپے کا اخراج ہوا تھا (شکل 5.13)۔ اس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ بیشتر قومی بچت اسکیمیں پر شرح منافع میں کمی سیونگ سرٹیفکیٹس پر شرح منافع میں کمی سے نسبتاً پست تھی۔ سیونگ اکاؤنٹس میں خالص آمد بنیادی طور پر سبب کے ذریعے 68.9 ارب روپے کی آمد کی وجہ سے ہوئی، جس کا سبب زیر جائزہ مدت کے دوران 19.5 فیصد کی پرکشش شرح منافع کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ مزید برآں، پنشنر بینیفٹ اکاؤنٹس میں گذشتہ سال 13.8 ارب روپے کے مقابلے میں 29.6 ارب روپے کی خالص آمد درج کی گئی۔

### نیا پاکستان سرٹیفکیٹ

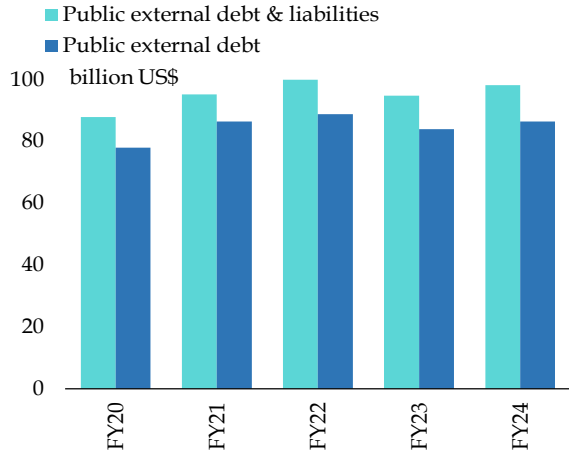
مالی سال 24ء کے دوران، نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سی) میں مقیم افراد کی سرمایہ کاری میں 58.6 ارب روپے کی کمی ہوئی جبکہ پچھلے سال 49.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا (جدول 5.2)۔ ایک ممکنہ عنصر مالی سال 24ء کے دوران سرمایہ کاروں کے سرمایہ میں اپنے فنڈز کو لاک کرنے کے رجحان میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

مہنگائی کے باعث پالیسی ریٹ میں ممکنہ کمی کے پیش نظر مارکیٹ نے قیمتوں کا تعین شروع کر دیا۔<sup>21</sup>

### 5.3 سرکاری بیرونی قرض اور واجبات

مالی سال 24ء کے دوران سرکاری بیرونی قرضوں اور واجبات کے اسٹاک میں 4.4 ارب امریکی ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ پچھلے سال 4.2 ارب ڈالر کی کمی ہوئی تھی۔ اسی طرح، مالی سال 24ء کے دوران سرکاری بیرونی قرضوں میں 2.5 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ پچھلے سال 4.8 ارب ڈالر کی کمی ہوئی تھی (جدول 5.3 اور شکل 5.15)۔ مالی سال 24ء میں بیرونی قرضوں کے اکٹھے ہونے کی یہ سست رفتار اصل زر کی کم واپسی اور دیگر بین الاقوامی کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں اضافے کی عکاسی کرتی ہے۔<sup>22</sup>

### شکل 5.15: بیرونی قرض کا اسٹاک

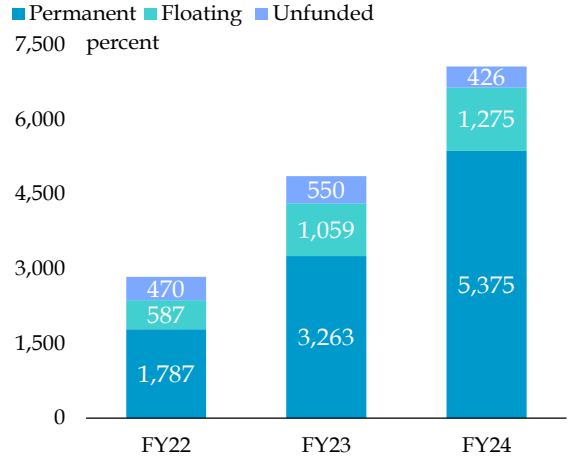


Source: State Bank of Pakistan

### بیرونی وصولیاں

مالی سال 24ء کے دوران کل بیرونی قرضوں کی وصولی 9.8 ارب ڈالر رہی جو پچھلے سال کے 10.8 ارب ڈالر سے تھوڑی کم ہے۔ مجموعی وصولی بھی بجٹ تخمینوں

### شکل 5.14: ملکی قرض پر سودی ادائیگیاں



Source: State Bank of Pakistan

### ملکی قرض کی واپسی

بلند شرح سود کے ماحول میں بڑھتے ہوئے قرضوں کے اسٹاک کے نتیجے میں، سود کی ادائیگیاں اضافے کی طرف مائل رہیں۔<sup>19</sup> ملکی قرضوں پر سود کی ادائیگی مالی سال 24ء کے دوران 7.1 ٹریلین روپے تک پہنچ گئی جو پچھلے سال 4.9 ٹریلین روپے تھی (شکل 5.14)۔

یہ صورت حال نسبتاً کم شرحوں کے حامل طویل مدتی تمسکات، جو زیادہ تر پی ایف ایبلز اور اجارہ صلکوک ہیں، کے ذریعے رقوم کی آمد میں اضافے کے باوجود ہے۔ ساتھ ہی مالی سال 24ء کے دوران قلیل مدتی قرضوں کے اسٹاک، خصوصاً ٹی بلز، میں کمی واقع ہوئی۔<sup>20</sup> مزید برآں، سیسا کے علاوہ قومی بچت اسکیموں کے آلات میں سرمایہ کاروں کی کم ہوتی ہوئی دلچسپی کے باعث، مالی سال 24ء کے دوران غیر فنڈ قرضوں سے وابستہ سود کے اخراجات میں 22.6 فیصد کمی ہوئی، جبکہ گذشتہ سال 17.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ مزید برآں، مالی سال 24ء کی آخری سہ ماہی میں ہونے والی سرکاری تمسکات کی نیلامی میں بھی قطع شرح کم ہوئی کیونکہ گرتی ہوئی

<sup>19</sup> گذشتہ سال 71.7 فیصد اضافے کے بعد، مالی سال 24ء کے دوران سود کے اخراجات میں مزید 45.6 فیصد اضافہ ہوا۔

<sup>20</sup> مالی سال 24ء کے دوران ٹی بلز پر سود کی ادائیگیوں میں 20.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 23 میں یہ 80.5 فیصد تھا۔

<sup>21</sup> سود کی ادائیگیوں کی نمو میں شرح سود کا حصہ مالی سال 24ء کے دوران کم ہو کر 29.1 فیصد ہو گیا جو گذشتہ سال 56.0 فیصد تھا۔

<sup>22</sup> مالی سال 24ء کے دوران یورو، جاپانی ین، پونڈ اسٹرلنگ اور ایچ بی ڈی ڈرائنگ رائٹس (SDR) کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر کا بڑھنا بیرونی قرضے میں 635.7 ملین ڈالر اضافے کا باعث بنا۔

## ملکی اور بیرونی قرضہ

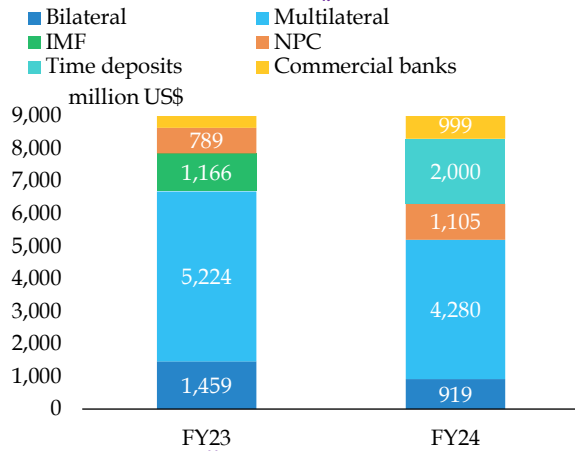
جدول 5.3: سرکاری بیرونی قرض

ملین ڈالر: حصہ اور نمونہ میں

نمو	حصہ		بہاؤ		اسٹاک				
	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 22ء		
سرکاری بیرونی قرض (1+2)	-5.4	2.9	-	-	-4,787.7	2,474.9	88,837.8	84,050.1	86,525.1
1۔ حکومتی بیرونی قرض	-6.1	1.6	90.3	91.5	-5,014.9	1,221.3	81,941.0	76,926.2	78,147.4
(i) طویل مدت (ایک سال سے زائد)	-4.7	0.8	89.4	91.3	-3,826.1	621.8	80,591.9	76,765.9	77,387.6
بیرس کلب	-14.4	-18.1	7.5	9.4	-1,330.7	-1,426.7	9,231.8	7,901.1	6,474.4
کثیر فریقی	9.8	5.0	45.4	44.5	3,340.3	1,884.8	34,022.8	37,363.1	39,248.0
دیگر دو طرفہ	-2.7	5.6	21.4	20.9	-481.0	980.1	18,053.3	17,572.3	18,552.4
یورورسکوک بانڈ	-11.4	-12.8	7.9	9.3	-1,000.0	-1,000.0	8,800.0	7,800.0	6,800.0
کمرشل قرضے	-41.3	-1.3	6.3	6.6	-3,917.4	-73.5	9,481.2	5,563.8	5,490.3
نیا پاکستان سرٹیفکیٹس	-43.9	46.7	0.9	0.6	-418.7	249.6	953.0	534.3	783.9
(ii) قلیل مدت (ایک سال سے کم)	-88.1	374.0	0.9	0.2	-1,188.8	599.5	1,349.1	160.3	759.8
کثیر فریقی	-87.9	56.0	0.3	0.2	-1,166.8	89.7	1,327.1	160.3	250.0
2۔ آئی ایم ایف سے قرض	3.3	17.6	9.7	8.5	227.1	1,253.7	6,896.8	7,124.0	8,377.6
زرمبادلہ واجبات	-2.7	8.3	-	-	-303.2	900.0	11,134.3	10,831.2	11,731.2
مرکزی بینک ڈپازٹس	0.0	37.0	-	-	0.0	1,000.0	2,700.0	2,700.0	3,700.0
دیگر واجبات (سواپ)	-6.8	-1.3	-	-	-310.3	-55.4	4,535.3	4,224.9	4,169.6
ایس ڈی آر کا اختصاص	0.2	-1.1	-	-	6.7	-43.2	3,897.3	3,904.0	3,860.8

ماخذ: بینک دولت پاکستان

## شکل 5.16: مجموعی بیرونی وصولیاں



Source: Economic Affairs Division

سے کم رہی۔<sup>23</sup> اس کمی کی وجہ سخت عالمی مالی حالات، پست ریاستی کریڈٹ ریٹنگ اور ملکی غیر یقینی صورت حال بتائی جاسکتی ہے۔ وصولیاں زیادہ تر کثیر فریقی اور دو طرفہ ذرائع سے تھیں۔ دو طرفہ ذرائع سے ہونے والی بڑی وصولیوں میں سعودی عرب سے 2 ارب ڈالر کے ٹائم ڈپازٹس اور متحدہ عرب امارات سے ایک ارب ڈالر مرکزی بینک میں بطور ڈپازٹ شامل تھیں (شکل 5.16)۔

آئی ایم ایف کے اسٹینڈ بائی آرینجمنٹ (ایس بی اے) نے کثیر فریقی ذرائع سے وصولیوں کو تقویت دی۔ اہم وصولیوں میں عالمی بینک سے 2.2 ارب ڈالر، ایشیائی ترقیاتی بینک سے 1.3 ارب ڈالر اور ایشیائی انفراسٹرکچر انوسٹمنٹ بینک سے 345 ملین ڈالر شامل ہیں (جدول 5.4)۔

<sup>23</sup> حکومت نے مالی سال 23ء اور مالی سال 24ء کے لیے بالترتیب 22.8 ارب ڈالر اور 17.6 ارب ڈالر کا بجٹ رکھا تھا۔

مزید برآں، مالی سال 23ء کے دوران اخراج کے مقابلے میں مالی سال 24ء کے دوران این پی سیز کے تحت رقوم کی آمد ہوئی۔ یہ امر منافع کی شرحوں میں اضافے نیز بہتر بیرونی بفرز کی بنا پر پاکستان کے رسک پر بیمہ کمی کی عکاسی کرتا ہے۔ تاہم کمرشل قرضوں میں مالی سال 24ء کے دوران دوسرے سال بھی واپسی جاری رہی۔

جدول 5.4: مجموعی بیرونی وصولیاں ملین ڈالر

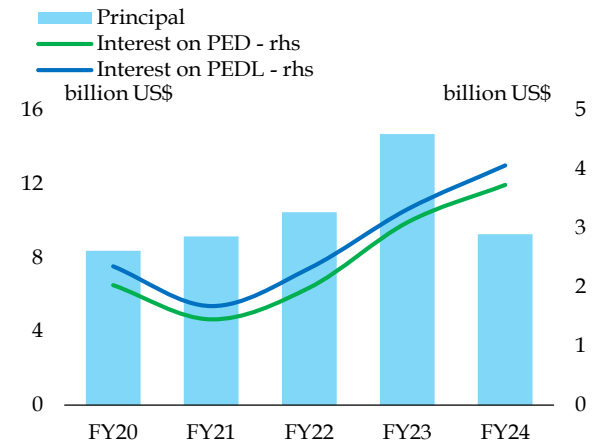
مالی سال 24ء	مالی سال 23ء	مالی سال 22ء	
4,279.9	5,224.2	4,828.8	کثیر فریٹی
1,327.7	2,266.1	1,625.9	اسے ڈی بی
345.0	558.9	41.6	اسے آئی آئی بی
317.5	177.8	1,406.8	آئی ڈی بی
-	1,166.2	-	آئی ایم ایف
2,218.3	2,099.5	1,579.0	عالمی بینک
919.4	1,459.0	708.1	دو طرفہ
69.1	128.0	162.6	چین
661.5	1,182.3	401.1	سعودی عرب
40.2	31.1	69.8	امریکہ
36.5	35.2	20.6	جاپان
49.6	33.8	15.5	فرانس
999.0	2,206.0	4,863.3	کمرشل بینک
1,104.6	789.0	-	این پی سیز <sup>^</sup>
-	-	2,041.7	بانڈ
2,000.0	-	3,000.0	ناٹم ڈپازٹس*
9,811.3	10,844.3	15,441.9	مجموعی وصولیاں

<sup>^</sup> مالی سال 23ء میں کھلی با رائن پی سیز بیرونی وصولیوں کا حصہ ہے؛ سرکاری بیرونی قرض میں شامل نہیں کیونکہ یہ بیرونی واجبات کا حصہ ہیں۔

ماخذ: معاشی امور ڈویژن

قرضوں پر کم ہوئیں۔<sup>25,26</sup> سودی ادائیگیوں میں اضافے کو قرضوں کے بڑھتے ہوئے اسٹاک نیز شرح سود میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے جس کی نشاندہی مالی سال 24ء کے دوران سیکورڈ اور نائٹ فنانسنگ ریٹ (SOFR) کے رجحانات سے ہوتی ہے۔<sup>27</sup>

شکل 5.17: بیرونی قرض کی واپسی - اصل زر اور سود



Source: State Bank of Pakistan

بیرونی قرض کی واپسی

قرض کی واپسی بشمول سود کی ادائیگی اور اصل زر کی واپسی، گزشتہ سال کے 18.0 ارب ڈالر کے مقابلے میں مالی سال 24ء کے دوران کم ہو کر 13.5 ارب ڈالر رہ گئی۔ یہ کمی بنیادی طور پر اصل زر کی پست واپسی سے منسوب کی جاتی ہے، جو مالی سال 24ء میں واجب الادا تھا۔ سود کی ادائیگیاں، بشمول واجبات پر سود کے اخراجات، مالی سال 24ء کے دوران بڑھ کر 4.1 ارب ڈالر ہو گئے، جو پچھلے سال کے 3.3 ارب ڈالر سے زیادہ تھے (شکل 5.17)۔<sup>24</sup> مالی سال 24ء کے دوران طویل مدتی قرضوں پر سودی ادائیگیاں بڑھ گئیں جبکہ قلیل مدتی

<sup>24</sup> واجبات پر سود کی ادائیگی مالی سال 24ء کے دوران 334 ملین ڈالر رہی جبکہ مالی سال 23 میں 224.1 ملین ڈالر تھی۔

<sup>25</sup> طویل مدتی قرضوں پر سودی اخراجات پچھلے سال 2.6 ارب ڈالر سے بڑھ کر 3.1 ارب ڈالر ہو گئے۔ اسی طرح مالی سال 24ء کے دوران زر مبادلہ واجبات اور آئی ایم ایف کے قرضوں پر سود کی ادائیگی بڑھ کر بالترتیب 334.0 ملین ڈالر اور 619.1 ملین ڈالر ہو گئی جبکہ مالی سال 23 میں یہ 224.1 ملین ڈالر اور 402.2 ملین ڈالر تھی۔

<sup>26</sup> قلیل مدتی قرضوں پر سودی اخراجات مالی سال 23ء میں 44.0 ملین ڈالر سے کم ہو کر مالی سال 24ء میں 38.0 ملین ڈالر رہ گئے۔

<sup>27</sup> ایس او ایف آر ٹریڈری سیکیورٹیز کے ذریعے شیعہ قرض لینے کی لاگت کا ایک عام پیمانہ ہے۔ مالی سال 24ء میں اوسط ایس او ایف آر بڑھ کر 5.33 فیصد ہو گیا جو گزشتہ سال 3.81 فیصد تھا۔ ماخذ: SOFR اوسط اور انڈیکس ڈیٹا۔

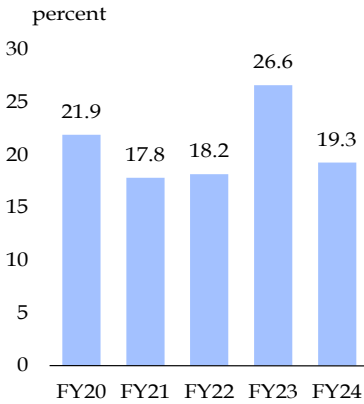
## ملکی اور بیرونی قرضہ

مالی سال 24ء کے دوران قرضوں کی ادائیگی کی صلاحیت کے اظہار کے لیے ملک کی بیرونی قرض ادا کرنے میں بہتری کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ اس کی نشاندہی مجموعی بیرونی قرض و واجبات تاجی ڈی پی تناسب (TEDL/GDP)، بیرونی قرض کی واپسی (EDS) تازمبادلہ آمدنی (FEE) تناسب اور بیرونی قرض کی واپسی تا برآمدی آمدنی تناسب میں کمی سے ہوتی ہے (اشکال 5.18، 5.19 اور 5.20)۔

بیرونی قرضوں کی پائیداری<sup>28</sup>

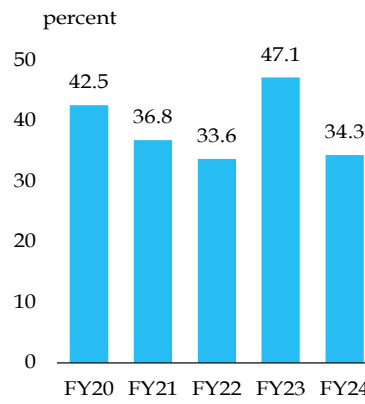
آئی ایم ایف کے ساتھ ایس بی اے، جس نے جاری کھاتے کے خسارے میں قابل ذکر کمی کے ساتھ بیرونی قرض کے حصول کے مسائل کو جزوی طور پر کم کیا، کے نتیجے میں بیرونی قرضوں کی پائیداری میں بہتری آئی۔ مزید برآں، امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں اضافے اور دیگر عالمی کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں اضافے نے بھی غیر ملکی قرضوں کی واپسی کی ملک کی صلاحیت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ زرمبادلہ کی آمدنی اور اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر نے مالی سال 24ء کے دوران پائیداری کی پوزیشن کو سہارا دیا۔

شکل 5.20: ای ڈی ایس بطور فیصد زرمبادلہ آمدنی



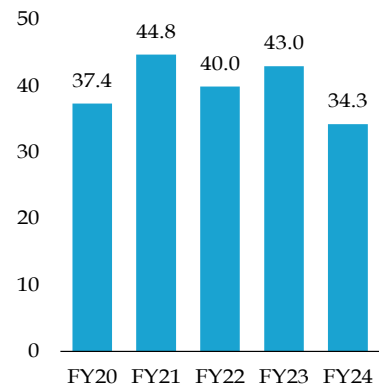
Source: State Bank of Pakistan

شکل 5.19: ای ڈی ایس بطور فیصد برآمدی آمدنی



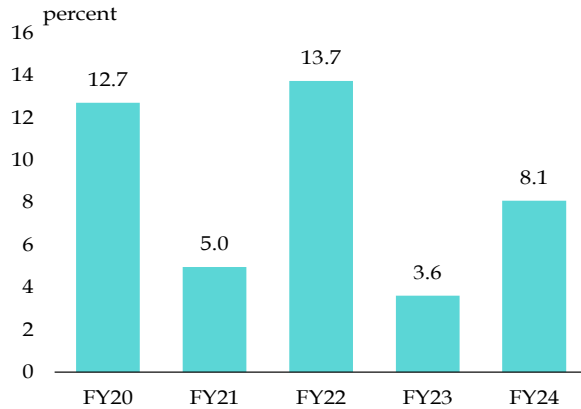
Source: State Bank of Pakistan

شکل 5.18: ٹی ای ڈی ایل بطور فیصد جی ڈی پی



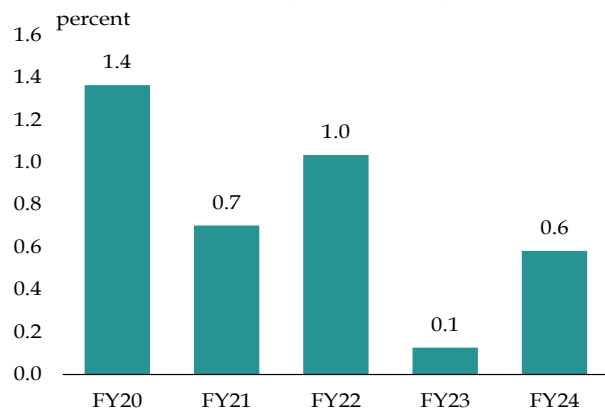
Source: State Bank of Pakistan

شکل 5.22: ایس ٹی پی ای ڈی بطور فیصد اسٹیٹ بینک ذخائر



Source: State Bank of Pakistan

شکل 5.21: ایس ٹی پی ای ڈی بطور فیصد پی ای ڈی ایل



Source: State Bank of Pakistan

<sup>28</sup> ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہار کے لیے کسی ملک کی جاری بنیادوں پر بیرونی قرضوں کی ادائیگی کی صلاحیت کی پیمائش کرتے ہیں۔ سیلیت کے اظہار کے لیے، قلیل مدتی واجبات کو پورا کرنے کی صلاحیت کی پیمائش کرتے ہیں اور قلیل مدتی قرض تازمبادلہ ذخائر تناسب اور قلیل مدتی قرض تاجی بیرونی قرض تناسب پر مشتمل ہوتے ہیں۔

بینک دولت پاکستان کی سالانہ رپورٹ 2023-2024ء

ادائیگی قرض کی صلاحیت میں بہتری کے باوجود مالی سال 24ء کے دوران بیرونی قرضوں کا خاکہ معتدل خطرے میں رہا۔ آئی ایم ایف کے خطرے کے جائزے کے نشانیوں کی بنیاد پر غیر ملکی کرنسی کے قرض کا کل سرکاری قرضوں میں تناسب، اگرچہ کم ہو کر 34 فیصد رہ گیا، پھر بھی 20 سے 60 فیصد کے معتدل خطرے کی حد میں ہے (شکل 5.3)۔<sup>29</sup>

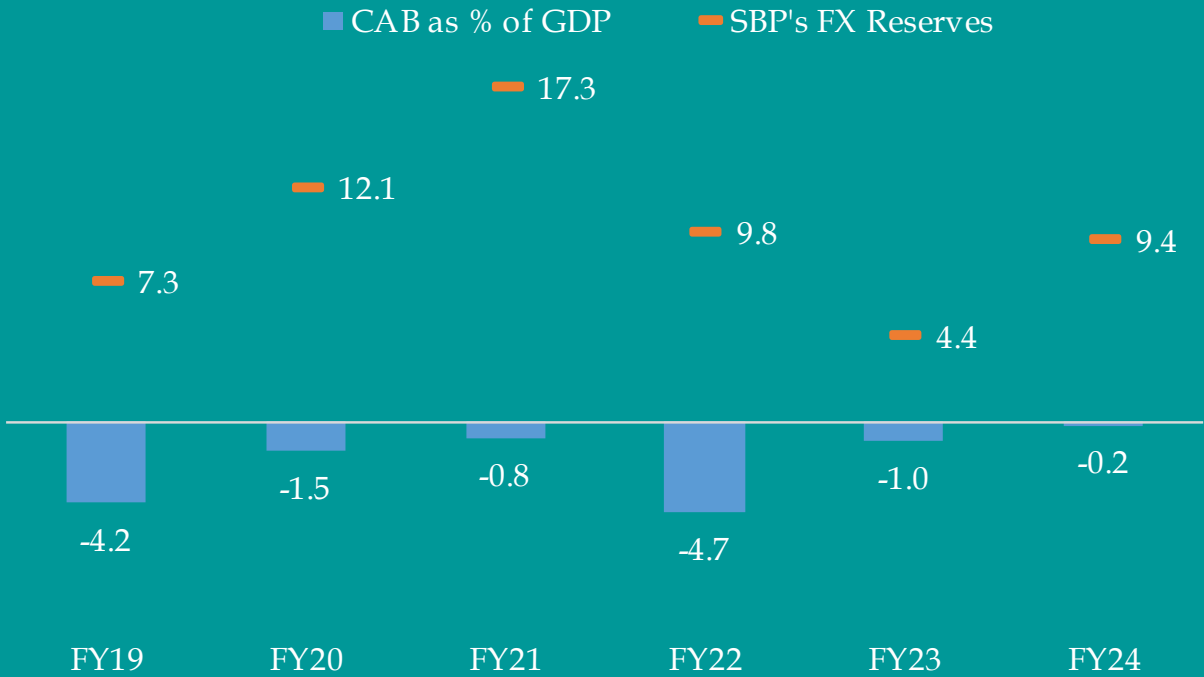
تاہم، سیالیت کے اظہار یے — قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرض (STPED) تا سرکاری بیرونی قرض و واجبات (PEDL) اور قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرض تا اسٹیٹ بینک ذخائر کا تناسب — کسی قدر بگڑ گئے (شکل 5.21 اور 5.22)۔ اس بگاڑ کی بڑی وجہ مالی سال 24ء کے آخر میں قلیل مدتی قرضوں کا بڑھ کر 759.8 ملین ڈالر ہو جانا ہے جو پچھلے سال 160.3 ملین ڈالر تھے۔

<sup>29</sup> آئی ایم ایف کے پیمانوں کے مطابق کسی ملک کو اس وقت معتدل خطرے کی زد میں سمجھا جاتا ہے جب غیر ملکی کرنسی میں سرکاری قرضوں کا مجموعی سرکاری قرضوں میں تناسب 20 سے 60 فیصد کے درمیان ہو۔ 20 سے نیچے اور 60 فیصد سے اوپر کی حدود بالترتیب کم اور زیادہ خطرے کی نشاندہی کرتے ہیں۔

# 6

## ادا ینگوں کا توازن

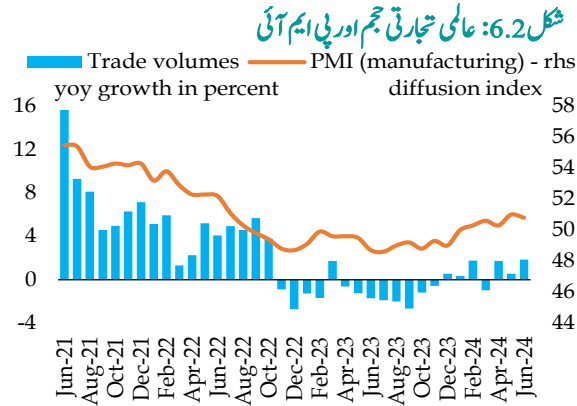
مالی سال 24ء کے دوران پاکستان کے بیرونی کھاتوں کی پوزیشن میں بہتری آئی ہے جنہیں استحکام کی پالیسیوں، زر مبادلہ منڈیوں میں اصلاحات اور آئی ایم ایف کے اسٹینڈ بائی اریجنمنٹ (ایس بی اے) کی کامیاب تکمیل سے مدد ملی۔ برآمدات اور ترسیلات زر میں اضافے اور درآمدات کی سست نمو سے جاری کھاتے کا خسارہ (سی اے ڈی) مزید کم ہوا۔ مالی سال 24ء میں رقوم کی خالص آمد بھی دکھائی دی جبکہ مالی سال 23ء میں کثیر الجہتی اور دو طرفہ قرض دہندگان دونوں کو خالص اخراج ہوا تھا۔ ان سازگار پیشرفتوں کے نتیجے میں زرمبادلہ کے ذخائر تقریباً دوگنا ہو گئے اور فارورڈ/سواپ واجبات میں کمی آئی؛ جبکہ ستمبر 2023ء کے بعد سے روپے میں استحکام آیا اور کرب مارکیٹ کا پریمیم تیزی سے کم ہو گیا۔





## 6 ادائیگیوں کا توازن

سے ظاہر ہوتا ہے (شکل 6.2)۔<sup>3</sup> تاہم تجارتی حجم میں نمونہ بھی اپنی تاریخی اوسط سے کم ہے جس کی بنیادی وجہ بڑھتے ہوئے جغرافیائی و سیاسی خدشات کے سبب سرحد پار تجارتی پابندیوں میں اضافہ ہے۔<sup>4</sup> مزید برآں، بحیرہ احمر کے علاقے میں تجارتی جہازوں پر حملوں کے بعد عالمی نقل و حمل کے اخراجات میں اضافہ ہوا۔ اس کی وجہ سے کنٹینرز کی شدید قلت پیدا ہو گئی ہے کیونکہ جہازوں کو کارگو کے دوبارہ راستہ بدلنے کی وجہ سے تاخیر کا سامنا کرنا پڑا۔ توازن کے لحاظ سے، عالمی رسدی زنجیر کے دباؤ میں نرمی سے ان چیلنجوں کی بڑی حد تک تلافی ہو گئی جس کی عکاسی مالی سال 24ء کے دوران عالمی اجناس کی قیمتوں میں کمی سے ہوئی (شکل 6.3)۔



Note: Monthly PMI is used as a proxy for GDP growth due to its leading indicator characteristics and historical correlation with economic activity.

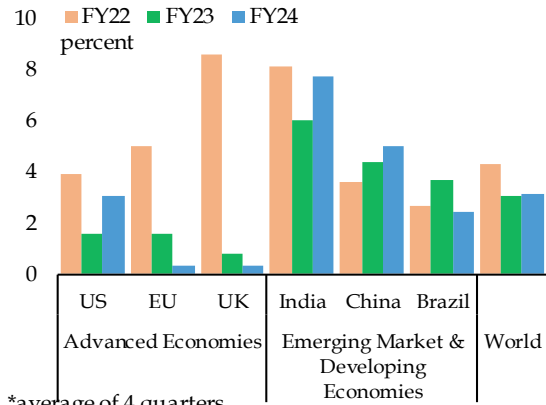
Sources: CPB World Trade Monitor; Bloomberg

عالمی سطح پر اجناس کی قیمتوں میں کمی کی بنیادی وجہ توانائی اور خوراک کی قیمتوں میں کمی تھی۔ توانائی کی قیمتوں میں کمی کی وجہ گیس کی قیمتوں میں تیزی سے کمی

## 6.1 عالمی اقتصادی جائزہ

نئی کھپت میں اضافے اور بلند سرکاری اخراجات، خدمات کی سرگرمیوں میں اضافے اور مضبوط تکنیکی برآمدات کی وجہ سے عالمی اقتصادی سرگرمی میں بہتری آئی! لہذا مالی سال 24ء کے دوران عالمی جی ڈی پی میں 3.2 فیصد اضافہ ہوا جو مالی سال 23ء کے 3.1 فیصد سے معمولی زائد تھا (شکل 6.1)۔ دریں اثنا، خدمات کی مہنگائی میں مسلسل اضافے کی وجہ سے عالمی سطح پر مہنگائی کی رفتار میں کمی واقع ہوئی۔ نتیجتاً مالی سال 24ء کے دوران بیشتر ترقی یافتہ معیشتوں (اے ایف ڈی) اور کچھ ابھرتی ہوئی معیشتوں اور ترقی پزیر معیشتوں (ای ایم ڈی ایف) میں زری پالیسی کا موقف سخت رہا۔<sup>2</sup>

### شکل 6.1: اہم معیشتوں میں حقیقی جی ڈی پی نمو\*



\*average of 4 quarters

Source: Bloomberg

2023ء میں درپیش تقریباً جمود کے بعد، مالی سال 24ء کے اختتام تک عالمی تجارت میں بہتری دکھائی دی، جو عالمی جی ڈی پی نمو کے پیٹرن کے ساتھ ہم آہنگ ہے جیسا کہ مینوفیکچرنگ پر چیزنگ انڈیکس (پی ایم آئی) میں رجحان

<sup>1</sup> امریکہ اور چین میں نئی کھپت بہتر ہوئی، یورپی یونین میں خدمات کی سرگرمی بڑھی، جبکہ اہم ابھرتی ہوئی معیشتوں میں ٹیکنالوجی کی برآمدات مضبوط رہیں۔ اس کے علاوہ، سرکاری اخراجات، جیسا کہ ساختی مالیاتی توازن سے پتہ چل گیا ہے، امریکہ اور یورو علاقے میں ابتدائی تخمینوں سے کہیں زیادہ بڑھ گئے۔

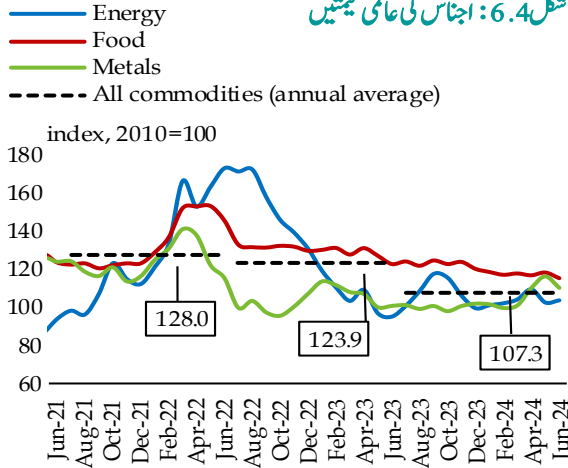
<sup>2</sup> مہنگائی اور عالمی مالیاتی پالیسی کے رد عمل پر بحث باب 3 میں ملاحظہ کریں۔

<sup>3</sup> جی ڈی پی کی نمونہ اندازہ لگانے کے لیے ماہانہ پی ایم آئی کو بطور پراسکسی استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ نمایاں اظہاری خصوصیات اور اقتصادی سرگرمی کے ساتھ تاریخی تعلق کا حامل ہے۔

<sup>4</sup> گلوبل ٹریڈ الرٹ کی رپورٹ کے مطابق، 2023ء میں تقریباً 3000 نئی تجارتی پابندیاں عائد کی گئیں۔

میں آنے کی توقع ہے، تاہم اے ایز میں اس کی رفتار ای ایم ڈی ایز کے مقابلے میں زیادہ ست ہے۔ چنانچہ، ای ایم ڈی ایز کے مرکزی بینکوں نے شرح سود کم کر دی، جبکہ ترقی یافتہ معیشتوں کے مرکزی بینک محتاط رہے۔

### شکل 6.4: اجناس کی عالمی قیمتیں



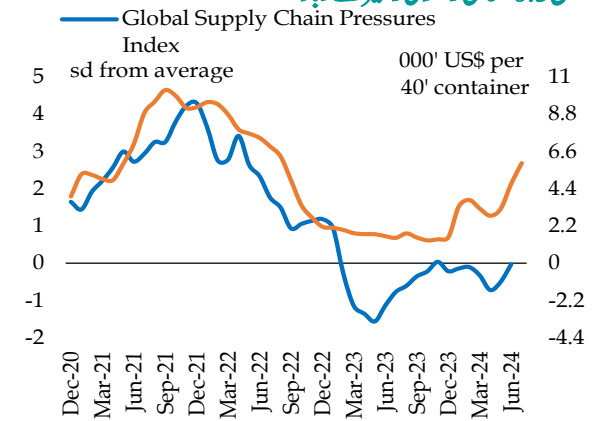
Source: World Bank

نتیجتاً فنڈنگ کی لاگت مسلسل بلند ہے کیونکہ امریکہ اور دیگر اے ایز نے ابھی تک زری پالیسی میں کمی نہیں کی جس سے مالی منڈی کی تغیر پذیری میں اضافہ ہو گیا۔ نتیجتاً، ای ایم ڈی ایز کو خالص سرمائے کا اخراج کرنا پڑا، جس کی وجہ سے ان کی کرنسیوں پر دباؤ میں اضافہ ہوا (شکل 6.5)۔

علاوہ ازیں، مارکیٹ کی توقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اے ایز اپنے سخت زری پالیسی موقف کو طویل عرصے تک جاری رکھیں گی، جیسا کہ فیڈرل فنڈز ریٹ کی مارکیٹ کی متوقع راہ سے ظاہر ہوتا ہے (شکل 6.6)۔<sup>7</sup> اس کے اثرات مالیاتی دباؤ کی شکار ای ایم ڈی ایز پر پڑیں گے جو بلند قرض کی ادائیگیوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی

تھی کیونکہ موسم سرما کے دوران کم درجہ حرارت، یورپ میں ست صنعتی سرگرمیوں اور مائع قدرتی گیس (ایل این جی) کی وافر رسد کے سبب اسٹاک جمع ہو گیا تھا۔ قدرتی گیس کے مقابلے میں آئل میں قدرے معتدل کمی دکھائی دی جس کا سبب ست طلب اور اضافی ذخائر تھے؛ نیز غیر اوپیک + (شکل 6.4) ممالک سے رسد میں اضافے سے اوپیک + کی طرف سے عائد کردہ پیداوار پر عائد پابندیوں کا اثر زائل ہو گیا۔ مزید برآں، عالمی سطح پر غذائی اجناس کی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی، جس کی بڑی وجہ بنائی تیل کی قیمتوں میں کمی تھی، کیونکہ پیداوار میں موسمی اضافے کے ساتھ ساتھ درآمدی طلب میں کمی ہو گئی تھی۔

### شکل 6.3: عالمی رسد زنجیر کے دباؤ



Note: sd means standard deviation  
Source: Newyork Fed and Bloomberg

دوسری جانب، مالی سال 24ء کے اختتام پر قیمتوں میں کمی آنے سے پہلے دھاتوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوا تھا۔ یہ اضافہ رسد کے مسائل اور چین کی توقع سے زیادہ طلب کی وجہ سے ہوا تھا۔<sup>5</sup> تاہم، اہم اجناس کی قیمتیں، جو ای ایم ڈی ایز پر خاصی اثر انداز ہوتی ہیں، مالی سال 24ء کے دوران کم ہو گئیں۔<sup>6</sup> عالمی اجناس کی قیمتوں میں کمی سے مہنگائی کی حرکیات پر سازگار اثر پڑا۔ عبوری مہنگائی کے ہدف کی حد

<sup>5</sup> حال ہی میں امریکہ اور برطانیہ میں اجناس کے اہم مبادلہ کاروں کی جانب سے ایلو مینیم اور تانبے سمیت روسی ساختہ دھاتوں پر پابندی کے بعد رسد میں خلل پیدا ہوا۔ تانبے اور زنک کی رسد میں اس وقت کمی ہوئی جب اہم پروڈیوسروں نے پچھلی قیمتوں میں کمی کے رد عمل میں لیبٹی پیداوار میں کمی کر دی۔

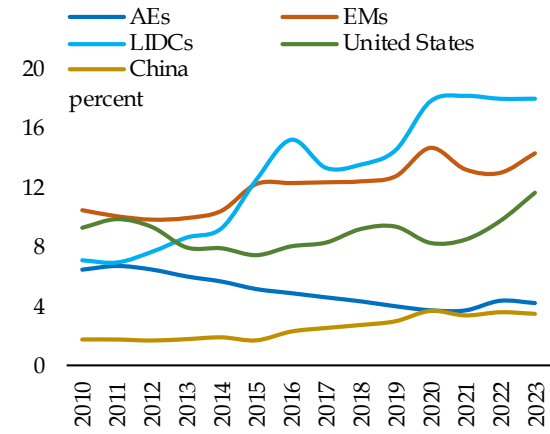
<sup>6</sup> پیشتر ابھرتی ہوئی منڈیاں اور ترقی پزیر معیشتیں (ای ایم ڈی ایز) گندم، کھاد، کپاس، خوردنی تیل، اور خام تیل کی درآمد پر انحصار کرتی ہیں۔ مال سال 24ء کے دوران ان ایشیا کی قیمتیں مالی سال 23ء کے مقابلے میں کم ہو گئیں (شکل 6.35)۔

<sup>7</sup> جون 2024ء کے دوران مارکیٹ کی توقعات یہ تھیں کہ جنوری 2025ء تک فیڈرل فنڈز ریٹ کم ہو کر 4.75 فیصد ہو جائے گا۔ تاہم، ستمبر 2024ء کی ایف او ایم سی مینٹگ میں 50 بیسیس پوائنٹس کی کٹوتی کے بعد، اب مارکیٹ کی توقع ہے کہ فیڈرل فنڈز ریٹ جنوری 2025ء تک کم ہو کر 3.75 فیصد ہو جائے گا۔

## ادائیگیوں کا توازن

اگرچہ عالمی نمو مستحکم ہوئی ہے، تاہم اس کی رفتار تاریخی معیارات کے مقابلے میں اب بھی معتدل ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ مہنگائی کی بلند شرح والے ممالک میں نمو نمایاں طور پر کمزور ہے۔ عمومی مہنگائی مرکزی بینک کے اہداف کی جانب بڑھ رہی ہے، تاہم، قومی مہنگائی بدستور برقرار ہے، جس کی وجہ سے اے ایز کے مرکزی بینکوں محتاط زری پالیسی موقف اپنارہے ہیں۔

### شکل 6.7: سودی ادائیگیاں بطور حاصل کا فیصد



Source: IMF Fiscal Monitor

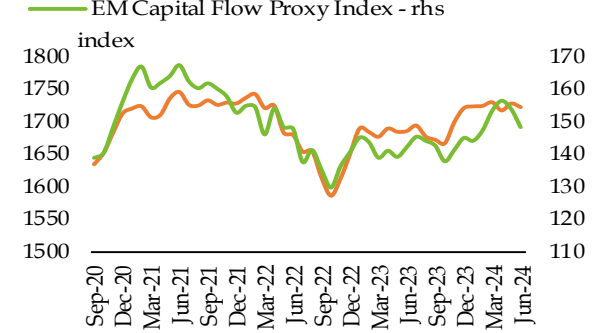
یہ پیش رفتیں، خاص طور پر جی ڈی پی کی معتدل نمو اور اے ایز کے اختیار کردہ محتاط زری پالیسی موقف سے پاکستان سمیت دیگر ای ایم ڈی ایز کی نمو کے امکانات متاثر ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں، یہ ان کی کرنسی مارکیٹوں اور سرمائے کے بہاؤ میں عدم استحکام پیدا کرنے کا سبب بھی ہے۔ کسی حد تک، یہ مہنگائی کے بہاؤ میں حصہ ڈال رہا ہے کیونکہ کمزور کرنسی درآمدات کو مہنگا کر دیتی ہے۔<sup>8</sup> ان چیلنجوں کے پیش نظر ای ایم ڈی ایز کی وسط مدتی نمو کے امکانات کم نظر آتے ہیں۔

## 6.2 پاکستان کا ادائیگیوں کا توازن

آئی ایم ایف کے اسٹینڈ بائی اریجنٹ (ایس بی اے) کی مدد سے جاری کھاتے کے خسارے (سی اے ڈی) میں مزید کمی اور خالص مالی رقوم میں اضافے سے پاکستان کے ادائیگیوں کے توازن میں بہتری آئی ہے۔ نتیجتاً آخر جون 2024ء تک

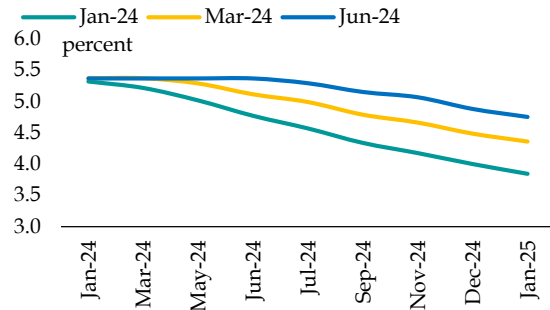
ہیں۔ پیشتر ای ایم ڈی ایز کی مجموعی آمدنی کے مقابلے میں سودی ادائیگیوں کا حصہ بڑھ گیا ہے (شکل 6.7)۔ مالیاتی بفرز میں کمی کے نتیجے میں بہت سی ابھرتی ہوئی معیشتوں کے لیے مسلسل منفی رسدی دھچکوں سے نمٹنے، موسمیاتی تبدیلیوں سے مطابقت، ڈیجیٹل تبدیلی کو تیز کرنے اور توانائی کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے سرمائے کے ناگزیر اخراجات پورے کرنے میں مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔

### شکل 6.5: سرمائے کا بہاؤ اور کرنسی کا اشاریہ



Note: The MSCI Emerging Markets (EM) Currency Index tracks the performance of twenty-five emerging-market currencies relative to the US Dollar.  
Source: Bloomberg

### شکل 6.6: مارکیٹ سے اخذ کردہ فیڈ فنڈ ریٹ\*



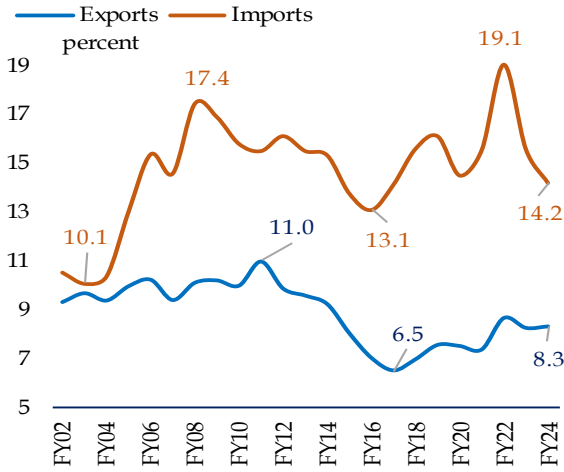
\*The market-implied path of the federal funds rate is a prediction of the future path of the federal funds rate based on the prices of financial instruments.  
Note: x-axis denotes monetary policy meeting months  
Source: Bloomberg

<sup>8</sup> کچھ ابھرتی ہوئی معیشتوں، جیسے کہ مولودووا، پوکرین، اور سری لنکا میں جون 2024ء کے دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں مہنگائی میں تھوڑا سا اضافہ دکھائی دیا۔

رقوم کی آمد ہے، جس کی وجہ آئی ایم ایف کی ایس بی اے کی ادائیگیاں ہیں۔ پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری میں بھی اضافہ ہوا، جس میں ایکویٹی اور قرض دونوں شامل ہیں، جس کی وجہ نسبتاً بلند نفع آوری ہے۔ اس کے نتیجے میں، دوران سال بیرونی بفر بڑھ گئے۔

اسٹیٹ بینک کے مجموعی زیر مبادلہ ذخائر اختتام جون 2023ء کی سطح سے دوگنا سے بھی زیادہ ہو گئے (شکل 6.8 اور جدول 6.1)۔ ان پیش رفتوں کے ساتھ ساتھ مبادلہ کمپنیوں میں انتظامی اقدامات اور اصلاحات سے مالی سال 24ء کے دوران شرح مبادلہ میں معمولی اضافہ ہو گیا۔

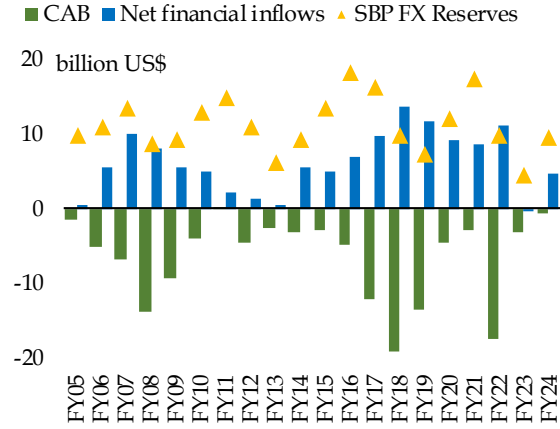
### شکل 6.9: پاکستان کی برآمدات اور درآمدات بطور جی ڈی پی کا فیصد



Source: State Bank of Pakistan

مالی سال 24ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے زیر مبادلہ کے ذخائر 4.9 ارب ڈالر اضافے سے جون 2024ء کے اختتام پر 9.4 ارب ڈالر تک پہنچ گئے۔ یہ ذخائر 1.6 ماہ کی اگلے سال کی ایشیا و خدمات کی درآمدات کے لیے کافی ہیں۔<sup>9</sup> مزید برآں، جاری کھاتے کے خسارے میں کمی، مالی بہاؤ میں بہتری اور مبادلہ کمپنیوں میں اصلاحات کے نتیجے میں ستمبر 2023ء سے ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں استحکام آیا ہے۔ نتیجتاً مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی کے دوران شرح مبادلہ بڑے پیمانے پر مستحکم رہی جبکہ ستمبر کے وسط سے دسمبر 2023ء تک بتدریج اضافہ ہوا تھا۔ حقیقی موثر شرح مبادلہ (آرای ای آر) بھی بڑھ گئی، جس کی بڑی وجہ ملکی مہنگائی کے مقابلے میں تجارتی شرکت داروں کی مہنگائی میں تیزی سے کمی کے سبب مہنگائی کا بڑھتا ہوا تفرق تھا۔ اس سے پاکستان کی برآمدات کی مسابقت پر اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

### شکل 6.8: پاکستان کا ادائیگیوں کا توازن



Source: State Bank of Pakistan

مالی سال 24ء کے دوران جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کا 0.2 فیصد ہو گیا، جو گزشتہ 13 برسوں کی کم ترین سطح ہے۔ اس نمایاں کمی کی وجہ بہتر تجارتی توازن اور کارکنوں کی ترسیلات زر میں اضافہ تھا۔ تجارتی توازن میں بہتری کی بنیادی وجہ برآمدات میں اضافہ نیز درآمدات میں بھی قدرے اضافہ تھا۔ درآمدات میں سست نمو کی وجہ اقتصادی سرگرمیوں میں معتدل بحالی، عالمی اجناس کی قیمتوں میں کمی اور خوراک اور خام کپاس کی درآمدات میں کمی تھی۔ تاہم، سودی ادائیگیوں میں اضافے اور دیگر ممالک کو منافع نیز منافع منقسمہ کی واپسی کی وجہ سے بنیادی آمدنی کا خسارہ کافی حد تک بڑھ گیا۔ اسی طرح زیادہ لوگوں کے بیرون ملک سفر کی وجہ سے خدمات کے شعبے میں تجارتی توازن بھی ابتر ہو گیا۔

مالی سال 24ء کے دوران، مالی کھاتے میں خالص رقوم کی آمد دکھائی دی، جبکہ گزشتہ سال رقوم کا خالص اخراج ہوا تھا۔ اس استرداد کی بنیادی وجہ سرکاری

<sup>9</sup> ماخذ: آئی ایم ایف، اس لنک پر دستیاب ہے: <https://www.imf.org/en/News/Articles/2024/09/27/pr-24343-pakistan-imf-concludes-2024-aiv-consultation>

م س 23ء	م س 24ء		م س 24ء		م س 23ء	م س 24ء
	مطلق فرق	نمو	شش 1	شش 2		
جاری کھاتے کا توازن	-3,275	-922	257	-665	2,610	-79.7
تجارتی توازن	-24,819	-10,152	-11,913	-22,065	2,754	-11.1
برآمدات	27,876	15,276	15,825	31,101	3,225	11.6
جس میں سے نیگیاں برآمدات	16,633	8,214	8,087	16,301	-332	-2.0
نان نیگیاں برآمدات	11,243	7,062	7,738	14,800	3,557	31.6
درآمدات	52,695	25,428	27,738	53,166	471	0.9
جس میں تو اتائی کی درآمدات	18,882	7,354	7,808	15,162	-3,720	-19.7
غیر تو اتائی درآمدات	33,813	18,074	19,930	38,004	4,191	12.4
خدمات کا توازن	-1,042	-1,156	-1,150	-2,306	-1,264	121.3
بنیادی آمدنی کا توازن	-5,765	-3,899	-4,724	-8,623	-2,858	49.6
جس میں سودی ادا نیگیاں	4,612	2,899	2,788	5,687	1,075	23.3
ثانوی آمدنی کا توازن	28,351	14,285	18,044	32,329	3,978	14.0
جس میں کارکنوں کی ترسیلات زر	27,333	13,436	16,814	30,250	2,917	10.7
سرمائے کے کھاتے کا توازن	375	88	87	175	-200	-
مالی کھاتے کا توازن*	468	-4,523	-131	-4,654	-5,122	-1,094.4
براہ راست سرمایہ کاری (خالص) †	-670	-834	-801	-1,635	-965	144.0
جزدانی سرمایہ کاری (خالص) †	1,012	-71	448	377	-635	-62.7
جس میں یورو بانڈ / سٹوک	-1,000	0	-1000	-1000	-	-
بیرون ملک دیگر زرمبادلہ اثاثے	-964	-215	95	-120	844	-87.6
زرمبادلہ قرضے اور واجبات	-1,099	3,403	-127	3,276	4,375	-
بینک	1,241	151	588	739	-502	-40.5
حکومت	-2,085	2,138	-593	1,545	3,630	-174.1
اجرا	9,891	2,896	3,136	6,032	-3,859	-39.0
قطر وار ادائیگی	11,660	2,851	3,884	6,735	-4,925	-42.2
دیگر واجبات (خالص)	-316	2,093	155	2,248	2,564	-
دیگر شعبہ جات	-255	115	-122	-7	248	-97.3
اجرا	398	644	1,768	2,412	2,014	506.0
قطر وار ادائیگی	1,663	788	1,135	1,923	260	15.6
دیگر واجبات (خالص)	1,010	259	-755	-496	-1,506	-
خالص اغلاط اور سبہ	-850	-683	-619	-1,302	-452	-
مجموعی بیلنس	4218	-3006	144	-2862	-	-
اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (آخر مدت)	4,445	8,233	9,390	9,390	4,944	-
پاکستانی روپے کی قدر میں اضافہ (+) / کمی (-) فیصد میں (آخر مدت)	-28.4	1.5	1.3	2.7	-	-

\* بی بی ایم 6 کے مطابق، یہاں منفی علامت کا مطلب ہے زرمبادلہ رقوم کی پاکستان میں خالص آمد اور برعکس علامت میں برعکس صورت؛ بیرون ملک خالص سرمایہ کاری منہا پاکستان میں خالص سرمایہ کاری

ماخذ: بینک دولت پاکستان



مجموعی پیدا آوری میں بہتری: پاکستان میں زراعت، صنعت اور خدمات کے شعبوں میں طویل مدتی پیدا آوری کی موجودگی کا شکار رہی ہے۔<sup>13</sup> علیٰ الخصوص، مہارت یافتہ انسانی وسائل کی کمی، خواتین کی افرادی قوت میں محدود شرکت، اور ناگانی سرمایہ کاری جیسے مسائل درپیش ہیں۔<sup>14</sup> اس کے علاوہ، پست بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) اور کثیر القومی کمپنیوں کی موجودگی میں کمی بھی اس مسئلے کو بڑھاتی ہے، جو ٹیکنالوجی کی پست منتقلی اور انسانی مہارتوں کی نمونہ کی پرچہ ہوتی ہے۔<sup>15</sup>

ان مسائل کے حل کے لیے کوششوں کو انسانی وسائل کی تیاری پر مرکوز کرنا چاہیے اور خواتین کی ملازمت کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے، ان طریقوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے: (الف) صنعت کی طلب کے مطابق مہارتوں کی فراہمی، (ب) موجودہ پیشہ ورانہ اور تربیتی اداروں کے لیے جدید مشینری، نظاموں اور عملے کی تربیت کا اہتمام کرنا، (ج) چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں اور زراعت جیسے پس ماندہ شعبوں کے لیے آگاہی سیشنز کا انعقاد، نیز (د) صنفی تعصب سے پاک بھرتی اور جائے کار پر ہر انسانی کے قوانین کو بہتر بنانا۔ علاوہ ازیں، کمپنیوں کو ڈیجیٹل سولوشنز سمیت مشینری اور ٹیکنالوجی کو اپ گریڈ کر کے پیداواری صلاحیت بڑھانے کی ترغیب دی جانی چاہیے۔

ادارہ جاتی اور کاروباری ماحول کو مضبوط بنانا:<sup>16</sup> پاکستان کے ادارہ جاتی ماحول میں کمزور معاہدوں کے نفاذ، نااہلی اور پالیسی کی غیر یقینی صورت حال پائی جاتی ہے۔ اس سے ابتری، بلند کاروباری لاگتیں اور انتظامی بوجھ میں اضافہ ہوتا ہے جو برآمدات کے امکانات کو کمزور کرتا ہے اور ایک متحرک اور مسابقتی منظر نامے کی تیاری میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اس کے علاوہ، معیار اور جانچ کی سہولیات کی کمی کی وجہ سے پست معیار کا حامل انفراسٹرکچر، اور ضروری توثیق کے حصول میں مسائل، برآمد کنندگان کے اخراجات میں اضافہ کرتے ہیں، کیونکہ انہیں مختلف ممالک کے لیے مختلف سرٹیفکیٹ حاصل کرنا پڑتے ہیں۔ غیر رسمی پروڈیوسر بھی ناقص مصنوعات کے ساتھ مارکیٹ کا حصہ کم کر دیتے ہیں، کیونکہ ایک ایسے ماحول میں جہاں معیارات کا نفاذ کمزور ہوتا ہے اور پالیسیاں معیار پر کم قیمت کو ترجیح دیتی ہیں وہاں معیار سے ہم آہنگ فرموں کو لاگت کی کارکردگی حاصل کرنے میں رکاوٹ پیش آتی ہے۔

لہذا، ضوابط اور طریقہ کار کو آسان بنانے کے مقصد کے ساتھ ادارہ جاتی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ ان میں بشمول دیگر، یہ شامل ہیں، ان اداروں کی تعداد میں کمی جن کے دائرہ کار باہم متصادم ہیں، وزارتوں میں ای-آفس سوشلس کو بحال کرنا، سرکاری مالی انتظام کو متعارف کرانا، اور وزارتوں کے درمیان ہم آہنگی کے لیے سیکریٹریوں کی کمیٹیوں کو مضبوط بنانا۔<sup>17</sup> معیاری انفراسٹرکچر کے مسئلے میں، عالمی سطح پر برابری حاصل کرنے کے لیے حکومت کو مدد فراہم کرنی چاہیے اور ملکی اداروں کو بین الاقوامی اداروں سے تسلیم کرانا چاہیے۔ مزید برآں، حکومتی خدمات جیسے لائسنس، منظوری، این او سی اور دیگر سرکاری امور کے اجرا کی ڈیجیٹائزیشن نہ صرف کاروبار کرنے کی لاگت کو کم کرے گی بلکہ ایک مسابقتی برآمدی شعبے کو بھی فروغ دے گی۔<sup>18</sup>

<sup>13</sup> ویلیو بی جی (2021ء)۔ پاکستان کا ترقیاتی جائزہ، برآمدات کی بحالی: عالمی بینک۔

<sup>14</sup> ماخذ: عالمی ترقیاتی اظہار، عالمی بینک

<sup>15</sup> امجد، آر، اور اوہس، این (2016ء)۔ پاکستان کی پیداواری کارکردگی اور ٹی ایف پی کے رجحانات 2015-2018ء: حقیقی تشویش کی وجہ۔ خان، ایس یو کے۔

<sup>16</sup> عالمی ترقیاتی اظہار، عالمی بینک

<sup>17</sup> جلد-1 وفاقی حکومت میں ادارہ جاتی اصلاحات اگست 2018ء تا اگست 2021ء وفاقی حکومت کی تنظیم نو پر رپورٹس، سول سروسز اصلاحات، کاروباری عمل کی ری انجینئرنگ، اور سرکاری شعبے کے کلیدی اداروں کی ری انجینئرنگ۔ اس لنک پر دستیاب ہے: [ishrathusain.iba.edu.pk/pdf/icr-volume-i.pdf](http://ishrathusain.iba.edu.pk/pdf/icr-volume-i.pdf)

<sup>18</sup> جونہی کوریا کا UNI-PASS ای سسٹم کمزور تمام پرائیجز کو خود کار بناتا ہے، جس کی وجہ سے سروس یوزرز کو ذاتی طور پر ادائیگی کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، جس سے ملک کی برآمدی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ماخذ:

Jones, D. S. (2008). Comparative Governance Reform in Asia: Democracy, Corruption, and Government Trust Research in Public Policy Analysis and Management, Volume 17, 111-134

تحقیق اور ترقی (آر اینڈ ڈی) کو فروغ دینا: پاکستان میں پست آر اینڈ ڈی جدت اور پیداواریت میں رکاوٹ بنتی ہے۔ خاص طور پر سائنس، تخلیقی مصنوعات کی برآمدات، اور علم کے مطابق ملازمتوں جیسے امور کے لحاظ سے گلوبل انویشن انڈیکس 2023ء میں پاکستان کے کم اسکور سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔<sup>19</sup> آر اینڈ ڈی اور جدت کاری کے پست سطح پر ہونے کی ایک بڑی وجہ ناکافی مالی معاونت ہے۔ عالمی سطح پر سیکٹورل ٹریڈ آرگنائزیشنز (TOs) کے ذریعے فنڈز اور تکنیکی تعاون کا اشتراک کیا جاتا ہے، جب کہ پاکستان میں اس سلسلے میں بالعموم حکومت پر انحصار کیا جاتا ہے۔<sup>20</sup>

اس مسئلے کے حل کے لیے حکومت اور نجی شعبے کے فنڈز (ایکسپورٹ ڈویلپمنٹ فنڈ / سیکٹورل یونیز) کو اکٹھا کیا جاسکتا ہے اور تحقیق و ترقی کے منصوبے انجام دینے کے لیے مخصوص تحقیقی ادارے قائم کیے جاسکتے ہیں۔ ایک نگران ادارہ قائم کیا جانا چاہیے تاکہ آر اینڈ ڈی فنڈز کے موثر استعمال کو یقینی بنایا جاسکے۔ ہر شعبہ جاتی آر اینڈ ڈی فریم ورک کا بنیادی مقصد تحقیق کی کمرشلائزیشن ہونا چاہیے۔<sup>21</sup> اس کے علاوہ، ملک کے تجارتی اداروں میں اصلاحات کی ضرورت ہے اور نجی شعبے کے لیے آر اینڈ ڈی پر مالی مراعات فراہم کی جانی چاہئیں، جبکہ رسد کی ساتھ شعبہ جاتی آر اینڈ ڈی فریم ورک کا انضمام بھی ضروری ہے۔

**املاک دانش کے حقوق کے مسئلے کا حل:** املاک دانش کے حقوق کے بڑے معادوں پر دستخط کرنے اور ایک قانونی فریم ورک کا حامل اور ضابطہ کار ہونے کے باوجود، پاکستان املاک دانش کے حقوق کے موثر نفاذ میں مشکلات کا سامنا کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر، املاک دانش کے حقوق کی خلاف ورزی کے مقدمات میں اہم تاجر کی وجہ آئی ٹی ٹریڈنگ کی کمی ہے۔ ملک میں املاک دانش کے حقوق کے بارے میں آگاہی بھی کم ہے، اور ان کی خلاف ورزیوں کے لیے سزائیں بھی کمزور ہیں۔ یہ مسائل برآمدات کو نقصان پہنچاتے ہیں کیونکہ یہ تحقیق و ترقی کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں، برانڈنگ کو پیچیدہ بناتے ہیں، اور موجودین کو کام کو مزید بہتر بنانے میں حائل ہیں۔

اس سے نمٹنے کے لیے، املاک دانش کے حقوق کے خصوصی سرکاری اداروں کو چاہیے کہ وہ املاک دانش کے حقوق کے تحفظ کی اہمیت کے بارے میں کاروباری اداروں کو آگاہی فراہم کریں؛ کمپنیوں کو املاک دانش کے حقوق کے تحفظ میں مدد فراہم کریں؛ اور انہیں بین الاقوامی منڈیوں کے لیے تیار کریں۔ یہ سرکاری شعبے کے دیگر اداروں، جیسے کہ اسمیڈ اور نجی شعبے کی تجارتی انجمنوں کے ساتھ تعاون سے کیا جاسکتا ہے۔ ملکی سطح پر، پاکستان میں املاک دانش کے حقوق کے موثر نفاذ کے لیے خصوصی املاک دانش کے حقوق کی عدالتوں میں اضافہ و استحکام، نیز تجویز اور قانونی ماہرین کے لیے املاک دانش کے حقوق کی تربیت فراہم کرنا بہت ضروری ہے۔

**برآمدات کے لیے نئی منڈیوں تک رسائی بڑھانا:** پاکستان کی برآمدات چند مخصوص شعبوں اور مقامات تک محدود رہتی ہیں۔ مثلاً، ٹیکسٹائل اور غذائی مصنوعات برآمدات کا بڑا حصہ ہیں، اور اس نمونے میں بہت کم تبدیلی آئی ہے۔<sup>22</sup> اسی طرح، مالی سال 06ء سے مالی سال 23ء کے درمیان پاکستان کی زیادہ تر برآمدات امریکہ، برطانیہ، کچھ یورپی معیشتوں، اور چین کو گئی ہیں۔ برآمدی منڈیوں میں تنوع کی کمی کی وجہ سے، برآمدات مخصوص مقامات اور شعبوں سے منسلک دھچکوں کے لیے حساس ہیں۔ برآمدی مقامات تک رسائی کو بڑھانے کی صلاحیت بھی کمزور مسابقت اور ناقص تجارتی انفراسٹرکچر کی وجہ سے محدود ہے۔<sup>23</sup>

نئی برآمدی منڈیوں تک رسائی بڑھانے کے لیے، سرکاری اور نجی شعبے کے متعلقہ فریقین کو مارکیٹ پر تحقیق، مقامی مارکیٹنگ، شراکت داریوں کے قیام، اور ای کامرس پلٹ فارمز کا استعمال کرنے میں بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔<sup>24</sup> مزید برآں، مختلف شعبوں میں پاکستان کے مسابقتی فوائد کا جائزہ لینا اور نئے یا غیر روایتی شعبوں میں سب سے زیادہ تجارت کی جانے والی عالمی اشیاء کا تجزیہ بھی برآمدات کو متنوع

<sup>19</sup> کسی ملک کے اداروں کی حالت، انسانی سرمایہ اور تحقیق، انفراسٹرکچر، مارکیٹ کی مہارت، کاروباری مہارت، علم اور ٹیکنالوجی کی پیداوار، اور تخلیقی پیداوار کی بنیاد پر جی 11 کا تخمینہ لگایا جاتا ہے۔ اس جدول کے لیے جن چند بیانات کا تجزیہ کیا گیا ہے ان میں کاروباری مہارت کے ذیلی بیانات شامل ہیں، جیسے کہ علم پر مبنی ملازمت اور تخلیقی پیداوار کے پیمانے کے ذیلی بیانات، بشمول تخلیقی مصنوعات کی برآمدات بطور کل تجارت کا فیصد۔ اس میں علم اور ٹیکنالوجی کی پیداوار کے ذیلی بیانات بھی شامل ہیں، جیسے کہ ماخذ کی بنیاد پر پینٹ اور کل تجارت کے فیصد کے طور پر ہائی ٹیک برآمدات۔ یہ درجہ 211 معیشتوں میں سے ہے۔ ماخذ: ڈیپلو آئی ٹی او

<sup>20</sup> مثال کے طور پر، ہارسلوٹا کے چیبر آف کامرس نے Knowledge Innovation Market تیار کی، جس کا مقصد ٹیکنالوجی کی جانچ اور یونیورسٹیوں، تحقیقاتی مراکز، ٹیکنالوجی پارکوں اور انتظامات عامہ کے تعاون کے ذریعے جدت کا فروغ ہے۔

<sup>21</sup> جنوبی کوریائی سٹی کنڈکٹر شعبے میں بہت زیادہ تحقیق و ترقی (آر اینڈ ڈی) کی سرمایہ کاری اور بعد ازاں اعلیٰ معیار کی سٹی کنڈکٹر مصنوعات کی کمرشلائزیشن نے اسے دنیا کے معروف سٹی کنڈکٹر برآمد کنندگان میں سے ایک بنا دیا ہے۔

<sup>22</sup> مثال کے طور پر، ٹیکسٹائل اور خوراک کی مجموعی برآمدات مالی سال 06ء میں کل برآمدات کا 74.2 فیصد تھیں، جو کہ مالی سال 23ء میں معمولی اضافے سے 77.6 فیصد ہو گئیں۔

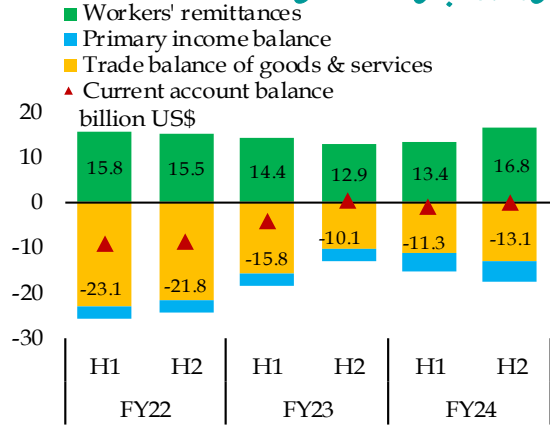
<sup>23</sup> ڈیپلو آئی ٹی (2021ء)۔ پاکستان کا ترقیاتی جائزہ، برآمدات کی بحالی: عالمی بینک۔

<sup>24</sup> بین الاقوامی ٹریڈ کونسل، ویب سائٹ: <https://tradecouncil.org/export-market-diversification/>

بنانے کے لیے ضروری ہے۔<sup>25</sup> بیرون ملک تجارتی مشنز پاکستانی برآمد کنندگان کی مدد کر سکتے ہیں تاکہ وہ اہم منڈیوں، کوالٹی کے معیارات، حفاظتی پروٹوکولز، نان ٹیرف رکاوٹیں، متعلقہ حکومتی اداروں میں اہم رابطے، مصنوعات سے متعلق تجارتی ادارے اور ان کے اہم عملے، خریداری کے ایجنٹوں، اور دیگر مقامی ایجنٹوں کی معلومات کی تازہ ترین فہرست کو تیار کر سکیں۔

لاجسٹکس اور تجارتی انفراسٹرکچر کو سہولت دینے کے لیے، حکومت کو پاکستان کے اندر مال کی نقل و حمل کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے ایک ریلوے کارگو نظام تیار کرنے کی ضرورت ہے اور ممکنہ طور پر اسے سرحد پار تک بڑھانا چاہیے۔ اگرچہ یہ منصوبے طویل مدتی نوعیت کے ہیں، تاہم حکومت کو عارضی طور پر نئے اور دور دراز کے علاقوں کے لیے برآمدات کو تقویت دینے کے لیے بین الاقوامی ایئر کارگو پروازوں کی سبسڈی دینے پر غور کرنا چاہیے۔ آخر آ، کمرشل بینکوں کو نئی ممکنہ منڈیوں میں آپریشنز شروع کرنے کے لیے شامل کیا جاسکتا ہے تاکہ برآمد کنندگان کی مدد کی جاسکے۔

### شکل 6.10: جاری کھاتے کا توازن



Source: State Bank of Pakistan

برآمدات میں 11.5 فیصد نمو ہوئی، جس کی بڑی وجہ برآمدی حجم میں اضافہ تھا، کیونکہ اکائی قیمت میں کمی دکھائی دی تھی۔ برآمدات میں یہ اضافہ زیادہ تر غیر ٹیکسٹائل گروپس، بالخصوص غذائی گروپ کی وجہ سے ہوا، جو مالی سال 18ء کے بعد پہلی بار دیکھا گیا۔ مالی سال 24ء کے دوران خوراک کی برآمدات میں 49.5 فیصد کا اضافہ ہوا، جس کی وجہ چاول کی ریکارڈ برآمدات تھیں، جو اچھی فصل اور بھارتی چاول کی برآمدات پر پابندی کے سبب ممکن ہوئیں۔<sup>28</sup> علاوہ چاول، مجموعی برآمدات میں 6.4 فیصد نمو ہوئی۔

### 6.3 جاری کھاتہ

مالی سال 24ء کے دوران جاری کھاتے کا خسارہ 79.7 فیصد کمی سے 0.7 ارب ڈالر رہ گیا جبکہ مالی سال 23ء کے دوران یہ 3.3 ارب ڈالر تھا۔ جاری کھاتے کے خسارے میں اس نمایاں کمی کی وجہ بہتر تجارتی توازن اور کارکنوں کی ترسیلات زر میں پالیسی پر مبنی نمو کو قرار دیا جاسکتا ہے، جس نے بنیادی آمدنی کے خسارے میں اضافے کی جزوی تلافی کر دی (شکل 6.10)۔ مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی کے دوران، بالخصوص کارکنوں کی ترسیلات زر مستحکم رہیں، جس کی وجہ کرب پریمیم میں کمی اور حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے اعلان کردہ مختلف مراعات تھیں۔<sup>26</sup>

تجارتی خسارے میں کمی کی بنیادی وجہ برآمدات میں اضافہ تھا، کیونکہ مالی سال 24ء کے دوران درآمدات میں بھی 0.9 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا تھا جبکہ مالی سال 23ء کے دوران 26.3 فیصد کمی آئی تھی۔ درآمدات میں اس محدود اضافے کی بنیادی وجوہات یہ تھیں: ملکی فصل کی پیداوار میں اضافہ؛ بجلی کی پیداوار کے آمیزے میں بہتری؛ اور عالمی سطح پر اجناس کی قیمتوں میں کمی۔<sup>27</sup>

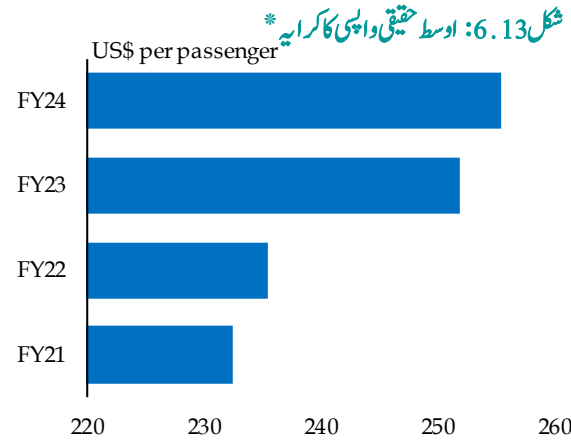
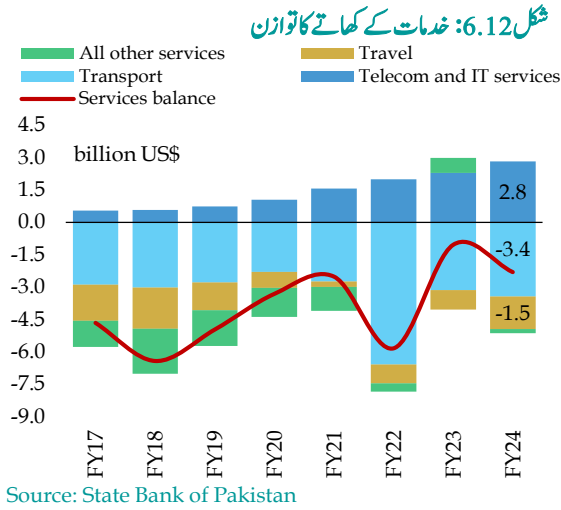
<sup>25</sup> اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے تجزیے کے مطابق، ٹیکسٹائل کے علاوہ، پاکستان کو بنیادی مصنوعات، جوتوں، اور زندہ جانوروں میں تقابلی فائدہ حاصل ہے۔

<sup>26</sup> اسٹیٹ بینک اور حکومت پاکستان نے متعدد پالیسی اقدامات متعارف کرائے جن میں شامل ہیں: ایکسیج کپنوں کے شعبے میں اصلاحات (<https://www.sbp.org.pk/epd/2023/FECL3.htm>)؛ ٹی ٹی پار جز کی ادائیگی میں اضافہ (<https://www.sbp.org.pk/epd/2023/FECL14.htm>)؛ اور ملکی ترسیلات زر کی مارکیٹنگ کے لیے ترقیاتی اسکیم (<https://www.sbp.org.pk/epd/2023/FECL15.htm>) تاکہ

باضابطہ چینلز کے ذریعے ترسیلات زر کے بہاؤ کی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔

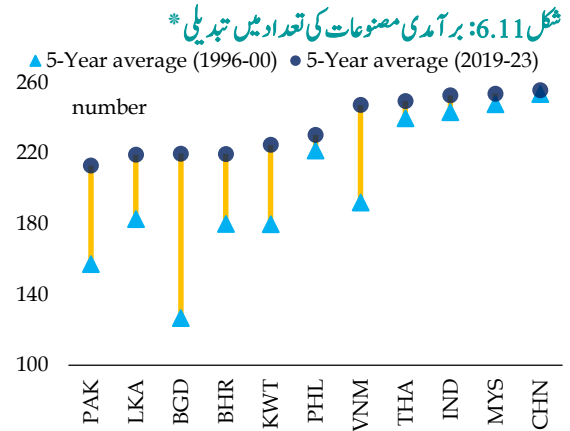
<sup>27</sup> تفصیلی ڈیٹا سے پتہ چلتا ہے کہ مشینری، ٹرانسپورٹ، دھاتیں، اور خام مال جیسی غیر لازمی درآمدات میں نمایاں اضافہ ہوا، کیونکہ اسٹیٹ بینک نے مالی سال کے آغاز سے ہی درآمدات کے ترقیاتی رجحانوں میں نرمی کر دی تھی۔ تاہم، ملکی فصلوں کی بہتر پیداوار اور عالمی اجناس کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے لازمی ایشیا جیسے خوراک، پیٹرولیم، اور کپاس کی درآمدات میں کمی آئی۔

<sup>28</sup> ایل نیو موسیاتی نمونے کی وجہ سے کم پیداوار کے خدشات کے پیش نظر، بھارت نے جولائی 2023ء میں غیر باسستی سفید چاول کی اقسام کی برآمدات ممنوع قرار دیں اور چاول کی دیگر اقسام پر پابندیاں عائد کیں تاکہ خوراک کے تحفظ اور ملکی قیمتوں میں اضافے کے مسائل کو حل کیا جاسکے۔



نقل و حمل کی ادائیگیوں میں تقریباً تمام نمونہ ہوائی سفر میں اضافے سے ہوئی، جس کی تصدیق ذاتی سفر کی ادائیگیوں میں اضافے سے بھی ہو سکتی ہے۔<sup>29</sup> خاص طور پر، اس کی وجہ بین الاقوامی ہوائی کرایوں میں بتدریج اضافے کے ساتھ ساتھ، بالخصوص ایشیائی خطے سے، بین الاقوامی ٹریفک میں اضافہ تھا، جیسا کہ ریونیو پیسینجر

مالی سال 24ء کے دوران برآمدات کی بہتر کارکردگی کے باوجود، برآمدات میں کبھی بکھار ہونے والی نمو زیادہ تر کسی خاص گروپ یا شے پر مرکوز رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملک محدود برآمدی باسکٹ کا حامل ہے، جو برآمدات میں مستقل اضافے کے لیے اچھی علامت نہیں ہے۔ شکل 6.11 سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ دو دہائیوں کے دوران بہتری کے باوجود پاکستان کی برآمدی باسکٹ میں ایشیا کی تعداد اپنے علاقائی ہم منصبوں میں سب سے کم ہے۔



### خدمات کا کھاتہ

مالی سال 24ء کے دوران خدمات کی تجارت کا خسارہ دو گنا سے زیادہ ہو گیا کیونکہ خدمات کی درآمدات کی نمو برآمدات کی نمو سے زائد تھی۔ مالی سال 24ء کے دوران خدمات کی درآمدات میں 17.0 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال اس میں 33.3 فیصد کمی آئی تھی۔ اس کی بنیادی وجہ تجارت اور دیگر کاروباری اداروں سے متعلق نقل و حمل، سفر اور تکنیکی خدمات کے لیے بڑھتی ہوئی ادائیگیاں تھیں۔

(شکل 6.12)

<sup>29</sup> سفری ادائیگیوں کی مد میں تعلیم سے متعلق اخراجات میں اضافہ ہوا، جو ممکنہ طور پر بین الاقوامی تعلیم کی فیسوں میں اضافے کی وجہ سے ہے۔

تجارتی توازن (ب-و)		برآمدات (ب)		درآمدات (و)		
مطلق تبدیلی	م 24ء	مطلق تبدیلی	م 24ء	مطلق تبدیلی	م 24ء	
-301.5	-3,433.0	-67.7	859.0	233.8	4,292.0	الف) ٹرانسپورٹ
-28.8	-2,517.5	-58.0	85.8	-29.2	2,603.3	بحری مال برداری
-342.6	-820.1	-70.3	344.8	272.3	1,164.8	فضائی مسافر
10.2	-28.8	-0.4	25.4	-10.6	54.2	فضائی مال برداری
-605.8	-1,511.5	-212.4	759.1	393.5	2,270.5	ب) سفر
-150.9	-498.6	9.7	21.3	160.6	519.9	تعلیمی اخراجات
-459.3	-1,013.9	-235.9	710.6	223.5	1,724.5	دیگر (ذاتی)
529.4	2,827.2	626.1	3,222.9	96.6	395.6	ج) آئی سی ٹی خدمات
73.2	703.5	109.9	870.1	36.8	166.6	سوفٹ ویئر کی مشاورتی خدمات
419.1	1,112.0	409.6	1,140.0	-9.5	28.0	دیگر کمپیوٹر خدمات
-0.1	511.2	33.2	631.3	33.2	120.1	کمپیوٹر سوفٹ ویئر کی برآمدات / درآمدات
-1.9	225.0	34.9	299.4	36.8	74.3	ٹیلی مواصلات خدمات
-377.9	-2,117.2	346.0	4,840.9	724.0	6,958.1	مجموعی (الف + ب + ج)
-1,264.1	-2,307.3	207.2	7,802.6	1,471.3	10,109.9	مجموعی خدمات

ماخذ: بینک دولت پاکستان

آئی ٹی اخراجات کے بڑے زمروں میں، سافٹ ویئر کے زمرے میں سب سے زیادہ نمو ہوئی کیونکہ کمپنیوں نے مسابقتی برتری حاصل کرنے کے لیے پیداواری استعداد، خودکاری، اور سافٹ ویئر سے چلنے والی تبدیلی کی دیگر کوششوں کو بڑھانے پر توجہ مرکوز کی ہے۔<sup>32</sup> اسٹیٹ بینک کے حالیہ اقدامات نے بھی آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات کے اضافے میں کردار ادا کیا (پاکس 6.2)۔

کلو میٹرز (روپے) کے ذریعے پیمائش کی گئی (شکل 6.13)۔<sup>30، 31</sup> دوسری طرف، سمندری مال برداری، جو کہ اشیا کی نقل و حمل کا ایک بڑا زمرہ ہے، تقریباً گزشتہ سال کی سطح پر رہا، جو اشیا کی سست درآمد سے ہم آہنگ ہے (جدول 6.2)۔

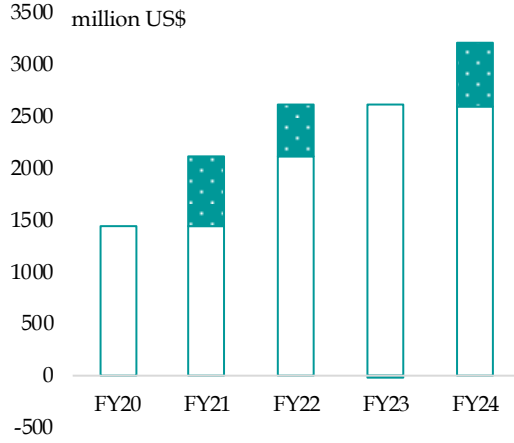
مالی سال 24ء کے دوران خدمات کی برآمدات میں صرف 2.7 فیصد اضافہ ہوا، جس کی بڑی وجہ سافٹ ویئر کنسلٹنسی، کال سینٹر خدمات اور دیگر کمپیوٹر خدمات کی بڑھتی ہوئی طلب کی وجہ سے مضبوط آئی سی ٹی برآمدات ہیں۔ مجموعی طور پر آئی ٹی خدمات کی بڑھتی ہوئی طلب کی وجہ وبائی مرض کے بعد دنیا بھر میں ڈیجیٹلائزیشن مہم کو قرار دیا جاسکتا ہے۔

<sup>30</sup> ریونیو پاسٹر کلو میٹرز (آر پی کے) یارونیو پاسٹر مائلز (آر پی ایم) = ایئر لائن کی سرگرمی کا ایک پیمانہ ہے، جو بتاتا ہے کہ ادا نیگی کرنے والے مسافروں نے کتنے کلو میٹر سفر کیا۔ اس تعداد کا حساب مسافروں کی تعداد اور کل فاصلے کو ضرب دینے سے لگایا جاتا ہے اور اسے عام طور پر ایئر لائن کی "ٹریک" کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ہوائی سفر کی اصل طلب کو ظاہر کرتا ہے۔

<sup>31</sup> آئی اے سی اے سے پتہ چلتا ہے کہ ایئر لائنز کے ایئر لائنز نے آر پی کے کی نمو میں سب سے بڑا کردار ادا کیا، اس کے بعد یورپی ایئر لائنز کا نمبر آتا ہے۔

<sup>32</sup> گارٹنر فارہائی ٹیک (ایک معروف عالمی تحقیقی اور مشاورتی فرم جو ہائی ٹیکنالوجی سمیت مختلف صنعتوں کے لیے بصیرت اور تجزیے فراہم کرتی ہے) کے مطابق، 2023ء میں دنیا بھر میں آئی ٹی اخراجات میں 3.3 فیصد اضافہ ہوا۔ مجموعی طور پر آئی ٹی اخراجات ڈیٹا سینٹر کے نظام، آلات، سافٹ ویئر، آئی ٹی خدمات اور ابلاغی خدمات پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے صرف سافٹ ویئر کے زمرے نے 2023ء میں 12.4 فیصد کی دوہندسی نمو پیش کی، اس کے بعد ڈیٹا سینٹر (7.1 فیصد)، آئی ٹی خدمات (5.8 فیصد) اور ابلاغی خدمات (1.5 فیصد) کا نمبر آتا ہے جبکہ صارفین کی ترجیحات میں تبدیلی کی وجہ سے آلات میں 8.7 فیصد کمی آئی ہے۔

## شکل 6.2.1: آئی سی ٹی برآمدات



Source: State Bank of Pakistan

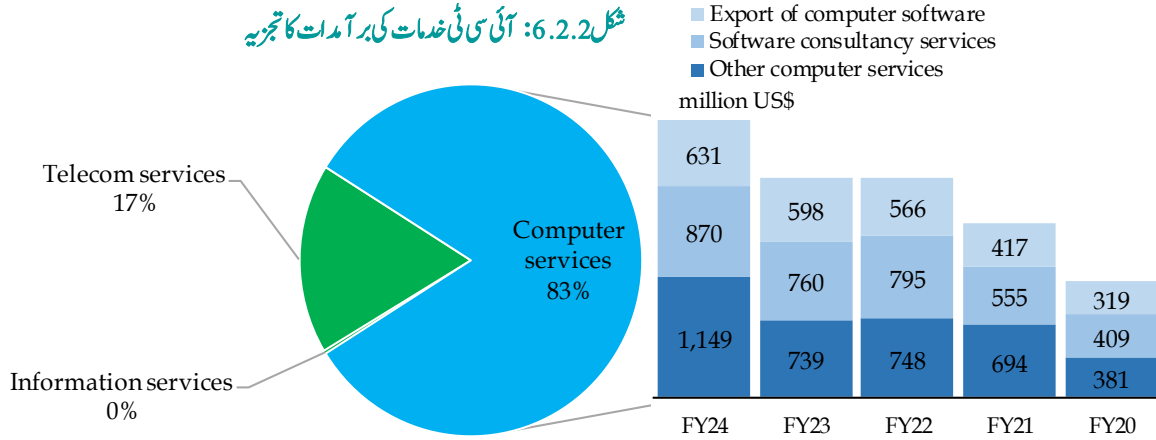
## باکس 6.2: پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات خدمات کی تجارت کے خسارے کو کم کرنے کے تناظر میں

مالی سال 24ء کے دوران 24.1 فیصد نمو کے ساتھ پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات 3.2 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ یہ اب تک کی سب سے زیادہ آئی سی ٹی برآمدات ہیں، جو مالی سال 24ء کے دوران پاکستان کی ایشیا اور خدمات کی مجموعی برآمدات کا 8.3 فیصد ہے (شکل 6.2.1)۔ آئی سی ٹی برآمدات کی استعداد اور اہداف کے پیش نظر وسط مدت کے دوران ان برآمدات سے خدمات کے کھاتے کے خسارے پر قابو پانے میں مدد مل سکتی ہے، چنانچہ اس طرح جاری کھاتے کے پائیدار توازن میں مدد مل سکتی ہے۔

آئی سی ٹی خدمات کی تین اہم ذیلی گروپوں میں درجہ بندی کی گئی ہے: ٹیلی کمیونیکیشن سروسز، کمپیوٹر سروسز اور انفارمیشن سروسز۔ کمپیوٹر سروسز سب سے بڑا شعبہ ہے، جو مالی سال 24ء کے دوران کل آئی سی ٹی برآمدات کا 80 فیصد سے زائد ہے۔ اس زمرے میں، سب سے زیادہ آمدنی فری لانسرز سمیت دیگر کمپیوٹر خدمات سے آتی ہے، اس کے بعد سافٹ ویئر کونسلٹنسی اور سافٹ ویئر کی برآمدات کا نمبر ہے۔ (شکل 6.2.2)۔<sup>33</sup>

گذشتہ سال کے دوران پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات میں نمایاں اضافے کی وجہ متعدد عوامل ہیں جن میں جی سی سی خٹے میں آئی ٹی کمپنیوں کی بڑھتی ہوئی رسائی، وزیر اعظم کا آئی ٹی پیکیج، اسٹیٹ بینک کی جانب سے فارن کرنسی اکاؤنٹس میں رقم رکھنے کی قابل اجازت حد میں نرمی، فری لانسرز کے لیے نیفاہم ورک اور شرح مبادلہ کا استحکام شامل ہیں، جن پر مختصر تبادلہ خیال حسب ذیل ہے:

## شکل 6.2.2: آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات کا تجزیہ



Source: State Bank of Pakistan

<sup>33</sup> دیگر کمپیوٹر خدمات کے زمرے میں مختلف ہارڈ ویئر، سافٹ ویئر، اور متعلقہ خدمات شامل ہیں۔ صنعت کے تخمینے بتاتے ہیں کہ پاکستان بنیادی طور پر سافٹ ویئر اور سافٹ ویئر سے متعلق خدمات برآمد کرتا ہے کیونکہ اس کا ہارڈ ویئر کا شعبہ ترقی یافتہ نہیں ہے۔

(الف) جی سی سی عطلے میں بڑھتی ہوئی رسائی: پاکستانی آئی ٹی کمپنیاں جی سی سی کلائنٹس کو شامل کرنے کے لیے سرگرم ہیں۔ چلیبی ممالک ڈیجیٹل انفراسٹرکچر کو بڑھا کر اپنی معیشتوں کو متنوع بنانے پر توجہ دے رہے ہیں، خاص طور پر مالیات، نگہداشتِ صحت اور تعلیم جیسے شعبوں میں۔<sup>34</sup> پاکستان اور جی سی سی ممالک کے درمیان مشترکہ ثقافتی مماثلت کے باعث پاکستان نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور متعدد معروف کمپنیوں نے آئی ٹی سروسز کی برآمدات میں اضافے کے لیے ان ممالک میں علاقائی اور نمائندہ دفاتر قائم کیے ہیں، نیز متعلقہ وزارتوں کے اعلیٰ حکام کی سربراہی میں پاکستانی وفد گذشتہ سال جی سی سی ممالک کا دورہ کر رہے ہیں جو اپنے میگا منصوبوں کے اہداف کے حصول کے لیے سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔<sup>35</sup>

(ب) حکومت کا آئی ٹی پیکیج: مالی سال 24ء کے بجٹ میں حکومت نے آئی ٹی اور آئی ٹی سے متعلق خدمات کو فروغ دینے اور غیر ملکی زر مبادلہ کی آمدنی کو بڑھانے کے لیے متعدد مراعات کا اعلان کیا۔<sup>36</sup> ان میں سے کچھ یہ ہیں:

- 0.25 فیصد انکم ٹیکس کی رعایتی شرح 30 جون، 2026ء تک جاری رہے گی۔
- آئی ٹی سروسز پر سبز ٹیکس 15 فیصد سے کم کر کے 5 فیصد کر دیا گیا۔
- اس شعبے کو قرض دینے سے ہونے والی آمدنی پر بینکوں کو 20 فیصد ٹیکس رعایت؛
- 24,000 ڈالر سالانہ تک کی برآمدات کا حجم رکھنے والے فری لانسرز کو سبز ٹیکس رجسٹریشن اور گوشا رے جمع کرانے سے استثنیٰ۔
- آئی ٹی اور آئی ٹی سے لیس سروس کو بغیر کسی ٹیکس کے اپنی برآمدات کا ایک فیصد تک مالیت کے سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر درآمد کرنے کی اجازت۔ ان درآمدات کی سالانہ حد 50,000 ڈالر مقرر کی گئی ہے۔

(ج) آئی ٹی برآمد کنندگان کے فارن کرنسی اکاؤنٹس میں رقم رکھنے کی قابل اجازت حد میں اضافہ:<sup>37</sup> آئی ٹی برآمد کنندگان کو آئی ٹی اور آئی ٹی سے متعلق خدمات کی برآمدات میں توسیع و اضافہ کرنے میں مدد کے لیے اسٹیٹ بینک نے اکتوبر 2023ء میں آئی ٹی برآمد کنندگان کے خصوصی فارن کرنسی اکاؤنٹس (ای ایس ایف سی اے) میں آئی ٹی برآمد کنندگان کے لیے رقم رکھنے کی قابل اجازت حد کو 35 فیصد سے بڑھا کر 50 فیصد کر دیا۔ اس سہولت نے آئی ٹی کمپنیوں کی سیالیت کو بہتر بنایا ہے اور انہیں بڑے آرڈرز کو پورا کرنے کے لیے ضروری انٹرمیڈیٹ ان پٹ حاصل کرنے کے قابل بنایا ہے۔ مزید برآں، ای ایس ایف سی اے میں بینکنگ کے استعمال کے عمل کو ہموار کیا گیا ہے، جس سے آئی ٹی برآمد کنندگان اسٹیٹ بینک یا بینکوں کی منظوری کے بغیر ان اکاؤنٹس سے براہ راست ادائیگی کر سکتے ہیں۔ بینکوں کو یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ وہ آئی ٹی برآمد کنندگان کو ڈیپٹ کارڈ کے اجراء میں مدد کریں تاکہ وہ اپنے ای ایس ایف سی اے میں موجود فنڈز کا استعمال کرتے ہوئے آن لائن ادائیگی کر سکیں۔

فری لانسرز کے لیے رقم و رک کی تکمیل:<sup>38</sup> اسٹیٹ بینک نے فری لانسرز کے لیے نیا فریم ورک متعارف کرایا تاکہ بینک اکاؤنٹس کھولنے کے عمل کو آسان بنایا جاسکے اور ان کے فارن کرنسی اکاؤنٹس میں زیادہ سے زیادہ رقم رکھنے کی اجازت دی جاسکے۔ فری لانسرز اب کم سے کم دستاویزات کے ساتھ ڈیجیٹل پینک جا کر اکاؤنٹ کھول سکتے ہیں۔ ان کے ای ایس ایف سی اے ان کے بنیادی روپیہ اکاؤنٹس کے ساتھ ساتھ برقرار رہیں گے۔ فری لانسرز کو اپنی برآمدی آمدنی کا 50 فیصد یا ماہانہ 5,000 ڈالر تک، جو بھی زیادہ ہو، اپنے ای ایس ایف سی اے میں رکھنے کی اجازت ہوگی اور وہ اسٹیٹ بینک یا بینکوں کی منظوری کے بغیر ان اکاؤنٹس سے ادائیگی کر سکتے ہیں۔

شرح مبادلہ میں استحکام: شرح مبادلہ کے پست اتار چڑھاؤ سے آئی ٹی برآمد کنندگان کو اپنے منافع کا ایک بڑا حصہ پاکستان واپس بھیجنے کی ترغیب ملی ہے۔ قمل ازیں، جیسا واقعات سے پتہ چلتا ہے، برآمد کنندگان روپے کی قدر میں کمی کی توقع میں آمدنی کو اپنے پاس رکھ رہے تھے۔

<sup>34</sup> اسے سعودی وژن 2030ء کی معاونت حاصل ہے (<https://www.vision2030.gov.sa/en/overview>)، جو مملکت کی بڑھتی ہوئی ٹیکنالوجی کے سولیوشنز اور خدمات کی طلب کو اجاگر کرتا ہے۔ متحدہ عرب

امارات، قطر، مصر اور کویت کے لیے بھی ایسے ہی ترقیاتی منصوبے موجود ہیں۔

<sup>35</sup> مارچ 2024ء میں، 38 پاکستانی آئی ٹی کمپنیوں کے ایک وفد نے سعودی عرب میں لیڈنگ ایچ ایڈوانسمنٹ اینڈ پروگریس (ای ایل ای اسے پی) کی تقریب میں شرکت کی۔ مئی 2024ء میں، پاکستانی وزیر اعظم اور آئی ٹی کے وزیر نے ابو ظہبی میں یو اے ای-پاکستان ٹیک کولبریشن کی تقریب میں شرکت کی۔

<sup>36</sup> دیگر اقدامات بھی ہیں، جیسا کہ [https://www.finance.gov.pk/budget/Budget\\_2023\\_24/Speech\\_english\\_2023\\_24.pdf](https://www.finance.gov.pk/budget/Budget_2023_24/Speech_english_2023_24.pdf) میں بیان کیا گیا ہے، جیسے آئی ٹی اور آئی ٹی خدمات کے برآمد کنندگان کے لیے خودکار استثنیٰ سرٹیفکیٹ کا اجراء، آئی ٹی سے متعلق قانونی تنازعات سے نمٹنے کے لیے خصوصی عدالتوں کی تشکیل اور 50000 آئی ٹی گریجویٹس کے لیے پیشہ ورانہ تربیت، تاہم، ان اقدامات کا نفاذ ابھی تک غیر واضح ہے۔

<sup>37</sup> <https://www.sbp.org.pk/epd/2023/FECL17.htm>

<sup>38</sup> <https://www.sbp.org.pk/bprd/2023/C5.htm>

واضح رہے کہ یہ اقدامات مالی سال 24ء کے دوران متعارف کرائے گئے ہیں اور ان کے مکمل اثرات رواں مالی سال میں رونما ہو سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آئی ٹی فرموں کو درپیش چیلنجز سے نمٹنا بھی ضروری ہے۔ ان میں بلا تھفل انٹرنیٹ کنیکٹیوٹی، جدید ترین انفراسٹرکچر، ادائیگی کے عالمی نظام (پیسی PayPal) تک رسائی، سائبر سیکیورٹی کے خطرات کو کم کرنا، ڈیٹا کا تحفظ اور جدید ٹیکنیکی مہارتوں کی تیاری شامل ہیں۔<sup>39</sup>

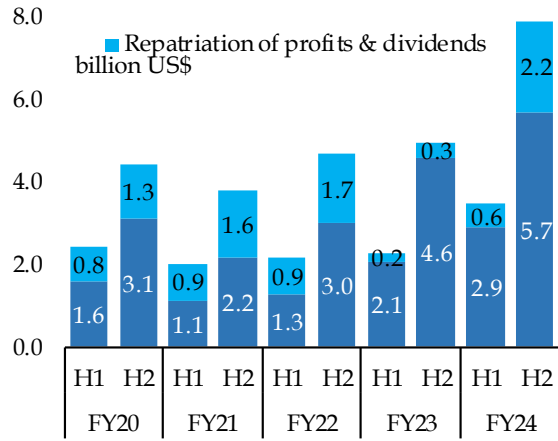
ان چیلنجوں کو وجہ سے پہلے ہی کئی آئی ٹی فرمیں اور فری لانسرز مسائل کا شکار ہونا شروع ہو گئے ہیں۔<sup>40</sup> لہذا یہ ضروری ہے کہ نمو کی اس راہ کو برقرار رکھنے اور آئی ٹی کی تبدیلی کی صلاحیت کو بروئے کار لانے کے لیے ان مسائل کو حل کیا جائے۔ حکومت کو سرکاری اور نجی دونوں شعبوں میں معیشت کی ڈیجیٹلائزیشن کو ترجیح دینی چاہیے۔ اس میں آئی ٹی خدمات کی بلا تھفل دستیابی اور استطاعت کے مسائل سے نمٹنا، اسٹارٹ اپس اور فری لانسرز کے لیے سازگار ماحول کو فروغ دینا، معاون فریم ورک متعارف کروا کر مضبوط ٹیکنالوجی کو یقینی بنانا اور متعلقہ تربیت اور ساز و سامان کے ذریعے انسانی وسائل کی مہارتوں کو بہتر بنانا شامل ہے۔

### بنیادی آمدنی کا کھاتہ

مالی سال 24ء کے دوران بنیادی آمدنی کا خسارہ بڑھ کر 8.6 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جو گذشتہ سال 5.8 ارب ڈالر تھا۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر بیرونی قرضوں پر سودی ادائیگی میں نمایاں اضافے اور واجب الادا منافعوں اور منافع منقسمہ کی واپسی کی وجہ سے ہوا (شکل 6.14)۔ سودی ادائیگیوں میں اضافے کی وجہ بیرونی قرضوں کے اسٹاک اور عالمی شرح سود دونوں میں اضافہ ہے۔<sup>41</sup>

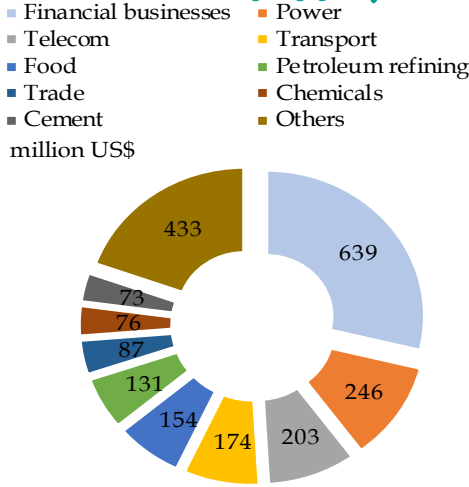
دریں اثناء، زرمبادلہ کی سیالیت میں اضافے سے بینکوں کو واجب الادا منافع اور منافع منقسمہ کی واپسی کی ادائیگی کرنے میں مدد ملی، جس سے پہلی ششماہی کے مقابلے میں دوسری ششماہی کے دوران منافع اور منافع منقسمہ کی واپسی میں تقریباً تین گنا اضافہ ہوا، مالی سال 24ء میں مجموعی طور پر 2.2 ارب ڈالر۔ اس میں سے تقریباً نصف چار اہم شعبوں، خدمات، بجلی، ٹیلی کام اور نقل و حمل سے حاصل ہوا، جس سے معیشت میں سرمایہ کاری کے رجحان میں تنوع کی کمی کی عکاسی ہوتی ہے (شکل 6.15)۔

### شکل 6.14: بنیادی آمدنی کے کھاتے کے تحت ادائیگیاں



Source: State Bank of Pakistan

### شکل 6.15: بلحاظ شعبہ منافع کی واپسی

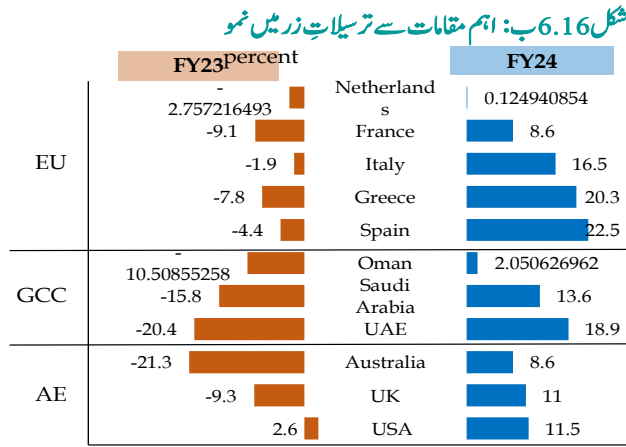


Source: State Bank of Pakistan

<sup>39</sup> اوکلا کے اسپڈ ٹیسٹ گلوبل انڈیکس جو ممالک کی اوسط انٹرنیٹ ڈاؤن لوڈ اور اپ لوڈ کی رفتار سے انٹرنیٹ کی کارکردگی کی پیمائش کرتا ہے، کے مطابق، جون 2024ء تک اوسط انٹرنیٹ ڈاؤن لوڈ کی رفتار کے لحاظ سے پاکستان 142 ویں نمبر پر ہے۔ یہ سری لنکا (131)، بنگلہ دیش (100)، بھارت (85) اور نیپال (77) جیسے علاقائی ہمسروں کے مقابلے میں سب سے کم ہے۔

<sup>40</sup> پاکستان بزنس کونسل (پی بی سی) کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سازگار انفراسٹرکچر کی کمی کی وجہ سے زیادہ تر آئی ٹی کمپنیاں دوسرے خطوں میں منتقل ہو رہی ہیں۔ انفراسٹرکچر کے مسائل میں معاہدوں کے نفاذ، کاروباری اخراجات کی بلند شرح، سیاسی غیر یقینی صورت حال، بجلی کی بڑھتی ہوئی قیمتیں، اور امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال شامل ہیں۔

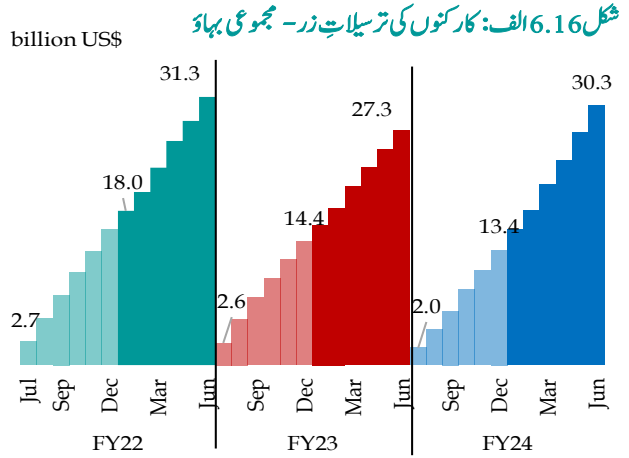
<sup>41</sup> 10 سالہ امریکی ریاستی اثاثہ یافتمالی سال 22ء کے 1.9 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 23ء میں 3.6 فیصد اور مالی سال 24ء میں 4.3 فیصد ہو گئی۔ اسی طرح کی صورت حال برطانیہ کے بانڈز کی یافت میں بھی دیکھی گئی۔



Source: State Bank of Pakistan

یہ بات قابل غور ہے کہ اسٹیٹ بینک اور حکومت کی جانب سے متعارف کرائے گئے متعدد اقدامات کے مطلوبہ نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ زمرہ ب کی کچھ مبادلہ کمپنیوں کی بندش سے کرب مارکیٹ پر بیمہ پر اضافی دباؤ کو کم کرنے میں مدد مل رہی ہے۔<sup>44</sup> مزید برآں، بیشتر بڑے و درمیانے درجے کے بینک، جو زر مبادلہ کے کاروبار میں فعال طور پر مصروف ہیں، نے مارکیٹ میں جگہ بنانے کے لیے اپنی ذیلی مبادلہ کمپنیاں قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ علاوہ ازیں بعض بینکوں نے صارفنی اساس کو بڑھانے کے لیے ترسیلات زر کے اکاؤنٹس / آمد سے متعلق مختلف مراعات متعارف کرائی ہیں۔<sup>45</sup>

مزید برآں، حکومت نے مختلف ترغیبی اسکیموں میں تبدیلیاں کی ہیں تاکہ ان کی اثرا نگیزی کو بڑھایا جاسکے اور سرکاری چینلز کے ذریعے ترسیلات زر کی زیادہ سے زیادہ آمد کی ترغیب دی جاسکے۔ مثلاً ترسیلات زر کے اہل لین دین کے لیے ٹی ٹی چارجز کی شرح کو ایس اے آر 20 سے بڑھا کر ایس اے آر 30 کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح مالی اداروں کے لیے پانچ فیصد تک، پانچ سے دس فیصد اور دس فیصد سے زائد کی ترسیلات زر پر نقد مراعات کی شرح بھی بڑھا کر بالترتیب ایک روپے، دو



Source: State Bank of Pakistan

### کارکنوں کی ترسیلات زر

مالی سال 24ء کے دوران کارکنوں کی ترسیلات زر 10.7 فیصد اضافے کے ساتھ 30.3 ارب ڈالر رہیں جبکہ مالی سال 23ء میں ان میں کمی ہوئی تھی۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ نمو وسیع البنیاد تھی، جس میں تمام اہم راہداریوں سے آنے والی رقوم نے دو ہندسی نمودار کی (شکل 6.16 الف اور 6.16 ب)۔ متعدد عالمی اور ملکی عوامل کو اس اضافے کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

عالمی سطح پر، امریکہ اور یورپ میں مہنگائی میں کمی کے ساتھ ساتھ مضبوط لیبر مارکیٹوں کے باعث حقیقی اجرتیں بڑھ گئیں، جس کے نتیجے میں ان معیشتوں سے ترسیلات زر میں اضافہ ہوا۔<sup>42</sup> جی سی سی ممالک کے ضمن میں، سعودی میگا منصوبوں میں روزگار کے مضبوط مواقع ایک اہم عنصر تھے، جیسا کہ جی سی سی میں تارکین وطن کی بڑھتی ہوئی تعداد سے ظاہر ہوتا ہے (شکل 6.17)۔ ملکی محاذ پر، کرب پر بیمہ میں کمی لانے کے لیے کیے گئے پالیسی اقدامات سے بذریعہ سرکاری چینلز ترسیلات زر کی آمد کو بڑھانے میں بھی مدد ملی۔<sup>43</sup>

<sup>42</sup> عالمی بینک کا مائیکرو اینڈ ڈیولپمنٹ بریف 40، جون 2024ء۔

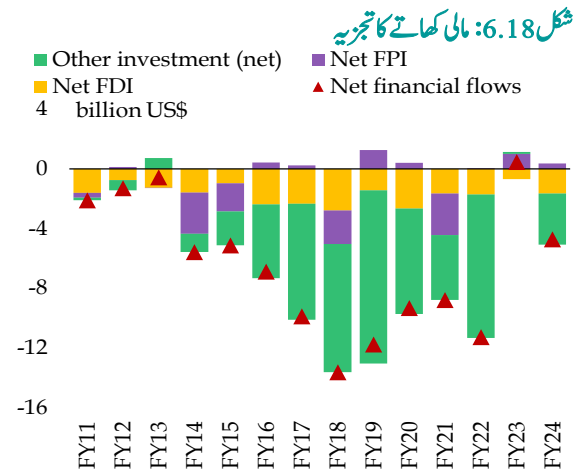
<sup>43</sup> اوسط ماہانہ بہاؤ مالی سال 23ء کے 2.28 ارب ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 24ء میں 2.52 ارب ڈالر ہو گیا۔

<sup>44</sup> زر مبادلہ کمپنیوں کے اختیار سے متعلق اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز بتاریخ 13 فروری 2024ء

<sup>45</sup> مثال کے طور پر، ایک بڑے بینک نے اپنے ترسیلات زر کے اکاؤنٹ پر مفت حیاتی اور صحت بیمہ اور ایب اور ادویات پر چھوٹ پیش کی ہے۔ ایک دوسرے اوسط سائز کے بینک نے ترسیل کی پروسیجر کو تیز کرنے کے لیے ایک جدید ری ٹینس سرورس متعارف کرائی ہے، جس میں زر مبادلہ کی مسابقتی شرحیں پیش کی گئی ہیں۔

رقوم کا اخراج دکھائی دیا۔ مزید برآں، علاوہ مالی سال 23ء، سرمائے کی منتقلی بھی معمول کے مطابق پست رہی۔<sup>48</sup>

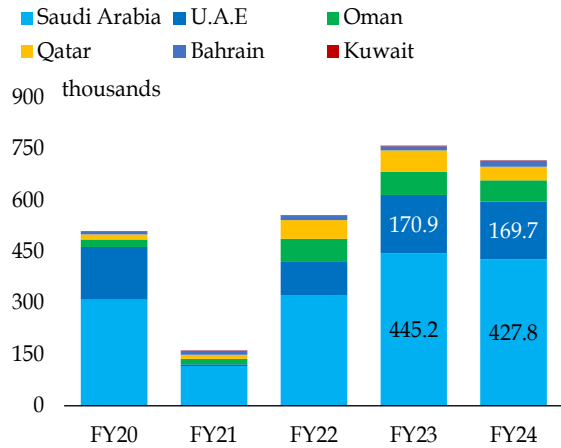
روپے اور تین روپے فی ڈالر کر دی گئی تھی۔<sup>46</sup> آخر آ، اے ڈی بی کی ایک حالیہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان میں بلند مہنگائی ترسیلات زر میں اضافے کی ایک اہم وجہ ہے کیونکہ پاکستان میں ان کے زیر کفالت افراد کو ضروریات زندگی کی بڑھتی ہوئی لاگت سے نمٹنے کے لیے زیادہ رقم کی ضرورت ہے۔<sup>47</sup>



Note: as per BPM6, negative sign means net FX inflow into Pakistan and vice versa

Source: State Bank of Pakistan

**شکل 6.17: بیرون ملک جانے والے رجسٹرڈ کارکنوں کی تعداد**



Source: Bureau of Emigration & Overseas Employment

**پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری**

گذشتہ برس کے برخلاف، مجموعی آمد رقوم، مجموعی اخراج سے خاصی زیادہ تھی۔ نتیجتاً، خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری 16.9 فیصد نمو سے مالی سال 24ء کے دوران میں 1.9 ارب ڈالر ہو گئی۔ بجلی (علاوہ تھرمل)، تیل اور گیس کی تلاش، اور کان کنی جیسے بڑے شعبوں میں مجموعی آمد رقوم بلند تھی، جبکہ مواصلات، تھرمل پاور، اور مالی کاروباری اداروں جیسے شعبوں میں مجموعی اخراج ہوا (شکل 6.19)۔

**6.4 مالی کھاتہ**

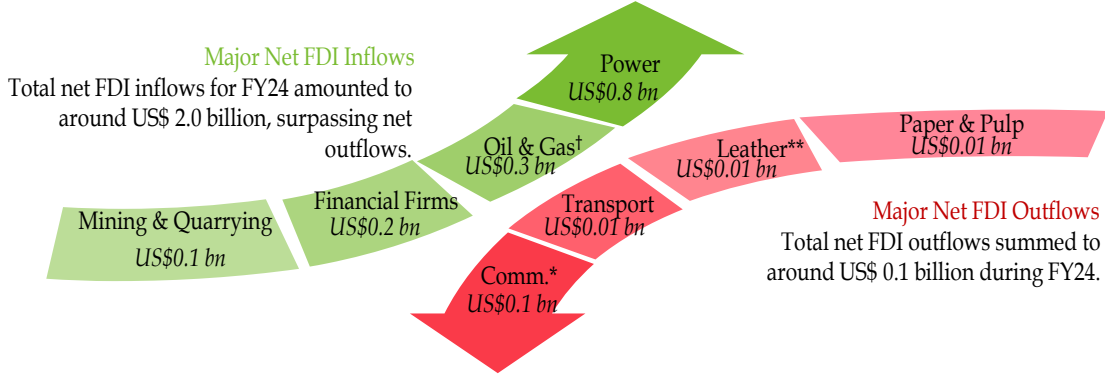
مالی سال 24ء کے دوران، مالی کھاتے میں 4.7 ارب ڈالر کی خالص آمد ہوئی، جبکہ مالی سال 23ء کے دوران 0.5 ارب ڈالر کا خالص اخراج ہوا تھا (شکل 6.18)۔ مالی کھاتوں میں یہ تبدیلی دوران سال رقوم کی زیادہ آمد اور قرضوں کی نمایاں طور پر پست ادائیگی دونوں کی وجہ سے تھی۔ نجی سرمایہ کاری کے معاملے میں، اگرچہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں بہتری آئی، تاہم اپریل 2024ء میں یوروبانڈ کی ادائیگی کی وجہ سے بیرونی جزدانی سرمایہ کاری میں

<sup>46</sup> اس سے پہلے، یہ ہر سلیب کے لیے بالترتیب 0.5 روپے، 0.75 روپے اور ایک روپے فی ڈالر تھا۔

<sup>47</sup> مطالعے کے نتائج، جو کہ اس لنک پر دستیاب ہیں <https://www.adb.org/publications/understanding-drivers-remittances-pakistan> یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ملکی مہنگائی کا ترسیلات زر پر مسلسل مثبت اثر ہوتا ہے، حالانکہ یہ ہمیشہ شاریاتی طور پر اہم نہیں ہوتا۔ یہ نتیجہ دیگر مطالعات سے بھی ہم آہنگ ہے اور یہ بتاتا ہے کہ جب ملکی مہنگائی میں تیزی آتی ہے اور گھرانوں کی حقیقی آمدنی میں کمی ہوتی ہے تو مہاجرین فلاحی مقصد سے زیادہ رقم وطن بھیجتے ہیں۔

<sup>48</sup> مالی سال 23ء میں ریکوڈک پروڈیکٹ کے ذریعے قرضہ معافی کی مد میں سرمایہ اکاؤنٹ میں 221 ملین ڈالر کی رقم دیکھی گئی۔

شکل 6.19: مالی سال 2024ء میں بلحاظ شعبہ اہم خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی آمد



\*communications; \*\*leather & leather products; †exploration

Source: State Bank of Pakistan

حکومت کی جانب سے براؤن فیلڈ ریفاؤنڈری پالیسی متعارف کرائے جانے کے بعد آئل ریفاؤنڈنگ کے لیے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں اضافہ دیکھا گیا، جس کا مقصد غیر ملکی سرمایہ کاروں کے اعتماد میں کمی کا سدباب اور جاری منصوبوں میں سرمایہ کاری کو فروغ دینا تھا۔<sup>49</sup> یہ پالیسی گرین فیلڈ ریفاؤنڈری پالیسی کے تابع ہے۔

تجارت کے ذیلی شعبے میں، ایک فرانسیسی کمپنی، جس نے بے نقد (کیش لیس) لین دین متعارف کرایا تھا، کی جانب سے رقوم کی آمد ہوئی تھی۔ اسی طرح، مالی کاروبار سے منسلک اداروں نے ایک کمرشل بینک کی ملکیتی مبادلہ کمپنی کے آپریشنز کے لیے ملائیشیا کی جانب سے سرمایہ کاری حاصل کی۔ ایک ڈیجیٹل ادارے کی جانب سے ٹریڈنگ کمپنی کے جزوی حصول کی وجہ سے ذخیرہ کاری کی سہولتوں میں

مجموعی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بہاؤ درج کرنے والے اہم شعبے

توانائی کے شعبے میں کونکے اور پن بجلی کے منصوبوں میں نمایاں سرمایہ کاری دکھائی دی، جو پیشتر چین سے تھی۔ تھرکول فیلڈز کو ریل کے ذریعے منسلک کرنے کے لیے ایک الیکٹرک کمپنی کی سرمایہ کاریاں بھی اس میں شامل تھیں۔<sup>49</sup> مزید برآں، 1320 میگاواٹ کے کونکے سے چلنے والے پاور پلانٹ کے مشترکہ منصوبے میں بھی رقوم کی آمد ہوئی۔ اسی طرح سو کی کناری منصوبہ جو اس وقت جاری ہے اس میں چین کی جانب سے سرمایہ کاری حاصل ہوئی۔<sup>50</sup> نیز، ایک جاری شمسی توانائی کے منصوبے کو ڈیجیٹل کمپنی سے سرمایہ کاری ملی۔<sup>51</sup>

آرامکو کی جانب سے آئل کی کھدائی اور تلاش کی ایک مقامی پاکستانی فرم میں ایکویٹی حصص کے حصول کے باعث تیل اور گیس کی تلاش کے لیے رقوم کی آمد میں اضافہ ہوا۔<sup>52</sup> کان کنی اور کھدائی کے شعبے میں، سب سے زیادہ بہاؤ بیرک گولڈ کارپوریشن سے ریکوڈک منصوبے میں حاصل کیے گئے تھے۔<sup>53</sup>

<sup>49</sup> [www.gem.wiki/Port\\_Qasim\\_EPC\\_power\\_station](http://www.gem.wiki/Port_Qasim_EPC_power_station); انرجی مانیٹر

<sup>50</sup> سی پیک: [www.cpec.gov.pk/project-details/15](http://www.cpec.gov.pk/project-details/15)

<sup>51</sup> نیپرا: [www.nepra.org.pk/tariff/Tariff/Petitions/2019/December/Tariff%20petition%20-%20Helios%20Web.pdf](http://www.nepra.org.pk/tariff/Tariff/Petitions/2019/December/Tariff%20petition%20-%20Helios%20Web.pdf)

<sup>52</sup> ماخذ: [www.aramco.com/en/news-media/news/2024/aramco-completes-acquisition-of-stake-in-gas-and-oil-pakistan](http://www.aramco.com/en/news-media/news/2024/aramco-completes-acquisition-of-stake-in-gas-and-oil-pakistan)

<sup>53</sup> ماخذ: [www.barrick.com/English/operations/reko-diq/default.aspx](http://www.barrick.com/English/operations/reko-diq/default.aspx)

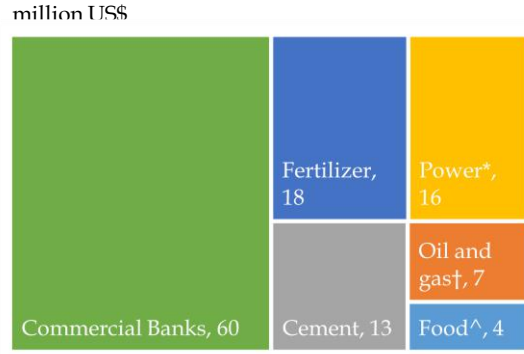
<sup>54</sup> موجودہ / براؤن فیلڈ ریفاؤنڈری کی اپ گریڈیشن کے لیے پاکستان آئل ریفاؤنڈنگ پالیسی، 2023ء؛ وزارت توانائی (پٹرولیم ڈویژن)

بینک دولت پاکستان کی سالانہ رپورٹ 2023-2024ء

بھی آمد رقوم دیکھی گئی۔ ایک سوئس میڈیکل انووینر (طبی جدت طراز) نے بھی مقامی اسپتالوں کے اشتراک میں سرمایہ کاری کی۔<sup>55</sup>

تجارت اور پروسیڈنگ پر کام کرنے والی ڈچ کمپنی، جو پاکستان میں قدم جمارہی ہے، کی جانب سے متفرق شعبوں - روغنی بیجوں، اناج اور چاول - میں سرمایہ کاری حاصل ہوئی۔<sup>56</sup>

### شکل 6.20: مالی سال 24ء میں بلحاظ شعبہ خالص ایف پی آئی

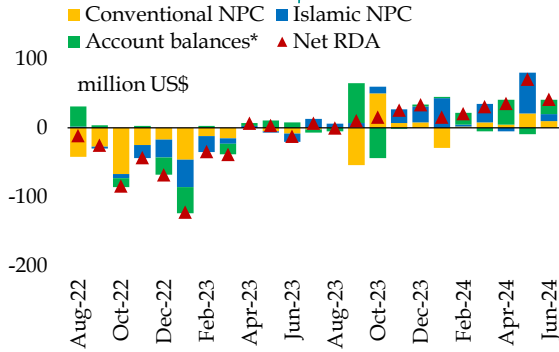


\*generation & distribution; †exploration & marketing; ^ & personal care products

Source: State Bank of Pakistan

مجموعی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے اخراج کو ظاہر کرنے والے اہم شعبے بجلی کے شعبے میں بھی ایک کونسل پر مبنی پاور پروجیکٹ میں رقوم کا اخراج دکھائی دیا۔ مزید برآں آج پاور پراجیکٹ کی تکمیل کے نتیجے میں تھرمل پاور پراجیکٹ کی جانب سے رقوم کا اخراج ہوا۔

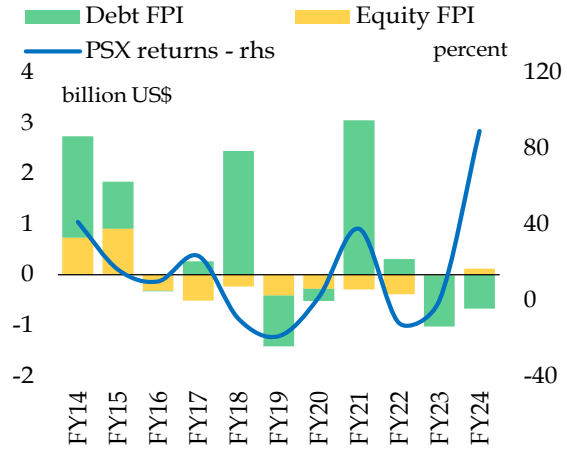
### شکل 6.22: آرڈی اے سے رقوم کا بہاؤ



\*including Roshan equity investments and other liabilities (outstanding position in government securities like T-bills, Sukuk, real estate, mutual funds, etc. but excludes NPCs)

Source: State Bank of Pakistan

### شکل 6.21: ایف پی آئی اور اسٹاک مارکیٹ کی کارکردگی



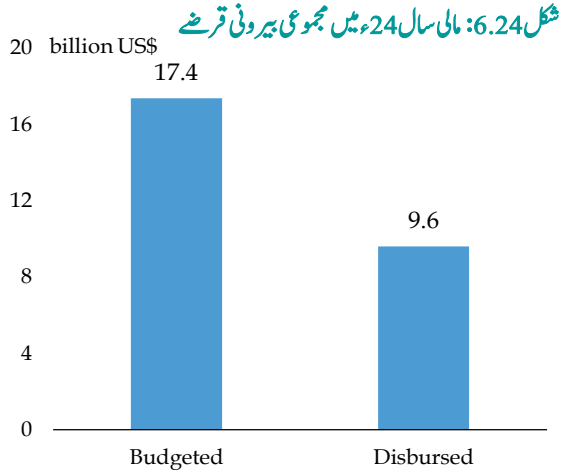
Sources: SBP and Haver Analytics

مواصلات کے شعبے میں خطیر رقوم کا اخراج دکھائی دیا کیونکہ ایک بڑی ٹیلی کام کمپنی نے اپنے حصص ایک مقامی کمپنی کو فروخت کیے، جس کے نتیجے میں اس شعبے سے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا خالص اخراج ہوا۔<sup>57</sup> اسی طرح، کیمیکلز کے شعبے میں ایک مقامی کمپنی کی جانب سے ایک غیر ملکی کمپنی کی خریداری کے بعد رقم کی ادائیگی کی گئی۔ پیٹرولیم ریفائننگ میں خریداریوں کے نتیجے میں لکسمبرگ کو بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا مجموعی اخراج ہوا۔

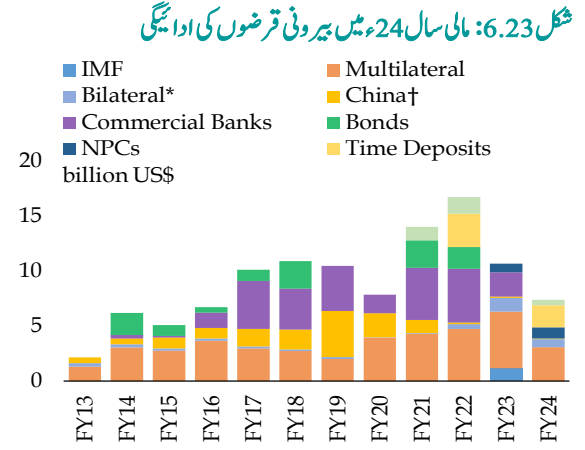
<sup>55</sup> اے کے یو ایچ؛ [www.hospitals.aku.edu/pakistan/AboutUs/News/Pages/akuh-partnership-with-medtronic.aspx#:~:text=Medtronic%2C%20renowned%20for%20its%20prowess,and%20tackle%20global%20health%20challenges.](http://www.hospitals.aku.edu/pakistan/AboutUs/News/Pages/akuh-partnership-with-medtronic.aspx#:~:text=Medtronic%2C%20renowned%20for%20its%20prowess,and%20tackle%20global%20health%20challenges.)

<sup>56</sup> سوئس ڈرافٹس کمپنی؛ 2023ء انٹرنیٹ رپورٹ

<sup>57</sup> پی ٹی سی ایل پریس ریلیز، 14 دسمبر 2023ء



Source: Economic Affairs Division



\*excluding China; †including deposits

Source: Economic Affairs Division

تاہم، متاثر کن نفع آوری کے باوجود، ایکویٹی مارکیٹ صرف 121 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری حاصل کر سکی، جس میں پیشتر کمرشل بینکوں، کھاد، سینٹ، بجلی، تیل اور گیس، اور خوراک کے شعبوں پر مرکوز تھی (شکل 6.20)۔ اقتصادی اور سیاسی غیر یقینی صورت حال، بلند مہنگائی کے سبب نمو کے کمزور امکانات، اور فروری 2023ء کے دوران کمی کے بعد ریاستی کریڈٹ ریٹنگ میں کوئی اضافہ نہ ہونا ایسے عوامل ہیں جنہوں نے ایکویٹی مارکیٹ میں سرمایہ کاری کو محدود کر دیا (شکل 6.21)۔<sup>59</sup>

قرضوں کے آلات میں، بنیادی طور پر اسلامی نیا پاکستان سرٹیفکیٹ نے روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس کے ذریعے نمایاں رقوم حاصل کیں۔ مالی سال 24ء کے دوران اسلامی نیا پاکستان سرٹیفکیٹ (اسلامی این پی سیز) میں دلچسپی بڑھ رہی ہے، جیسا کہ روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس (آر ڈی اے) کے ذریعے بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس نمو کی ایک اہم وجہ ان آلات پر منافع کی شرح میں کیا جانے والا اضافہ تھا (شکل 6.22)۔<sup>60</sup>

خوراک اور مشروبات کے شعبے میں مجموعی اخراج کی بڑی وجہ ایک نوزائیدہ بچوں کی فارمولارہ شیلنگ کمپنی کے جزوی حصص کی ایک جاپانی کمپنی کو فروخت تھی۔ مزید برآں کاربوئیٹڈ اور مصنوعی طور پر میٹھے مشروبات پر فیڈرل ایکسائز ٹیکسز میں اضافے سے اس شعبے میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے۔<sup>58</sup>

تعمیراتی شعبے میں اپارٹمنٹ کی عمارت کے ایک منصوبے کی تکمیل کی وجہ سے متحدہ عرب امارات کی جانب سے رقوم کا اخراج ہوا۔ ایک بند ہونے کے قریب اماراتی کمپنی کی جانب سے بھی رقوم کا اخراج ہوا۔ ایک سوئس تجارتی کمپنی سے آنے والی رقوم میں کمی آئی کیونکہ اس نے اپنے آپریشنز بتدریج ختم کر دیے۔

### بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

مالی سال 24ء کے دوران بیرونی جزدانی سرمایہ کاری سے خالص اخراج 0.4 ارب ڈالر رہا، جو مالی سال 23ء کے 1.0 ارب ڈالر کے خالص اخراج سے کم ہے۔ یہ اس لیے ہوا کیونکہ مالی سال 24ء کے دوران قرض اور ایکویٹی مارکیٹوں میں بڑھتی ہوئی آمدنی نے ایک ارب ڈالر کے یوربائٹ کی ادائیگی کی جزوی تلافی کر دی۔

<sup>58</sup> سرکلر نمبر 01 برائے 2023ء، سی نمبر 3(1) ایس ٹی- ایل اینڈ پی / 2019ء (پی ٹی- آئی) / 33186- آر، حکومت پاکستان، ریویو ڈویژن، وفاقی دفتر حاصل

<sup>59</sup> کریڈٹ ریٹنگ جمود کا شکار ہے، آخری تازہ کاری نے جولائی 2024ء میں کی تھی۔ دسمبر میں اسٹیٹس کی تصدیق کی گئی تھی جو سی سی پر برقرار تھی۔ دیگر کریڈٹ ریٹنگ ایجنسیوں نے بھی پاکستان کی ریٹنگ مستحکم رکھی ہے (موڈیز کی جانب سے سی اے 3 اور ایس اینڈ پی کی جانب سے سی سی سی پیس)۔ ماخذ: ٹریڈنگ آٹانکس نیچر ریننگز

<sup>60</sup> خاص طور پر، 3 ماہ کے این پی سیز پر ڈالر کی شرح منافع کو 7.0 سے بڑھا کر 8.25 فیصد، 6 ماہ کے این پی سیز پر 7.2 سے 8.5 فیصد اور 12 ماہ کے این پی سیز پر 7.5 فیصد سے بڑھا کر 9 فیصد کر دیا گیا۔

جدول 6.3: مالی سال 24ء کے اہم منصوبوں میں برآمدی قرضے کے بہاؤ کا تجزیہ

منظم	منصوبے کا نام	منصوبے کا بیان / مقصد	دی گئی رقم ملین ڈالر
	سندھ فلڈ ایمر جنسی ری ہیبیلی ٹیشن (ایس ایف ای آر)	جسمانی ٹپک، نقد برائے کام پروگراموں کے ذریعے روزگار کے مواقع کی معاونت کرنا، ادارہ جاتی مضبوطی اور تکنیکی معاونت، منصوبے کا انتظام اور آپریشنل اخراجات، اور ہنگامی صورت حال میں فوری رد عمل۔	243.2
عالمی بینک*	سندھ فلڈ ایمر جنسی ہاؤسنگ (ایس ایف ای ایچ)	مکانوں کی تعمیر نو کی گرانٹس، ادارہ جاتی مضبوطی اور تکنیکی معاونت، اور منصوبے کے انتظام اور عمل درآمد کی معاونت۔	250.0
	پائیدار معیشت کے لیے سیکنڈری لینٹ انسٹی ٹیوٹن (رائز-2) ڈیولپمنٹ پالیسی فنانسنگ	جامع اور پائیدار اقتصادی ترقی کے لیے مسابقت کو فروغ دیتے ہوئے مالیاتی انتظام کو مضبوط بنانا	350.0
ایشیائی ترقیاتی بینک	وسائل کو بہتر طور پر متحرک کرنا اور اس سے استفادہ کرنا	وژن 2025ء کے حصے کے طور پر مالیاتی یکجہائی کے حصول میں حکومت کی مدد کرنا	300.0
	پائیدار سرکاری ونجی پروگرام کو فروغ	وسیع البنیاء، جامع اور پائیدار اقتصادی ترقی کو فروغ دینے میں حکومت کی معاونت	250.0
ایشیائی انفراسٹرکچر انویسٹمنٹ بینک	پائیدار معیشت کے لیے سیکنڈری لینٹ انسٹی ٹیوٹن (رائز-2) ڈیولپمنٹ پالیسی فنانسنگ	پائیدار جامع اقتصادی ترقی دونوں کے لیے مالیاتی انتظام کو مضبوط بنانے اور مسابقت کو فروغ دینے کا ہدف	249.4
اسلاک ڈیولپمنٹ بینک	مراسمہ مالکاری سہولت	مندرجہ ذیل کی خریداری کے لیے اسلامی تھیل مدتی مالکاری: مصنوعات کی انوینٹری، خام مال، اجناس، زرعی اہن پھٹ، آلات اور مشینری، گاڑیاں	100.0
	آئی ٹی ایف سی تھیل مدتی مالکاری	تیل اور ایل این جی کی درآمد	100.0

\* اس میں انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایسوسی ایشن (آئی ڈی اے) اور انٹرنیشنل بینک فار ری کنسٹرکشن اینڈ ڈیولپمنٹ (آئی بی آر ڈی) شامل ہیں۔

آخذ: عالمی بینک، اے ڈی بی، اے آئی آئی بی، آئی ایس ڈی بی، ای اے ڈی

زر مبادلہ قرضے اور واجبات

مالی سال 24ء کے دوران زر مبادلہ قرضوں اور واجبات کی خالص آمد 3.3 ارب ڈالر درج کی گئی (شکل 6.23)۔ ان رقموں کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر قرضے کثیر فریقی اداروں جیسے آئی ایم ایف، عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک سے حاصل کیے گئے تھے۔ خاص طور پر آئی ایم ایف نے 9 مہینوں کے اسٹیٹڈ بائی اریجنمنٹ کے تحت تین قسطوں میں 3.0 ارب ڈالر کی ادائیگی کی۔

کثیر فریقی رقم کی آمد کے علاوہ دیگر دو طرفہ بہاؤ میں سعودی آئل کی سہولت کے تحت 595.2 ملین ڈالر؛ مہمند ڈیم ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کے لیے 96.3 ملین ڈالر؛<sup>61</sup> اور قراقرم ہائی وے اور پشاور کراچی موٹروے کے فیئر II کے لیے چین سے 58.3 ملین ڈالر شامل ہیں۔<sup>62</sup>

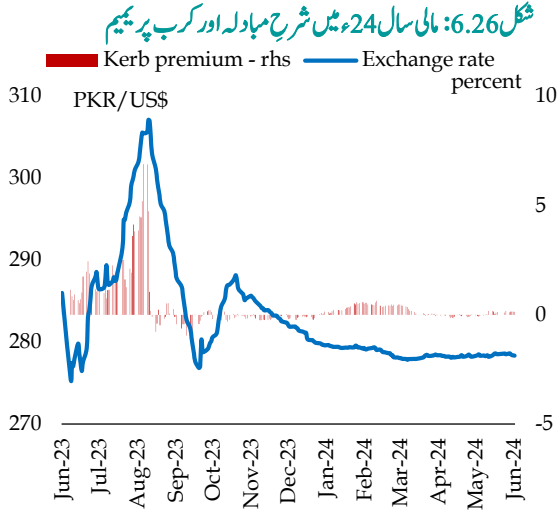
اس کے علاوہ پاکستان نے مالی سال 24ء کے دوران سعودی عرب سے 2.0 ارب ڈالر (حکومت کی تحویل میں ٹائم ڈپازٹ) اور متحدہ عرب امارات سے ایک ارب ڈالر (مرکزی بینک میں ڈپازٹ) اور چین سے 508.3 ملین ڈالر کا ضمانت شدہ قرض حاصل کیا۔ زیر جائزہ مدت کے دوران این پی سیز سے حاصل کیا گیا مجموعی قرض 1.1 ارب ڈالر تھا۔ تاہم، مالی سال 24ء کے دوران حاصل کی گئی زر مبادلہ قرضوں کی رقم میزانیہ تخمینوں کا تقریباً نصف تھی (شکل 6.24)۔

عالمی بینک نے 2.2 ارب ڈالر قرض دیے جن میں ایک اہم حصہ (493.2 ملین ڈالر) سندھ فلڈ ایمر جنسی ری ہیبیلی ٹیشن اور ہاؤسنگ پروجیکٹس (ایس ایف ای آر اور ایس ایف ای ایچ) کے لیے مختص تھے۔ پروجیکٹ اور قرض گار کے لحاظ سے بڑی رقم کی آمد کے بارے میں تفصیلات جدول 6.3 میں دی گئی ہیں۔

<sup>61</sup> واپڈا: [www.archive.wapda.gov.pk/index.php/projects/water-sector/under-construction/mohmand-dam-hydropower-project](http://www.archive.wapda.gov.pk/index.php/projects/water-sector/under-construction/mohmand-dam-hydropower-project)

<sup>62</sup> ead.gov.pk

اوسطاً 1.2 روپے ہو گیا، جو مالی سال 23ء کے 5.2 کی اوسط سے کم تھا (شکل 6.26)۔

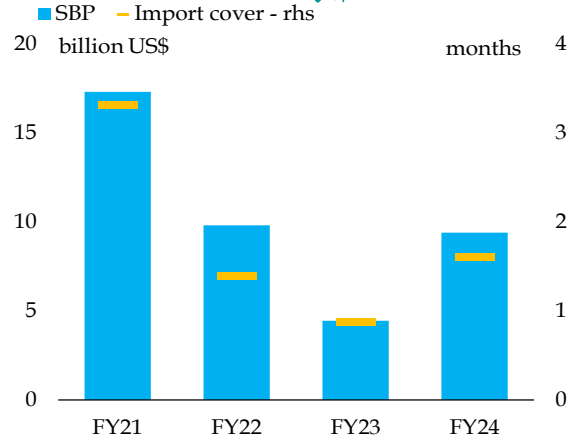


Source: State Bank of Pakistan

ابتدائی طور پر، جولائی تا اگست 2023ء کے دوران، سخت عالمی حالات، بڑھتی ہوئی ملکی غیر یقینی صورت حال، اور جاری کھاتے کے بلند خسارے نے زر مبادلہ منڈی کے دباؤ میں اضافہ کیا تھا۔ تاہم حکومت کے انتظامی اقدامات اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے ستمبر 2023ء میں مبادلہ کمپنیوں کی اصلاحات متعارف کروانے کے بعد روپے کی قدر میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔

نومبر 2023ء میں آئی ایم ایف کی ایس بی اے قسط کے حوالے سے غیر یقینی صورت حال نے روپے پر دباؤ بڑھا دیا جس کے نتیجے میں اس کی قدر میں قدرے کمی واقع ہوئی۔ قسط کی ادائیگی کے بعد، مارچ 2024ء کے آغاز میں روپے کی قدر بتدریج بڑھ کر تقریباً 278 روپے تک پہنچ گئی اور اس کے بعد سے، اسی سطح پر مستحکم رہی ہے۔ فروری تا اپریل 2024ء کے دوران مشاہدہ کردہ گئے جاری کھاتے کے زر فاضل سے اس استحکام کو مزید تقویت ملی۔ درحقیقت، منتخب ای ایگز میں پاکستانی روپیہ ایک بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی کرنسی رہا ہے (شکل 6.27)۔

### شکل 6.25: مدت کے اختتام پر پاکستان کے زر مبادلہ ذخائر



Source: State Bank of Pakistan

### 6.5 شرح مبادلہ اور زر مبادلہ کے ذخائر

مالی سال 24ء کے دوران زر مبادلہ کے ذخائر میں دوگنا اضافہ ہوا۔ اسٹیٹ بینک کے زر مبادلہ کے سیال ذخائر جون 2024ء کے اختتام پر بڑھ کر 9.4 ارب ڈالر ہو گئے جبکہ جون 2023ء کے اختتام پر یہ 4.4 ارب ڈالر تھے (شکل 6.25)۔ اہم بات یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کے فارورڈ / سوپ واجبات میں کمی کے ساتھ ذخائر کے معیار میں بھی بہتری آئی ہے۔<sup>63</sup> اہم عوامل، جن کے بارے میں پہلے بھی بتایا گیا ہے، میں بہتر مالی بہاؤ اور جاری کھاتے کے خسارے میں کمی شامل ہے، جس نے اسٹیٹ بینک کو بیرونی بفرز تیار کرنے کے لیے گنجائش فراہم کی۔ اس کے علاوہ مالی سال 24ء کے دوران زر مبادلہ قرضوں کی وصولی بھی کم رہی۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 24ء کے اختتام تک زر مبادلہ کے ذخائر بڑھ کر 1.6 ماہ کی اشیاء خدمات کی درآمدات کے لیے کافی ہو گئے۔

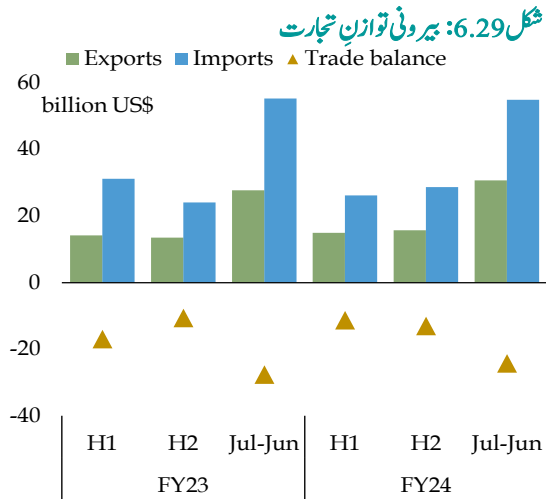
ستمبر 2023ء میں زر مبادلہ کمپنیوں کی اصلاحات متعارف کروانے کے ساتھ ساتھ زر مبادلہ کے ذخائر میں اضافے کے نتیجے میں ستمبر کے اختتام سے جون مالی سال 24ء کے تک روپے کی قدر میں 9.8 فیصد اضافہ ہوا۔ ان پیش رفتوں کے نتیجے میں کرب پریمیم میں بھی نمایاں کمی آئی، اور یہ مالی سال 24ء کے دوران

<sup>63</sup> واجب الادا فارورڈ / سوپ واجبات مالی سال 23ء کے 4.5 ارب ڈالر سے کم ہو کر مالی سال 24ء میں 3.4 ارب ڈالر رہ گئے۔

## 6.6 بیرونی تجارت<sup>64</sup>

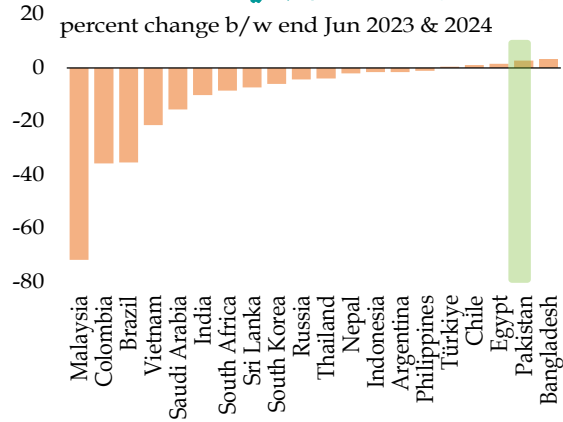
تجارتی خسارے میں نمایاں کمی ریکارڈ کی گئی، جس کی بنیادی وجہ برآمدات میں نمایاں اضافہ، نیز تجارتی درآمدات میں معمولی کمی تھی (جدول 6.4 اور شکل 6.29)۔ برآمدات میں اضافے کو بلند زرعی پیداوار، بالخصوص چاول اور روغنی بیجوں کی وجہ سے مدد ملی۔ اس کے ساتھ ساتھ بلند عالمی طلب اور ایک بڑے حریف کی تجارتی پالیسی میں تبدیلی سے پاکستان کی غذائی اجناس کی برآمدات کو مہینز ملی۔

دوسری طرف، درآمدات میں کمی بنیادی طور پر اس وجہ سے ہوئی کہ عالمی اجناس کی قیمتیں کم ہو گئیں کیونکہ بالخصوص فروری 2024ء کے بعد سے اقتصادی سرگرمی بہتر ہونے کے ساتھ ان کے حجم میں معتدل بحالی آئی۔



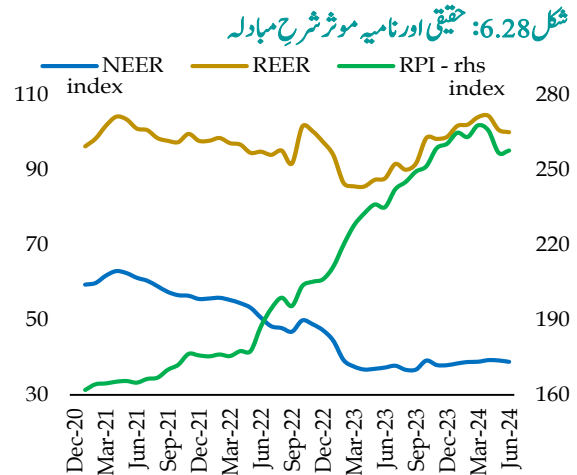
Source: Pakistan Bureau of Statistics

## شکل 6.27: بین الملکی کرنسی میں تبدیلیاں



Source: State Bank of Pakistan

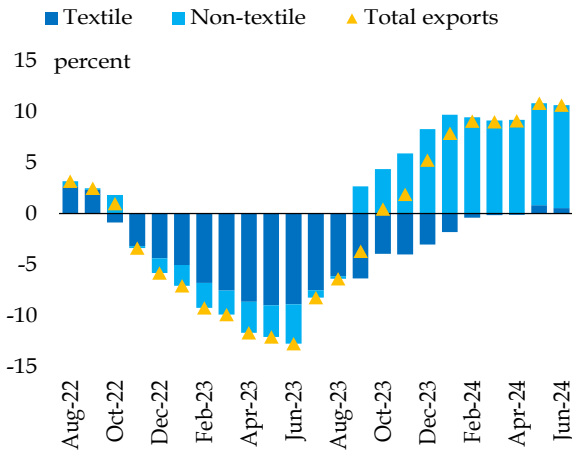
اگرچہ مالی سال 24ء کے دوران نامیہ موثر شرح مبادلہ (این ای ای آر) زیادہ تر مستحکم رہی، تاہم بڑھتی ہوئی مہنگائی کے تفرق کے سبب حقیقی موثر شرح مبادلہ (آر ای ای آر) بڑھ گئی (شکل 6.28)۔ نسبتی اشاریہ قیمت (آر پی آئی) میں 9.6 فیصد اضافہ ہوا، جس کی بنیادی وجہ تجارتی شرکت داروں میں مہنگائی بمقابلہ بلند ملکی مہنگائی ہے۔ یہ برآمدی مسابقت کے لیے ناسازگار ہو سکتی ہے۔



Sources: State Bank of Pakistan

<sup>64</sup> یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) کی جانب سے رپورٹ کردہ کسٹمز کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ پی بی ایس ٹریڈ ڈیٹا اڈا بیگیوں کے ریکارڈ ڈیٹا سے مطابقت نہیں رکھتا ہے، جو سیکشن 6.2 اور 6.3 میں بیان کیا گیا ہے۔ ان دو ڈیٹا سیریز کے درمیان فرق کی تفصیلات کے لیے، ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح ملاحظہ کریں۔

شکل 6.31: برآمدات - مجموعی نمویں حصہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

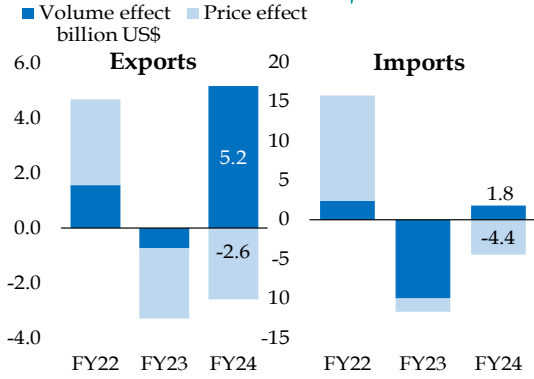
نان ٹیکسٹائل برآمدات  
خوراک

خوراک کی برآمدات میں پورے سال اضافہ ہوتا رہا، جس میں چاول اور تیل کے بیجوں نے اہم کردار ادا کیا۔ مالی سال 24ء کے دوران پاکستان کی چاول کی برآمدات 3.9 ارب ڈالر کی تاریخی بلند ترین سطح تک پہنچ گئیں جو حجم اور قیمتوں دونوں کے اثرات کی عکاسی کرتی ہیں (جدول 6.5)۔ چاول کی برآمدات میں اس اضافے کو دو اہم عوامل سے منسوب کیا جاسکتا تھا: اول، بھارت کی جانب سے غذائی تحفظ کے خدشات کی وجہ سے برآمدات پر پابندی لگانے کے نتیجے میں بین الاقوامی منڈیوں میں چاول کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا (شکل 6.32 الف اور 6.32 ب)۔ دوم، دوران سال چاول کی ریکارڈ ملکی پیداوار۔

نیز مالی سال 24ء کے دوران تیل کے بیج کی برآمد دو گنا سے بھی زیادہ بڑھ کر 414 ملین ڈالر تک پہنچ گئی۔ برآمدات کا رجحان ملکی پیداوار کا آئینہ دار ہے۔ بڑھتی ہوئی برآمدی طلب اور پرکشش قیمتوں کے پیش نظر پاکستان کے کاشت کار اپنی نفع آوری کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کے لیے تیل کی پیداوار کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔<sup>65</sup>

مجموعی طور پر، حجم نے برآمدات اور درآمدات دونوں میں اہم کردار ادا کیا۔ برآمدات میں، ٹیکسٹائل کی اکائی مقداروں میں کمی نے حجم میں اضافے سے حاصل ہونے والے فوائد کا اثر زائل کر دیا (شکل 6.30)۔ دوسری جانب خام تیل اور بعض ایشیائی خوردونوش کی عالمی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے درآمدی ادائیگیوں میں کمی واقع ہوئی۔

شکل 6.30: قیمت اور حجم کے اثرات



Note: Exports and imports cover around 84 and 54 percent of total items, respectively

Source: Pakistan Bureau of Statistics

برآمدات

مالی سال 24ء کے دوران پاکستانی مصنوعات کی برآمدات میں گذشتہ سال کے سیکڑاؤ کے مقابلے میں مضبوط بحالی آئی ہے۔ مالی سال 24ء میں مجموعی برآمدات 10.7 فیصد نمو سے بڑھ کر 30.7 ارب ڈالر ہو گئیں۔ یہ نمو بنیادی طور پر نان ٹیکسٹائل برآمدات، خاص طور پر خوراک اور دیگر تیار کردہ ایشیا میں نمایاں اضافے کی وجہ سے ہوئی، جو پیداوار میں اضافے اور بین الاقوامی منڈی تک بہتر رسائی کا نتیجہ تھا۔ ٹیکسٹائل کی برآمدات میں بھی معتدل اضافہ ہوا کیونکہ روایتی منڈیوں سے زیادہ برآمدی آرڈرز ملے (شکل 6.31)۔

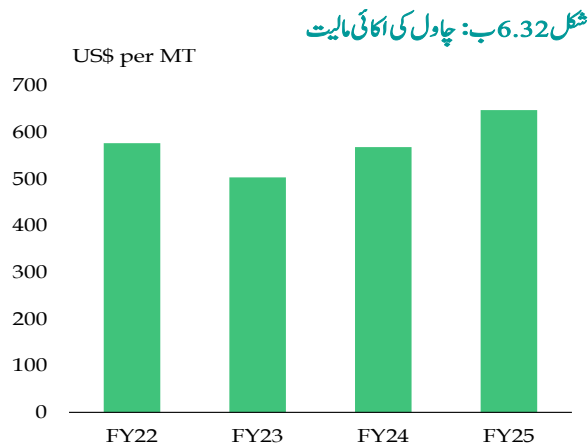
<sup>65</sup> مالی سال 24ء کے دوران زیر کاشت رقبے اور پیداوار دونوں میں 54 اور 98 فیصد کا نمایاں اضافہ ہوا۔ ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2023-24

## جدول 6.4: پاکستان کی بیرونی تجارت

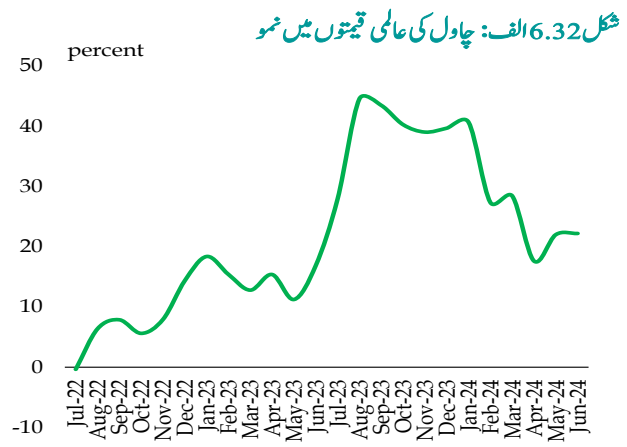
ملین ڈالر؛ فیصد نمو

مجموعی اور قیمت کا اثر		تبدیلی (م س 24ء)		م س 24ء	م س 23ء	
قیمت کا اثر	مجموعی کا اثر	فیصد	مطلق			
-	-	-12.2	3,353.0	-24,121.0	-27,474.0	تجارتی توازن
-	-	10.7	2,952.3	30,677.0	27,724.0	برآمدات
-	-	0.9	154.1	16,655.9	16,501.8	ٹیکسٹائل
-1,905.0	1,947.5	0.5	42.5	7,971.2	7,928.7	ملبوسات
-378.8	545.4	4.5	166.5	3,857.8	3,691.2	گھریلو ٹیکسٹائل
-102.7	213.9	13.2	111.2	955.5	844.3	سوتی دھاگہ
-	-	24.9	2,798.4	14,025.8	11,227.4	نان ٹیکسٹائل
452.9	1329.9	82.9	1,782.6	3,931.9	2,149.1	چاول
-11.8	96.8	19.9	85.0	511.7	426.7	گوشت
118.8	11.0	43.2	129.8	430.1	300.3	سبزیاں
114.3	106.9	117.2	221.3	410.1	188.8	روغنی بیج
-119.8	296.9	80.4	177.2	397.7	220.5	پٹرولیم
-180.0	192.8	3.9	12.8	341.0	328.2	ادویہ
-50.3	126.8	40.4	76.6	266.5	189.9	سینٹ
-	-	-0.7	-400.0	54,798.0	55,198.0	درآمدات
-655.4	254.8	-0.6	-104.3	16,910.2	17,014.6	توانائی
-	-	-0.8	-295.7	37,887.7	38,183.2	غیر توانائی، جس میں سے
-781.3	-80.8	-23.7	-862.2	2,778.6	3,640.7	پام آئل
-	-	46.4	2,692.7	8,500.6	5,807.9	مشینری
-	-	4.7	81.9	1,840.0	1,758.2	ٹرانسپورٹ
-55.2	-1,176.3	-73.3	-1,231.5	447.9	1,679.4	کپاس

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات



Source: Pakistan Bureau of Statistics



Source: World Bank

ادائیگیوں کا توازن

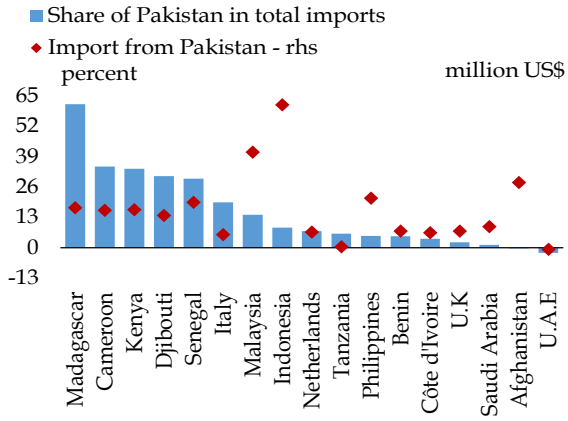
میں مضبوط قدم جمالیے ہیں۔ مزید برآں، پاکستان نے یورپی یونین اور مشرق وسطیٰ کو بھی تل کی برآمد شروع کر دی ہے کیونکہ ان کی کھانا پکانے کی صنعت میں تل کے عرق کی خاصی مانگ ہے۔

طلب کے ضمن میں، بلحاظ برآمدی منزل تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ تل کے بیجوں کی برآمدات میں اضافہ بنیادی طور پر چین کو بڑھتی ہوئی شپمنٹ کی وجہ سے تھا۔ پاک چین فری ٹریڈ ایگریمنٹ (سی پی ایف ٹی اے) فیژٹو کے تحت ڈیوٹی فری رسائی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان کے تل کے بیجوں نے چینی مارکیٹ

پاکس 6.3: پاکستان کی چاول کی برآمدات میں حالیہ اضافے کو برقرار رکھنا

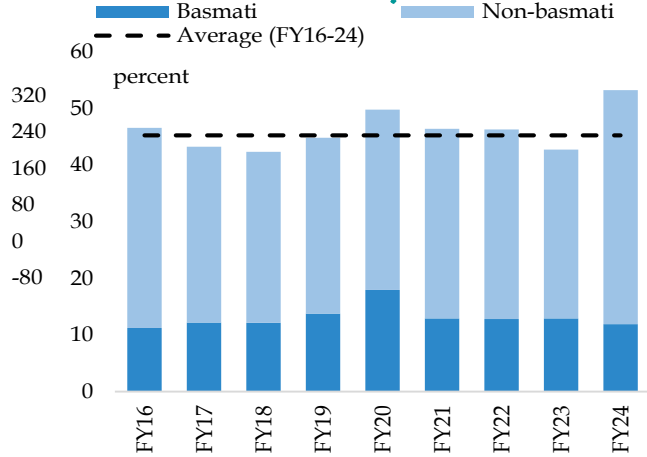
مالی سال 24ء میں پاکستان کی سب سے بڑی برآمدی جنس چاول ہے جو کل برآمدات میں 12.8 فیصد اور خوراک کی برآمدات میں 53.3 فیصد حصے کی حامل ہے، 43 فیصد کی اوسط سے کہیں زائد (شکل 6.3.1)۔ مالی سال 24ء کے دوران پاکستان کی چاول کی برآمدات 83 فیصد اضافے کے ساتھ 3.9 ارب ڈالر کی تاریخی بلند ترین سطح پر پہنچ گئیں۔ چاول کی برآمدات میں اضافے نے دوران مدت خوراک کی برآمدات میں تقریباً تین چوتھائی اضافہ کیا۔

شکل 6.3.2: پاکستانی چاول کی درآمدات - مالی سال 24ء میں سال بسال تبدیلی



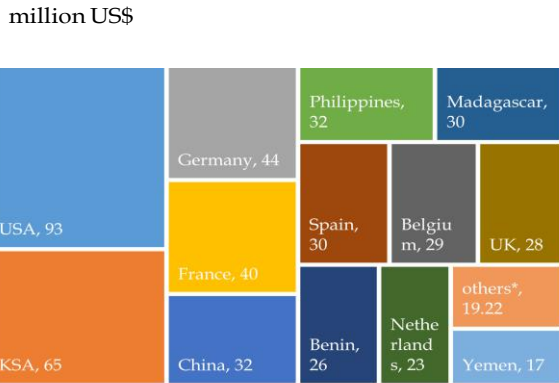
Note: Based on Jul-Mar  
Sources: PBS, ITC Trade Map, Country Customs Data

شکل 6.3.1: غذائی برآمدات میں چاول کا حصہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

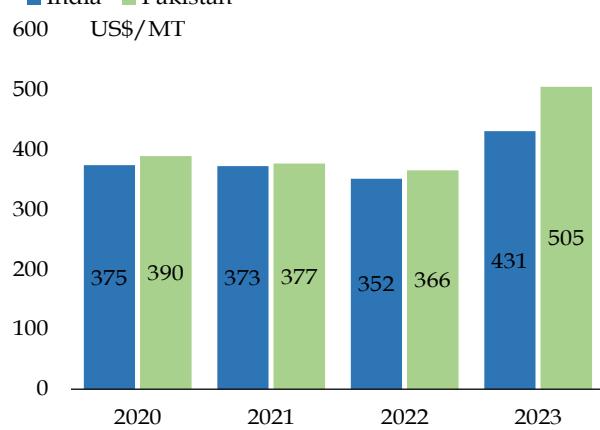
شکل 6.3.3: پاکستانی چاول کی برآمدی صلاحیت



\*others include combined exort potential of Afghanistan, UAE, Kenya, Somalia, Italy, Oman, and Mozambique

Sources: Export Potential Map, ITC

شکل 6.3.4: غیر باسستی چاول کی قیمت کا موازنہ



Source: Food and Agriculture Organization

جدول 6.3.1: قدر اضافی کی حامل چاول کی مصنوعات کی عالمی برآمدات ملین ڈالر

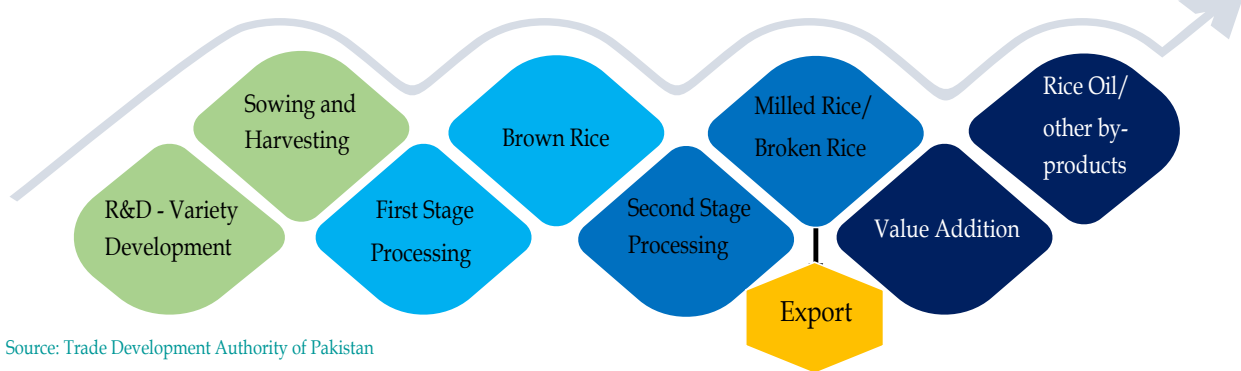
	2023ء	2022ء	2021ء
چاول کے نوڈلز			
عالمی	5,395.2	4,979.8	4,480.4
پاکستان	0.2	6.6	0.0
اناج			
عالمی	2,540.7	2,697.8	2,248.1
پاکستان	0.3	0.8	4.6
چاول کا تیل			
عالمی	2,431.2	2,672.0	2,631.5
پاکستان	0.5	0.8	0.5

ماخذ: آئی ٹی سی تجارتی نقشہ

چاول کی برآمدات میں اس اضافے کو طلب اور رسد کے عوامل سے تقویت ملی، جو یہ تھے: (i) بھارت کی عارضی برآمدی پابندی، جس کی وجہ ملکی پیداوار کے چیلنجز اور غذائی تحفظ کے بارے میں خدشات تھے۔ بھارت نے جولائی 2023ء میں اپنے سفید چاول کی برآمد پر پابندی عائد کی تھی۔ بعد ازاں اگست 2023ء میں ملک نے چاول کی برآمدات پر برآمدی ٹیکس عائد کر دیا۔ اس اقدام کے نتیجے میں بین الاقوامی مارکیٹ میں چاول کی رسد کی قلت پیدا ہوئی جس سے پاکستان کے لیے مواقع پیدا ہوئے۔ (جدول 6.3.1 اور شکل 6.3.2)۔ مزید برآں، اس نمونہ سازگار موسمی حالات اور زیر کاشت رقبے میں اضافے کے سبب زبردست فصل سے مدد ملی، جس کے نتیجے میں 9.9 ملین ہیکٹر ٹن چاول کی پیداوار ہوئی۔ نتیجتاً، مالی سال 24ء کے اختتام تک پاکستان کی چاول کی برآمدات کئی نئی منڈیوں، جیسے ڈنمارک، کیمرون، جیوٹی، سینگیال تک پھیل گئیں قابل ذکر بات یہ ہے کہ غیر باسستی چاول کے شعبے میں خاصا اضافہ دکھائی دیا اور برآمدی حجم میں 68 فیصد اضافہ ہو گیا۔

اگرچہ پاکستان کی چاول کی برآمدات کو مارکیٹ کی ان حرکیات سے فائدہ ہوا ہے، لیکن برآمدات کی اس سطح کو برقرار رکھنے کا انحصار حال ہی میں حاصل کردہ برآمدی آرڈرز کو برقرار رکھنے پر ہے، کیونکہ ہے اگر بھارت اپنی برآمدی پابندی ختم کرنے کے بعد دوبارہ عالمی چاول کی مارکیٹ میں داخل ہو جائے تو یہ ایک چیلنج ہو سکتا ہے۔ حالیہ کامیابیوں کو برقرار رکھنے اور مزید ترقی کرنے کے لیے، طلب اور رسد دونوں کی جانب توجہ دینا انتہائی اہم ہے۔

شکل 6.3.5: چاول کی پراسیسنگ اور اضافہ قدر



Source: Trade Development Authority of Pakistan

طلب کے لحاظ سے، تجارتی مشنر اور سفارتی کوششوں کو متحرک کرنا ضروری ہے تاکہ مالی سال 24ء میں حاصل کی گئی نئی منڈیوں کو برقرار رکھا جاسکے۔ مزید برآں، چاول کی برآمدات کو متنوع بنانے اور روایتی منڈیوں پر انحصار کم کرنے کے لیے ان مارکیٹوں کو فعال طور پر تلاش کرنا ضروری ہے جہاں چاول کی برآمدات کے امکانات کو پوری طرح استعمال نہیں کیا گیا۔ چاول سے بنی موجودہ مصنوعات کے لیے تقریباً 500 ملین ڈالر کے غیر استعمال شدہ برآمدی امکانات موجود ہیں (شکل 6.3.3)۔ مزید یہ کہ مسابقتی قیمتوں کی پیشکش اس برآمدی رفتار کو برقرار رکھنے کے لیے اہم ہو سکتی ہے، کیونکہ بھارتی نان باسستی چاول کی قیمتیں پاکستانی چاول سے کم ہیں، جس سے بین الاقوامی منڈی میں پاکستانی چاول کا تقابلی فائدہ کم ہو جاتا ہے (شکل 6.3.4)۔ اس مقصد کے حصول کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پیداواری اخراجات کو کم کرنے پر توجہ دی جائے۔

بالخصوص، رسد کے لحاظ سے، بڑھتی ہوئی ملکی طلب اور قابل برآمد فاضل کی کافی مقدار برقرار رکھنے کے تناظر میں پست پیداواری صلاحیت سے نمٹنا ناگزیر ہے۔ نئے اور جدید بیجوں کی اقسام کے ذریعے فی ہیکٹر یافت کو بڑھا کر یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ دریں اثناء، پاکستان چاول کے حوالے سے اپنے اہم حربوں جیسے تھائی لینڈ، بھارت اور ویتنام کے مقابلے میں مضبوط Revealed Comparative Advantage (آر سی اے) کا حامل ہے۔ اس تقابلی فائدے سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایک مرکز مالیاتی معاونت فراہم کی جاسکتی ہے۔ مزید برآں، خوراک کی برآمدی باسکٹ کو اضافہ قدر کی حامل مصنوعات جیسے چاول کی بجھوس کے تیل اور چاول کے آٹے کے ساتھ متنوع بنانا، خاص طور پر جنوب مشرقی ایشیا جیسے خطے میں نمونے کے لیے اضافی مواقع فراہم کر سکتا ہے (شکل 6.3.5 اور جدول 6.3.1)۔ ان چیلنجز سے نمٹنا چاول کی عالمی منڈی میں پاکستان کی پوزیشن برقرار رکھنے اور برآمدی رفتار کو یقینی بنانے کے لیے اہم ہو گا۔

جدول 6.5: نان فیکٹاں برآمدات۔ حجم اور قیمت کا اثر

ملین ڈالر، حجم ہزار میٹرک ٹن

م 23ء	م 24ء		م 24ء		م 23ء	م 24ء	م 23ء	م 24ء
	قیمت کا اثر	حجم کا اثر	مالت	حجم				
-	-	2,798	14,025	-	11,227	-	-	نان فیکٹاں برآمدات
-	-	-	-	-	-	-	-	جس میں
-	-	2,347	7,370	-	5,023	-	-	غذائی
453	1,330	1,783	3,932	6,019	2,149	3,718	-	چاول
32	195	227	877	774	650	595	-	باسمتی
537	1,019	1,556	3,055	5,245	1,499	3,123	-	دیگر
-160	221	60	344	936	283	526	-	پھل
144	107	221	410	287	189	172	-	روغنی بیج
-12	97	85.0	512	124	427	101	-	گوشت
-	-	450	6,655	-	6,205	-	-	غیر غذائی
-120	297	177	398	793	221	338	-	پٹرولیم
-80	213	132	400	379	268	212	-	پلاسٹک
-80	213	13	341	86	328	54	-	طبی مصنوعات
-50	127	77	267	7,087	190	4,248	-	سینٹ
-	-	-9	396	-	405	-	-	کیلوں کا سامان
-	-	-32	546	-	577	-	-	چمڑا

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

رجسٹریشن اور ملک میں مذبح خانوں کی تعداد میں اضافے کے ساتھ ساتھ چین کو ہیٹ ٹریڈ گوشت کی برآمد کے آغاز نے مدد بہم پہنچائی۔<sup>68</sup>،<sup>69</sup>

دیگر غذائی ایشیا میں، ہتھنول کی برآمد میں 80 فیصد اضافہ ہوا جو مالی سال 24ء کے دوران 544.9 ملین ڈالر تک پہنچ گئی۔ یہ نمو مکمل طور پر بلند برآمدی حجم کی وجہ

کئی اگلی بڑی غذائی جنس ہے جس نے مالی سال 24ء کے دوران برآمدات میں خاطر خواہ اضافہ درج کیا۔ چاول کی برآمدات کی طرح اس کی بنیادی وجہ پولٹری کی صنعت کی جانب سے ملکی طلب میں کمی کے باعث بلند قابل برآمد فاصل تھے۔<sup>66</sup> ویٹنام پاکستانی ملکی کاسب سے بڑا خریدار بن کر ابھرا، اس کے بعد ملائیشیا اور سری لنکا کا نمبر آتا ہے۔<sup>67</sup>

بالخصوص سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کو گوشت کی برآمدات نے بھی اس بڑھتے ہوئے رجحان کو برقرار رکھا، جس میں نئے برآمد کنندگان کی

<sup>66</sup> مالی سال 24ء میں مرغی کی قیمتوں میں زیادہ اتار چڑھاؤ کی وجہ سے ملکی طلب میں کمی نے ملکی کی طلب کو متاثر کیا، جو چکن فیڈ میں اہم خام مال ہے۔

<sup>67</sup> ویٹنام اور ملائیشیا میں ملکی کی درآمد میں یہ اضافہ بنیادی طور پر پولٹری اور لائیو سٹاک انڈسٹری کی طرف سے طلب میں اضافے کی وجہ سے ہے، کیونکہ زیادہ تر ملکی کی درآمدات جانوروں کے چارے کے لیے کی جاتی ہیں۔

<sup>68</sup> مالی سال 24ء میں گوشت کی برآمدات میں 19.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 23ء میں یہ 25.1 فیصد تھا۔

<sup>69</sup> ہیٹ ٹریڈ گوشت سے مراد وہ گوشت ہے جو چاکر، پاپچرائزیشن، یا اسٹیرلائزیشن کے ذریعے پروسیس کیا جاتا ہے تاکہ اس کی حفاظت اور دیر تک خراب نہ ہونے کو یقینی بنایا جاسکے۔ چین میں ہیٹ ٹریڈ گوشت کی بڑھتی ہوئی طلب کی وجہ کھانے کی تیار شدہ مصنوعات کے لیے اس کی ترجیح ہے۔

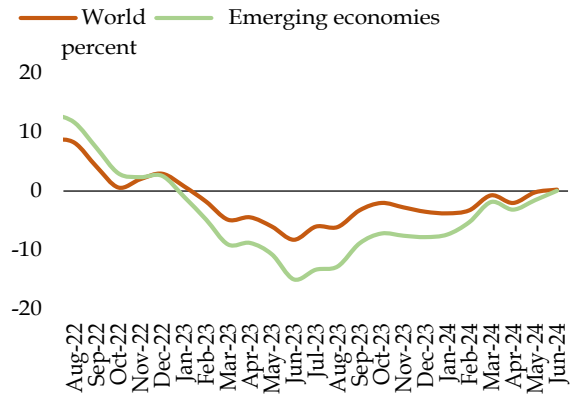
مالی سال 24ء کے دوران سینٹ کی برآمدات بڑھ کر 267 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 190 ملین ڈالر تھیں۔ اس کی بنیادی وجہ افغانستان اور سری لنکا میں تعمیراتی سرگرمیوں کی بحالی تھی۔ مزید برآں، ملکی سینٹ کی صنعت نے افریقی اور امریکی مارکیٹ میں اپنی جگہ بڑھائی ہے، جس کے نتیجے میں برآمدی آرڈرز میں اضافہ ہوا۔<sup>73</sup>

پلاسٹک کی برآمدات میں 49 فیصد اضافہ دیکھا گیا، جو 400 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں، بالخصوص افریقی ممالک کو برآمد کی گئیں۔ پلاسٹک تیار کنندگان نے برآمدات پر توجہ مرکوز کی کیونکہ گذشتہ دو برسوں میں پلاسٹک کی ایشیا کی ملکی طلب کم رہی تھی۔ بالخصوص، گذشتہ چند برسوں میں صنعت نے شرح مبادلہ میں کمی سے فائدہ اٹھایا، جس سے برآمدات زیادہ مسابقتی بن گئیں۔<sup>74</sup> مزید برآں، پلاسٹک کے کچھ برآمد کنندگان بین الاقوامی معیارات پر پورا اترے جس سے دوران مدت انھیں نئے برآمدی آرڈرز حاصل کرنے میں مدد ملی ہے۔ دریں اثنا، دوسازی کی مصنوعات کی برآمدات میں بھی نمایاں اضافہ ہوا، جو بنیادی طور پر افریقہ اور وسطی ایشیا میں نئی منڈیوں کو ہدف بنانے کی وجہ سے ہے۔

مالی سال 24ء کے دوران پٹرولیم برآمدات بالخصوص فرانس آئل کی برآمدات میں بھی اضافہ ہوا۔ بجلی کی پیداوار کے لیے فرانس آئل پر انحصار میں کمی اس اضافے کی وجہ تھی، جیسا کہ توانائی کی پیداوار کے آمیزے میں آریل این جی اور دیگر زیادہ باکفایت ذرائع کی طرف منتقلی سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں فرانس آئل کی رسد بڑھ گئی، اور حکومت کی جانب سے برآمدی اجازت کے بعد اس کی برآمدات کا حجم بڑھ گیا۔

سے تھی، خاص طور پر جنوبی کوریا اور تھائی لینڈ کو۔<sup>70</sup> ہتھنول، چینی کی ضمنی پیداوار کے طور پر گنے کی تخمیر سے تیار کیا جاتا ہے، جو بڑے پیمانے پر بائیو فیول، کاسمیٹکس میں بطور خام مال، اور عالمی سطح پر طبی مصنوعات کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔<sup>71</sup> طلب کے لحاظ سے، جنوبی کوریا نے مقامی سطح پر بائیو فیول کے استعمال کو بڑھانے کی وجہ سے پاکستان سے ہتھنول کی درآمدات میں اضافہ کیا۔<sup>72</sup>

### شکل 6.33: ابھرتی ہوئی منڈیوں کی برآمدی قیمتوں میں رجحان



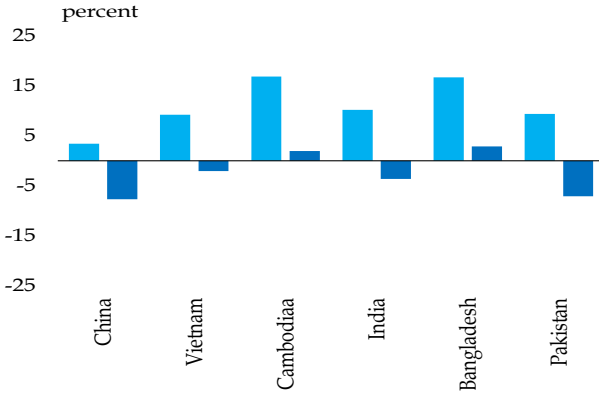
Source: CPB World Trade Monitor

### دیگر ایشیا

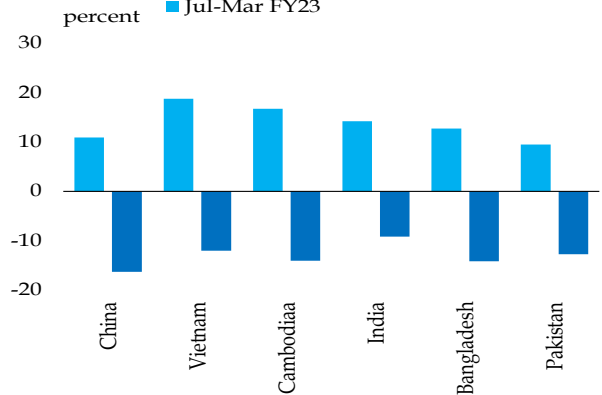
ربر کے ٹائروں، سینٹ اور پلاسٹک سمیت تیار شدہ ایشیا کی برآمدات میں نمایاں اضافہ ہوا۔ ان مصنوعات میں اضافہ بنیادی طور پر رسد اور طلب دونوں عوامل کے باعث بلند حجم کی وجہ سے ہوا تھا۔ ایک نئی مینوفیکچرنگ فیکٹری، جو ایک چینی ٹائرساز کمپنی کے ساتھ شراکت میں قائم کی گئی تھی، نے امریکہ، مشرق وسطیٰ اور برازیل کو بھاری گاڑیوں کے لیے اسٹیل ہیلت والے ربر کے ٹائروں کی برآمد کو ممکن بنایا۔

<sup>70</sup> ہتھنول تھائی لینڈ اور جنوبی کوریا میں بائیو فیول کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ماخذ: تھائی لینڈ، ایم پی آر اے، اور ایس اینڈ پی گلوبل میں ہتھنول کا استعمال اور پٹرول کی کھپت۔  
<sup>71</sup> برآمدات میں اضافہ گذشتہ برس کے دوران گنے کی پیداوار سے براہ راست منسلک ہے۔ پاکستان میں گنے کی پیداوار پچھلے چار برسوں میں اوسطاً 86.3 ملین میٹرک ٹن تک پہنچ گئی ہے۔  
<sup>72</sup> جنوبی کوریا قابل تجدید ایندھن کے معیار (آر ایف ایس) کو اپناتے ہوئے اپنے بائیو فیول کے حصے کو بڑھا رہا ہے۔  
<sup>73</sup> پاکستان نے امریکہ کو سینٹ برآمد کرنا شروع کر دیا ہے، کیونکہ امریکی حکومت کے انفراسٹرکچر پر بلند اخراجات کی وجہ سے طلب میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔  
<sup>74</sup> گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 24ء کے دوران اوسط مارک ٹومارکیٹ ذریعہ مبادلہ کی شرح میں 12.4 فیصد کمی ہوئی۔

شکل 6.34 ب: امریکا کی ملبوسات کی درآمد - اکائی مالیت میں تبدیلی



شکل 6.34 الف: یورپی یونین کی ملبوسات کی درآمد - اکائی مالیت میں تبدیلی



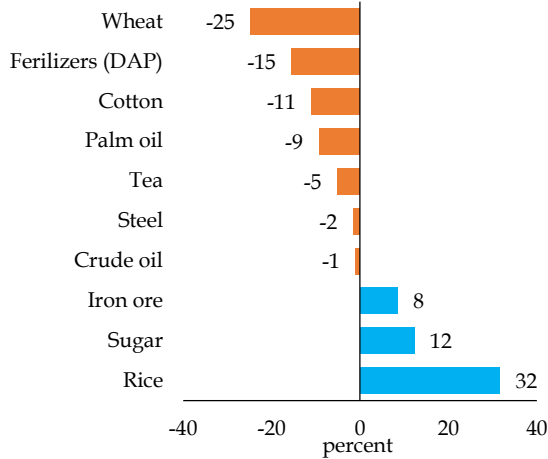
Source: Emerging Textiles

بلند اضافہ قدر (اچھی وی اے) کی حامل ٹیکسٹائل بھی اکائی قیمتوں میں کمی سے متاثر ہوئیں۔ خاص طور پر یورپی یونین میں، ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل میں اس کا اثر نمایاں تھا۔ اس کے برعکس بلند اضافہ قدر کے برآمدی حجم میں اضافہ ہوا اور مالی سال 24ء کے دوران ملبوسات اور ہوم ٹیکسٹائل کی برآمدات کے حجم میں بالترتیب 15.9 فیصد اور 5.1 فیصد اضافہ ہوا۔

### ٹیکسٹائل برآمدات

مالی سال 24ء کے دوران ٹیکسٹائل کے شعبے کو نمایاں چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا۔ برآمدات کے حجم میں اضافے کے باوجود ٹیکسٹائل کی مجموعی برآمدات گذشتہ سال کی 16 ارب ڈالر کی سطح کے آس پاس ہی برقرار رہیں۔ ٹیکسٹائل برآمدات اس ناقص کارکردگی کو بنیادی طور پر یورپی یونین اور امریکہ جیسی روایتی منڈیوں میں گرتی ہوئی اکائی مالیتوں سے منسوب کیا گیا (شکل 6.33)۔

شکل 6.35: مالی سال 24 میں اہم اجناس کی قیمتیں



Source: Bloomberg

اکائی مالیتوں میں کمی بنیادی طور پر چینی برآمد کنندگان کی طرف سے کم قیمتوں کی پیش کش کی وجہ سے ہوئی۔ چین نے پست اجرتوں، کم ہوتی مہنگائی اور قرض کی پست لاگت کے سبب پیداواری لاگت کو کم کرنے کی اپنی صلاحیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسابقتی قیمتوں پر ٹیکسٹائل مصنوعات کی پیش کش کی۔<sup>75</sup> اس سے بڑی منڈیوں میں ٹیکسٹائل کی قیمتوں میں کمی کے لیے دباؤ پڑا۔ مثال کے طور پر جولائی تا مارچ مالی سال 24ء کے دوران یورپی یونین اور امریکہ میں بڑے برآمد کنندگان سے ملبوسات کی پاکستانی اکائی قیمتوں میں بالترتیب 13 فیصد اور 3 فیصد کمی واقع ہو گئی (شکل 6.34 الف اور ب)۔

<sup>75</sup> مالی سال 24ء کے دوران چین میں سالانہ مہنگائی مستحکم رہی، جبکہ مالی سال 23ء میں یہ 1.5 فیصد بڑھی تھی۔ مالی سال 24ء میں زر مبادلہ کی شرح میں 3.7 فیصد کمی آئی جبکہ مالی سال 23ء میں 7.2 فیصد کمی ہوئی تھی۔  
<sup>76</sup> گذشتہ دو برسوں کے دوران چین کو امریکہ اور یورپی یونین کو ملبوسات کی برآمد کے حجم میں نمایاں کمی کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ اس کے صوبے سکلیانگ میں تیار ہونے والی کپاس پر پابندی لگائی گئی تھی، جو چین کی مجموعی کپاس کا 90 فیصد پیدا کرتا ہے۔ اس کے بعد سے اپنی مارکیٹ دوبارہ حاصل کرنے کے لیے چین نے درآمد شدہ کپاس استعمال کرنا شروع کی۔ درآمد شدہ کپاس سے پیداوار کے ساتھ چین نے امریکی مارکیٹ میں دوبارہ قدم رکھا جس سے مسابقت میں اضافہ ہوا اور اس طرح برآمدی قیمتوں پر دباؤ کم ہوا۔

جدول 6.6: درآمدی قیمت اور حجم کے اثرات

مالیت ملین ڈالر؛ حجم ہزار میٹرک ٹن

م 23ء	م 24ء اور م 23ء اور م 24ء کا فرق		م 24ء		م 23ء		
	قیمت کا اثر	حجم کا اثر	مالیت	حجم	مالیت	حجم	
	-	-	-1,033.2	7,903.8	-	8,937.0	خوراک
	-5.4	-24.7	-30.1	114.2	34.5	144.3	دودھ
	-357.9	317.1	-40.8	1,031.7	3,536.2	1,072.5	گندم
	16.7	70.9	87.6	656.6	260.3	569.0	چائے
	-36.8	-149.2	-186.0	129.6	119.8	315.5	سویا بین کاتیل
	-781.3	-80.8	-862.2	2,778.6	2,996.7	3,640.7	پام آئل
	-	-	-104.3	16,910.2	19,406.8	17,014.6	توانائی
	-450.8	-533.7	-984.5	6,643.9	10,350.6	7,628.5	پٹرولیم مصنوعات
	-204.6	788.5	583.9	5,531.1	9,054.5	4,947.2	خام مصنوعات
	-	-	-1,028.0	2,713.7	-	3,741.7	ٹیکسٹائل
	-55.2	-1,176.3	-1,231.5	447.9	204.8	1,679.4	خام کپاس
	-	-	-420.1	8,508.4	-	8,928.6	انگریزی ٹیکسٹائل
	-234.6	314.9	80.3	684.7	1,374.5	604.4	کھاد
	-	-	25.8	894.4	-	868.6	دیگر
	-12.4	58.0	45.6	254.4	444.0	208.9	خام ربر
	-23.9	32.9	9.0	101.0	4,122.0	92.0	ربر*

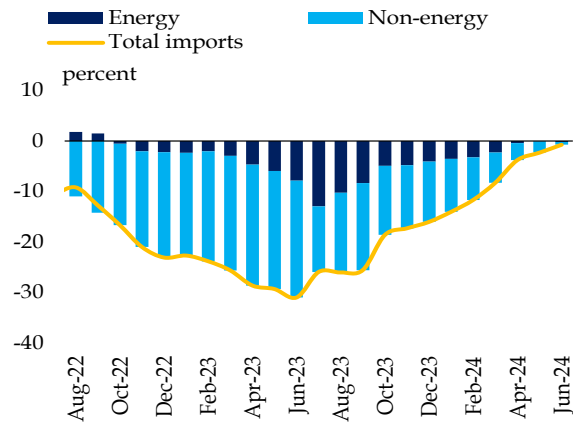
\* حجم ہزار کی تعداد میں

ماخذ: پاکستان دفتر تجارت

درآمدات

مالی سال 24ء میں مجموعی درآمدات میں 0.7 فیصد کمی معمولی آئی جبکہ گذشتہ سال 31.1 فیصد کمی ہوئی تھی۔ درآمدات میں کمی کی بنیادی وجوہات عالمی اجناس کی قیمتوں میں کمی، سال کی پہلی ششماہی میں اقتصادی سرگرمی میں کمی اور تخفیفی زری اور مالیاتی پالیسیوں کا تسلسل تھا (شکل 6.35)۔ اگرچہ، درآمدی انتظام کے اقدامات میں آسانی آئی تاہم مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں درآمدات میں گذشتہ سال کے مقابلے میں 16 فیصد کمی واقع ہوئی جس کی وجہ سست اقتصادی سرگرمیاں تھیں۔ تاہم مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں درآمدات میں مضبوط بحالی دکھائی دی جس کی وجہ، بالخصوص خام مال کی درآمدات کا بلند حجم تھا، کیونکہ مقامی اقتصادی سرگرمی میں بحالی آ رہی تھی (جدول 6.6 اور شکل 6.36)۔

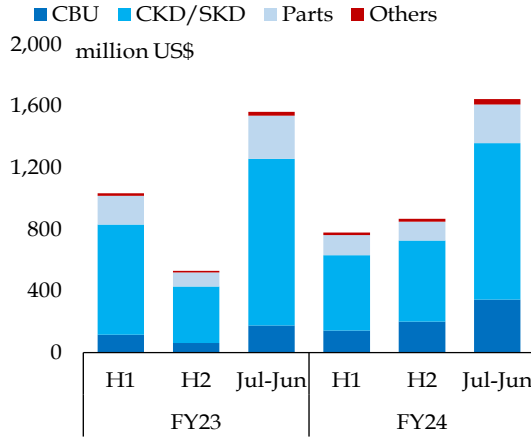
شکل 6.36: درآمدات - مجموعی نمونہ حصہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

77 مالی سال 24ء کی تیسری سہ ماہی میں جی ڈی پی میں 2.4 فیصد نمو ہو جبکہ گذشتہ سال اس میں 1.1 فیصد کمی آئی تھی۔

### شکل 6.39: ٹرانسپورٹ کی ایشیا کی درآمدات



Source: Pakistan Bureau of

### خوراک

خوراک کی درآمدات میں کمی واقع ہوئی جس کی بڑی وجہ پام آئل کی درآمد میں کمی ہے، جس کا خوراک کی درآمدات میں سب سے بڑا حصہ ہے۔ مالی سال 24ء کے دوران پام آئل کی درآمدات میں 862.2 ملین ڈالر کی کمی درج کی گئی۔ اس کی بنیادی وجہ عالمی سطح پر پام آئل کی قیمتوں میں کمی ہے جس کا سبب بنیادی طور پر ملائیشیا اور انڈونیشیا سے زائد رسد اور بین الاقوامی طلب میں کمی تھی۔<sup>78</sup>

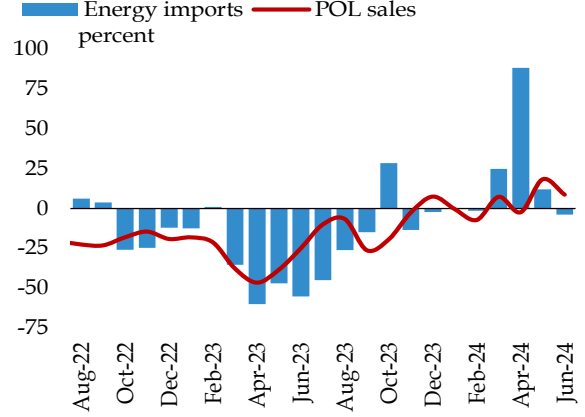
گندم کے معاملے میں، درآمدات میں 40.8 ملین ڈالر کی کمی واقع ہوئی جس کی بنیادی وجہ قیمتوں میں کمی تھی۔ قیمتوں میں کمی کی وجہ روس کی جانب سے رسد میں اضافہ ہے جو گندم پیدا کرنے والا ایک بڑا ملک ہے، جس نے دوران مدت زیادہ پیداوار کی۔ تاہم نجی شعبے کی جانب سے درآمدات کی حکومتی منظوری کے بعد مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں درآمدات کا حجم بڑھ گیا۔ اس طرح مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں مجموعی گندم کا 60 فیصد سے زائد درآمد کیا گیا۔

### ٹیکسٹائل

مالی سال 24ء کے دوران ٹیکسٹائل کی درآمدات میں 27.5 فیصد کمی ہوئی جس کا سبب خام کپاس کے درآمدی حجم اور قیمتوں میں کمی تھی۔ اس کمی وجہ یہ تھی کہ ملکی کپاس کی بلند پیداوار کے نتیجے میں ٹیکسٹائل صنعت نے مقامی طور پر پیدا ہونے

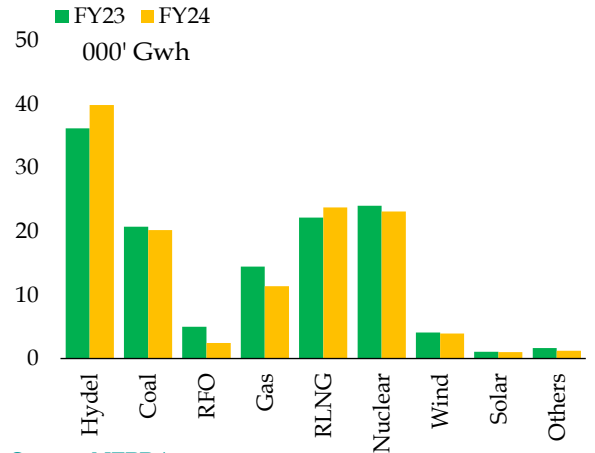
عالمی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے، خاص طور پر خوراک اور توانائی کی درآمدات قدر کے لحاظ سے کم رہیں۔ دوسری جانب مالی سال 24ء کے دوران مشینری، ٹرانسپورٹ اور دھاتوں کی درآمدات میں خاصا اضافہ ہوا جو درآمدی ترجیحی رہنما خطوط میں نرمی کے اثرات کی عکاسی کرتا ہے۔

### شکل 6.37: توانائی کی درآمدات اور ملکی پیٹرولیم مصنوعات



Sources: PBS and OCAC

### شکل 6.38: بلحاظ ماخذ بجلی کی پیداوار



Source: NEPRA

<sup>78</sup> جیہا کہ گذشتہ سال کے مقابلے میں 2024ء کے دوران معمولی کمی سے ظاہر ہوتا ہے۔ تفصیلات کے لیے تصویر 6.1 ملاحظہ کریں۔

سے توانائی کے شعبے میں فرنس آئل کی طلب میں کمی واقع ہوئی کیونکہ بجلی کی پیداوار فرنس آئل سے کونکے، ہائیڈل اور ایل این جی جیسے زیادہ سستے ذرائع کی طرف منتقل ہو گئی۔ یہ تبدیلی کونکے اور ایل این جی کی عالمی قیمتوں میں نمایاں کمی کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ، حکومت نے اس مدت کے دوران فرنس آئل کی درآمد کی اجازت دی، جس سے ریفرنسز کو زیادہ پیداوار کی ترغیب ملی، جس کے نتیجے میں خام تیل کی درآمد بڑھ گئی۔ دریں اثناء، عالمی سطح پر خام تیل کی قیمتوں میں کمی نے بلند درآمدی حجم کے اثرات کی تلافی کر دی، جس کے نتیجے میں مالی سال 24ء کے دوران درآمدی ادائیگیوں میں کمی واقع ہوئی (شکل 6.38)۔

#### ٹرانسپورٹ

ٹرانسپورٹ کی درآمدات میں معتدل اضافہ ہوا، جو مالی سال 24ء کے دوران 1.8 ارب ڈالر تک پہنچ گیا (شکل 6.39)۔ مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی میں یہ اضافہ زیادہ نمایاں تھا جس کی وجہ مکمل ساختہ موٹر کاروں کی بڑھتی ہوئی درآمدات تھیں۔ اگرچہ درآمدی رکاوٹوں میں نرمی سے اس اضافے کو تقویت ملی، لیکن مکمل ساختہ یونٹوں کی درآمدات کا حجم پچھلے 5 برسوں کی اوسط سے کم رہا۔ دریں اثناء، الگ الگ پوزوں کی شکل میں / نیم ساختہ شکل میں گاڑیوں کی درآمدات سیکڑ گئیں خاص طور پر مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران، کیونکہ مقامی طور پر تیار کردہ گاڑیوں کی فروخت میں تیزی سے کمی آگئی تھی۔ طلب میں کمی کے

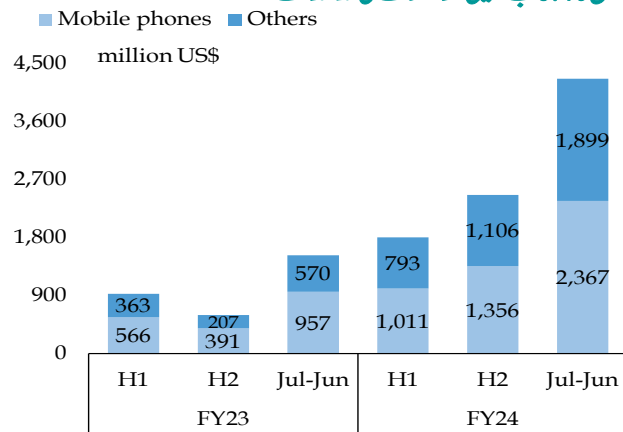
والی کپاس کا استعمال کیا، جو ٹیکسٹائل میں ایک اہم خام مال ہے۔ مالی سال 24ء میں، شدید سیلاب کے سبب گذشتہ سال نمایاں کمی کے بعد کپاس کی پیداوار دوبارہ بحال ہو گئی (باب 2)<sup>79</sup>

#### توانائی

خام تیل کی قیمتوں میں کمی جبکہ تیل کی درآمدات میں اضافے کی وجہ سے مالی سال 24ء کے دوران توانائی کی درآمدات میں 104 ملین ڈالر کی کمی واقع ہوئی۔ اعداد و شمار کے تجزیے سے پتا چلتا ہے کہ مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی کے دوران توانائی کی مصنوعات کی درآمد میں نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ دوسری ششماہی میں درآمدات میں نمایاں اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں 13.8 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی تھی۔ اس اضافے کی وجہ اقتصادی سرگرمی میں بحالی ہے، جو بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں بحالی سے بھی واضح ہے۔ دریں اثناء، طلب کے اظہاروں میں بھی اس عرصے کے دوران نمایاں بہتری دکھائی دی، جیسا کہ سال کے آخر میں گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی بلند فروخت سے ظاہر ہوتا ہے (شکل 6.37)۔

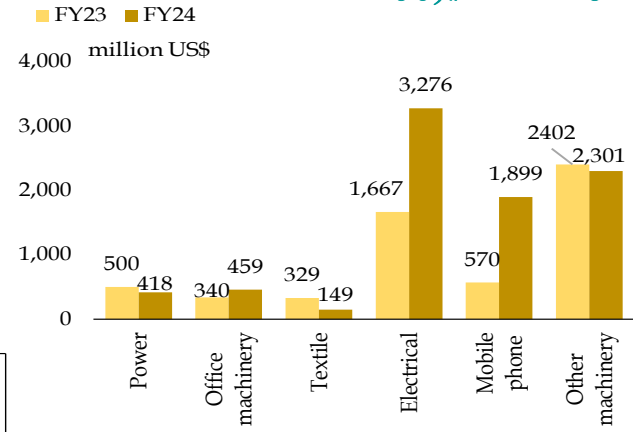
حجم کے لحاظ سے، خام تیل کی درآمد میں پورے سال اضافہ ہوتا رہا جس کی جزوی وجہ اقتصادی سرگرمی کی بحالی تھی۔ اگرچہ توانائی کے آمیزے میں تبدیلی کی وجہ

شکل 6.40 ب: ٹیلی مواصلات کی درآمدات



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 6.40 الف: مشینری کی درآمدات



Source: Pakistan Bureau of Statistics

<sup>79</sup> تفصیل کے لیے باب 2 ملاحظہ کریں۔

6.40 الف اور ب)۔ بجلی کی بڑھتی ہوئی لاگت اور چینی مارکیٹ سے کم قیمت والے سولر پینلز کی دستیابی کے سبب، صارفین تیزی سے ان ہاؤس سولر سلوشنز کی طرف مائل ہو رہے ہیں، جس کے نتیجے میں برقی مشینری کی درآمدات میں اضافہ ہوا ہے۔

دریں اثنا، مالی سال 24ء کے دوران موبائل فون کی درآمدات میں نمایاں اضافہ 1.9 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جس کی بڑی وجہ پہلے کی رُکی ہوئی (pent-up) طلب ہے۔ چونکہ ستمبر 2023ء سے شرح مبادلہ مستحکم ہونا شروع ہوئی، زر مبادلہ کی رکاوٹوں میں نرمی کے ساتھ ساتھ، موبائل فونز کی درآمدات میں اضافہ ہو گیا۔

باعث گاڑیوں کی ملکی پیداوار میں کمی واقع ہوئی، جس کی وجہ صارفین کی قرض گیری کی بلند لاگت اور گاڑیوں کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔ تاہم، جنوری 2024ء کے بعد سے گاڑیوں کی فروخت میں معمولی بحالی کے ساتھ، الگ الگ پُزوں کی شکل میں گاڑیوں کی درآمد میں تیزی آئی۔

### مشینری

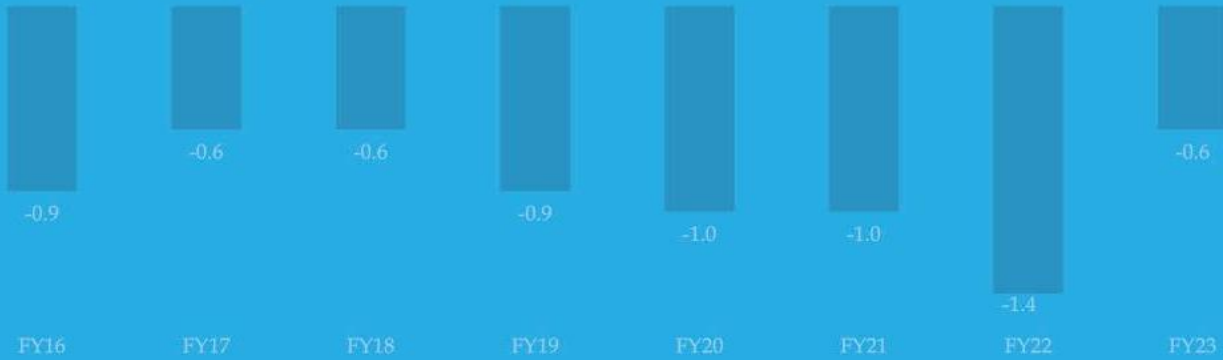
مالی سال 24ء کے دوران، دیگر بڑی درآمدات کے برعکس، مشینری گروپ میں نمایاں اضافہ دکھائی دیا، جس کی بنیادی وجہ برقی مشینری اور موبائل فون کی درآمد میں اضافہ تھا۔ برقی مشینری کے اندر، سولر پینل کی درآمدات میں نمایاں اضافہ ہوا، کیونکہ ملکی سولر بجلی پیدا کرنے والے یونٹوں کی طلب بڑھ گئی تھی (شکل

# پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری

## اداروں میں اصلاحات

1980ء کی دہائی سے دنیا بھر کے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں (ایس او ایز) میں اصلاحات کی گئی ہیں، جو جزواً ناپائیدار مالیاتی اثرات کے دوہرے دباؤ کے ساتھ ساتھ خدمات کی ناقص فراہمی کے باعث ہوئیں۔ پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کا عمل 1970ء کی دہائی کے آخر میں شروع ہوا، جس میں نجکاری پر توجہ دی گئی۔ تاہم، یہ عمل غیرمستقل مزاجی کا شکار رہا، بیشتر اوقات جھوٹے طاری رہا اور پیش رفت مختصر مدتی رہی۔ یہ امر مختلف عوامل کا نتیجہ تھا، جس میں سب سے بڑی رکاوٹ بہتر کارپوریٹ گورننس، مسابقت کی مضبوطی، موثر ضوابط اور سیاسی اتفاق رائے جیسے اہم اصلاحاتی اجزا کے بجائے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت میں تبدیلی پر زیادہ زور دینا شامل تھا۔ نتیجتاً، ملک میں ریاستی ملکیت کے وفاقی کاروباری ادارے۔ جو اس باب کا مرکز نگاہ ہیں۔ (الف) بجلی، اور (ب) انفراسٹرکچر، ٹرانسپورٹ اور آئی ٹی سی کے دو وسیع شعبوں میں مرتکز خسارے کے ساتھ حکومت پر بدستور مالی بوجھ ڈالتے رہے ہیں۔ اس کے اعتراف میں، حکومت نے حال ہی میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارپوریٹ گورننس میں اصلاحات کے لیے جامع قانونی اور ادارہ جاتی اقدامات شروع کیے ہیں، اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت کے حوالے سے فیصلہ سازی کے عمل میں ہے۔ تاہم، پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی سابقہ اصلاحات اور بہترین عالمی روایات اس امر کی غمازی کرتی ہیں کہ یہ ایک مربوط اور بہ ترتیب طرز عمل کے بغیر، جاری کوششیں مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکتیں۔ اس کے لیے سیاسی اتفاق رائے کی مدد سے شعبہ جاتی پالیسی، مسابقتی ماحول اور ضوابطی اصلاحات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

Net Fiscal Impact of Commercial SOEs  
(percent of GDP)



### 7.1 تعارف

حکومتوں نے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو اپنے سماجی اور سیاسی مقاصد، جیسے ملازمتیں پیدا کرنا، کی تکمیل کی غرض سے بھی ایک آلے کے طور پر استعمال کیا۔<sup>3</sup>

تاہم، جب ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو ان کی اصلی حالت میں رہنے دیا گیا تو وہ معیشت پر بوجھ بن گئے، ناپائیدار مالیاتی اثرات اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی ناقص خدمات کی فراہمی کے باعث بھی، اس لیے 1980ء کی دہائی کے بعد ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے اپنی مقبولیت کھونا شروع ہو گئے۔ 1970ء اور 1980ء کی دہائیوں کے دوران ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے مالی گوشوارے یہ بتاتے ہیں کہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں نے نجی فرموں کی نسبت واضح طور پر پست کارکردگی کا مظاہرہ کیا، جس کی ایک وجہ ان کے متعدد پالیسی اہداف کو پورا کرنے میں دشواری تھی۔ یہ احساس تیزی سے بڑھ رہا تھا کہ ریاستی ملکیت کے کچھ کاروباری اداروں نے اجارہ داری قائم کر لی ہے، جنہیں منڈی کی مسابقت کا سامنا نہیں اور مالیات تک نسبتاً آسان رسائی حاصل ہے<sup>4</sup>

ان شعبوں میں جہاں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اجارہ داری نہیں تھی، ان کی حکومتی رسائی کی بدولت پالیسی اور مسابقت پر اثر انداز ہونے کی اہلیت، ان اداروں کی موجودگی تشویش کا باعث تھی، اس کے نتیجے میں ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے غیر موثر رہے اور، انہیں اختراع اور معیاری اشیاء خدمات کی پیشکش میں مشکلات کا سامنا رہا۔ چنانچہ، ریاستی ملکیت کے بہت سے کاروباری اداروں کی مالی کارکردگی ابتر رہی، جو متواتر حکومتی تیل آؤٹ پیکیجز کا سبب بنی، بالخصوص ترقی پذیر ممالک میں، جہاں ریاستی ملکیت کے کاروباری

20 ویں صدی کے پہلے نصف حصے سے اب تک دنیا بھر میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں نے ایک طویل سفر طے کیا ہے۔ انہوں نے ترقی یافتہ معیشتوں اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں دونوں کی اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ تاہم، جب انہیں ان کی اصل حالت میں چھوڑ دیا جاتا ہے، تو وہ معیشتوں پر ایک بہت بڑا بوجھ بھی رہے ہیں، اس کی وجہ ان کے ناپائیدار مالی اثرات کے ساتھ ساتھ خدمات کی ناقص فراہمی ہیں۔ 1980ء کی دہائی سے، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی نجکاری اور ان کی سرکاری تحویل برقرار رکھنے کے حوالے سے ملکیتی اصلاحات کے ہمراہ کارپوریٹ گورننس کی کڑی اصلاحات کی گئی ہیں۔<sup>1</sup> تاہم، دونوں صورتوں میں کامیابی کا انحصار ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے کے ایکو سسٹم کی مجموعی اصلاحات پر ہے، جس میں مسابقت کی مضبوطی، موثر ضابطے اور شعبہ جاتی پالیسی اصلاحات شامل ہیں۔<sup>2</sup>

یہ رجحانات سرمایہ داری نظام کے بارے میں عمومی عدم اعتماد اور متعدد معیشتوں کو قومیا کرنے کے پس منظر میں ابھرے ہیں، جس کا جزو اسبب یہ معاشی نظریہ ہے کہ سماجی اور دیگر قومی مقاصد نجی فرموں کے منافع کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے سے مطابقت نہیں رکھتے۔ یہ امر خاص طور پر ان شعبوں میں نظر آتا ہے جو بنیادی عوامی اشیاء فراہم کرتے ہیں۔ ریاستی ملکیت کے بہت سے صنعتی کاروباری ادارے درآمدی متبادل کی صنعتی پالیسیوں کے تحت بھی قائم کیے گئے تھے، جنہیں بلند ٹیرف، متبادلوں کے اختیارات اور دیگر اقسام کا کمرشل تحفظ حاصل تھا۔

<sup>1</sup> امثال کے طور پر، فرانس میں، کھینکی جدت طرازی اور صنعتی ترقی کی کمان ایس او ایز جیسے ریناٹ، اور اٹلی میں کی۔ فن لینڈ میں، یہ کردار فولاد، کان کنی، ٹرانسپورٹ، کانڈ اور کیمیائی صنعتوں میں ایس او ایز نے ادا کیا۔ اسی طرح، جنوبی کوریا کی تیز ترین اقتصادی ترقی میں فولاد، تیل، گیس، بجلی، کھاد اور دیگر شعبوں کی ایس او ایز نے کردار ادا کیا۔ ماخذ: دلر، جے (2006ء)؛ راشد (2022ء)۔

<sup>2</sup> بوگنیٹی، جی (2020ء)؛ ایٹھائی ترقیاتی بینک (2020)؛ او میگز ایچ (2016ء)۔

<sup>3</sup> حیر، ایم (2021ء)۔

<sup>4</sup> رولینڈ، جی (2008ء)؛ حیر، ایم (2021ء)۔

ادارے قومی خزانے پر بوجھ بن گئے، مالی خطرے کا ذریعہ، اور مالی نظام کو کمزور کرنے کا باعث بنے۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ غیر موثر، خسارے میں چلنے والے ریاستی ملکیت کے کمرشل کاروباری اداروں کو حکومتی مدد سے بھی مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ ہوتا ہے، جبکہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کے سلسلے میں ساختی چیلنجوں سے نمٹنے سے مسابقت میں اضافہ ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں، مہنگائی کا دباؤ کم ہو سکتا ہے۔<sup>5</sup>

سکتے تھے۔ اسی طرح، 1997ء کے ایشیائی مالی بحران کے بعد، بہت سی مشرقی ایشیائی معیشتوں نے اپنا مالی بوجھ کم کرنے کی خاطر ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات کیں۔ چین نے، جس کے پاس اب بھی دنیا کے سب سے بڑے ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے ہیں، ملک کے ریاستی ملکیت کے تمام کاروباری اداروں میں سے تقریباً دو تہائی اداروں کی 1995ء اور 2005ء کے درمیان نجکاری کر دی تھی۔<sup>6</sup>

ان چیلنجوں کو سمجھتے ہوئے، 1980ء کی دہائی سے حکومتوں نے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات کا آغاز کیا۔ جب ترقی یافتہ معیشتوں میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا اصلاحاتی عمل چل نکلا تو بین الاقوامی مالی اداروں نے ابھرتی ہوئی ترقی پذیر معیشتوں میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے اصلاحاتی ایجنڈے کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مثال کے طور پر، اکثر اوقات بین الاقوامی مالیاتی فنڈ اپنی مالی امداد کو ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات سے منسلک کرتا ہے، جبکہ دیگر بین الاقوامی مالی اداروں نے نجکاری اور دیگر ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کی حمایت کی، جس کے تحت حکومتوں کو حکمت عملی، نفاذ کے منصوبہ بندی، اور نگرانی اور ادارہ جاتی فریم ورک کی مناسب تیاری کرنے میں مدد دی گئی۔

دوم، کچھ حکومتوں نے ریاستی سرمایہ داری نظام کے ذریعے برآمدات پر مبنی نمو اور بین الاقوامیت کو فروغ دینے کے لیے پالیسیوں پر واضح عمل کیا، جس کے لیے انہیں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات کی ضرورت تھی۔ مثال کے طور پر، اس میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو ملکی اور بین الاقوامی مسابقت میں لانا، اور ان کے بورڈز کو بڑے فیصلے کرنے کا اختیار دینا، جیسے پڑوسی ممالک سے انضمام اور اداروں کی خریداری شامل ہیں۔ سوم، دنیا بھر میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے اصلاحاتی ایجنڈے کے پس منظر میں عوامی خدمات کی قابل اعتماد، کم لاگت، اور معیاری فراہمی کے لیے بڑھتا ہوا عوامی مطالبہ بھی کارفرما تھا۔ خصوصاً، ان عوامل نے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں، مکمل ملکیت والی سرکاری فرموں یا سرکاری نجی شراکت داری کے حامل ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے طور پر کارپوریٹائزیشن اور برقراریت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔<sup>7</sup>

اس رجحان پر دیگر تین عوامل اثر انداز ہوئے، اول، مالی بحران نے بھی ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات کرنے پر ملکوں کو مجبور کیا۔ مثلاً 1980ء کی دہائی کے ریاستی قرضوں کے بحران نے لاطینی امریکہ، اور مشرقی یورپ کے بہت سے ممالک کو اپنے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات کی طرف راغب کیا۔ 1990ء کی دہائی سے، وسطی اور مغربی ایشیا میں سابق سوویت یونین کے ممالک نے اپنے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات کیں کیونکہ وہ سوویت دور کی زر اعانت کے بغیر انہیں قائم نہیں رکھ

اگرچہ ملکیت کی تبدیلی، خاص طور پر نجکاری کے ذریعے<sup>8</sup>، ریاستی ملکیت کے متنوع عالمی کاروباری اداروں کی اصلاحات کے تجربات کے لحاظ سے، اصلاحات کا سب سے عمومی ذریعہ بنی رہی، شواہد بتاتے ہیں کہ مسابقتی منڈیاں، شفافیت اور نگرانی، موثر ضابطہ کار یا اور شعبہ جاتی پالیسی اصلاحات کے ساتھ ساتھ بہتر کارپوریٹ گورننس ملکیت میں تبدیلی سے زیادہ اہم ہے۔ درحقیقت، ایسی کئی

<sup>5</sup> کیمپیلو، ایم اینڈ میرون، جے اے (1997ء)

<sup>6</sup> چین، جے (2009ء)؛ ایشیائی ترقیاتی بینک (2020ء)

<sup>7</sup> حیر، ایم (2021ء)

<sup>8</sup> نجکاری کے لین دین میں مکمل / اکثریتی حصص کی فروخت، انتظامی کنٹرول کے ساتھ اقلیتی حصص کی فروخت، کیپٹل مارکیٹ کے لین دین، اور دیگر شامل ہیں۔ ایس او ایڈی کی برقراری میں حکومت کی مکمل یا اکثریتی حصص کی ملکیت، یا سرکاری اور نجی شراکت داری ماڈلز کے تحت برقرار رکھنا شامل ہے۔

## پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

اگرچہ ریاستی ملکیت کے کچھ کاروباری اداروں نے واقعی صنعتی، معاشی اور سماجی ترقی میں اپنا حصہ ڈالا، تاہم برسہا برس گزرنے کے بعد وہ دنیا بھر میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں سے منسلک روایتی عارضے میں مبتلا ہونے لگے۔ ان میں پیداواری نقص، بدانتظامی، ضرورت سے زیادہ عملہ، بڑھتے ہوئے خسارے اور قرضے شامل تھے۔ بہت سے کاروباری ادارے صرف ترجیحی پالیسیوں کی وجہ سے زندہ رہے، جیسے تحفظی ٹریف، قرضوں تک خصوصی رسائی، حکومتی ضمانتیں، ٹیکس استثناء اور زر اعانت۔<sup>12</sup> 1978ء کے اوائل میں ان چیلنجوں نے پالیسی سازوں کو معیشت میں نجی شعبے کے مقابلے میں ریاست کے کردار پر نظر ثانی کرنے پر مجبور کیا، اور مختلف اصلاحاتی اقدامات کی شروع کیے گئے، جن میں قومیاے جانے کے عمل کا خاتمہ، لامرکزیت، اور بے سرمایہ کاری (یعنی نجکاری) شامل ہیں۔<sup>13</sup>

ملک 1990ء کی دہائی کے دوران ایک بڑے اصلاحاتی عمل سے گزرا تاکہ ضابطوں کے بوجھ تلے اور تنگ نظر نظام و وسیع النظر، ضابطوں کی قید و بند سے آزادی اور منڈی پر منحصر معیشت میں تبدیل کیا جاسکے۔ ساتویں پانچ سالہ منصوبے (1989 تا 1993ء) کے تحت شروع کیے گئے نجکاری پروگرام کے نتیجے میں ریاستی ملکیت کے متعدد کاروباری اداروں کی نجکاری کی گئی اور یہ عمل آج تک جاری ہے۔ تاہم، نجکاری کے عمل میں نجکاری مخالف مزدور یونینیں، سیاسی اتفاق رائے کی کمی، اور بجلی، گیس، انفراسٹرکچر اور ٹرانسپورٹ سمیت متعدد شعبوں کے اندر مارکیٹ میں اصلاحات لانے کے حوالے سے ریاست کی نااہلی کی وجہ سے تاخیر ہوتی رہی ہے۔<sup>14</sup>

مثالیں موجود ہیں جہاں نجکاری ناکام ہوئی یا بصورت دیگر مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ اسی موقع پر، دنیا کی کچھ بڑی کمپنیاں موثر طریقے سے ریاستی تحویل میں ہیں، جہاں ابھرتی ہوئی ترقی پذیر معیشتوں کے زیر ملکیت کثیر قومی ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی طرف سے پڑوسی ممالک کے ساتھ سرمایہ کاری کا رجحان بھی قابل ذکر ہے۔ ان مستثنیات سے قطع نظر، تحقیق بتاتی ہے کہ 1980ء کی دہائی میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں شروع ہونے والی اصلاحات 1990ء کی دہائی میں بام عروج پر پہنچی تھیں اور دنیا کے بیشتر ممالک اور خطوں میں یہ اصلاحات 2000ء کی دہائی کے اوائل سے وسط تک تقریباً پختہ ہو چکی تھیں۔ تاہم ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات پاکستان سمیت چند ممالک کے لیے اب بھی ایک نامکمل ایجنڈا ہے۔<sup>9</sup>

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی تاریخ بہت مختلف نہیں ہے۔ 1972ء سے 1977ء کے درمیان، ملک میں دولت کے ارتکاز، جو 1960ء کی دہائی میں نجی شعبے کے تحت نمو سے ہوا تھا، کو معکوس کرنے کے مقصد کے تحت قومیاے، اور اس وقت کے مروجہ معاشی نظریے کے تحت ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ذریعے سماجی، اقتصادی اور صنعتی ترقی کے حصول کا پروگرام نافذ کیا گیا۔ ریاستی ملکیت کے موجودہ کاروباری اداروں ساتھ ساتھ متعدد بنیادی صنعتوں کو اس عرصے میں قومیا لیا گیا جن میں نباتی گھی کمپنوں؛ آٹے کی ملیں؛ روٹی اوٹے کے کارخانے؛ چاول کی چھرائی یونٹس؛ تعلیمی سہولیات کی ایک بڑی تعداد؛ ملک کے تمام نجی شعبے کے بینک اور بیمہ کمپنیاں؛ اور پیٹرولیم مارکیٹنگ اور شپنگ کمپنیاں شامل ہیں۔<sup>10</sup> مزید برآں، متعدد شعبوں بشمول بھاری صنعتوں، توانائی اور کان کنی کے شعبوں میں ریاستی ملکیت کے متعدد نئے کاروباری ادارے قائم ہوئے۔<sup>11</sup>

<sup>9</sup> فی ودیگر (2021ء)؛ ایشیائی ترقیاتی بینک (2008ء)؛ جومدار۔ الف اور اوچینگ، ڈیلیو (2003ء)؛ مرکوزیک، بے اور بانو سکی، ایم (2022ء)

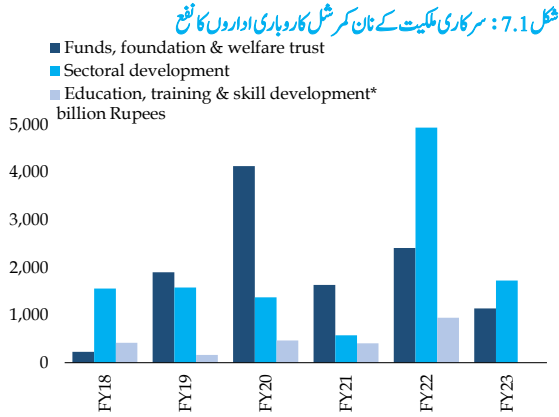
<sup>10</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2008ء)؛ جو نوزڈی اے اور جونز، آرڈیلیو (1977ء)

<sup>11</sup> قومیاے جانے کے دور سے پہلے موجود ایس او ایز کی مثالوں میں واہڈ، پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز، پاکستان انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن، نیشنل بینک آف پاکستان شامل ہیں، جب کہ اس دور میں بننے والی مثالوں میں ترقیاتی مالی ادارے جیسے پاک۔ کویت انویسٹمنٹ کمپنی، پیپلز اسٹیل ملز، پاکستان اسٹیٹ آئل اور اور ہیوی کیڈنیکل کمپلیکس شامل ہیں۔

<sup>12</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2008ء)

<sup>13</sup> ایضاً

<sup>14</sup> فرزا، این اور صد، جی (2022ء)؛ جیفری، وی (1992ء)؛ ایشیائی ترقیاتی بینک 2022ء



\*sector excluded from reporting in FY23  
Source: Ministry of Finance

موثر ضابطہ کارپوریٹ گورننس کو ٹھیک کرنا اتنا ہی اہم ہے جتنا اہم ملکیت میں تبدیلی ہے۔ سیکشن 7.5، سیکشن 7.3 اور سیکشن 7.4 میں زیر بحث اہم نتائج میں سے کچھ کی وضاحت کرتا ہے، جو خسارے میں چلنے والے ریاستی ملکیت کے بڑے کاروباری اداروں پر مختصر کیس اسٹڈیز کی صورت میں ہے۔ سیکشن 7.6 باب کا خلاصہ اور اختتام کرتا ہے۔

## 7.2 پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے معاشی اثرات

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے وفاقی کاروباری اداروں کو کمرشل اور نان کمرشل اداروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کمرشل اداروں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ نان کمرشل اداروں کے مقابلے میں منافع بخش ہوں، جنہیں سماجی اور ترقیاتی وجوہات کی بنا پر تشکیل دیا جاتا ہے، مثلاً، شعبہ جاتی ترقی یا تعلیم و تربیت۔ لہذا، ریاستی ملکیت کے کمرشل کاروباری اداروں پر زیادہ توجہ دی جانی چاہیے، بالخصوص، اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ وہ ریاستی ملکیت کے کل کاروباری اداروں کا 73 فیصد ہیں، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں اثاثوں میں ان کا حصہ 98 فیصد اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا تقریباً تمام تر خسارہ انہی سے منسوب ہے۔

مالی سال 23ء کے اختتام تک، پاکستان میں وفاقی ملکیت کے 121 کاروباری ادارے تھے،<sup>15</sup> جن میں سے 73 فیصد کمرشل تھے اور بقیہ غیر کمرشل تھے جنہیں مختلف قسم کی شعبہ جاتی ترقی کی ضروریات پوری کرنے کی غرض سے تشکیل دیا گیا تھا۔ ریاستی ملکیت کے وفاقی کاروباری اداروں - جو اس باب کا مرکز نگاہ ہیں - کو بنیادی طور پر فنانس، تیل اور گیس، بجلی، انفراسٹرکچر، ٹرانسپورٹ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی اینڈ کمیونیکیشن (آئی ٹی سی)، ایشیاسازی، اور تجارت اور تشہیری شعبوں میں درجہ بند کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ ادارے حکومت کے محصولات میں حصہ ڈالتے ہیں اور روزگار پیدا کرتے ہیں، تاہم انہیں بار بار حکومت کی مالی اعانت کی بھی ضرورت ہوتی ہے، جس سے مالیاتی استحکام متاثر ہوتا ہے۔ خالص بنیاد پر، ریاستی ملکیت کے ان کاروباری اداروں نے م س 16ء اور م س 23ء کے درمیان مسلسل خسارہ درج کیا تھا۔<sup>16</sup>

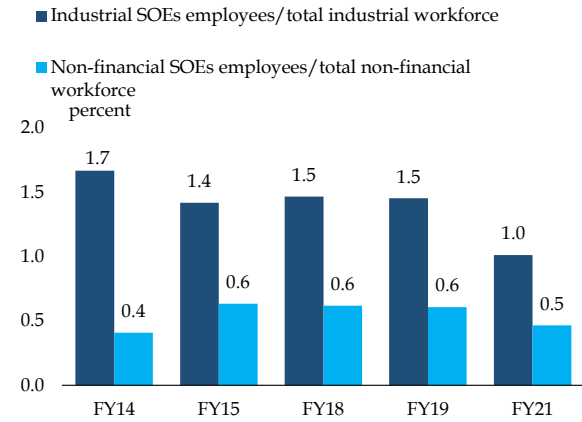
اس پس منظر میں، یہ باب پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں فوری اصلاحات کی ضرورت پر زور دیتا ہے، کیونکہ معیشت پر ان کی گہری چھاپ ہے، خصوصاً مالیاتی اثرات کے اعتبار سے (سیکشن 7.2)۔ اس مقصد کے لیے، حکومت نے حال ہی میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارپوریٹ گورننس میں اصلاحات کی خاطر امید افزا اقدامات متعارف کرائے ہیں، اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت کے بارے میں فیصلہ سازی کا عمل جاری ہے۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات (سیکشن 7.3) کے پاکستان کے سابقہ تجربے کے ساتھ ساتھ بہترین عالمی روایات (سیکشن 7.4) سے سبق لیتے ہوئے اس باب میں معلوم ہوا کہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت میں تبدیلی اور کارپوریٹ گورننس میں بہتری ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں کامیابی سے اصلاحات کرنے کے حوالے سے اہم آلات ہیں۔ اصلاحات کی ترتیب؛ ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے کو قائم رکھنے کے واضح مقاصد؛ مسابقتی ماحول کی مضبوطی کے ہمراہ ضروری شعبہ جاتی اصلاحات؛ اور

<sup>15</sup> مالی سال 22ء تک وفاقی ایس او ایف ڈیٹ پر پرنٹ رپورٹس میں 133 ایس او ایف ڈیٹ رپورٹس کی گئیں۔ تاہم مالی سال 23ء میں 12 اداروں کو وفاقی ڈیٹ پر پرنٹ رپورٹس سے علیحدہ کر دیا گیا، جنہیں پہلے تعلیم و تربیت اور ہنر کے فروغ کے شعبے کو نان کمرشل ایس او ایف ڈیٹ میں درجہ بند کر دیا گیا تھا۔

<sup>16</sup> وفاقی ایس او ایف ڈیٹ کے تفصیلی اعداد و شمار صرف مالی سال 14ء سے مالی سال 19ء اور مالی سال 21ء سے مالی سال 23ء کی مدتوں کے دستیاب ہے، جیسے سرکاری ملکیت کے کاروباری اداروں کی فیڈرل ڈیٹ پر پرنٹ (ایس ایف ایف) کی مختلف رپورٹس میں شائع ہوا ہے اور <https://finance.gov.pk/cmu.html> اس لنک پر دستیاب ہے۔ اس عرصے میں ان رپورٹوں کی اقسام / درجہ بندی میں بھی تبدیلیاں آئی ہیں۔ مالی سال 16ء سے پہلے کے اعداد و شمار کچھ پہلوؤں میں نامکمل ہیں۔ پاکستان میں صوبائی ایس او ایف ڈیٹ کے تفصیلی اعداد و شمار رپورٹ نہیں کیے جاتے، اس لیے صوبائی ایس او ایف ڈیٹ کو اس باب میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

شکل 7.2: ملازمتوں میں ایس او ایز کا حصہ\*



\*data for certain years not available  
Sources: Pakistan Bureau of Statistics; Ministry of Finance

سال 23ء کے دوران پاکستان اسٹاک ایکسچینج کی 415 فہرستی کمپنیوں کی مجموعی آمدنی (ماسوائے ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے) جی ڈی پی کا 17 فیصد تھی۔<sup>22</sup> اس بلند حجم کی عکاسی ریاستی ملکیت کے ایشیاساز کاروباری اداروں کی نسبت صنعتوں سے منسلک ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں سے ہوتی ہے (شکل 7.3)۔<sup>23</sup> ب اور شکل 7.3)۔ یہ بنیادی طور پر توانائی کی تلاش اور پیداوار، اور بجلی کے شعبے سے منسلک ریاستی ملکیت کے بڑے صنعتی کاروباری اداروں کی وجہ سے ہے۔ صنعتوں سے منسلک ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی حالیہ برسوں کی آمدنی، بطور جی ڈی پی کا فیصد، میں کمی کے باوجود مالی سال 23ء میں پھر بھی یہ حجم بلند یعنی 58 فیصد تھا۔<sup>23</sup> ایک اور اہم عامل قرضے ہیں، مالی سال 14ء تا مالی سال 24ء کے درمیان غیر سرکاری شعبے کو بینکوں سے فراہم کردہ کل قرضوں میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا حصہ بھی اوسطاً 15 فیصد رہا ہے (شکل 7.4)۔

<sup>17</sup> اس نقطہ نظر کو اس حقیقت سے مزید تقویت ملتی ہے کہ ریاستی ملکیت کے نان کمرشل کاروباری ادارے بڑی حد تک منافع بخش رہے ہیں (شکل 7.1)۔<sup>18</sup>

مجموعی ملازمتوں میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے حصے کے سوا، ریاستی ملکیت کے وفاقی کمرشل کاروباری اداروں کا مجموعی معاشی اثر کافی زیادہ ہے۔<sup>19</sup> مالی سال 21ء میں پاکستان کے نان فنانشل سرکاری ملازمین کی مجموعی افرادی قوت میں ریاستی ملکیت کے نان کمرشل کاروباری اداروں کے ملازمین کا حصہ تقریباً 0.5 فیصد تھا، جب کہ صنعتی شعبے سے وابستہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ملازمین کی کل تعداد ملک کے مجموعی صنعتی روزگار کا تقریباً 1.1 فیصد تھی۔ حالیہ برسوں کے دوران دونوں میں کمی دیکھی گئی ہے (شکل 7.2)۔ دیگر ممالک کے ریاستی ملکیت کے غیر مالی کاروباری اداروں میں ملازمتوں میں حصے کے اعتبار سے یہ شرح بہت کم ہے، جیسے چین (2017ء میں 4.3 فیصد)، اور منتخب ابھرتی ہوئی معیشتیں (2014ء سے 2016ء تک 5 فیصد)۔<sup>20</sup> اسی طرح، تنظیم برائے اقتصادی تعاون و ترقی (اوا سی ڈی) کے ممالک میں 2008ء سے 2009ء تک مجموعی ملازمتوں میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا حصہ سب سے زیادہ 2 سے 9 فیصد تک تھا۔<sup>21</sup>

دوسری طرف، جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر ریاستی ملکیت کے 88 کمرشل کاروباری اداروں کی کل آمدنی میں بلند معاشی اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔ جو مالی سال 24ء میں تقریباً 14 فیصد تھے (شکل 7.3 الف)۔ اس کے مقابلے میں، مالی

<sup>17</sup> وزارت خزانہ (2021ء)؛ وزارت خزانہ (2023ء)

<sup>18</sup> غیر منافع بخش تنظیموں میں 'منافع' کو عام طور پر فاضل آمدن یا خالص اثاثے کہا جاتا ہے۔ تاہم، اس باب میں ایس ایف ایف رپورٹس میں استعمال کے مطابق 'منافع' کی اصطلاح بروئے کار لائی گئی ہے۔

<sup>19</sup> اسٹیٹ بینک کے تخمینے پاکستان دفتر شاریات کے 'لیبر فورس سروے' کی بنیاد پر ہیں۔ غیر مالی ایس او ایز میں مالی شعبے کے سوا تمام ایس او ایز شامل ہیں، جبکہ صنعتی ایس او ایز میں یہ شعبے شامل ہیں: تیل اور گیس، بجلی، انڈسٹریل اسٹیٹ ڈیولپمنٹ اور ایشیاسازی، کان کنی اور انجینئرنگ شعبے، بھارتی پی پی ایس درجہ بندی۔

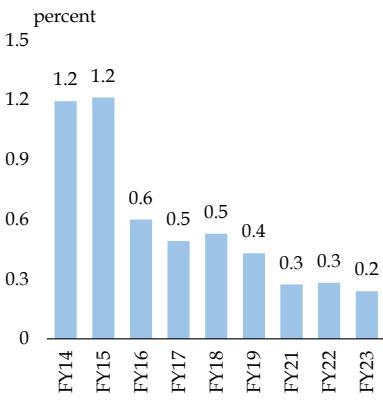
<sup>20</sup> یور کووچ، ایس اور تھاک، پی (2020ء)۔ اس مقالے میں درج ذیل ممالک کو ابھرتی ہوئی معیشتوں کے طور پر درجہ بندی کیا گیا ہے: وسطی یورپ اور بحیرہ بالٹک کے ممالک، جنوب مشرقی یورپ، مشرقی یورپ اور قفقاز، مصر، قازقستان اور ترکیہ۔

<sup>21</sup> یور کووچ، ایس اور تھاک، پی (2020ء)؛ ڈیٹا، سی (2019ء)؛ اوا سی ڈی (2011ء)

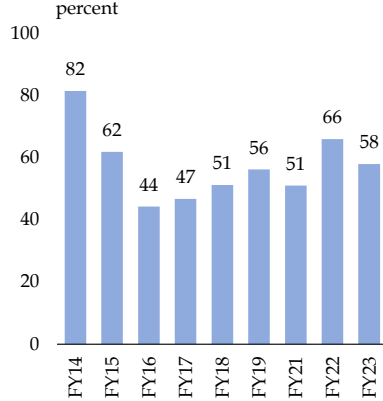
<sup>22</sup> کیپیٹل اسٹیک پر دستیاب اعداد و شمار کی بنیاد پر اسٹیٹ بینک کے عملے کا تخمینہ۔

<sup>23</sup> پاکستان دفتر شاریات کی طرف سے اختیار کردہ صنعتی اور ایشیاسازی کی سرگرمیوں کی بین الاقوامی تعریفوں کے مطابق ایس او ایز کی درجہ بندی پر مبنی اسٹیٹ بینک کے عملے کے تخمینے۔ صنعتی شعبے میں کان کنی اور کوہ کنی، ایشیاسازی، تعمیرات اور بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی شامل ہے، جب کہ اس کے ذیلی شعبے برائے ایشیاسازی میں بڑے پیمانے کی ایشیاسازی، چھوٹے پیمانے کی ایشیاسازی اور ذبحہ شامل ہیں۔

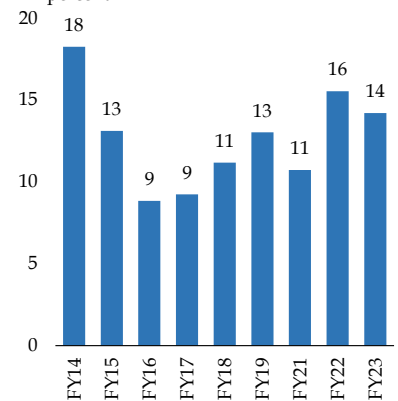
شکل 7.3 ج: ایشیا سائز ایس او ایز کی آمدن تا ایشیا سازی کی جی ڈی پی



شکل 7.3 ب: صنعتی ایس او ایز آمدن تا صنعتی جی ڈی پی



شکل 7.3 الف: مجموعی ایس او ایز آمدن تا جی ڈی پی



Note: SOE data for FY20 not available  
Sources: PBS and Ministry of Finance

شدت اختیار کر جاتا ہے۔ مطلوبہ مالیاتی اعانت کے ہمراہ ان خساروں کی حد اور متواتر نوعیت، اصلاحی راہ اختیار کرنے کی فوری ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے شعبہ جاتی تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ خسارے کا بڑا حصہ دو اہم شعبوں میں مرکوز ہے: بجلی، انفراسٹرکچر، ٹرانسپورٹ اور آئی ٹی سی۔<sup>26</sup> ان دو شعبوں میں ہونے والے خسارے دیگر شعبوں کے منافع کو زائل کر رہے ہیں، بشمول تیل اور گیس کا شعبہ جو ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے کل منافع میں سب سے زیادہ حصہ ڈالتا ہے۔ حکومت کی طرف سے ان دو شعبوں میں رقوم کی فراہمی بنیادی طور پر قرضوں اور زر اعانت پر مشتمل تھی (شکل 7.9 اور 7.10)۔ صرف بجلی کے شعبے، جس کا مالی سال 23ء میں ریاستی ملکیت کے تمام کمرشل کاروباری اداروں میں تقریباً 25 فیصد حصہ تھا، نے 208 ارب روپے کا مجموعی خسارہ درج کیا، جو مالی سال 23ء میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے کل خسارے کا تقریباً 29 فیصد تھا (شکل 7.11 اور 7.12)۔ درحقیقت، مالی سال 23ء میں سب سے زیادہ خسارے میں چلنے والے اداروں میں، بجلی کی پانچ تقسیم کار کمپنیاں (ڈسکوز) تھیں (شکل 7.13)۔ مالی سال 23ء میں انفراسٹرکچر، ٹرانسپورٹ اور آئی ٹی سی شعبے میں ریاستی ملکیت کے

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا مالیاتی اثر خاصا بڑا رہا ہے۔ حالیہ برسوں میں ریاستی ملکیت کے کمرشل کاروباری اداروں کے خالص خسارے بڑھ رہے ہیں۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے لیے جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر خالص مالیاتی اعانت عموماً بڑھی، اور مالی سال 16ء سے مالی سال 23ء (شکل 7.5 اور 7.6) کے دوران میزانی خسارے کا اوسطاً 21 فیصد حصہ بن گئی۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ناپائیدار، غیر موثر کاروباری آپریشنز کے ساتھ ساتھ سیاسی طور پر متاثر ہونے والے شعبہ جاتی پالیسی فیصلوں، جیسے بجلی کے شعبے میں غیر ہدفی زر اعانت، سے ان کے مالیاتی اثر کی وضاحت ہوتی ہے۔<sup>24</sup> اس کی وجہ سے، بہت سے ادارے زر اعانت، ایکویٹی ادخال، گرانٹس اور قرضوں کے ذریعے مالی مدد فراہم کرنے کے لیے حکومت پر انحصار کرتے ہیں۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو وفاقی حکومت کی طرف سے رقوم کی مجموعی فراہمی، اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی جانب سے وفاقی حکومت کو ادائیگیوں کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ اوّل الذکر کے حجم سے مؤثر الذکر اثرات زائل ہو جاتے ہیں (شکل 7.7 اور 7.8)۔ مزید برآں، ہنگامی واجبات<sup>25</sup> (مثال کے طور پر حکومت کی ضمانتیں) وہ پوشیدہ خطرات ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے رقوم کا ضیاع

<sup>24</sup> ملک، اے (2012ء)

<sup>25</sup> یہ واجبات مستقبل کے ایک یا زیادہ غیر یقینی واقعات پر منحصر ہیں۔ مثال کے طور پر وفاقی حکومت کی ضمانتی ایس او ایز کے قرضے، انہیں موزوں شرائط پر قرض لینے کے قابل بناتے ہیں۔

<sup>26</sup> جیسا کہ ایس ایف ایف رپورٹس میں درج ہندی کی گئی ہے، انفراسٹرکچر، ٹرانسپورٹ اور آئی ٹی سی شعبے کے ذیلی شعبوں میں: بندرگاہیں اور جہاز رانی، ریلوے، سڑکیں اور شاہراہیں، ہوا بازی، اور بجلی کی تقسیم کار، پیداواری اور ترسیلی کمپنیاں اور پاور بیجمنٹ کمپنیاں شامل ہیں۔

## پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

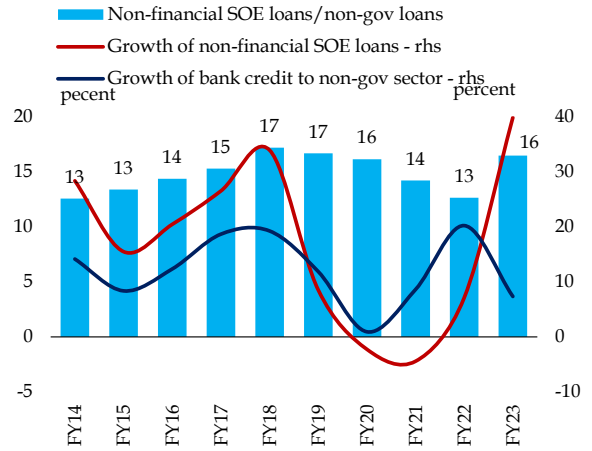
جیسے پٹرولیم اور بجلی کے شعبے میں، اجارہ داری سے کام کرتے ہیں اور ایسی کمپنیوں کا شاذ و نادر ہی کوئی تقابلی تجزیہ اور نشانیہ طے کیا جاتا ہے۔<sup>28</sup> یہ نقصان لازمی طور پر مالی خسارے کا باعث نہیں بنتے، البتہ یہ صارفین کے لیے مضر بہبود کو نقصان پہنچانے اور ریاست کے متبادل نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ دوسری طرف، یہ ادارے بہت سے ایسے اقدامات بھی کر سکتے ہیں جو عام کاروباری معاملات سے باہر ہوتے ہیں۔ عوامی خدمت کی ایسی ذمہ داریاں ان اداروں کی سرگرمیوں اور نفع پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔

### ریاستی ملکیت کے کمرشل کاروباری اداروں کو ماضی میں لاحق خطرات<sup>29</sup>

متذکرہ بالا شعبہ جاتی مسائل کے ساتھ ساتھ، ریاستی ملکیت کے سب سے زیادہ کاروباری اداروں کو کئی دیگر مسائل کا بھی سامنا ہے، جن میں: (i) کارپوریٹ گورننس کی کمی؛ (ii) ناقص کاروباری منصوبے اور (iii) اکاؤنٹنگ کے جدید معیارات و روایات کا جزو آفاقی شامل ہیں۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں یہ خطرات مختلف نوعیتوں میں موجود ہیں، اور طویل عرصے سے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت کے بارے میں پالیسی فیصلوں سے قطع نظر تمام اداروں کے طریقہ کار میں اصلاح کی ضرورت کو ظاہر کر رہے ہیں۔

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارپوریٹ گورننس میں متعدد مسائل ہیں۔ جن میں سب سے بڑے، بورڈ آف ڈائریکٹرز کا اختیار اور آزادانہ ہونا ہے۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں آزاد ڈائریکٹرز اقلیت بن گئے تھے، کیونکہ حکومت کی طرف سے مقرر کردہ سابقہ ممبران کی موجودگی بڑھ گئی تھی۔ یہ بورڈز حکومت کے مقرر کردہ سی ای او کی موجودگی کی وجہ سے مزید کمزور ہو گئے تھے، جو بورڈ اور مینجمنٹ کی جداگانہ کارپوریٹ گورننس روایات کی خلاف ورزی تھی۔ بورڈ کی کارکردگی کو غیر جانبدارانہ طور پر جانچنے کے لیے نگرانی اور جانچ کے طریقہ کار میں بھی مسائل تھے۔

### شکل 7.4: ایس او ایف کے قرضوں کے رجحانات



Source: State Bank of Pakistan

کاروباری اداروں کے خسارے کا حجم 69 فیصد حصہ تھا، نیشنل ہائی وے اتھارٹی (این ایچ اے)، پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز (پی آئی اے) اور پاکستان ریلوے بڑے خسارے والے اداروں میں شامل ہیں (7.13)۔

اس خسارے کی وجوہ پالیسی اور متعدد گورننس چیلنجز ہیں،<sup>27</sup> جس کا ثبوت خسارے میں چلنے والے ریاستی ملکیت کے سب سے بڑے کاروباری اداروں کے دو شعبے ہیں، (جن کی تفصیلات سیکشن 7.5 میں درج ہیں)۔ یہاں تک کہ، تیل اور گیس جیسے منافع بخش شعبے کو بھی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں کیونکہ متعلقہ بین الاقوامی اکاؤنٹنگ معیارات کے نفاذ کے بعد ان کا نفع متاثر ہونے کا امکان ہے۔

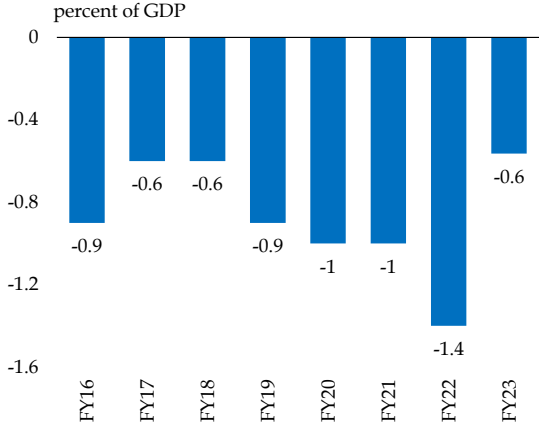
مزید برآں، ریاستی ملکیت کے بعض کاروباری اداروں کی منفرد نوعیت کا مطلب یہ ہے کہ سادہ مالی گوشواروں کا تجزیہ منڈی کی حرکیات اور حکومتی شمولیت جیسی باریکیوں کو نظر انداز کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، بہت سے کاروباری اداروں کو سرکاری اداروں کے بڑے معاہدوں سے فائدہ ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ منافع بخش ادارے بھی مسابقتی بازاروں میں آزمائے جانے پر صحیح معنوں میں کارآمد ثابت نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح، ریاستی ملکیت کے کچھ کاروباری ادارے،

<sup>27</sup> حسین، آئی (این ڈی)۔

<sup>28</sup> فقہار، این (2022ء)۔

<sup>29</sup> پی ڈی سیٹیشن ایس او ایف پر وزارت خزانہ کی تازہ ترین رپورٹ کی معلومات پر مبنی ہے (وزارت خزانہ 2023ء)۔ 24 جون 2024ء کو جاری ہونے والی رپورٹ میں مالی سال 23 میں وفاقی ایس او ایف سے متعلق مسائل کا خلاصہ کیا گیا ہے۔ جو ایس او ایف کے حالیہ جامع اعداد و شمار ہیں۔

شکل 7.5: کمرشل ایس او ایز کے خالص مالیاتی اثرات\*



\*net fiscal impact is total SOE profits minus losses  
Sources: World Bank, FY23 from Ministry of Finance

گرائنٹس کو تسلیم کرنے کے لیے صرف اس صورت میں جب یہ مناسب یقین دہانی ہو کہ گرائنٹس وصول کی جائیں گی۔<sup>32</sup>

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں مختلف خامیاں پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے اصلاحاتی عمل کی تاریخی ناکامی کی عکاسی کرتی ہیں۔ پچھلی دہائیوں میں متعدد کوششوں کے باوجود، ان میں سے بہت سے بنیادی مسائل بدستور سامنے آتے رہے۔ ان نقائص کا منبع مختلف مسائل میں ہو سکتا ہے، جیسے کہ ضروری اتفاق رائے اور ضروری مستعدی کے بغیر تیزی سے اصلاحاتی عمل۔ مندرجہ ذیل سیکشن گذشتہ دہائیوں میں پاکستان کے اصلاحاتی عمل میں ہونے والی خامیوں کا تجزیہ کرے گا اور ماضی کے اصلاحاتی پروگراموں میں عام رکاوٹوں کی نشاندہی کرے گا۔

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے کاروباری منصوبوں میں ہمہ گیری کا فقدان پایا گیا، جن میں مالی استحکام پر مناسب توجہ نہیں دی گئی تھی۔ کاروباری منصوبے بھی معیشت یا شعبے میں ہونے والی تبدیلیوں کے لیے غیر موثر پائے گئے، جو انہیں فائدہ مند فیصلے کرنے یا ناموافق حالات میں روک تھام سے دور رکھتے ہیں۔ ایسا دو اہم وجوہات کی وجہ سے تھا۔ اول، پاکستان ریلویز جیسے کئی اداروں نے حکومتی تیل آؤٹ اور اعانت پر انحصار کیا ہے۔ دوم، اکثر اوقات کاروباری خطرات اور مواقع کا منظم اور جامع تجزیہ مستقبل کی سمت کے بارے میں حکمت عملی بنانے کے لیے نہیں کیا جاتا تھا۔

مزید برآں، ریاستی ملکیت کے وفاقی کاروباری اداروں کی مطبوعات برائے مالی رپورٹنگ، انکشافات، اور آڈٹ میں سنگین کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ مثلاً، ریاستی ملکیت کے کچھ کاروباری اداروں کے آڈٹ مواد میں غلط بیانی یا اکاؤنٹنگ کے معیارات سے انحراف نظر آتا ہے، جو مالی رپورٹوں کے قابل اعتماد ہونے یا درستگی کے فقدان کی نشاندہی کرتا ہے۔ ریاستی ملکیت کے کچھ کاروباری ادارے، جیسے پاکستان پوسٹ، کراچی پورٹ ٹرسٹ اور لاہور ایکسٹرنل سٹریٹس کمپنی نے مالی سال 23ء کے آڈٹ شدہ مالی گوشوارے تیار نہیں کیے تھے۔ اعداد و شمار اور مالی گوشواروں میں یہ مسائل ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کے لیے اعداد و شمار پر مبنی فیصلہ سازی کے لیے ایک بڑے چیلنج کی عکاسی کرتے ہیں۔

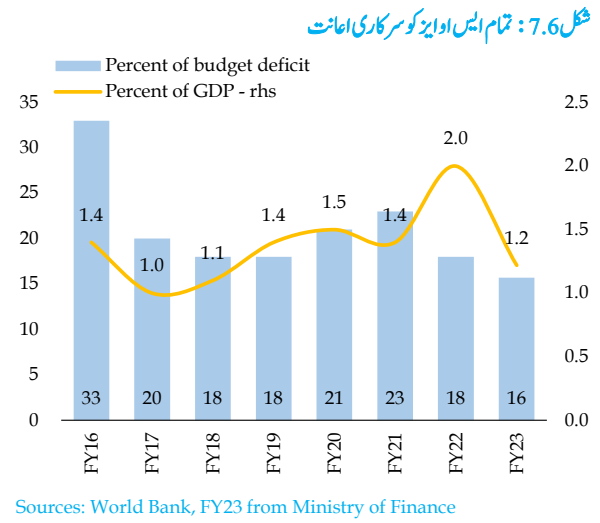
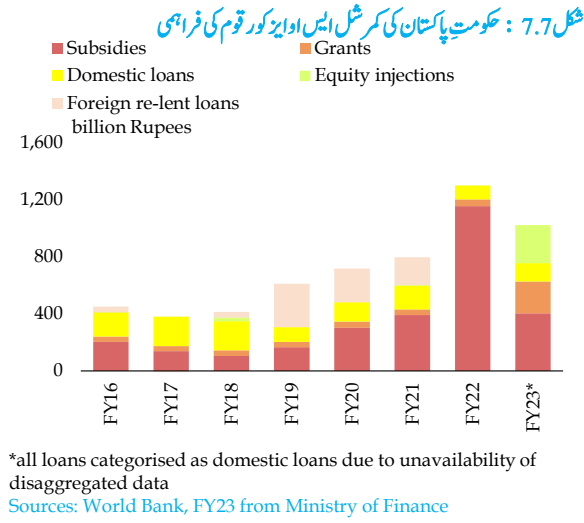
اس کے ساتھ ساتھ، کئی ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں نے اکاؤنٹنگ کے جدید معیارات نہیں اپنائے تھے، جو درستگی اور شفافیت کے لیے ضروری ہے۔ ان میں بین الاقوامی مالی رپورٹنگ کے معیار نمبر 9 (IFRS-9) شامل ہیں جو متوقع کریڈٹ نقصان کے استعمال کو لازمی قرار دیتے ہیں۔<sup>30</sup> IFRS-15 اصولوں، نوعیت، رقم، وقت، اور کسی صارف کے ساتھ معاہدے سے پیدا ہونے والی آمدنی اور نقدی کے بہاؤ کی غیر یقینی صورتحال؛ بین الاقوامی اکاؤنٹنگ معیارات 19 (IAS-19) ملازمین کے تمام فوائد، بشمول پنشن، کو ان کی بیلنس شیٹ پر واجبات کے طور پر تسلیم کرنے کے لیے؛<sup>31</sup> اور IAS-20 سرکاری

<sup>30</sup> بجلی اور گیس کے شعبوں میں واجب الوصول گروڈی قرضوں کی حامل ایس او ایز، جس کا مطلب یہ ہے کہ قرضوں کے متوقع نقصان کے تخمینے میں ممکنہ ناکامی کے لیے تخمینوں کو ملحوظ رکھا جائے۔

<sup>31</sup> یہ بالخصوص بڑی آجر ایس او ایز کے لیے اہم ہے، جیسے پاکستان ریلوے، جن پر پنشن کی اہم ذمہ داریاں ہیں۔

<sup>32</sup> یہ این ایچ اے اور ریلوے جیسی ایس او ایز کو متاثر کرے گا، جو سرکاری گرائنٹس کی بڑی وصول کنندہ ہیں۔

## پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات



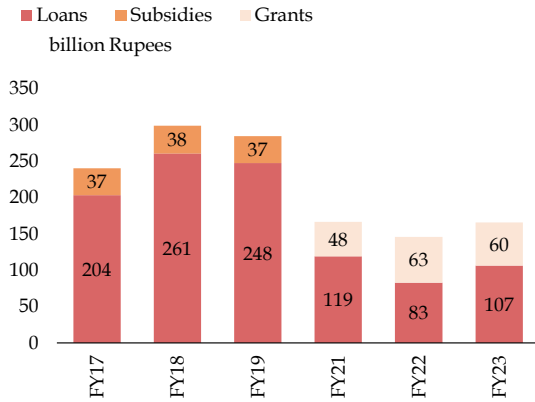
## 7.3 ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحاتی کوششوں کا جائزہ

اگرچہ پاکستان کی ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارکردگی اور اصلاحات پر لٹریچر بہت کم اور پرانا ہے، ملک کے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کی سابقہ کوششوں کا جائزہ یہ بتاتا ہے کہ اصلاحاتی عمل سست، وقتاً فوقتاً اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی پائیدار اصلاحات کے لیے ایک موثر راہ کی فراہمی سے عاری ہے۔ 1980ء کی دہائی میں نجکاری اور آزاد تجارت کے عالمی رجحانات کی وجہ سے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے حوالے سے مجموعی پالیسی موقف قومیاے جانے سے تبدیل ہو کر اصلاحات میں بدل گیا۔ تاہم، بیہکاری اور ٹیلی مواصلات جیسے کچھ شعبوں کے سوا، ملکی نقطہ نظر کا جھکاؤ مسابقتی معیشت کی حمایت کی خاطر نجکاری کی طرف ہو گیا تھا، بجائے اس کے کہ مجموعی شعبہ جاتی پالیسی اصلاحات، کارپورائزیشن، اور ایک مضبوط گورننس فریم ورک کو لاگو کیا جاتا (شکل 7.15)۔ کارپورائٹ گورننس، اور مسابقت اور ضابطہ کاری کو مضبوط بنانے کی اصلاحات کو بالعموم نظر انداز کیا گیا۔<sup>34</sup> یہ امر اصلاحات کی کوششیں بار بار ناکام ہونے کی اہم وجوہات میں شامل ہے، جن کی بنا پر ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارکردگی بڑھا کر اور مالیاتی بوجھ کا سدباب کر کے انہیں منافع بخش اداروں میں بدلا نہیں جاسکا۔ اس سے یہ نشاندہی ہوتی ہے کہ ملکیت کے فیصلوں جیسے نجکاری اور اداروں کو برقرار رکھنا اپنے آپ میں ان اداروں کو درپیش چیلنجوں کے لیے ہر مرض کی دوا نہیں ہے۔

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاح ایک پیچیدہ عمل ہے۔ جس میں پانچ وسیع اقسام کے اصلاحاتی اقدامات شامل ہیں: (الف) مالیاتی اور سرکاری مالیاتی انتظامی اصلاحات (مثلاً، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی صورت حال کا جائزہ لینا)؛ (ب) مسابقت اور ضابطہ کاری کو مضبوط بنانا؛ (ج) ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت کے بارے میں فیصلے کرنا؛ (د) کارپورائٹ گورننس میں اصلاحات؛ اور (ه) کاروبار اور عملی سرگرمیوں کو بہتر بنانا۔<sup>33</sup> ضروری نہیں کہ یہ اقدامات درج بالا ترتیب میں کیے جائیں، حالانکہ کچھ لٹریچر اور بہترین عالمی روایات انہیں تجویز کرتی ہیں۔ درحقیقت، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کا کوئی واحد راستہ نہیں ہے، کیونکہ زیادہ تر معاملات ملکی پس منظر پر منحصر ہوتے ہیں۔ تاہم، عالمی تجربہ یہ بتاتا ہے کہ مسابقت، ضابطہ کاری، اور کارپورائٹ گورننس نہایت اہم اقدامات ہیں، جنہیں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت سے متعلق فیصلوں سے پہلے یا ساتھ میں لینے کی تجویز دی جاتی ہے۔ لہذا، حکومتوں کو بھی سیاسی اتفاق رائے پیدا کرنے، عوامی حمایت حاصل کرنے اور مز دوروں سے متعلق مسائل حل کرنے کے اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ اصلاحاتی عمل پر عوامی اعتماد بڑھایا جاسکے (شکل 7.14)۔

<sup>33</sup> اس باب میں تفسیر کاروبار پر بحث نہیں کی گئی جو یکبارگی ٹرانزیکشن ہوتی ہے اور اس لیے اسبٹ کے دائرہ سے باہر ہے۔ اس باب میں درج بالا پانچ عمومی اصلاحاتی اقدامات کے پس منظر میں ایس او ایز میں اصلاحات کا جائزہ لیا گیا ہے۔  
<sup>34</sup> افتخار، ایم، این (2015)۔

شکل 7.9: حکومت پاکستان کی انفراسٹرکچر، ٹرانسپورٹ اور آئی ٹی سی شعبے کو رقم کی فراہمی\*



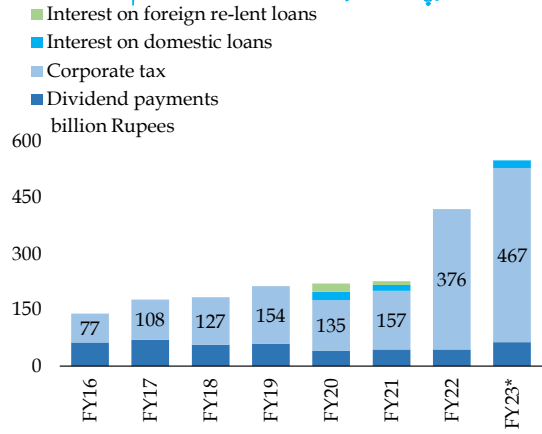
\*data for FY20 not available  
Source: Ministry of Finance

معاشی مسابقت کو بدستور نقصان پہنچتا رہا۔ مزید برآں، سیاسی عدم استحکام اور غیر یقینی صورتحال نے مطلوبہ قانون سازی اور ادارہ جاتی فریم ورک، اور خود نجکاری کے عمل کو روک دیا۔ دوم، 1980ء کی دہائی اور اس کے بعد، آئی ایم ایف کے پروگراموں نے کثیر قومی تعاون کو نجکاری سے مشروط کر دیا۔ اس سے اکثر اوقات یہ ہوا کہ جلد بازی کی وجہ سے نجکاری کے عمل میں تجویز کردہ مرحلہ وار طرز عمل اور درکار قانونی اور ادارہ جاتی اصلاحات پس پشت ڈال دیا گیا، جو نجکاری کے ثمرات حاصل کرنے کے لیے ضروری تھیں۔<sup>36</sup>

### نجکاری

1990ء کی دہائی سے پاکستان نجکاری کے بڑے عمل سے گزرا ہے۔ 1991ء میں نجکاری کمیشن کو نجکاری پروگرام نافذ کرنے کے لیے فنانس ڈویژن کے ذیلی ادارے کے طور پر قائم کیا گیا تھا، تب سے نجکاری کی 182 ٹرانز ایکشنز مکمل ہو چکی ہیں۔ یہ ٹرانز ایکشنز بنیادی طور پر 1991 تا 95ء اور 2001 تا 2006ء کے درمیان مرتکز تھیں، کیونکہ مذکورہ بالا عوامل کی وجہ سے اس عمل میں اکثر رکاوٹیں پیش آتی تھیں۔ 2008ء کا عالمی مالی بحران بشمول پاکستان متعدد دیگر ممالک میں نجکاری کے عمل کے لیے ایک بڑا دھچکا تھا، کیونکہ اس کی وجہ سے نجی سرمایہ کاری اور سرمایہ کاروں کی رغبت میں کمی آئی۔<sup>37</sup>

شکل 7.8: حکومت پاکستان کو کمرشل ایس او ایز سے ملنے والی رقم



\*all loans categorised as domestic loans due to unavailability of disaggregated data  
Sources: World Bank, FY23 from Ministry of Finance

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کی کچھ کوششوں میں ریاستی ملکیت کے انفرادی کاروباری اداروں کے کاروباری عمل کو بہتر بنانا شامل تھا تاکہ انہیں بحال کیا جاسکے۔ حالانکہ اس طرح کی کوششیں جب مکمل سیاسی حمایت کے ساتھ کی گئی تھیں، تب بھی بہتر کارپوریٹ گورننس اور دیگر سازگار اصلاحات کے فقدان کے باعث ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے کاروباری آپریشنز، منافع، اثاثے اور خدمات کی فراہمی ابتری کا شکار ہوئی، جیسے پی آئی اے اور پاکستان ریلویز میں۔ نتیجتاً، نیل آؤٹ پیکیج فراہم کیے گئے، اور ایک منفی چکر شروع ہو گیا۔<sup>35</sup>

مزید برآں، نجکاری اور دیگر ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کی کوششوں میں بے شمار بنیادی چیلنجوں کی وجہ سے رکاوٹیں پیدا ہوئیں، جن میں سیاسی اتفاق رائے کا فقدان جس کی عدم موجودگی میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کو کثیر قومی ایجنسیوں کا ایجنڈا سمجھا جاتا تھا۔ ایسا دو اہم وجوہات کی وجہ سے تھا۔ اول، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی انتظامیہ کے ذریعے سیاسی طور پر نوازنے کے سلسلے سے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی

<sup>35</sup>ایشیائی ترقیاتی بینک (2008ء)؛ نجکاری کمیشن (2011ء)؛ الف؛ افطار، ایم این (2015ء)

<sup>36</sup>افطار، ایم این (2015ء)؛ نجکاری کمیشن (2011ء)؛ بھٹاری، ایس اے (1998ء)؛ برین، ایم، اور ڈویل، ڈی (2013ء)؛ حسین، ودیگر۔ (2018ء)؛ طاہر، پی (2014ء)

<sup>37</sup>آئی ٹی اے تقریریں (2009ء)؛ نجکاری کمیشن کی ویب سائٹ۔

## پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

پوری یا اکثریتی حصص کی فروخت اس وقت زیادہ ہوتی ہے جب مارکیٹ ترقی یافتہ نہ ہو (ضمیمہ)<sup>40</sup>

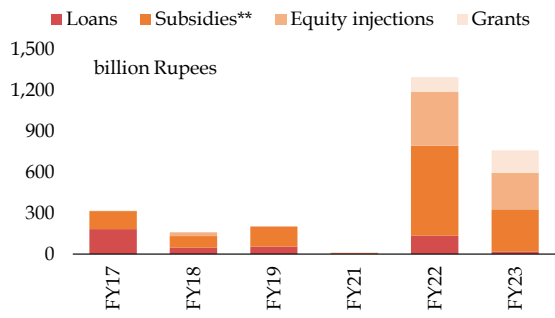
کچھ شعبوں، جیسے ٹیلی کام اور بیٹری میں، یہ ٹرانزیکشن مسابقت کو بہتر بنانے اور ضابطہ کاری کو مضبوط بنانے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ انجام دی گئیں۔ تاہم، جیسے آئندہ بحث سے پتہ چلتا ہے، اصلاحات کی نوعیت اور دائرہ کار جامع نہیں تھے، اس لیے کہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کی کامیابی کو محدود دیکھنے سے دیکھا گیا تھا۔ مزید برآں، نجکاری کے عمل میں کئی سنگین قانونی اور ادارہ جاتی نقائص کی نشاندہی کی گئی، مزید برآں، نجکاری کے کچھ معاہدوں میں شفافیت اور طریقہ کار کے مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے اس عمل پر عوام کا اعتماد ختم ہو گیا۔

### کامیابی کا محدود معیار

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات میں ایک بڑی خامی یہ رہی ہے کہ اس میں کامیابی کا واحد اہم ترین پیمانہ نجکاری کو قرار دے کر اس پر زیادہ زور دیا گیا اور مسابقت اور ضابطہ کاری کو مضبوط بنانے پر کم توجہ دی گئی۔ مزید برآں، نجکاری کے بعد خدمات کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے نگرانی اور جانچ کا طریقہ کار ناقص ہے، جو خاص طور پر عوامی ایشیا اور خدمات کے شعبوں میں کام کرنے والے ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے سے متعلق ہے۔ نیز، بار بار آنے والے مسائل کم کرنے کے لیے بھی شعبہ جاتی ضوابطی فریم ورک کی تشخیص اور بہتری کے لیے محدود کوششیں کی گئی ہیں۔<sup>41</sup>

پاکستان میں ہونے والی نجکاری میں یہ طریقے شامل ہیں: (الف) شعبوں میں انتظامی کٹروں کے ساتھ اکثریتی حصص کی فروخت؛ (ب) سرمایہ منڈی کے سودے؛ اور (ج) انتظامی کٹروں کے ساتھ اقلیتی حصص کی فروخت۔<sup>38</sup> نجکاری کے لین دین کی دیگر اقسام، جیسے رعایت اور باہمی ملکیت سازی (میو چلائزیشن)، کو بروئے کار نہیں لایا گیا ہے جو کم آمدنی والے ممالک کے لیے بہتر سمجھی جاتی ہیں۔<sup>39</sup> نجکاری کے لین دین کے شعبہ وار جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عمل بہت

شکل 7.10: حکومت پاکستان کی بجلی کے شعبے کو رقم کی فراہمی\*



\*data for FY20 not available

\*\*tariff differential subsidies are included as outflows to the sector but are not necessarily financial support to power SOEs as they are intended for end consumers

Source: Ministry of Finance

ست رہا ہے۔ ایک ٹرانزیکشن مکمل کرنے میں تقریباً 6 سے 16 سال لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ روٹی پلانٹ جیسے چھوٹے حجم اور کم پیچیدہ اداروں میں بھی۔ مزید برآں، 2001ء اور اس کے بعد سے بڑے حجم کی ٹرانزیکشن، بنیادی طور پر بینکوں، ٹیلی کام اور توانائی کے شعبوں سے متعلق، عالمی تجربات کے مطابق سرمایہ منڈی کے ذریعے کی گئیں، جو یہ بتاتا ہے کہ سرمایہ منڈی کی فہرست سازی کے ذریعے نجکاری اُس وقت موزوں ہوتی ہے جب مارکیٹ مائل بہ ترقی ہو، جب کہ

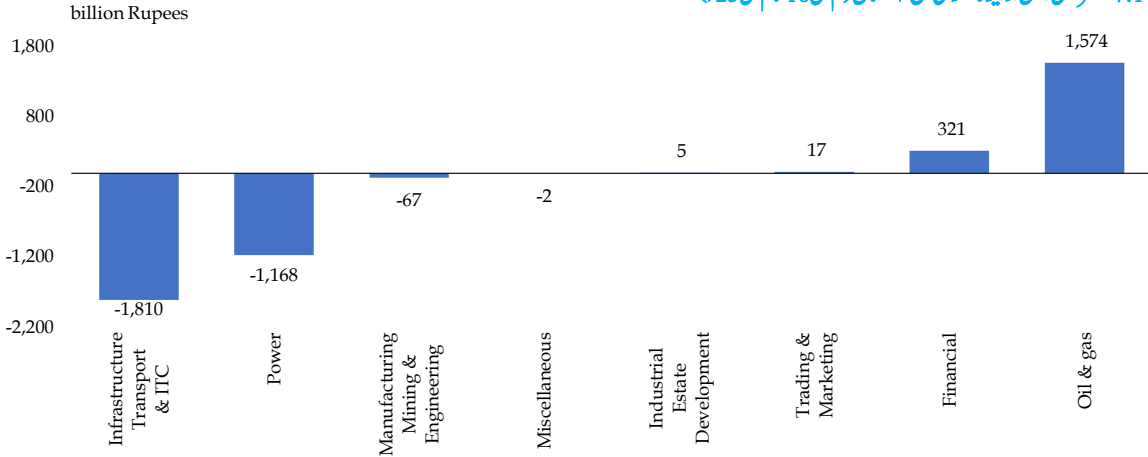
<sup>38</sup> نجکاری کمیشن کی ویب سائٹ۔

<sup>39</sup> مراعات میں ایس او ایز کے اثاثوں (یا نئے اثاثوں میں سرمایہ کاری) پر نجی کمپنی کے استعمال کے حقوق کو ایک مخصوص مدت کے لیے مخصوص عوامی خدمات فراہم کرنے کے لیے، ان خدمات کے لیے چارج کرنے کے حق کے خلاف دینا شامل ہے۔ یہ انتظامات اجارہ داری کی خصوصیات کے ساتھ ایس او ایز کی نجکاری کے لیے بہترین موزوں ہیں، اور حکومتوں کو سرمایہ کاری / آپریشنل خطرات کو کم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ باہمی شراکت داری ایس او ایز کی شریک ملکیت کے ذریعے اسٹیک ہولڈرز کے وسیع گروپ (مثلاً ملازمین اور صارفین) کے ذریعے سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہے۔ اس طرح کے طریقے کار کو درگی اور سروں کے معیار کو بڑھاتے ہیں، اور نجی شعبے کی سیالیت پر زیادہ بوجھ ڈالنے سے بھی بچتے ہیں۔ ماخذ: این سی پی (2022ء)؛ جیفری، وی اے (1992ء)

<sup>40</sup> نیکنسن، ڈیو ایل اور نیئر، جے ایم (1999ء)۔

<sup>41</sup> مستثنیات میں آئی ایم ایف کی قرضے کی شرط کے طور پر 2014ء میں شعبہ بجلی کا تشخیصی مطالعہ شامل ہے۔ تاہم، انہیں متعلقہ فریقوں کے غور و خوض کے لیے عام کیا گیا اور نہ ہی ان پر عملدرآمد کیا گیا۔ ماخذ: آئی ایم ایف (2014ء)۔

شکل 7.11: کمرشل ایس او ایف کا مجموعی نفع / نقصان (م س 18 تا م س 23ء)



Source: Ministry of Finance

پی، پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی (پی ٹی اے)، نیشنل الیکٹرک پاور ضوابطی اتھارٹی (نیپرا)، مسابقتی کمیشن آف پاکستان (سی سی پی)، اور تیل و گیس ضوابطی اتھارٹی (اوگرا))، نجکاری اور اصلاحات کے عمل کے آغاز کی ایک دہائی سے زائد عرصے بعد تشکیل دیے گئے تھے۔<sup>43</sup>

اس تاخیر اور مجموعی طور پر ضوابطی پیمانہ دہائی کے نتیجے میں، مارکیٹ کی حرکیات کمزور نچے شعبے کے ساتھ غیر مسابقتی رہی ہے جو وسیع تر اقتصادی ترقی کو نقصان پہنچاتی ہے۔ یہاں تک کہ ابتدائی سالوں میں جن شعبوں کی نجکاری کی گئی تھی، جیسے کہ سینٹ، کوئنگ آئل / گھی، اور کھاد-کارٹیلز انڈسٹری کے بار بار ہونے والے واقعات کے باعث پوری طرح مسابقتی نہیں ہیں۔ پیداوار کی ناکامیاں؛ داخلے میں رکاوٹیں؛ اور کوالٹی کے پست معیار۔<sup>44</sup>

### ناقص قانونی اور ادارہ جاتی فریم ورک

پاکستان کے ناقص قانونی اور ادارہ جاتی فریم ورک نے نجکاری کے عمل کو کم از کم چار مختلف زاویوں سے متاثر کیا ہے۔ اول، پالیسیوں اور اداروں کی درستی میں ایک دہائی سے زیادہ کا عرصہ لگا۔ ملک میں 1978ء کے ٹرانسفر آف منیجمنٹ اسٹیبلشمنٹ آرڈر 1978ء (ٹی ایم ای او) کے ذریعے قومیاں کے عمل کے

مثال کے طور پر، اگرچہ کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن (فی الوقت کے الیکٹرک) کی نجکاری کے نتیجے میں سروس فراہمی اور ادارے کے منافع میں بہتری آئی ہے، تاہم اس کے صارفین کو اب بھی بہت سی غیر حل شدہ شعبہ جاتی پالیسی اور گورننس مسائل کی وجہ سے بجلی کی مہنگی قیمت اور فراہمی میں متواتر تعطل کا سامنا ہے۔ اسی طرح، اسٹاک مارکیٹ کی فہرست سازی سے سخت کارپوریٹ گورننس کے ذریعے نگرانی کے مضبوط طریقہ کار میں مدد ملنے کی توقعات کے باعث سوئی سدرن گیس کمپنی اور سوئی ناردرن گیس پائپ لائن لمیٹڈ کے کیپٹل مارکیٹ لیمن دین نے حکومت کے نان ٹیکس محاصل بڑھانے میں مدد دی۔ تاہم، شعبہ جاتی اور کاروباری پالیسی کے غیر حل شدہ مسائل ریاستی ملکیت کے ان کاروباری اداروں کی سرگرمیوں اور مالیات پر بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ یہ امر بینکاری اور ٹیلی کام کے شعبوں کے برعکس ہے، جہاں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی نجکاری کے ہمراہ پالیسی اور گورننس اصلاحات کا سلسلہ رواں رہا تھا۔<sup>42</sup>

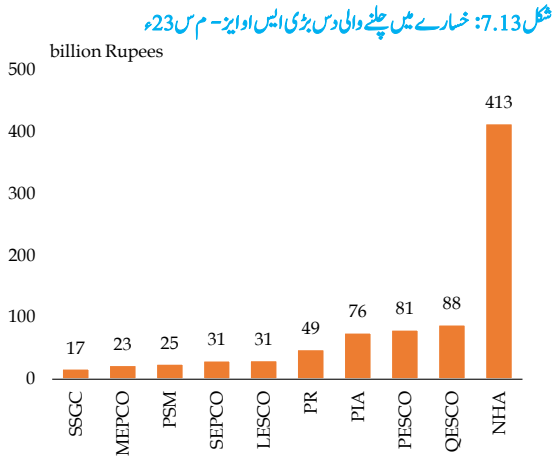
اسی طرح، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ 1970ء کی دہائی کے آخر میں قومیاں جانے کی معکوسیت اور نجکاری کا آغاز ہوا، جس میں 1990ء کی دہائی کے دوران تیزی آئی، البتہ اس کے بہت بعد تک قابل عمل ضوابطی ماحول سازی نہیں کی گئی۔ مثلاً، کئی اہم ضابطہ کار، جیسے سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن پاکستان (ایس ای سی

<sup>42</sup> اسٹیٹ بینک (2024ء)؛ آئی بی ایس (2023ء)؛ سی سی پی (2018ء)؛ اصغر، ایس اور ڈاکٹر محسن، ایچ (2023ء)؛ کلہوڑو، ایس اے (2022ء)؛ حسین، آئی (2004ء)؛ خان، بی (این ڈی)

<sup>43</sup> ایس ای سی پی کو 1997ء میں قائم کیا گیا تھا۔ پی ٹی اے کو 1996ء میں ایک کارپوریٹ باڈی بنایا گیا تھا۔ نیپرا 1997ء میں قائم ہوئی تھی۔ سی سی پی کو 2007ء میں تشکیل دیا گیا تھا۔ اوگرا 2002ء میں بنی تھی۔ (متعلقہ ویب سائٹس۔)

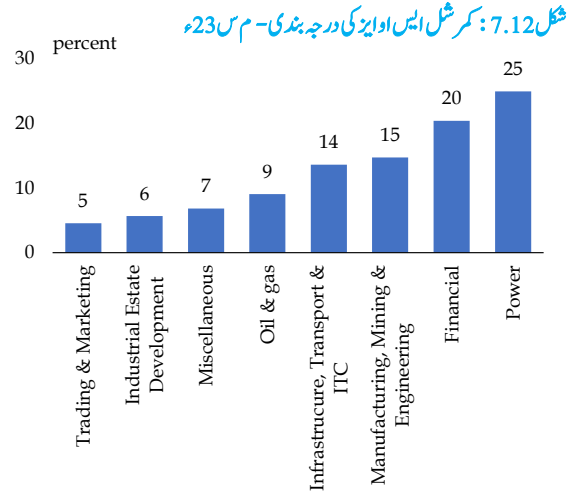
<sup>44</sup> پی سی (2011ء)؛ سی سی پی (2011ء)؛ سی سی پی (این ڈی)۔

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات



Source: Ministry of Finance

رکاوٹوں کی وجہ سے مجموعی پیش رفت نہ ہونے کے برابر رہی۔ 1988ء میں، ایک نیشنل ڈس انویسٹمنٹ اتھارٹی بنائی گئی، جس کے اختیارات سی ڈی سی سے زیادہ تھے، لیکن جلد ہی حکومت میں تبدیلی کی وجہ سے یہ ادارہ ترقی نہ کر سکا۔ اس عمل کے آغاز سے دس سال سے زائد عرصے کے بعد، بالآخر 1991ء میں نجکاری کی کوششوں کو ادارہ جاتی شکل دینے کے لیے کابینہ کمیٹی برائے نجکاری (سی سی او پی) کے ساتھ نجکاری کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کا شروع میں دائرہ کار صنعتی ٹرانز ایکشن تک محدود تھا۔ تاہم، 1993ء تک اس کو بجلی، تیل اور گیس، ٹرانسپورٹ، ٹیلی کام، اور بیہنگاری اور نیسے کے شعبوں تک توسیع دیدی گئی۔<sup>46</sup>



Source: Ministry of Finance

خاتمے، بے سرمایہ کاری (ڈس انویسٹمنٹ) اور لامرکزیت کی پالیسیاں متعارف کرائی گئیں۔ اس کے توسط سے حکومت کو کچھ قومیاں صنعتوں کے سابق مالکان کو ان کے سابقہ ملکیتی اداروں کے ملکیتی حصص کی پیشکش کرنے کا اختیار دیا گیا۔

ٹی ایم ای او کے تحت قانونی تحفظ فراہم کیا گیا تھا کہ نجی ملکیت میں دینے جانے والے اداروں کو دوبارہ قومیاں نہیں جانے گا۔ اس ضمانت کے باوجود، بہت کم قومی صنعتی یونٹس کو ان کے سابقہ مالکان کو واپس کیا جاسکا۔ ایسا اس لیے ہوا تھا کہ ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے مالی ابتری کا شکار ہو گئے تھے، جس کی وجہ سے سابقہ مالکان کو سرمایہ کاری کے لیے بہت کم ترغیب ملی، بالخصوص ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے کارکنوں اور درمیانی اور نچلی انتظامیہ کی جانب سے شدید مخالفت کا مقابلہ کرنے کے لیے مناسب قانونی ڈھال کا فقدان تھا۔<sup>45</sup>

79-1978ء تا 1985ء میں بے سرمایہ کاری کی غرض سے یونٹس کی نشاندہی کرنے کی خاطر کابینہ کی ڈس انویسٹمنٹ کمیٹی (سی ڈی سی) کے قیام کے باعث قومیاں ہوئے اداروں کو نجی ملکیت میں دینے کے لیے کوششیں جلد ہی زائل ہو گئیں۔ تاہم، اس اعلیٰ سطح وزارتی کمیٹی کے قیام کے باوجود جس نے بے سرمایہ کاری کے لیے قواعد و ضوابط تشکیل دیے، لیکن ان ہی قانونی اور ادارہ جاتی

<sup>45</sup> کینیڈی، آر ایم اور جونز، ایل پی (2003ء)؛ ایشیائی ترقیاتی بینک (2008ء)؛ رماندھم، وی وی (1994ء)۔

<sup>46</sup> بخاری، ایس اے (1998ء)؛ رماندھم، وی وی (1994ء)؛ ایشیائی ترقیاتی بینک (2008ء)۔



پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

کمیشن کے سینئر عہدیداروں کو اکثر اوقات شہریوں اور سرکاری تفتیشی ایجنسیوں دونوں سے قانونی چارہ جوئی اور تفتیش کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے۔ ان مقدمات نے انہیں فیصلہ کن اقدامات کرنے سے باز رکھا، اور اہم فیصلوں کی ملکیت لینے کی چاہ کو کمزور کیا، اس طرح، نجکاری کے عمل میں رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔<sup>50</sup>

### شفافیت اور طریقہ کار کے مسائل

نجکاری کی ملکی تاریخ میں، کچھ ٹرانزیکشنز ایسی ہوئیں، جن میں شفافیت کے فقدان کے باعث ضروری ضابطوں پر عمل نہیں کیا گیا۔ مثلاً، 2006ء میں پاکستان اسٹیل ملز کی نجکاری کے معاملے میں، سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ خریداروں کے کنسورٹیم کو پیش کردہ حتمی شرائط ابتدائی عوامی پیشکش کے مطابق نہیں تھی، جس کی بنیاد پر عدالت نے ٹرانزیکشن کو کالعدم قرار دیدیا۔ اسی طرح کے ضابطوں کے مسائل نے بھی کامیاب نجکاری کے سودوں کو متاثر کیا ہے۔ مثال کے طور پر، پی ٹی سی ایل کی نجکاری کے معاملے میں خریدار کو صوبائی حکومتوں اور پاکستان ریلویز کی 3000 سے زائد املاک دی گئی تھیں،<sup>51</sup> اور ٹرانزیکشن کے معاہدے پر دستخط کرنے سے پہلے انہیں کبھی بھی مشاورت کا حصہ نہیں بنایا گیا تھا۔ اسی طرح، سینٹ کے شعبے میں ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے کی نجکاری کے معاملے میں خریدار نے صنعتی یونٹ کو بحال کرنے کی شرط پر ہامی بھری تھی۔ تاہم، نجکاری کمیشن کے علم میں لائے بغیر اس صنعتی یونٹ کو ہاؤسنگ سوسائٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔ البتہ یہ چند نظریں ہی سہی، نجکاری کی ٹرانزیکشنز کی شفافیت اور ساکھ کے ساتھ ساتھ اس عمل کے لیے وسیع تر عوامی تائید کے امکانات کو نقصان پہنچاتی ہیں۔<sup>52</sup>

کے لیے یہ ضرورت ہوتی ہے کہ متعلقہ فریق اس کی کھلے بندوں حمایت کریں۔ مثلاً، 1997ء میں مشترکہ مفادات کونسل (سی سی آئی) نے پاکستان اسٹیل ملز کی نجکاری کی منظوری دی تھی، لیکن اس پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ تاہم، 2006ء میں پاکستان اسٹیل ملز کی نجکاری کے وقت مشترکہ مفادات کونسل کے فعال نہ ہونے کے سبب حکومت کے پاس وفاقی اکائیوں میں نئے سرے سے اتفاق رائے پیدا کرنے کے لیے کوئی فعال پلیٹ فارم نہیں تھا۔<sup>47</sup>

کمزور ادارہ جاتی صلاحیت کا تیسرا پہلو ضابطہ کاروں کی خود مختاری کے گرد گھومتا ہے۔ ضوابط کی کوششوں اور خود مختار ضابطہ کاروں کی تشکیل کے باوجود اثر افیہ کی گرفت اداروں کو کمزور کرتی ہے، جب کہ فیصلہ سازی کے حوالے سے کچھ ضابطہ کاروں عارضی انتظامی اقدامات نے ان کی خود مختاری کو نقصان پہنچایا ہے۔ مثال کے طور پر، ضوابطی اداروں کے انتظامی کنٹرول کی ان کے متعلقہ وزارتوں کو منتقل کرنا، ان کی آزادی پر سمجھوتے کا باعث بنتا ہے۔<sup>48</sup> اسی طرح، پاکستان میں نجکاری کمیشن کی مسلسل استعداد کاری نہ ہونا بھی ملک میں کامیاب نجکاری کی راہ میں رکاوٹ بنا۔ مثلاً، 2006ء میں ایک سال کے اندر ہی نجکاری کمیشن کو تین مختلف وزراء اور چار مختلف سیکرٹریوں کے ماتحت کر دیا گیا تھا جبکہ اس کے مشیران میں بھی بار بار تبدیلی ہوتی رہی۔ اس قسم کا ماحول سرمایہ کاروں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتا ہے۔<sup>49</sup>

آخر، اگرچہ 2006ء میں، سپریم کورٹ نے یہ تسلیم کیا کہ حکومتی پالیسی سازی کی حدود میں مداخلت کرنا عدالت کا کام نہیں ہے، تاہم نجکاری کے بہت سے سودوں کو بنیادی حقوق کے نفاذ میں رکاوٹ گردانتے ہوئے عدالت کے سامنے لایا گیا۔ مثلاً، عدالتی نظر ثانی کے لیے لائے جانے والے مقدمات میں سے ایک یہ تھا کہ آیا کسی ادارے کی نجکاری آئی ایم ایف کی شرط پر کی گئی تھی۔ مزید یہ کہ نجکاری

<sup>47</sup> پی ٹی آئی انڈیکس 2024ء؛ آئی سی ڈرخواست نمبر 9 برائے 2006ء اور سول پٹیشن نمبر 345 اور 394 برائے 2006ء، پاکستان اسٹیل ملز کا فیصلہ

<sup>48</sup> سیم، اوگر، پیچ، پی ٹی اے اور ایف اے بی

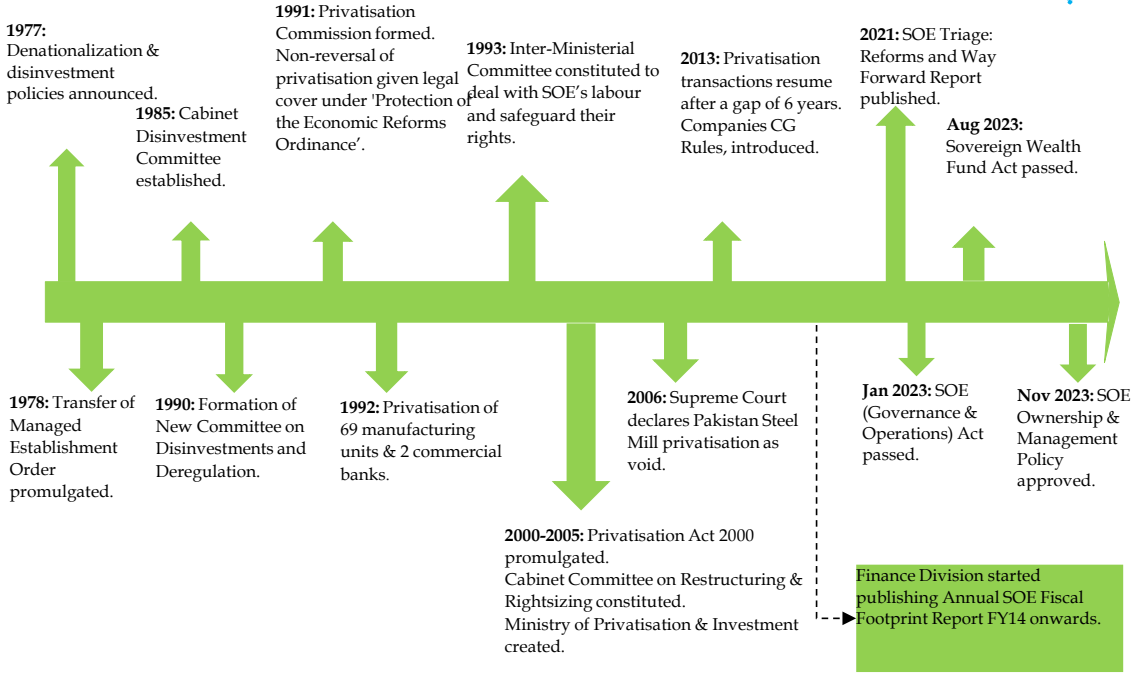
<sup>49</sup> سیم، ایف، اور غلام، ایس، (2022ء)؛ شیرانی، ایس (2017ء)؛ ایشیائی ترقیاتی بینک (2008ء)۔

<sup>50</sup> پی ٹی سی (2023ء)؛ حسین، ودیگر (2018ء)۔

<sup>51</sup> سیم، ایف، اور غلام، ایس، (2022ء)۔

<sup>52</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2008ء)؛ طاہر، پی (2014ء)۔

شکل 7.15: پاکستان میں ایس او ایف کی کلیدی اصلاحات کی تاریخ



Sources: G. Yoganandan (2010); M. Zubair et al. (2022); S. Anwar, (1998).

2013ء میں، سرکاری شعبہ کمپنیز (پی ایس سی) کارپوریٹ گورننس رولز متعارف کرائے گئے تھے، لیکن انہیں موثر طریقے سے نافذ نہیں کیا گیا۔ چنانچہ، 2012ء اور 2019ء میں، ایک ہولڈنگ کمپنی بنانے اور ریاستی ملکیت کے تمام کاروباری اداروں کو اس کی چھتری تلے لانے کی کوششیں کی گئیں۔ 2012ء کی کاوش اپنی تمام تر گہماگہمی کے باوجود محض منصوبہ سازی کے مرحلے تک محدود رہی، البتہ 2019ء میں ہونے والی کوششوں کے نتیجے میں سرمایہ پاکستان (SEP) کے نام سے ایک ہولڈنگ کمپنی کی تشکیل دی گئی۔ تاہم، سرمایہ پاکستان میں تشکیل کے علاوہ کوئی مادی پیش رفت نہیں ہوئی۔

پی ایس سی کارپوریٹ گورننس قواعد 2013ء

پاکستان نے، گورننس کے چیلنجوں کے ردعمل میں، 2013ء کے دوران پی ایس سی کارپوریٹ گورننس (پی ایس سی جی) قواعد متعارف کرائے، جن میں بعد ازاں 2017ء اور 2019ء کے دوران میں ترامیم کی گئی۔ رولز کا جائزہ (جولائی

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارپوریٹ گورننس اصلاحات<sup>53</sup>

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارپوریٹ گورننس اصلاحات کے سلسلے میں سب سے سنجیدہ کوششیں حال ہی میں 2023ء کے دوران کی گئیں۔ یہ کوششیں دو اہم مالیاتی اور سرکاری مالیاتی انتظامی اصلاحات کے اقدامات کی بنیاد پر ہیں: اول، فیڈرل فٹ پرنٹ رپورٹس کے ذریعے مالی سال 14ء سے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے سالانہ مالی گوشواروں کی رپورٹنگ؛ اور دوم، 'ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا علاج: اصلاحات اور مستقبل کا منظر نامہ (Triage: Reforms & Way Forward) کے عنوان سے 2021ء کی رپورٹ کے تحت ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے مالی اثرات کا جائزہ۔

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارپوریٹ گورننس اصلاحات کی پچھلی کوششیں بہت کم تھیں، جن کی حد اور دائرہ کار محدود؛ اور نامکمل تھا۔ مثلاً،

<sup>53</sup> یہ ذیلی سیکشن صرف کارپوریٹ گورننس کی کلیدی اصلاحات اور اس کی بنیادی دستاویزات پر روشنی ڈالتا ہے۔ تاہم، جاری اصلاحات کی ابھرتی ہوئی نوعیت اس کے جامع تجزیوں سے روکتی ہے۔

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

کی پالیسی 2023ء کی منظوری کے بعد، سرکاری شعبے کی کمپنیز کے کارپوریٹ گورننس رولز 2013ء اب مزید لاگو نہیں ہوں گے۔<sup>57</sup>

### ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی فیڈرل فنٹ پرنٹ رپورٹس اور ٹرانسپیرینس 2021ء

ٹرانسپیرینس رپورٹ ریاستی ملکیت کے موجودہ کاروباری اداروں کے جزدان کا جائزہ تھا، جو آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک کے ساتھ مشاورت سے شروع کیا گیا تھا تاکہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو برقرار رکھنے، نجکاری اور تحلیل کرنے کے لیے درجہ بند کیا جاسکے۔ ٹرانسپیرینس رپورٹ کا مقصد تمام متعلقہ وزارتوں، ڈویژنوں اور دیگر متعلقہ فریقین کے لیے رپورٹ میں بیان کردہ تفصیلی دورانیے کے اندر مناسب ایکشن پلان بنانے کی غرض سے بنیادی پالیسی رہنما خطوط کے طور پر کام کرنا تھا۔ اصل میں اسے 2019ء میں آئی ایم ایف توسیعی فنڈ سہولت کے ایک جز کے طور پر شروع کیا گیا تھا، یہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی درجہ بندی کرنے اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے مالیاتی وجود کا اندازہ لگانے میں مدد دینے کے لیے وفاقی حکومت کے موجودہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے جزدان کا پہلا جامع جائزہ تھا، جو وزارت خزانہ کی جانب سے فیڈرل فنٹ پرنٹ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارکردگی کی جائزہ رپورٹس کی بنیاد پر لیا گیا، جس کی بدولت بنیادی طور پر پی ایس سی جی قواعد 2013ء کے بعد ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے رپورٹ کردہ مالی گوشواروں کو اکٹھا اور مرتب کیا گیا۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے گوشوارے عوام کے لیے پہلی مرتبہ مالی سال 14ء جاری کیے گئے تھے۔<sup>58</sup>

تاہم، پی ایس سی جی قواعد 2013ء کی طرح، ٹرانسپیرینس رپورٹس پر موثر طریقے سے عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ مثلاً، بجلی کے شعبے کی ڈسکوز کی نجکاری کے لیے بولی کا عمل

2019ء تک ترمیم شدہ) بتاتا ہے کہ یہ قدم درست سمت میں تھا، پاکستان کی ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا اصلاحاتی اقدام تھا۔ اس کی نمایاں خصوصیات میں یہ شامل ہے کہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے بورڈ میں کم از کم ایک تہائی آزاد ڈائریکٹرز ہونا شرط ہے، جو متعلقہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے حوالے سے متعلقہ اہلیت کے ساتھ موزوں اور مناسب معیار کے حامل ہوں، جن کے عہدے کی مدت محفوظ ہو؛<sup>54</sup> اور جن کی دوبارہ تقرری کارکردگی کی بنیاد پر کی جائے۔ اس میں امور کار کی منصوبہ بندی (بزنس پلان)، اندرونی اور بیرونی آڈٹ رپورٹس؛ ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے کی ویب سائٹ پر آئی ایف آر ایس کے مطابق سالانہ مالی گوشواروں کی اشاعت؛ قواعد کی تعمیل پر رپورٹ کی اشاعت نیز قواعد کی عدم تعمیل یا خلاف ورزی پر جرمانے عائد کرنے کا بھی اختیار دیا گیا ہے۔<sup>55</sup>

تاہم، جیسا کہ سیکشن 7.2 میں نشان زد کیا گیا ہے، ان کی تعمیل کی شرح صرف 37 فیصد رہی؛ نامکمل بورڈز؛ آزاد ڈائریکٹرز کی کمی؛ نامناسب اکاؤنٹنگ ریکارڈز؛ اور امور کار کے غیر شفاف اور مبہم منصوبے، جو ان قواعد کے موثر انداز سے نافذ نہ ہونے کی غمازی کرتا ہے۔ درحقیقت، ایس ای سی پی کے لیے بورڈ سازی اکثر دشوار رہی، کیونکہ حکومتی عہدیداروں کو جوابدہ ٹھہرانا مشکل ہوتا تھا۔ مزید برآں، اعلامیہ شدہ قواعد صرف کمپنیز آرڈیننس 1984ء - بعد میں کمپنیز ایکٹ 2017ء - کے تحت رجسٹرڈ سرکاری شعبے کی کمپنیوں پر لاگو ہوتے ہیں، نہ کہ خصوصی قانون سازی یا منسلک محکموں کے تحت قائم کردہ ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے پر۔ اس امر نے ریاستی ملکیت کے کئی کاروباری اداروں کو کارپوریٹ گورننس کے دائرہ کار سے باہر رکھا۔<sup>56</sup> تاہم، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ایکٹ 2023ء کے تحت ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں

<sup>54</sup> ایس او ای ایکٹ کے سیکشن 13 کے تحت، کسی ڈائریکٹر کو اس وقت تک ہٹایا نہیں جاسکتا جب تک کہ انکوائری میں عدم تعمیل، بد عملی، اور دیگر چیزیں جیسے کہ کسی پیشہ ورانہ یا ذاتی مفادات کے تصادم میں ملوث ہونا، ایس او ای کے بیرونی ذرائع سے پیشکش کردہ حنفہ وصول یا دیگر فوائد حاصل کرنا ثابت نہ ہو جائے۔

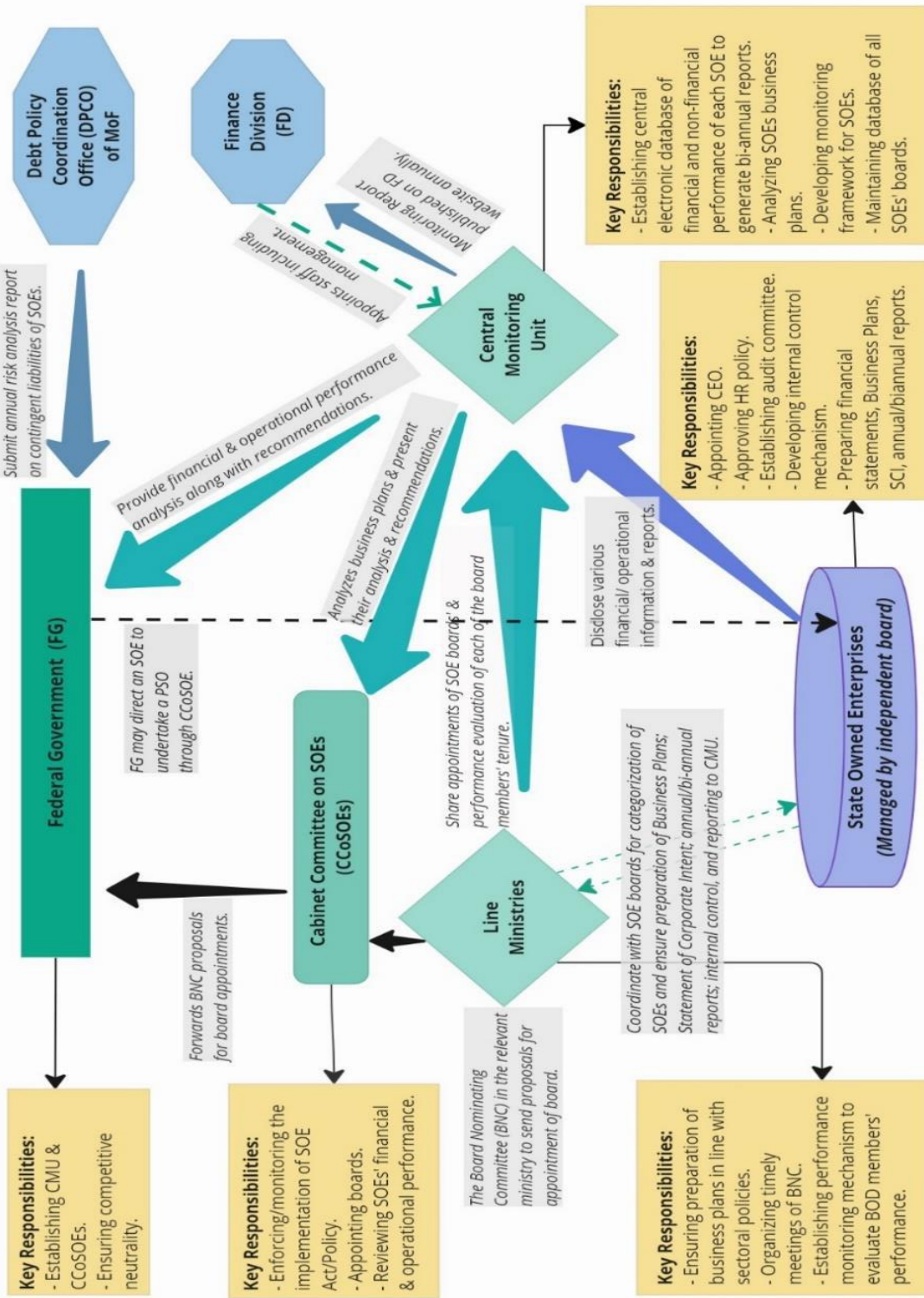
<sup>55</sup> سرکاری شعبے کی کمپنیوں کے (کارپوریٹ گورننس) قواعد، 2013ء، کم جولائی 2019ء تک ترمیم شدہ

<sup>56</sup> فقار، ایم این (2015ء)۔

<sup>57</sup> جب تک کہ بطور استثناء اعلامیہ جاری نہ کیا جائے۔ ماخذ: ایس ای سی پی (2024ء)؛ شق 8، ایس او ای پالیسی 2024ء

<sup>58</sup> اگرچہ فنٹ پرنٹ رپورٹس سے مفید معلومات ملتی ہیں، تاہم، اکثر و بیشتر ان رپورٹس میں اعداد و شمار نامکمل ہوتے ہیں کیونکہ متعدد ایس او ای نے اعداد و شمار فراہم نہیں کیے، جس کا تذکرہ اس سیکشن میں آگے بھی کیا گیا ہے۔ مزید برآں، رپورٹ کردہ اعداد و شمار اکثر شعبہ جاتی درجہ بندیوں، اعداد و شمار پر نظر ثانی میں ہونے والی تبدیلیوں سے مطابقت نہیں رکھتے تھے، جب کہ غیر تقابلی رپورٹنگ فارمیٹ کی وجہ سے اعداد و شمار کا باہمی موازنہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔

شکل 7.16: ایس او ایز ایکٹ اور پالیسی 2023ء کے تحت گورننس فریم ورک



Sources: SBP, based on SOE Act 2023 and SOE Ownership and Management Policy 2023

## پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

ایکٹ اور پالیسی ایس ڈبلیو ایف کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہیں، جو گورننس کے فریم ورک کی ایک اضافی تہہ بناتا ہے۔

### ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ایکٹ اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی پالیسی 2023ء

حال ہی میں منظور شدہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ایکٹ 2023ء اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی پالیسی 2023ء (ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ایکٹ کے مطابق تیار کیا گیا) تمام ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے کے لیے ایک وسیع تر گورننس فریم ورک متعارف کراتے ہیں، جنہیں خصوصی قانون سازی کے تحت قائم کیا گیا ہے۔ یہ پاکستان میں اب تک جامع ترین کارپوریٹ گورننس فریم ورک ہے اور اس کے کئی اہم پہلو ہیں۔ ان اداروں کی پالیسی ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی درجہ بندی بطور تزویراتی (اسٹریٹجک) یا ناگزیر غیر معینہ مدت تک برقرار رکھنے کے مخصوص معیارات کی بھی وضاحت کرتی ہے۔ اگر ریاستی ملکیت کا کوئی کمرشل کاروباری ادارہ اسٹریٹجک یا ریاستی ملکیت کے ناگزیر کاروباری ادارے کے معیار پر پورا نہیں اترتا ہے، تو (الف) اس کی بغیر اصلاحات کے نجکاری کر دی جائے گی، (ب) نجکاری سے پہلے اس کی تشکیل نو اور اصلاح کی جائے گی، (ج) ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے کی تشکیل نو اور اصلاح کے بعد اسے برقرار رکھا جائے گا۔ اگرچہ یہ فیصلے متعلقہ وزارتوں کے ذریعہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے بورڈ کی مشاورت سے تجویز کیے جانے ہوتے ہیں، تاہم حتمی فیصلے کا اختیار کابینہ کمیٹی برائے ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے (سی سی او ایس او ای) کے پاس ہے۔<sup>60</sup>

کابینہ کمیٹی برائے ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے کی واضح ذمہ داریوں کے ساتھ تشکیل ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی تازہ ترین قانون سازی کی ایک اور منفرد خصوصیت ہے؛ قبل ازیں کابینہ کمیٹی برائے ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے کو ہر کابینہ میں مستقل حیثیت حاصل نہیں تھی اور کسی بھی قانون سازی میں ان کے مخصوص حقوق و فرائض نہیں تھے۔ ان میں سے ایک

30 جون 2024ء کو؛ جب کہ ریاستی ملکیت کے دیگر کاروباری اداروں کے لیے 30 جون 2023ء کو مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن دونوں ہی مدتوں پر عملدرآمد نہیں کیا جا سکا، اور دونوں امور پر پیش رفت کافی سست ہے۔ مزید یہ کہ، ٹریج میں بنیادی پہلوؤں کا فقدان تھا، جیسے اداروں کو برقرار رکھنے کے لیے ایک غیر مبہم معیار مزید برآں، ٹریج نے نجکاری شروع کرنے سے پہلے مارکیٹ کے نقص دور کرنے کے لیے ضروری پالیسی اصلاحات، شعبہ جاتی مسابقتی جائزوں، اور دیگر اقدامات کی ضرورت پر روشنی نہیں ڈالی۔ اگرچہ ٹریج ایک بنیادی دستاویز کے طور پر کام کرتا ہے، تاہم ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ایکٹ اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی پالیسی 2023ء کے تحت دوبارہ درجہ بندی کیا جانا ہے، جس میں زمرہ بندی کے لیے ایک نئے معیار اور عمل کی وضاحت کی گئی ہے۔

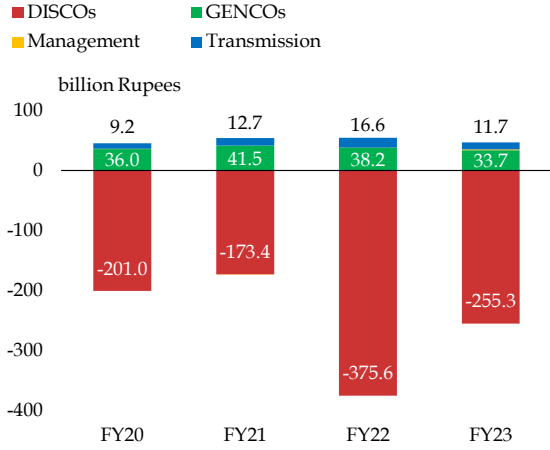
### خود مختار دولت فنڈ ایکٹ 2023ء

اگست 2023ء میں، حکومت کے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحاتی عمل کے جُز کے طور پر Sovereign Wealth Fund (ایس ڈبلیو ایف) ایکٹ 2023ء نافذ ہوا۔ جس کا مقصد وفاقی حکومت؛ اسٹیٹ بینک؛ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے اثاثوں کی منتقلی؛ مالیاتی اداروں سے قرضے؛ اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں حکومتی حصص داری سے حاصل کردہ سرمائے کے ساتھ اسٹریٹجک فنڈ مینجمنٹ کے ذریعے معاشی ترقی میں حصہ ڈالنا ہے۔ ایس ڈبلیو ایف ایکٹ نے سات اداروں بشمول توانائی کے کئی بڑے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت کو فنڈ میں منتقل کرنے کا اختیار دیا ہے۔<sup>59</sup> تاہم، یہ اقدام ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ایکٹ اور پالیسی سے متضاد معلوم ہوتا ہے، جس میں، جیسے ذیل میں بحث کی گئی ہے، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے بورڈز کی ان کی سرگرمیوں کے بارے میں جامع رپورٹنگ اور خود مختاری پر زور دیتا ہے۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی پالیسی ایس ڈبلیو ایف ایکٹ کے بعد منظور کی گئی۔ تاہم، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے

<sup>59</sup> آئی ایم ایف (2023ء)؛ سات اداروں میں: آئل اینڈ گیس ڈیولپمنٹ کمپنی لمیٹڈ، پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ، نیشنل بینک آف پاکستان، گورنمنٹ ہولڈنگز پرائیویٹ لمیٹڈ، ماری پیٹرولیم، نیلم جہلم ہائیڈرو پاور کمپنی اور پاکستان ڈیولپمنٹ فنڈ لمیٹڈ شامل ہیں۔

<sup>60</sup> ایس او ای کی ملکیت اور انتظامی پالیسی 2023ء، شق 11.9، 12.10، 13.

شکل 7.17: بجلی شعبے کا خالص نفع / نقصان



Source: Ministry of Finance

مطابق سالانہ رپورٹوں کی تیاری، امور کار کے منصوبے، اسٹیٹمنٹ آف کارپوریٹ ائینٹ کے ساتھ ساتھ کارپوریٹ گورننس کے دیگر پہلوؤں، جیسے ضابطہ اخلاق کا مسودہ؛ اور آڈٹ کمیٹی کی تشکیل کو یقینی بنانے کا پابند ہے۔<sup>66</sup>

جاری اصلاحاتی اقدامات کی ایک اور کلیدی خصوصیت یہ ہے کہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا قانون اور پالیسی ان ادارے کو انسانی وسائل کے حوالے سے اپنی پالیسی بنانے کی اجازت دیتا ہے، جس میں کنٹریکٹ پر بھرتی کو ترجیح دی جاتی ہے اور کارکردگی کی بنیاد پر تقرریوں اور برخاستگیوں کا اختیار ہوتا ہے۔<sup>67</sup> مزید برآں، نئی قانون سازی کے تحت، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو عام طور پر سرکاری خریداری ضوابطی اتھارٹی (پیپرا) آرڈیننس سے استثنیٰ حاصل ہے،

کر دار وفاقی حکومت کی حتمی منظوری سے قبل متعلقہ وزارت کی طرف سے تجویز کردہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا جائزہ لینا ہے۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی قانون سازی اور بعد ازاں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی پالیسی کے لیے بھی خود مختار ڈائریکٹرز کی اکثریت کے ساتھ ایک پیشہ ورانہ بورڈ آف ڈائریکٹرز درکار ہوتا ہے (شکل 7.16)۔<sup>61</sup>

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا قانون اور پالیسی ان اداروں کے بورڈز کو ان واضح شقوں کے ساتھ خود مختاری فراہم کرتا ہے، کہ متعلقہ وزارتیں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں رخنہ اندازی کریں گی اور نہ ہی ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے کو عوامی خدمت کی ذمہ داریاں انجام دینے کی ہدایت دیں گی تا وقتیکہ اس میں باہمی رضامندی شامل ہو اور رقم فراہم اور نگرانی کی جائے۔<sup>62</sup> مزید یہ کہ بورڈ کارکردگی کی بنیاد پر بذریعہ کنٹریکٹ سی ای او کا تقرر کرے گا۔<sup>63</sup> متذکرہ قانون اور پالیسی وزارت خزانہ کے تحت قائم مرکزی نگرانی یونٹ (سی ایم یو) کے واضح کردہ معیار کے مطابق اپنے ڈائریکٹرز کی کارکردگی کا جائزہ لینے کا بھی پابند بناتی ہے۔<sup>64</sup>

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے قانون کی ایک اور نمایاں خصوصیت مرکزی نگرانی یونٹ کی تشکیل ہے، جو اسے ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے کی کارکردگی بشمول ان کے امور کار کے منصوبے، سالانہ رپورٹس، اور عوامی خدمت کی ذمہ داریوں سے متعلق معاہدوں کی نگرانی اور جائزہ لینے کے لیے خاطر خواہ اختیارات دیتی ہے۔<sup>65</sup> اس کے ساتھ ساتھ، اس قانون میں یہ بھی درج ہے کہ ریاستی ملکیت کے ہر کاروباری ادارے کا بورڈ آئی ایف آر ایس کے

<sup>61</sup> ایس او ای کی ملکیت اور انتظامی پالیسی 2023ء، شق 15 اور شق 23

<sup>62</sup> ایس او ای ایکٹ 2023ء کے سیکشن 7(4) کے تحت، وفاقی حکومت کمرشل ایس او ای کو عوامی خدمات کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی ہدایت کر سکتی ہے۔ ایس او ای اوٹرز شپ اینڈ منجمنٹ پالیسی 2023ء کے سیکشن 32 کے مطابق، وفاقی حکومت کی جانب سے ایس او ای کو عوامی خدمات کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی ہدایت دینے کی صورت میں انہیں مناسب معاوضہ دینا چاہیے۔

<sup>63</sup> ایس او ای ایکٹ 2023ء کے سیکشن 18 اور ایس او ای ملکیت اور انتظامی پالیسی 2023ء کی شق 26 کے تحت

<sup>64</sup> ایس او ای ایکٹ 2023ء کے سیکشن 18 اور ایس او ای ملکیت اور انتظامی پالیسی 2023ء کی شق 26 کے تحت

<sup>65</sup> ایس او ای ایکٹ 2023ء کا سیکشن 31 اور ایس او ای کی ملکیت اور انتظامی پالیسی 2023ء، شق 19، 20 اور 21

<sup>66</sup> ایس او ای ایکٹ 2023ء کا سیکشن 8 اور 21؛ اور ایس او ای ملکیت اور انتظامی پالیسی 2023ء کا سیکشن 34 اور ضمیمہ 1 الف

<sup>67</sup> ایس او ای ایکٹ 2023ء کی شق 17 کے مطابق، ایس او ای آزاد خریداری کی پالیسیاں برقرار رکھیں گے جو چارٹرڈ انسٹی ٹیوٹ آف پروکیورمنٹ اینڈ سپلائی کے پروکیورمنٹ اور سپلائی کے عالمی معیارات کی تعمیل کرتی ہیں، تا وقتیکہ وفاقی حکومت کسی ایس او ای کو پبلک پروکیورمنٹ ضوابطی اتھارٹی آرڈیننس 2002ء کی شقوں کی تعمیل کرنے کی ہدایت نہ کرے۔

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

اصلاحات کے دیگر پہلوؤں کے ساتھ ان کی ہم آہنگی کے حوالے سے۔ اس پس منظر میں، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ایکٹ اور پالیسی کی عدم تعمیل پر واضح طور پر متعین سزاؤں کا عدم موجودگی ایک قابل غور امر ہے۔

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی جاری اصلاحات کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہو گا کہ ان اداروں کی سابقہ اصلاحاتی کوششوں میں موجود نقائص کو کس حد تک دور کیا گیا ہے۔ ان نقائص میں، سیکشن 7.3 میں مختصر آئٹمز کی عدم وضاحت، مسابقت کی مضبوطی اور مناسب ترتیب اور ضابطہ کاری، مقاصد کی وضاحت، سیاسی اور مزدوروں کے مسائل کا موثر انتظام؛ اور کارپوریٹ گورننس میں مزید بہتری شامل ہے۔ لہذا، اس سیکشن میں عالمی تجربے کی روشنی میں ان امور پر توجہ دی گئی: (الف) ان میں سے کچھ کلیدی اصلاحات کی اہمیت؛ اور (ب) ان نقائص کو دور کرنے کے لیے مختلف طریقے۔

#### مسابقت اور ضابطے کو مضبوط بنانا

شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ملکیت میں تبدیلی سے زیادہ، مسابقت وہ عنصر ہے جو خدمت کے معیار، پیداوار میں بہتری اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارکردگی کا تعین کرتا ہے۔ مسابقتی ماحول یقینی بنائے بغیر، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو قائم رکھنے اور نہ ہی ان کی جھکاری سے خدمات کی بہتری اور پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لیے مناسب مراعات پیدا ہو سکیں گی۔ چنانچہ، داخلے کی راہ میں حائل رکاوٹیں ختم کر کے مسابقت کو فروغ دینے پر زیادہ توجہ دی جانی چاہیے۔<sup>69</sup>

لٹریچر سے پتہ چلتا ہے کہ مسابقت کی ترغیب دلانے اور اسے مضبوط کرنے کے مختلف طریقے ہوتے ہیں۔ ایک متبادل طریقہ شعبے کو خود مختاری دینا ہے۔ یہ برطانیہ میں 1980ء کی دہائی میں کیا گیا تھا، جب سرکاری ریل کمپنیوں میں

کو کہ اس میں مستثنیات لاگو ہو سکتی ہیں۔<sup>68</sup> اگر برقرار رکھے گئے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو موثر اداروں کے طور پر چلانا مقصود ہو تو یہ خصوصیات اہمیت کی حامل ہیں۔

آخر، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا تازہ ترین فریم ورک وفاقی حکومت کو ریاست کی مسابقتی غیر جانبداری یقینی بنانے کا پابند کرتا ہے، جیسے ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے کی حیثیت حاصل ہونے کی وجہ سے منڈی میں کوئی بھی غیر منصفانہ مسابقتی فائدہ یا غالب پوزیشن سے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو فائدہ نہ ملے۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی پالیسی وفاقی حکومت کو یہ بھی ہدایت کرتی ہے کہ مسابقتی غیر جانبداری یقینی بنانے کی خاطر فریم ورک کی تائید و نگرانی کے لیے احتسابی طریق کار تشکیل دیا جائے۔<sup>69</sup>

#### 7.4 ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کامیاب

#### اصلاحات کے لیے حکمت عملی: عالمی تجربے سے اسباق

2023ء میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا قانون اور پالیسی متعارف ہونے سے ایسا لگتا ہے کہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی جامع اصلاحات کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ یہ اقدامات وسیع البیناد طور پر کارپوریٹ گورننس کی بہترین عالمی روایات اور رہنما خطوط سے ہم آہنگ نظر آتے ہیں، جو ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے پیشہ ورانہ انتظام پر زور دیتا ہے، جو خود مختار اور بورڈ کی ماتحت ہو، مقاصد واضح، مسلسل نگرانی، مسابقتی غیر جانبداری، اور امور کار اور آپریشنل اصلاحات کے لیے قانونی گنجائش کے حامل ہوں۔<sup>70</sup>

تاہم، حال ہی میں شروع کی گئی کارپوریٹ گورننس اصلاحات کی کامیابی، اور اس کے ساتھ ساتھ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت کے فیصلے ان کے نفاذ پر منحصر ہوں گے، خاص طور پر ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی

<sup>68</sup> ایس او ای ایکٹ، 2023ء کی سق 17 کے مطابق، ایس او ایز آزاد خریداری کی پالیسیاں برقرار رکھیں گے جو چارٹرڈ انسٹی ٹیوٹ آف پروکیورمنٹ اینڈ سپلائی کے پروکیورمنٹ اور سپلائی کے عالمی معیارات کی تعمیل کرتی ہیں، تاہم، اس وقت وفاقی حکومت کسی ایس او ای کو پبلک پروکیورمنٹ ضوابطی اتھارٹی آرڈیننس 2002ء کی سقوں کی تعمیل کرنے کی ہدایت نہ کرے۔

<sup>69</sup> ایس او ای ایکٹ 2023ء کے سیکشن 5(د)؛ اور ایس او ای ملکیت اور انتظامی پالیسی 2023ء کے سیکشن 27 کے تحت

<sup>70</sup> ایس او ای کی اچھی گورننس کے بارے میں تفصیلات کے لیے، او ای سی ڈی (2015ء) ملاحظہ کریں۔

<sup>71</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2020ء)۔

دے کر نجی شعبے کی ترقی کو فروغ دیا۔ مسابقت کے یکساں مواقع فراہم کرنے سے سرکاری شعبے اداروں کی کارکردگی بھی بہتر ہوئی۔<sup>75</sup>

تاہم، بڑھتی ہوئی مسابقت موثر ضابطہ کاری کی متقاضی ہوتی ہے تاکہ معیار کا تعین، اور بہتر کارپوریٹ روایات، محاسبے اور سرمایہ کار کے اعتماد کو فروغ دے کر نوآبادوں کی حوصلہ افزائی، اجارہ داری کی روایات کا سدباب کیا جاسکے۔ جنہیں تھمیدہ سازی، تناسب، اور عدم امتیازی کے اصولوں پر تشکیل دینے کی ضرورت ہے،<sup>76</sup> جو ضوابطی اختراعات کے لیے معاون ضوابطی سینڈ باکسز کے ذریعے سہولت دے سکتے ہیں۔ مثلاً، جرمنی میں بجلی کے شعبے کی ضوابطی تبدیلی کا معاملہ اس سے منطبق ہے۔

1990ء کی دہائی کے آخر تک جرمنی میں بجلی کا شعبہ ایک غیر مسابقتی منڈی تھی۔ صارفین اپنے رسد کنندہ کو کا انتخاب کرنے کے حق سے محروم اور مضبوط نرغوں کے پابند تھے۔ ریاستی ادارے بجلی کی قیمتوں کو کنٹرول کرتے تھے۔ تاہم، جب جرمنی نے اپنی بجلی کی منڈی کو آزاد کیا، تو اس نے ایک آزاد ضابطہ کار، فیڈرل نیٹ ورک ایجنسی (ایف این اے) قائم کی۔ اس سلسلے میں ایک قانونی فریم ورک تشکیل دیا گیا، جس میں مارکیٹ کے شرکا اور ایف این اے کے کردار اور ذمہ داریوں کی وضاحت کی گئی تھی۔ ضابطوں کو موثر طریقے سے نافذ کرنے کے لیے ضابطہ کاری کی طرف سے طریقہ کار وضع کیے گئے تھے، جیسے معلومات تک رسائی اور تفتیش کے حقوق۔ رسد کنندگان کے انتخاب کی آزادی سے متعلق صارفین کے حقوق کو تقویت اور توسیع دی گئی۔ صرف بجلی کے گرڈ ہی ایک باقاعدہ فطری اجارہ داری میں رہ گئے۔ گرڈ سے متعلقہ محکموں کو پیداوار، تجارت اور فروخت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا، یہ سب اب ہانگ دہل مسابقت کے حامل تھے۔ اس کی

مسابقت بڑھانے کے لیے بس سروسز کو خود مختار کیا گیا تھا۔ ایک اور طریقہ، جو خاص طور پر بڑی اجارہ داری والے شعبوں کے لیے موزوں ہے، یہ ہے کہ انہیں برآمدی نوعیت کا بننے کا موقع دے کر بین الاقوامی منڈیوں میں مسابقت کو پھیلنے کا موقع دیا جائے۔ ایسا 1960ء اور 1980ء کی دہائی کے آخر میں کوریائی پوہانگ آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی میں تبدیلیوں کے معاملے میں دیکھا گیا، جہاں عالمی مسابقت کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ بہتر گورننس نے اسے دنیا میں پست درجے کے فولاد کا سب سے زیادہ موثر بہ لاگت ادارہ بنا دیا۔<sup>72</sup>

مزید برآں، مسابقت کی حوصلہ افزائی کا محض یہ مطلب نہیں کہ نجی شعبے کے لیے مسابقت میں داخلے کی راہ ہموار کی جائیں، بلکہ اگر نجی شعبہ آگے نہیں بڑھ پاتا ہے، تو حکومت خود بھی مسابقت کو ترجیح دے سکتی ہے۔ مثلاً، کوریائی بین الاقوامی کال سروسز کی فراہمی میں مسابقت پیدا کرنے کے لیے، مسابقتی غیر جانبداری برقرار رکھتے ہوئے 1980ء کی دہائی میں ریاستی ملکیت کی ایک نئی ٹیلی کمیونیکیشن کمپنی قائم کی۔<sup>73</sup>

شعبوں میں داخلی اور درمیانی مسابقت بڑھانے کے علاوہ، حکومت کو چاہیے کہ نجی شعبے کے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی طویل مدتی اصلاحات کے جز کے طور پر نجی شعبے کو ترقی دی جائے تاکہ یہ اشارہ دیا جاسکے کہ معیشت کی کمان نجی شعبے کے ہاتھ میں دینا ترجیح ہے۔ یہ عمل کوریائی 1980ء اور 1990ء کی دہائی میں کامیابی کے ساتھ کیا، جہاں حکومت نے براہ راست اور واضح مداخلت کی بجائے جدت اور ہم آہنگی پر زیادہ توجہ مرکوز کرتے ہوئے اپنے کردار کم کیا۔<sup>74</sup> اسی طرح، 1990ء سے 1994ء کے درمیان، کولمبیائیے اجارہ داری کے حالات میں بندرگاہوں میں سرکاری اور نجی آپریٹرز کے درمیان مسابقت کی اجازت

<sup>72</sup> ایضاً۔

<sup>73</sup> ایضاً۔

<sup>74</sup> ایضاً۔

<sup>75</sup> موئنٹی نیگرو، اے (1995ء)۔

<sup>76</sup> غیر امتیازی سلوک کا مطلب یہ ہے کہ ضابطہ کار سروس فراہم کنندگان کے درمیان یا صارفین کے زمرے میں امتیاز نہیں کرتے ہیں۔ تمام فرموں کے لیے ضابطے مصفاہ ہونے چاہئیں جن میں حکومت کی طرف سے کوئی جانبداری اور مداخلت نہ ہو، جھگڑی شدہ ادارے کے کسی مالک کے لیے اور نہ ہی برقرار رکھے گئے ایس او ایڈ کے شیڈز کے لیے۔ کاروبار کی نوعیت، خاکہ، خط، مسابقت کی حالت سے متناسب ضوابط ہونے چاہئیں تاکہ مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لیے ضوابطی گرفت کم از کم سطح استعمال ہو؛ اور جہاں ضرورت ہو وہاں مراعات کی بنیاد پر ہونے چاہیے۔ تمام متعلقہ فریقوں کے لیے برابری کے مواقع یقینی بنانے اور مسابقت کی حوصلہ افزائی کرنے سے ایس او ای کی کارکردگی میں بہتری آتی ہے۔

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

اس تناظر میں، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ایکٹ 2023ء کی رہنمائی کے تحت ان اداروں کی پالیسی 2023ء میں مسابقتی غیر جانبداری کا اصول درست سمت میں ایک قدم ہے۔ مسابقتی غیر جانبداری کو یقینی بنانے کے فریم ورک کے تحت، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی پالیسی کے مطابق وفاقی حکومت مسابقتی جائزے انجام دے گی جو مسابقت کو محدود کرنے والے ضوابط کی نشاندہی اور ان پر نظر ثانی کرے گی۔<sup>79</sup> تاہم، اس سلسلے میں مقررہ مدتیں، پالیسی کے اصول، اور ادارہ جاتی ذمہ داریاں بھی ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات میں حکومتی عزم کے طور پر نظر آتی چاہیے۔ پاکستان مسابقتی غیر جانبداری کو یقینی بنانے کے لیے ایک موثر طریقہ کار تشکیل دینے کی خاطر بہترین بین الاقوامی روایات بروئے کار لاسکتا ہے۔ مثلاً، آسٹریلیوی حکومت کا مسابقتی غیر جانبداری شکایات دفتر (AGCNCO)۔ آسٹریلیوی حکومت کا مسابقتی غیر جانبداری شکایات دفتر ملک کے محکمہ خزانہ میں ایک علیحدہ یونٹ ہے جسے آسٹریلیوی ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی جانب سے غیر جانبدارانہ مسابقتی ذمہ داریوں کی عدم تعمیل سے پیدا ہونے والی غیر منصفانہ مسابقت کی شکایات کی تحقیقات کا اختیار حاصل ہے، یہ ادارہ پارلیمنٹ کو اپنی غیر جانبدارانہ سفارشات فراہم کرتا ہے۔<sup>80</sup>

#### واضح مقاصد اور کارکردگی کے معیارات کا تعین کرنا

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کے عمل میں مقاصد کا تعین جُر لاینک ہے، کیونکہ اس سے متعلقہ فریقوں کی توقعات کو ہم آہنگ اور خطرے میں کمی لانے میں مدد ملتی ہے۔ سرکاری ملکیت کے کاروباری اداروں کے انتظام کے لیے واضح مقاصد کا تعین خصوصی طور پر اہم ہے۔ واضح طور پر متعین مقاصد مستقبل میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے مینیجرز کو اکثر اوقات متعدد اور مبہم حکومتی مقاصد کے حصول کی کوششوں سے روکتے ہیں، جو ایک سے دوسری انتظامیہ میں تبدیل ہونے کا رجحان رکھتے ہیں۔<sup>81</sup>

وجہ سے پیداواری اور ترسیلی لاگت میں دیرپا کمی آئی، اور توانائی کا شعبہ مزید موثر بہ لاگت ہو گیا۔<sup>77</sup>

مسابقت اور ضوابطی فریم ورک کو مضبوط بنانے سے متعلق فیصلوں کے لیے مسابقتی شعبہ جاتی جانچ پڑتال درکار ہوتی ہے۔ یہ پالیسی سازوں کو ہر شعبے کے مسابقتی منظر نامے، اس کے ممکنہ مسائل اور مواقع کے بارے میں ایک جامع تفہیم کا موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ امر بہترین عالمی روایات کے مطابق نشانیہ بندی، بہتری کی گنجائش والے امور کی نشاندہی، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت کے بارے میں باخبر فیصلہ سازی کرنے، اور ہر شعبے کے لیے ضوابطی فریم ورک تشکیل دینے کا بھی موقع فراہم کرتا ہے۔ مزید برآں، مرکبہ شعبہ مسابقتی جائزے ناکام اصلاحات کے حوالے سے ہدنی مداخلتوں کا موقع فراہم، ضوابطی اصلاحات کے لیے محتاط طرز عمل کی قدر کو تسلیم کرتے ہیں، جو قیمتوں کے تعین کو ختم کرنے جیسے اہم فیصلوں کے لیے اہم ہے۔

مثلاً، 1990ء کی دہائی میں جرمنی کی ڈوے ٹیلی کام کی نجکاری شعبہ جاتی مسابقت کے ایک تفصیلی جائزے کے بعد ہوئی، جس میں عالمی رجحانات، تکنیکی ترقی اور منڈی کی تبدیلیوں پر غور کیا گیا تھا۔ اس جائزے سے یہ بات سامنے آئی کہ تکنیکی اور طلبی تغیر کے مطابق ڈھالنے کی صلاحیت، کفایت، حجم اور ڈوبی ہوئی لاگت جیسے امور کی اہمیت میں کمی کی وجہ سے مسابقت مارکیٹ کو منظم کرنے کا ترجیحی طریقہ ہے۔ اس تبدیلی میں ضوابطی جدت طرازی شامل ہے، جو مرحلہ وار مسابقت کو یقینی بناتا اور شعبے میں عالمی مسابقت کے تناظر میں سرکاری ملکیت کے کاروباری اداروں کے نقصانات کا ازالہ کرتا ہے۔ اس نے جرمن ٹیلی کام شعبے میں تبدیلی کا اثر ڈالا، جو اصلاحاتی فیصلوں کی رہنمائی میں جامع شعبہ جاتی جائزوں کی افادیت ظاہر کرتا ہے۔<sup>78</sup>

<sup>77</sup> گورنر، ایگزیکٹو (2019ء)۔

<sup>78</sup> ووگلسٹگ، آئی (2003ء)۔

<sup>79</sup> ضمیمہ 4؛ شیخ 1 (ج) (iii)، ایس او ای پالیسی 2023ء

<sup>80</sup> آسٹریلیوی گورنمنٹ پریڈکٹیوٹی کمیشن کی ویب سائٹ پر دستیاب ہے: (2024, accessed on August 16 https://www.pc.gov.au/about/core-functions/competitive-neutrality)

<sup>81</sup> رولینڈ، جی (2008ء)۔

کے معاوضے سے منسلک تھی۔ اس کی مدد سے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی انتظامیہ کی مراعات کی نشانیہ بندی نجی شعبے کے ساتھ کردی گئی۔

پاکستان میں، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ایکٹ 2023ء کے تحت ریاستی ملکیت کے کمرشل کاروباری اداروں کا بنیادی مقصد "موثر طریقے" سے کام کرنا اور مالی طور پر پائیدار ہونا ہے، جو ان متعلقہ ایکٹ یا میمورنڈم آف ایسوسی ایشن میں رقم ہے۔ مزید برآں، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی پالیسی 2023ء ان اداروں کے بورڈز سے، متعلقہ وزارت کے تعاون سے، تین سال کے لیے کارپوریٹ انٹینٹ (ایس سی آئی) کا بیان شائع کرنے کا بھی تقاضا کرتی ہے۔ ایس سی آئی کا مقصد ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے مقاصد کے ساتھ ساتھ امور کار کے اہداف اور کارکردگی کے اقدامات اور نشانے کو شامل کرنا ہوتا ہے۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی تازہ ترین قانون سازی یہ بھی تقاضا کرتی ہے کہ سی ای او کا تقرر کارکردگی پر مبنی معاہدوں کے ذریعے کیا جائے۔<sup>83</sup>

ان مثبت پیش رفتوں کو مزید تقویت دینے کے لیے، حکومت مالی اور غیر مالی دونوں پہلوؤں پر مخصوص مقدماتی اور وضعی کارکردگی کا جائزہ تیار کرنے پر بھی غور کر سکتی ہے۔ جنہیں مختلف شعبوں میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے مقاصد سے ہم آہنگ کیا جاسکتا ہے تاکہ بہتر نگرانی اور جانچ کے ساتھ ساتھ بورڈ اور انتظامیہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاسکے۔ مثلاً، مالی پیمانوں میں افرادی قوت کی پیداواری صلاحیت، بجٹ کی شفافیت، منصوبوں کی لاگت میں اضافہ شامل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح، غیر مالی پیمانوں میں استفادہ کنندگان کی تعداد، بین الاقوامی معیارات کی تعمیلی شرح، صنعتی کارکردگی کے ساتھ موازنہ، اور ضابطہ کاروں کو بروقت رپورٹس جمع کروانا شامل ہو سکتے ہیں۔<sup>84</sup>

### افراد قوت کے مسائل کا انتظام

افراد قوت کے مسائل ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کے سب سے پیچیدہ اور سیاسی دشواری کے عناصر میں سے ایک ہے۔ یہ بات قابل فہم

مثلاً، لتھوینا کی ریلویز کا تجربہ واضح طور پر متعین مقاصد کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ کئی دہائیوں سے لتھوینا کی ریلویز کی ناقص کارکردگی اس کے سماجی افعال کو پورا کرنے کے مبہم مقصد کے پیچھے چھپی رہی۔ تاہم، 2000ء میں شروع کی گئیں اصلاحات اس کے بار بردار، مسافروں کی نقل و حمل، اور بنیادی ڈھانچے کی کارروائیوں اور بعد ازاں ملکیت کے ڈھانچے میں آنے والی تبدیلی کے لیے واضح طور پر متعین مقاصد کے گرد گھومتی تھیں۔ اس کی وجہ سے لتھوینا کی ریلویز ہولڈنگ کمپنی کے ماتحت ریاستی ملکیت کے تین کاروباری ادارے تینوں اداروں کو لتھوینا ریلویز کے علیحدہ علیحدہ آپریشن کے لیے تشکیل دیے گئے، ہر ادارے کے مالی کھاتے علیحدہ تھے۔ اس اقدام سے لتھوینا کی ریلویز کی کارکردگی میں اضافے اور بار برداری کی سرگرمیوں کے نفع کو بڑھانے میں مدد ملی۔ لتھوینا ریلویز نے عوامی مفاد میں خسارے کے باوجود مسافروں کی نقل و حمل کی ذمہ داری کو پورا کرنا بھی جاری رکھا، جس کی تلافی حکومت کی طرف سے کی گئی۔ لہذا، مقاصد کی وضاحت نے لتھوینا ریلویز کو اپنے آپریشنز عوامی اور کمرشل مفادات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے میں مدد دی، جس کے نتیجے میں شفاف اور موثر بہ لاگت تبدیلی کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔<sup>82</sup>

انتظامیہ کی جوابدہی کو یقینی بنانے کے لیے بھی مقاصد اہم ہیں کیونکہ بورڈ اور انتظامیہ کی کارکردگی کا جائزہ اس صورت میں بہتر طور پر کیا جاسکتا ہے کہ جب کارکردگی کی جانچ کے نظام کو واضح مقاصد سے منسلک کر دیا جائے۔ مثلاً، 2005ء میں ملائیشیا کے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں تبدیلی کے پروگرام کے تحت، اس کی حکومت نے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے انتظامیہ کی رہنمائی اور کارکردگی میں بہتری کے لیے مقاصد طے کیے تھے۔ اس نے کارکردگی کے کلیدی اظہاریوں (کے پی آئی) پر مالی، تنظیمی، آپریشنل اور اس کے ساتھ ساتھ غیر مالی میٹرکس پر ایک گائیڈ بک جاری کی، جس میں بین الاقوامی ہم سروں کے ساتھ موازنے سے نشانیہ بندی اور سالانہ آڈٹ کیا گیا۔ مقاصد کی روشنی میں کے پی آئی کی کامیابی ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے مینیجرز

<sup>82</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2020ء)؛ بیکری وی ددیگر (1992ء)۔

<sup>83</sup> سیکشن 7(1)، اور 7(3)، سرکاری ملکیت کے کاروباری ادارے ایکٹ 2023ء

<sup>84</sup> او ای سی ڈی (2016ء)۔

## پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

(ج) نئی مہارتوں کی تربیت۔ جنہیں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے اندر یا ملازمتی منڈی بشمول ذاتی روزگار اسکیموں سمیت کہیں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (د) اور دیگر فوائد، جیسے بے روزگاری پر مالی اعانت یا سماجی تحفظ کی دیگر سہولیات۔ تجربہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے ترغیب دلانا اور تربیت کا آپریشنل طور پر انتظام کرنا مشکل ہوتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ان اقدامات کی قبولیت اتنی زیادہ ہو جتنی رضاکارانہ ریٹائرمنٹ کی ہوتی ہے، جو بہر حال مہنگا ترین راستہ ہے۔<sup>86</sup>

پاکستان کے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی حالیہ قانون سازی اور اس تناظر میں پالیسی کا جائزہ بتاتا ہے کہ اس ضمن میں اصلاحات کی مزید گنجائش موجود ہے۔ اگرچہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی پالیسی 2023ء ان اداروں کے بورڈز کو افرادی قوت کو معقول بنانے کی خاطر انسانی وسائل کے جائزے کے طریقہ کار کا باقاعدہ مسودہ تیار کرنے کا کام تفویض کیا گیا ہے، تاہم افرادی قوت کے انتظامی فریم ورک پر مقررہ وقت تک عملدرآمد کے لیے کوئی پالیسی اصول اور رہنما خطوط موجود نہیں ہیں۔ اس کے ہمراہ کارکنوں کی تعداد معقول کرنے کے حوالے سے نئے میٹرز۔ ریاستی ملکیت کے برقرار اور نجکاری شدہ کاروباری ادارے دونوں۔ کے لیے واضح حکومتی عزم کی کمی دور کرنے کے لیے حکومتی اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ اصلاحاتی عمل پٹری سے اترے۔<sup>87</sup>

### سیاسی اتفاق رائے پیدا کرنا

پاکستان میں سیاسی اتفاق رائے کا فقدان ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں شامل ہے۔ اگرچہ یہ جزواً مختلف معاشی نظریات سے پیدا ہوتا ہے، تاہم یہ افرادی قوت کے خدشات سے بھی پیدا ہوتا ہے، جیسے پچھلے ذیلی سیکشن میں زیر بحث آیا ہے۔ پاکستان سمیت بہت سے ممالک حکومت کو درپیش عوامی دباؤ اور تنقید کی وجہ سے اکثر ریاستی ملکیت کے کاروباری

ہے کیونکہ کارکردگی، پیداواریت اور مسابقت کے ممکنہ فوائد سے اعتبار سے افرادی قوت کو معقول بنانے کی قلیل مدتی لاگت اکثر اوقات وسط تا طویل مدت کی نسبت زیادہ نمایاں نظر آتی ہے۔ اس بات سے قطع نظر کہ آریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی نجکاری یا تشکیل نو کر کے انہیں ایک سرکاری کمپنی کے طور پر برقرار رکھا گیا ہو، اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ناقص کارکردگی کی وجہ اکثر اوقات کارکنوں کی نااہلی ہوتی ہے، اس لیے انسانی وسائل کی معقولیت ایک لازمی امر ہے۔

اس لیے بہترین عالمی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ افرادی قوت کے مسائل کو اصلاحات کے عمل میں جلد از جلد حل کیا جاسکتا ہے اور کیا جانا چاہیے۔ اس سے نہ صرف ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی بلا رکاوٹ نجکاری یا تشکیل نو بلکہ مزدوروں کے خدشات بھی دور کرنے میں مدد ملتی ہے، مبادہ ایسا کرنا سیاسی طور پر مشکل ہو جائے یا بصورت دیگر اصلاحات کی راہ میں رکاوٹ بن جائے۔<sup>85</sup>

یہاں تک کہ اگر افرادی قوت کی بھرتی اور برطرفی فوری طور پر نہیں کی جاتی ہے، جو کچھ معاملات میں تجویز کردہ حکمت عملی ہوتی ہے۔ جیسے نجکاری کی ٹرانزیکشن میں جیسے ہے جہاں ہے کی بنیاد پر۔ بہترین روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ افرادی قوت کے ساتھ گفت و شنید اور مشاورت کا آغاز اصلاحات کے عمل میں شفافیت اور اعتماد سازی کے اہم اقدامات شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عوامی تائید کے حصول کی غرض سے عوام کے لیے آگاہی مہم چلانی چاہیے۔

اگرچہ افرادی قوت کے مسائل کم کرنے کا کوئی بہترین طریقہ نہیں ہے، تاہم انسانی وسائل کے انتظام کے زیادہ تر آلات ذیل میں درج اقدامات کے گرد گھومتے ہیں: (الف) رضاکارانہ ریٹائرمنٹ اسکیم بشمول علیحدگی اور پنشن کی ادائیگیاں؛ (ب) تشکیل نو سے قبل اور بعد میں کارکنوں کو ترغیب دلائی جائے؛

<sup>85</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2006ء)۔

<sup>86</sup> جونز، ایل پی اور کینیڈی، آراہم (2003ء)۔

<sup>87</sup> اس سلسلے میں حکومت کا عزم سرمایہ کاروں کا اعتماد بڑھانے کے لیے اہم ہے۔ کامیاب رضاکارانہ علیحدگی کی اسکیموں (وی ایس ایس) کے باوجود جیسے بی ٹی سی ایل کے معاملے میں، تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ 2011ء میں نجکاری کے بعد کی تشکیل نو کے حوالے سے وی ایس ایس کے اعلان کے بعد کے وی ایس سی (اب کے۔ ایکٹرک) کے ہیڈ آفس کے باہر ہنگامے ہونے اور گاڑیوں کو نذر آتش کیا گیا، جس سے سرمایہ کاروں کے اعتماد کو نقصان پہنچا۔ (ماخذ: ندیم،

ایس اور عزیز، اے (2018ء)؛ کے ای ایس سی (2012ء)۔

سوم، کا تعلق اصلاحات کے لیے سیاق و سباق پر منحصر درست نقطہ نظر سے ہے۔ مثلاً، بعض صورتوں میں چھوٹی اور نسبتاً آسان فرموں سے ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے میں اصلاحات کا آغاز اس سلسلے کے لیے درکار رفتار فراہم گا، جب کہ دیگر صورتوں میں بڑے اور نسبتاً اہم اداروں سے اصلاحاتی عمل شروع کرنا حکومت کی سنجیدگی ظاہر کرتا ہے۔ دونوں صورتوں میں، اصلاحات کے لیے سیاسی اور وسیع تر عوامی تائید اس وقت بڑھے گی جب عوام کو خدمات کی فراہمی میں واضح بہتری دکھائی دینے لگے۔ مثال کے طور پر، آئیوری کوست (Cote d'Ivoire) میں نجکاری کے بعد بجلی کی فراہمی میں قابل ذکر بہتری آنے سے نجکاری پروگرام کو مجموعی طور پر بھرپور حمایت حاصل ہوئی تھی۔<sup>91</sup>

#### کارپوریٹ گورننس کو بہتر بنانا

ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں سیاسی دباؤ سے آزاد، اہل پیشہ و افراد کا ایک مضبوط اور آزاد بورڈ ہونا کامیابی کا ایک اہم عنصر ہے۔ جیسے سیکشن 7.3 میں بتایا گیا ہے، پاکستان میں ہونے والی پیش رفت اس حوالے سے مثبت ہے کیونکہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی حالیہ قانون سازی نے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں اور ان کے بورڈز کو قانونی طور پر خود مختاری بنا دیا ہے، اور انہیں متعلقہ وزارت یا وفاقی حکومت کی ممکنہ مداخلت سے کافی حد تک محفوظ کر دیا ہے۔ تاہم، ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے کی کارپوریٹ گورننس کو مزید مضبوط بنانے کے لیے دو پہلوؤں پر توجہ دی جاسکتی ہے: ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے بورڈ کی تشکیل، اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا حکومت کو جوابدہی کا ڈھانچہ۔

بورڈ کی ساختی بہتری کے لیے تین امور قابل غور ہیں۔ اول، اگرچہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے قانون اور پالیسی 2023ء کے تحت اس کے بورڈ میں سی ای او کی موجودگی عالمی روایات سے ہم آہنگ ہے، تاہم بورڈ اور انتظامیہ کا علیحدہ

اداروں کے اصلاحاتی اقدامات سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں، جو سیاسی تحفظات کی وجہ سے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات سے خود کو الگ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس قسم کا تعطل ریاست کی ساکھ پر منفی اثر ڈالتا ہے اور اصلاحات کی حکومتی کوششوں کی سنجیدگی پر شبہات پیدا کرتا ہے۔ ان مسائل کی روشنی میں، یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ حکومت سیاسی تائید برقرار رکھتے ہوئے آگے بڑھے اور اپنی ساکھ بہتر بنائے۔<sup>88</sup>

تین اہم طریقے ہیں جن کے ذریعے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کی راہ میں حائل سیاسی رکاوٹیں دور کی جاسکتی ہیں۔ اول، اتفاق رائے پیدا کرنے سے متعلق ہے، جہاں حکومت متعدد متعلقہ فریقوں کے ساتھ تفصیلی مشاورت کر کے ان کی حمایت حاصل کر سکتی ہے، تاکہ تمام فریق اصلاحاتی عمل کی توجیہ اور مقاصد کو سمجھ سکیں۔ مثلاً، جیسے ترکیب میں نیشنل سوشل ڈائلاگ فورم سے یہ سبق لیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کے فورمز پر حکومت متعلقہ فریقوں کو بشمول جائے کار نمائندے، صوبائی اور وفاقی حکام کے ساتھ ساتھ نجی شعبے کے شرکا، ٹریڈ یونینز، خصوصی ثالث، سول اسپلائرز کمیٹی بھی۔<sup>89</sup>

دوم، حکومت کی واضح پیغام رسانی سرکاری ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات کے نتائج پر اثر انداز ہونے میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے۔ مثلاً، یہ بتاتے ہوئے کہ ریاست کے وسائل کو خراب کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی کمپنیوں یا ان کے چند ملازمین کے بجائے سماجی بہبود کے مدنی منصوبوں کے ذریعے کس طرح بہتر طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس پس منظر میں، میڈیا مہمات کے ذریعے رائے عامہ کو ہموار کیا جاسکتا ہے تاکہ شہریوں کو آگاہ اور انہیں جذباتی طور پر قائل کیا جاسکے۔<sup>90</sup>

<sup>88</sup> سیاسی اتفاق رائے کا فقدان اس حقیقت سے بھی جنم لیتا ہے کہ اکثر اوقات سیاسی کردار کارکنوں کے عملے اور ایس او ایف کی انتظامیہ کی بھرتی ان کی فراہم کردہ حمایت کے عوض کرتے ہیں۔ تاہم، عام طور پر اس طرح کے مسائل حل کرنا اقتصادی پالیسی سازی کے دائرہ کار سے باہر ہوتا ہے، اس لیے اس باب انہیں زیر بحث نہیں لایا گیا ہے۔ فیڈرل، کیو (2019ء)؛ کزن من، بی (2018ء)

<sup>89</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2020ء)؛ اروا، اے، ایس اور مینیز، ایم پی (2020ء)۔

<sup>90</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2020ء)؛ برینش، دیگر (2020ء)۔

<sup>91</sup> جونز، ایل بی اور کینیڈی، آر ایم (2003)۔

## پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

ملکیت کسی مرکزی باڈی کی نگرانی کے بغیر متعلقہ وزارتوں کے پاس ہوتی ہے۔ گذشتہ برس ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا ایکٹ اور پالیسی متعارف ہونے سے قبل پاکستان میں ایسا ہی تھا۔ اس کے بین بین ایک دوہرا یا باہر ڈاؤل ہے، جہاں ملکیت تو متعلقہ وزارت کے پاس ہے لیکن مرکزی رابطہ اور نگرانی ایک اور وزارت - جیسے وزارت خزانہ - کے ذمے ہوتی ہے۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا ایکٹ اور پالیسی 2023ء متعارف ہونے کے بعد، پاکستان میں دہرا/باہر ڈاؤل لاگو ہو گیا ہے (شکل 7.16)۔ اگرچہ یہ ماڈل ایک لامرکزیت پر مبنی ماڈل کے مقابلے میں بہتر نگرانی کی پیشکش کرتا ہے، تاہم نگرانی اجنبی اصلاحات کے لیے استعداد اور انتظامی اختیارات سے عاری ہوتی ہے، جو مرکزیت پر مبنی ماڈل میں ممکن ہو پاتا ہے۔<sup>96</sup>

ملکیت کے حوالے سے کوئی بھی ایک ماڈل تمام مسائل کا حل فراہم نہیں کرتا۔ مزید یہ کہ، یہ ماڈل کچھ حد تک ناپختہ ہیں، کیونکہ ایسے ملک بھی ہیں جہاں کارپوریٹ گورننس کی نظام سازی کے لیے ایک سے زائد ماڈلز کے عناصر کو یکجا کر دیا جاتا ہے۔ تاہم، عام طور پر، بین الاقوامی روایات مرکزی ملکیت کے ماڈلز کی طرف جھکاؤ دکھاتی نظر آتی ہیں، جہاں ایک ہی ادارہ ملکیت کے افعال سنبھالتا ہے۔ یہ ترجیح اس حقیقت سے جنم پاتی ہے کہ متعلقہ وزارتوں کی پاس ملکیت ہونے کی وجہ سے سیاسی مداخلت اور نسبتاً پست نگرانی اور جوابدہی کا امکان ہوتا ہے، کیونکہ متعلقہ وزارتیں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت کی حامل اور ان کی ضابطہ کار ہوتی ہیں۔ اس کے تقابل میں، مرکزیت کو ایک بہتر عمل سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ ریاست کی ملکیت اور ضوابطی افعال کو مزید علیحدہ کرنے میں مدد کرتا ہے۔ جس سے سیاسی مداخلت کم کرنے، یکساں کارپوریٹ گورننس میں سہولت دینے، انتظام کو بہتر بنانے اور انتظامیہ کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، متعلقہ وزارتوں سے ملکیت کو تبدیل کرنا سیاسی مداخلت میں

ہونا بہترین روایات سے میل نہیں کھاتا، جس کے لیے ضروری ہے کہ سی ای او کو بورڈ کے آگے جوابدہ ہونا چاہیے۔<sup>92</sup>

دوم، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا حالیہ قانونی فریم ورک ان اداروں کے بورڈ میں آزاد ڈائریکٹرز کی اکثریت کی اجازت دیتا ہے، اس میں متعلقہ وزارتوں کو متعلقہ مہارت کے حامل سرکاری افسران کو بورڈ میں شامل کرنے کی بھی ہدایت موجود ہے، جو بورڈ کے اجلاسوں میں باہمی حصہ ڈال سکتے ہیں۔<sup>93</sup> اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ متعلقہ وزارتوں کے پاس خصوصی مہارت کی حامل خصوصی بیورو کریسی موجود ہونا ضروری نہیں، اس لیے، اگر ضرورت ہو، حکومت کارپوریٹ گورننس کے فریم ورک پر نظر ثانی کر سکتی ہے تاکہ متعلقہ وزارتوں یہ اجازت مل جائے کہ وہ کسی ماہر کو بطور سرکاری افسر ڈائریکٹر کی جگہ کسی ماہر شعبہ کو اپنا نامزد ڈائریکٹر مقرر کر سکیں۔ سوم، سی ایم یو کے ذریعے بورڈ کے ممکنہ اراکین کا ڈیٹا بیس کی تیاری میں تیزی لانے کی ضرورت ہے تاکہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی پالیسی کی روشنی میں متنوع اور ہم آہنگ مہارتوں کے حامل پیشہ ور افراد کا درست استخراج بنایا جاسکے۔<sup>94</sup>

حکومت کو ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے رپورٹنگ ڈھانچے کے اعتبار سے، ان اداروں کی گورننس فریم ورک جنہیں گذشتہ سال متعارف کرایا گیا تھا، عالمی تجربات کے مطابق ہے لیکن ضروری نہیں کہ یہ سب سے زیادہ تجویز کردہ روایات کے مطابق ہوں۔ اس سیاق و سباق میں، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی خود مختاری کو یقینی بنانے میں ایک اہم قدم ان اداروں اور پولیٹیکل ایجنٹوں کے درمیان مناسب فاصلہ پیدا کرنا ہے۔ عالمی سطح پر، مرکزیت اور لامرکزیت پر مبنی وسیع البنیاد خصوصیات کے حامل ملکیت کی دو ماڈلز ہیں۔ مرکزیت پر مبنی ماڈل میں، ملکیت کو ایک واحد ادارے میں یکجا کیا جاتا ہے جو خود مختار یا پر کسی ایک وزارت کے ماتحت ہوتا ہے۔<sup>95</sup> لامرکزیت پر مبنی ماڈل میں،

<sup>92</sup> سیکشن 12(1)، ایس او ای ایکٹ 2023ء، نرس، ایس جی (1999ء)۔

<sup>93</sup> ایضاً

<sup>94</sup> جون 2024 کو جاری ہونے والی SOE ڈٹ پرنٹ رپورٹ کے مطابق بورڈ کے ممبران کا اعداد و شمار نہیں تھا۔

<sup>95</sup> او ای سی ڈی (2018ء)۔

<sup>96</sup> چیپہ، ایف ایس (این ڈی)

کمی لاتا ہے اور وزارتوں کو شعبہ جاتی ترقی اور گورننس جیسے بنیادی افعال پر توجہ مرکوز کرنے کی گنجائش فراہم کرتا ہے۔<sup>97</sup>

اس تناظر میں، یہ حقیقت مد نظر رکھتے ہوئے کہ اصلاحات ایک وقتی مشق نہیں ہونی چاہیے، حکومت درمیانی مدت کے لیے برقرار رکھے ہوئے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے لیے مرکزی ماڈل کی طرف پیش قدمی پر غور کر سکتی ہے۔ ایک مرکزی ماڈل مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے۔ مثلاً، بھارت، نیوزی لینڈ، ناروے، جنوبی افریقہ اور سویڈن میں ایک مرکزی مشاورتی / رابطہ کار ماڈل۔ مرکزی ملکیت کے ماڈل کی ایک اور قسم میں مرکزی ایجنسیاں حکومتی ڈھانچے کے اندر ہوتی ہے، جیسے چین، فرانس اور انڈونیشیا میں۔ مرکزی ماڈل کی تیسری قسم میں ہولڈنگ / سرمایہ کاری کمپنی کا وجود ہوتا ہے، جو ریاستی ملکیت کے تمام کاروباری اداروں کی ملکیت کی حامل اور ان کی نگرانی کرتی ہے، جیسے خلیجی ممالک، ہنگری، ملائیشیا، سنگاپور میں۔<sup>98</sup>

پاکستان میں مختلف مرکزی ماڈلز کی پائیداری کا تعین قانونی فریم ورک، سیاسی اور ادارہ جاتی پس منظر اور عوامی نشستوں کے تفصیلی جائزے پر مبنی ہونا چاہیے۔ جن کی غیر موجودگی میں اس ماڈل کی قبولیت اور اس کے لیے ہونے والی کوششیں معدوم ادارے سرمایہ پاکستان جیسی صورت حال کا سامنا کر سکتیں ہیں یا بصورت دیگر غیر ضروری طور پر طرز گورننس کو پیچیدہ بنا سکتی ہے جیسا کہ خود مختار دولت فنڈ (ایس ڈبلیو ایف) کے قیام کے باعث ہو رہا ہے۔

### نچکاری کی مناسب منصوبہ بندی اور ترتیب یقینی بنائیں

اگرچہ ایک ایسی صنعت میں نچکاری کا عمل، جہاں کام کرنے والے زیادہ تر ریاستی ملکیت کے کمرشل کاروباری اداروں کو نجی شعبہ آسانی خدمات فراہم کر سکتا ہے، ایک منطقی نتیجہ ہے، تاہم اس امر میں نچکاری کی مناسبت، ترتیب اور رفتار کا جائزہ لینا نہایت اہم ہے۔ سیاق و سباق کے تنوع کے لحاظ سے اس موضوع پر علمی اتفاق

رائے موجود نہیں ہے۔ تاہم، عالمی تجربات سے تین اسباق غور طلب ہیں۔ اول، نچکاری کے موقع کے اعتبار سے، اس بات کا واضح ثبوت موجود ہے کہ صنعتی منڈی کے حالات کا احتیاط سے جائزہ لینا ضروری ہے۔ ناکافی سیالیت کی حامل منڈی میں تیزی سے نچکاری، یا معاشی ترقی کے خاطر خواہ امکانات کامیاب ٹرانزیکشن کا باعث نہیں بن سکتے یا بصورت دیگر دستیاب سرمائے کو بہت جلد ختم کر سکتے ہیں۔ یہ خطرہ خاص طور پر کمزور سرمائے کی حامل ان ترقی پذیر معیشتوں میں عام ہے، جو ریاستی ملکیت کے بہت سے بڑے کاروباری اداروں کی بیک وقت نچکاری سے نمٹنے کے قابل نہیں ہوتے۔<sup>99</sup>

دوم، صنعتوں کے درمیان باہمی ربط پر غور کیا جانا چاہیے، جہاں ایک شعبے میں ہونے والی تبدیلیاں منسلک شعبوں پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ مثلاً، اگر کسی ملک میں فولاد کی صنعت خام مال اور مشینری کی فراہمی کے لیے ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے پر انحصار کرتی ہے، تو ریاستی ملکیت کے اس کاروباری ادارے کی غیر منصوبہ بند نچکاری، جیسے خام لوہے کی کان کنی اور صفائی کے ہمراہ اس کی برآمدات کو آزاد کرنا، ملک میں فولاد کی قدرتی زنجیر کو مکمل طور پر متاثر کر سکتی ہے۔ یہ امر نچکاری کی ٹرانزیکشن کی محتاط ترتیب کی اہمیت کو واضح کرتا ہے تاکہ شعبے پچھلے اور اگلے منسلک شعبوں کو خاطر میں لا کر رکاوٹوں کو کم سے کم اور کارکردگی کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جاسکے۔<sup>100</sup>

سوم، شعبہ جاتی ضوابطی فریم ورک کی مناسب ترتیب نہایت اہم ہے۔ اس عمل کو اصلاحات کا فیصلہ ہوتے ہی شروع کیا جانا چاہیے تاکہ مارکیٹ کے نقصان سے بچا جاسکے۔ مثال کے طور پر، 1984ء میں برطانیہ کی برٹش ٹیلی کام کی نچکاری، گو کہ ادارے نے نچکاری کے بعد کئی سالوں تک مسلسل اجارہ داری قائم رکھی، کی فی الفور ضابطہ کاری آفس آف ٹیلی کمیونیکیشنز کی طرف سے کی گئی اور ایک بلا کاؤٹ منتقلی کو یقینی بنایا گیا۔ اس کے برعکس، میکسیکو میں ٹیلیکس کی نچکاری فوری مسابقت یا ضوابطی اصلاحات کے ساتھ نہیں ہوئی تھی۔ ٹیلی کام کی وزارت

<sup>97</sup> آقبا، ایس اور شیخ، ایس (2013ء)؛ عالمی بینک (2014ء)؛ سلیم، وائی و دیگر۔ (2023ء)؛ جونز، ایل پی اور کینیڈی، آرا ایم (2003)؛ ایٹیکنائی ترقیاتی بینک (2020ء)۔

<sup>98</sup> آقبا، ایس اور شیخ، ایس (2013ء)۔

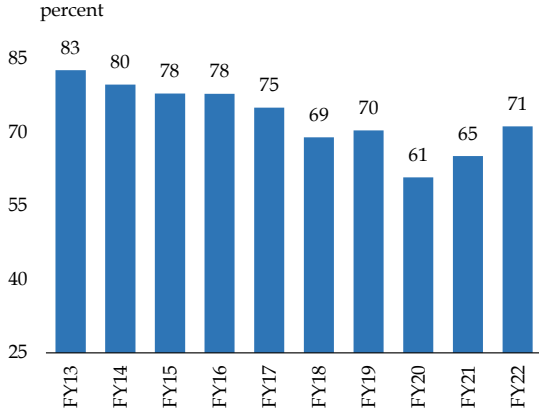
<sup>99</sup> رامنا دھم، وی وی (1994ء)۔ جعفری، وی اے (1992ء)۔

<sup>100</sup> آہو جا، جی، اور جو مدار، ایس کے (1998ء)۔

## پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

قابو پایا جو جانتے تھے کہ خریداریوں کو ہوجائے گا لیکن پھر بھی انہوں نے سابقہ تعلقات کی وجہ سے اس عمل کو جاری رکھا۔ ان اداروں کو فروخت کرنے کے باعث بہت سی فرمیں توقع سے زائد عرصہ قائم رہیں۔<sup>103</sup>

شکل 7.18: مجموعی حاصل کے فیصد کے طور پر این ایچ اے ٹول کے حاصل\*



\*data for FY23 not available

Source: Auditor General of Pakistan, various reports

## خسارے میں چلنے والے ریاستی ملکیت کے بڑے کاروباری اداروں پر تحقیقی مطالعہ

ملک میں خسارے میں چلنے والے ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے دو شعبوں میں مرتکز ہیں، جن پر سیکشن 7.2 میں روشنی ڈالی گئی ہے: (الف) بجلی، اور (ب) انفراسٹرکچر، ٹرانسپورٹ اور آئی ٹی سی۔ اوّل الذکر میں خسارے کی بنیادی وجہ بجلی کی تقسیم کار کمپنیاں (ڈسکوز) ہیں، جب کہ مؤخر الذکر میں خسارے کا باعث پی آئی اے، پاکستان ریلوے اور این ایچ اے ہیں؛ مالی سال 23ء میں ان سب اداروں نے ریاستی ملکیت کے کمرشل کاروباری اداروں کے مجموعی خسارے میں

کو ٹیلی کام ضوابطی ایجنسی میں بدلنے کا عمل خاصاًست روی کا شکار ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے منڈی کی کارکردگی میں رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔<sup>101</sup>

## میزانی مصارف کی سخت تحدید کا نفاذ کرنا

دنیا بھر میں ریاستی ملکیت کے بیشتر کاروباری اداروں کی اصلاحات میں میزانی مصارف کی سخت حد بندی کو ایک خصوصیت کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے، اسپین، پیرو اور برازیل جیسے مختلف ممالک کے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں نے اس تصور کو بہتر کارکردگی کے لیے نافذ کیا۔ ریاستی اعانت پر انحصار کے باعث اکثر و بیشتر ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارکردگی ناقص ہوتی ہے۔ اس مستقل اعانت کو ختم اور میزانی تحدید عائد کرنے سے ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے اپنے آپ کو مالی نظم و ضبط کے تابع لانے پر مجبور ہوئے بصورت دیگر انہیں کاروباری دوڑ سے باہر نکل جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ دراصل، اس طرح کی فرموں کی بندش ہونا، اسی پالیسی کا ایک مقصد ہے کیونکہ ناقص کارکردگی والی فرموں کے خاتمے سے زائد پیداواری منصوبوں کے لیے مالی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، یہ امر ریاست کی جانب سے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے اصلاحاتی عمل میں سنجیدگی کا بھی اشارہ ہے۔<sup>102</sup>

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے موجودہ کاروباری اداروں کی قانون سازی، جس میں سخت میزانی تحدید کا کوئی واضح تذکرہ موجود نہیں ہے، میں اس پالیسی سے فائدہ اٹھا کر ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے مالیاتی خطرات میں کمی اور مالی استحکام میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ تاہم، اسے احتیاط سے نافذ کرنے کی ضرورت ہوگی۔ لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حکومتیں اس پالیسی کو سنجیدگی سے نافذ کرنے کو شش کریں، تب بھی ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے سرکاری ادائیگیوں کے نادرہند ہوسکتے ہیں، اثاثے فروخت کرسکتے ہیں، قرضوں کے لیے پسماندہ مالی نظام سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں یا ریاستی ملکیت کے دیگر کاروباری اداروں کے ساتھ باہمی طور پر سود مند بندوبست کرسکتے ہیں۔ مثلاً، مشرقی یورپ میں فرموں نے ان اداروں سے قرض پر خریداری کر کے سخت میزانی رکاوٹوں پر

<sup>101</sup> آہو جاجی، اور محمد ار، ایس کے (1998ء)۔

<sup>102</sup> جونز، ایل پی اور کینیڈی، آر ایم (2003ء)؛ ایشیائی ترقیاتی بینک (2020ء)؛ لیم ڈیو اور ٹیپ، اے (2017ء)؛ موساشیو، اے و دیگر (2015ء)۔

<sup>103</sup> جونز، ایل پی اور کینیڈی، آر ایم (2003ء)۔

جدول 7.1: گزشتہ عشرے میں پاکستان ریلوے کے کلیدی مالی اظہار

مالی سال	ریل گاڑی کے انجن	مال گاڑیاں	مسافروں کی تعداد	بار برداری	بار برداری	مجموعی	خالص خسارہ	آپریشنل	گرائنس (ملین)
م 13ء	493	16,635	41.9	1	419	18,070	30,504	48,535	33,366
م 14ء	421	16,179	47.7	1.6	1,090	22,800	32,527	39,892	33,500
م 15ء	458	15,452	52.9	3.6	3,301	31,924	27,247	42,117	37,000
م 16ء	460	15,164	52.2	5	4,773	36,582	26,994	41,944	37,000
م 17ء	455	16,085	52.4	5.6	5,031	40,065	40,702	50,192	37,000
م 18ء	478	16,159	54.9	8.4	8,080	49,570	36,622	35,627	38,400
م 19ء	472	14,327	60.4	8.3	8,304	54,508	32,769	53,851	37,000
م 20ء	473	14,448	44.3	7.4	7,369	47,584	50,017	37,295	دستیاب نہیں
م 21ء	467	14,448	28.4	8.2	8,179	48,649	47,232	56,413	47,500
م 22ء	466	13,900	35.7	8.0	8,070	60,257	47,486	67,699	47,064
م 23ء*	461	13,448	22.6	4.3	4,270	39,950	48,534	74,413	47,500

\* عبوری

ماخذ: وزارت ریلوے اور خزانہ ڈویژن، سی ایم پورپورٹس

91 فیصد حصہ ڈالا۔<sup>104</sup> مزید برآں، ریاستی ملکیت کے ان کاروباری اداروں کا عوامی خدمات کا معیار بھی کافی حد تک خراب رہا ہے۔

ان مخصوص حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے، یہ سیکشن ریاستی ملکیت کے ان کاروباری اداروں کے خسارے کے پس منظر میں اہم شعبہ جاتی پالیسی اور گورننس مسائل پر روشنی ڈالتا ہے۔ اگرچہ ریاستی ملکیت کے ان کاروباری اداروں کو درپیش مسائل کی نوعیت ایک سے دوسرے شعبے میں مختلف ہو سکتی ہے، لیکن ان مختصر تحقیقی مطالعوں کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ: ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی محض ملکیت (نجرکاری یا برقرار رکھے ہوئے) اور گورننس سے متعلق فیصلے ان شعبوں میں خسارے اور ناقص عوامی خدمات کے مسائل کو حل نہیں کریں گے، جیسے اصلاحات کے ماضی کا تجربات کی روشنی میں ان شعبوں اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں سے ہر ایک کے معاملے میں واضح طور پر دکھایا گیا۔

شعبہ بجلی: مسابقتی منڈیوں اور موثر ضوابط کی ضرورت

پاکستان کے بجلی کے شعبے میں ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے بجلی کی پیداوار، ترسیل، تقسیم اور انتظام میں موجود ہیں۔ اگرچہ بجلی کے شعبے کے نقصانات بجلی کی

تقسیم کار کمپنیوں (ڈسکوز) میں مرتکز ہیں (شکل 7.17)، تاہم پورے شعبے کو ہی متعدد چیلنجز کا سامنا ہے جن میں بڑھتی ہوئی کپی سٹی ادا نیگیوں سے لے کر درآمدی ایندھن پر حد زیادہ انحصار، بجلی گھروں کا استعداد سے کم استعمال، گردشی قرضوں میں اضافہ، ترسیلی رکاوٹیں، حکومت کی غیر ہدفی ذراعات اور ناقص آپریشنل کارکردگی شامل ہیں۔ ان مسائل کی بنیاد نامناسب پالیسی سمت اور کمزور گورننس ہے، جو منصوبہ بندی سے عملدرآمد اور جوابدہی تک پھیلی ہوئی ہے۔<sup>105</sup>

بجلی کے پیداواری شعبے میں، ایک بڑا مسئلہ کپی سٹی ادا نیگیوں سے متعلق ہے، جو بجلی پیدا کرنے کی پالیسی کے 'لویا ادا نیگی کرو' نرخ ماڈل سے پیدا ہوتا ہے، جس کے تحت حکومت واحد خریدار ہونے کے ناتے، بجلی کی اصل خریداری (استعمال ہونے والی بجلی) سے قطع نظر بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کو ان کی بجلی بنانے کی استعداد کے حساب سے ادا نیگی کرتی ہے۔ یہ الفاظ دیگر، حکومت کو بجلی کی غیر استعمال شدہ پیداواری استعداد کی بھی ادا نیگی (جو بجلی استعمال ہی نہیں ہوتی) کرنی ہوتی ہے جس سے فی یونٹ پیداواری لاگت میں اضافہ ہوتا ہے۔

<sup>104</sup> مالی سال 23ء کے دوران این ایچ اے کو 413.5 ارب روپے کا خسارہ ہوا، اس کے بعد خسارے میں چلنے والے شعبہ بجلی کے ڈسکوز کو 285.2 ارب روپے کا خسارہ ہوا (وزارت خزانہ (2023ء))

<sup>105</sup> نیپرا (2023ء)

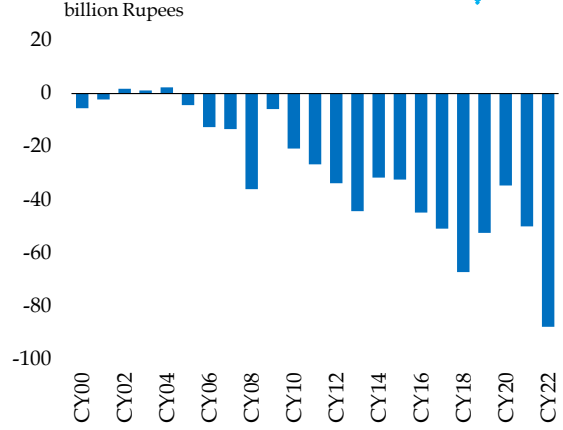
پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

مشتمل ہے۔<sup>108</sup> یہ مسائل پرانے بنیادی ڈھانچے کی وجہ سے بجلی کی پیداوار میں بلند آپریشنل نقصانات کی وجہ سے پیچیدہ ہیں، جبکہ متعدد نئے پلانٹس گرڈ سے منسلک نہیں ہیں۔

یہ چیلنجز ڈسکوز کی کارکردگی پر اثر انداز ہوتے ہیں، کیونکہ غیر مساقتی اور غیر موثر پیداوار اور ترسیلی نظام کی وجہ سے بلند نرخوں، دھیمی طلب، زائد چوری اور واجبات کی نادرنگی کا باعث بنتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ، ڈسکوز کی اپنی ناقص آپریشنل کارکردگی بھی ہے، جیسے پرانے میٹر، ناقص ترسیلی لائنیں جس کی وجہ سے بجلی کے ترسیلی نقصانات ہم سر معیشتوں کی نسبت کہیں زیادہ ہیں۔ ڈسکوز میں گورننس کے مسائل ترسیلی شعبے اور لاگتی ڈھانچے کی مجموعی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں۔ اگرچہ سرکاری شعبے کے اداروں کو بطور کارپوریٹ ادارے قائم کیا گیا ہے، تاہم، ان کی گورننس، احتساب اور آپریشنل انتظام کمزور رہا ہے۔<sup>109</sup>

مزید برآں محصولات کی پست وصولی، زائد نرخوں کی وجہ سے صارفین کی استطاعت میں کمی اور چوری اور متعلقہ نقصانات میں اضافے سے گردش قرضوں میں اضافہ ہوتا ہے، جو بجلی کے شعبے کے لیے ایک اہم چیلنج بنا ہوا ہے۔ بجلی ساز کمپنیوں، ڈسکوز اور ایندھن رسدکنندگان کے باعث تاخیری ادائیگیوں سے نقدی کے بہاؤ کا بحران پیدا ہوتا ہے، جس سے پورے شعبے کی آپریشنل استعداد متاثر ہوتی ہے۔ بڑھتے ہوئے گردش قرضوں نے شعبہ بجلی سے متعلق ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں پر بڑی حد تک مالی دباؤ ڈالا، جس سے اس شعبے کی ضروری تازہ کاری اور مرمت کے لیے سرمایہ کاری کرنے کی صلاحیت محدود ہو گئی۔<sup>110</sup> اس کے نتیجے میں، بالخصوص سرکاری شعبے کے ڈسکوز نقدی کی کمی کا شکار ہیں، جس سے پوری رسدی زنجیر میں سیالیت کے مسائل پیدا ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے کمرشل قرضوں اور تاخیری ادائیگی کے چارجز کی شکل میں اضافی مالی لاگت کی ضرورت پیش آتی ہے۔

شکل 7.19: پی آئی اے - خالص نفع / نقصان (بعد از ٹیکس)



Source: PSX, financial statements of PIA (2014-22)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بجلی کی طلب پیداواری استعداد سے کم ہوتی ہے، تو استعداد کی ادائیگی موجودہ صارفین کی طرف سے ادا کردہ نرخوں میں شامل کی جاتی ہے۔ اور جب نرخوں میں اضافہ ہوتا ہے تو طلب مزید سکڑ جاتی ہے جس کی وجہ سے کچی سٹی ادائیگیوں میں اضافہ بڑھ جاتا ہے، جس سے ایک منفی چکر پیدا ہوتا ہے۔<sup>106</sup> مزید برآں، دو اور عوامل نے اس چکر میں حصہ ڈالا ہے۔ اول، شمسی توانائی کی حوصلہ افزائی کرنے کی حکومتی پالیسی، جس کے نتیجے میں ادائیگی کرنے والے صارفین کی جانب سے بجلی کی طلب میں کمی آرہی ہے، جس کی وجہ سے کچی سٹی ادائیگیوں میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ دوم، قومی گرڈ میں شامل ہونے والی نئی پیداواری صلاحیت کے ہمراہ کچی سٹی ادائیگی میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہر سال ہوا ہے۔<sup>107</sup>

کچی سٹی ادائیگیوں کے ساتھ ساتھ، ناقص آپریشنل کارکردگی سے متعلق متعدد چیلنجز بھی ہیں، جیسے بوسیدہ انفراسٹرکچر جس کی وجہ سے متعدد پلانٹ غیر موثر ہیں، جو بجلی کی پیداواری لاگت میں اضافہ کرتے ہیں۔ مزید برآں، ملک میں بجلی کی زیادہ تر پیداوار نسبتاً مہنگے تھرمل ایندھن (بنیادی طور پر تیل اور گیس) پر

<sup>106</sup> نیپرا (2023ء)

<sup>107</sup> مالی سال 24ء (نیپرا 2023ء) میں کچی سٹی ادائیگی 2.1 ٹریلین روپے تک پہنچنے کا تخمینہ ہے۔

<sup>108</sup> جون 2023ء پاکستان میں بجلی کی کل پیداوار کا تقریباً 52 فیصد تھرمل بجلی گھروں پر مبنی تھا۔ (نیپرا 2023ء)

<sup>109</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2021ء)

<sup>110</sup> وزارت خزانہ (2023ء)

ہوئے کہ بجلی پر ناقص ہدنی زراعت اب بھی موجود ہے، یہ امر وسیع تر سیاسی ملکیت کے فقدان کا عکاس ہے۔<sup>115</sup>

لہذا، کارپوریٹ گورننس اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت میں اصلاحات کے ساتھ ساتھ، اس کے لیے شعبہ جاتی پالیسی کی درستی اور سیاسی اتفاق رائے کی ضرورت ہے۔ اوّل الذکر میں بجلی کی منڈی کو دیگر اداروں کے لیے کھولنا اور واحد خریدار ماڈل کے موجودہ بندوبست کو متعدد خریدار ماڈل سے تبدیل کر کے مسابقت اور کارکردگی کو فروغ دینا شامل ہے۔<sup>116</sup> اس سلسلے میں، پاکستان کے شعبہ بجلی میں پاور ویلنگ ایک بڑی تبدیلی ہے، جو 2016ء میں نیپرا (ویہیلنگ آف الیکٹرک پاور) ضوابط کی منظوری کے بعد سے جاری ہے۔ اس تبدیلی کی مدد سے موجودہ واحد خریدار ماڈل سے مسابقتی، متعدد خریدار ماڈل میں منتقلی سامنے آئے گی، جسے کیپیٹیٹیو سٹی ادا نیگیوں کے متعین نرخ فارمولے کے قدیم نظام سے لے کر کیپیٹیٹیو نیلامیوں نے تقویت دی۔

**نیشنل ہائی وے اتھارٹی: مقاصد کی وضاحت اور کارپوریٹ تنظیم نو کی ضرورت**  
این ایچ اے مالی سال 14 کے بعد سے 1.5 ٹریلین روپے کے جمع شدہ نقصانات اور 3.1 ٹریلین روپے کے واجب الادا قرض پورٹ فولیو کے ساتھ شدید مالی بحران کا شکار ہے۔ اس سے ادارے کی آپریشنز اور سڑکوں کی دیکھ بھال میں سرمایہ کاری کرنے کی صلاحیت میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ درحقیقت، این ایچ اے کو اکثر بیشتر ریاستی ملکیت کا سب سے زیادہ خسارے میں چلنے والا ادارہ قرار دیا جاتا ہے۔ منصوبوں کی تجارتی افادیت سے قطع نظر ادارے کو بڑے پیمانے پر نقد ترقیاتی قرضوں (سی ڈی ایل) کے ذریعہ مالی اعانت فراہم کی جاتی ہے۔ ریاست کے کہنے پر خسارے میں چلنے والے یہ منصوبے اکثر سماجی یا ترقیاتی وجوہات کی بنا پر ضروری ہوتے ہیں، اور تجارتی معاملات کے پیرامیٹر سے باہر

پاکستان میں موجود ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں ڈسکوز، بطور ذیلی شعبہ، دیگر تمام شعبوں کی نسبت سب سے بڑے آجر ہیں، جس میں جون 2022ء تک ایک لاکھ انتالیس ہزار (139,000) سے زائد ملازمین تھے۔<sup>111</sup> یہ امر، ان عوامی خدمات فراہم کنندگان کے روزمرہ کے معاملات کو سنبھالنے کے لیے ضرورت سے زائد عملے کی بھرتی، دفتری تاخیر اور غیر ضروری سیاسی مداخلت کی تاریخ کا حصہ ہے، اور پست معیار کی خدمات نے اس شعبے کی مالی اور آپریشنل صحت کو منفی طور پر متاثر کیا ہے۔<sup>112</sup>

ان چند وجوہ کی بنا پر محض نجکاری یا کارپوریٹ گورننس میں بہتری لانے سے پاکستان میں بجلی کے شعبے کے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں سے پیدا ہونے والے معاشی مسائل مناسب طریقے سے حل نہیں ہو سکتے۔ اس کی ایک مثال کے ای ایس سی (اب کے الیکٹرک) کی نجکاری ہے۔ اگرچہ نجکاری کے بعد فرم کے منافع میں بہتری آئی،<sup>113</sup> جس میں کارپوریٹ تشکیل نو اور کارکنوں کی علیحدگی کی اسکیمیں شامل تھیں، تاہم درج بالا شعبہ جاتی نرخوں اور خریداری کے بندوبست کی وجہ سے اس کے صارفین اب بھی بلند نرخ ادا کر رہے ہیں۔ مزید یہ کہ، اگرچہ کے الیکٹرک کی بجلی کی بندش کا اوسط دورانیہ اور تو اتر کئی ڈسکوز کے مقابلے میں بہتر ہے، تاہم یہ اب بھی اکثر اوقات ضوابطی نشانیوں کی خلاف ورزی کرتا ہے۔<sup>114</sup>

کے ای ایس سی کی نجکاری کے علاوہ بجلی کے شعبے میں اصلاحات کی دیگر کوششیں بھی کی گئیں جن میں 2021ء میں نیپرا ایکٹ میں ترامیم بھی شامل ہیں، جس کی مدد سے ضابطہ کار کو سہ ماہی ٹیرف ایڈجسٹمنٹ کا تعین اور اعلان کرنے کا اختیار ملتا ہے۔ تاہم، گو کہ توانائی کے شعبے میں اصلاحات کی اقسام کے بارے میں بہت کم اختلاف ہے، لیکن ان پر عملدرآمد ہونا باقی ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے

<sup>111</sup> وزارت خزانہ (2023ء)

<sup>112</sup> الیک. اے (2015ء)

<sup>113</sup> کے الیکٹرک، سالانہ مالی گوشوارے برائے مالی سال 2000 تا 2023ء

<sup>114</sup> ماخذ: نیپرا، تریبل کیٹیوں کی کارکردگی جائزہ رپورٹ مالی سال 2020-23

<sup>115</sup> آئی ایم ایف (2022ء); آئی ایم ایف (2011ء)

<sup>116</sup> مسابقتی تجارت باہمی معاہدہ منڈی (سی ڈی ای) مسابقتی بجلی کی تحوک منڈی ہے جس میں بجلی کے متعدد خریدار اور فروخت کنندہ تحوک کے حساب سے بجلی کی خرید و فروخت کے لیے دو طرفہ معاہدوں میں کر سکتے ہیں (ماخذ: نیپرا ویب سائٹ)

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

منصوبوں میں منافع کی جگہ مقاصد کو ترجیح دی جاتی ہے، جیسے مارکیٹ تک رسائی میں اضافہ، بنیادی ڈھانچے کی کنکٹیوٹی اور زیادہ اہمیت کے حامل دیگر مثبت بیرونی پہلو۔<sup>121</sup>

این ایچ اے کی مثال ایک ایسے ادارے کی ہے جس مقاصد واضح اور کارکردگی کے نشانیے ہونے چاہیے۔ جو سیکشن 7.4 میں درج ہے۔ جیسے لتھوانیہ ریلوے (ایل آر) کے معاملے میں ہوا، این ایچ اے کے کارپوریٹ ڈھانچے کو دو مختلف اداروں میں تقسیم کرنا مفید ہو سکتا ہے، ایک جو تجارتی منصوبوں کی انجام دہی کرے، اور دوسرا ترقیاتی اور عوامی خدمت کی ذمہ داری کے منصوبوں کے لیے ہو۔ این ایچ اے کو دو الگ الگ اداروں میں تقسیم کرنے کا مطلب یہ ہو گا کہ کمرشل ادارہ، ریاستی ملکیت کا کمرشل کاروباری ادارہ ہو سکتا ہے، جو منافع کمانے کے لیے جو ابده ہو۔ جبکہ نان کمرشل حصے کو نان کمرشل ادارے کے طور پر درجہ بند کیا جاسکتا ہے، جو حکومت کی ترقیاتی ضروریات پر توجہ مرکوز کرے۔ دونوں ادارے این ایچ اے کی ایک ہولڈنگ کمپنی کے ماتحت سکتے ہیں، جو مشترکہ خدمات پیش کر سکتی ہے۔

این ایچ اے کو دو الگ الگ اداروں میں تقسیم کرنے سے این ایچ اے کے کمرشل بازو کو منافع بخش منصوبوں پر توجہ مرکوز کرنے اور اپنی بیلنس شیٹ کی بنیاد پر مالکاری منصوبوں کے متبادل ذرائع پیدا کرنے کا موقع مل سکتا ہے، مثلاً سرمایہ جاتی منڈیاں، کمرشل بینک قرضے، سرکاری و نجی شراکت (پی پی پی) وغیرہ۔ یہ امر سڑکوں کے انفراسٹرکچر منصوبوں میں نجی شعبے کی شراکت کے بڑھتے ہوئے رجحانات کے مطابق ہو گا۔<sup>122</sup>

ہوتے ہیں۔<sup>117</sup> سی ڈی ایل کی ادائیگی کے طریقہ کار کے حصے کے طور پر، وفاقی حکومت این ایچ اے کے بجٹ مختص سے ماخذ پر لازمی کٹوتی کرتی ہے جس کی وجہ سے مزید کمی، تاخیر اور لاگت میں اضافہ ہوا ہے۔<sup>118</sup>

مزید برآں، این ایچ اے کو مجتمع قرضوں کی وجہ سے حکومت پاکستان کو زیادہ سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ غیر ملکی قرضوں کے اجراء کی وجہ سے اسے زرمبادلہ کے خطرات کا بھی سامنا ہے۔<sup>119</sup> اس کے ساتھ ساتھ، این ایچ اے کی طرف سے برداشت کی جانے والی فرسودگی کی بلند لاگت ایک بڑا غیر نقد مصرف ہے جو اس کے کھاتوں پر منفی اثر ڈالتی ہے۔ تاہم، یہ غیر نقد اکاؤنٹنگ اخراجات اور نقد ترقیاتی قرضے این ایچ اے کے مالی اور آپریشنل خدشات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں، این ایچ اے کو 2021ء کی ٹریج رپورٹ (سیکشن 7.3 ملاحظہ کریں) سے خارج کر دیا گیا تھا اور حکومت نے اس کی تشکیل نو کا عمل شروع کر دیا ہے۔ امکان ہے کہ این ایچ اے کی تشکیل نو میں قرضے کی شرائط پر دوبارہ مذاکرات، قرضے کی نوامکاری، اور آپریشنل کارکردگی اور آمدنی کے تنوع میں بہتری لانا شامل ہو سکتا ہے۔<sup>120</sup>

موٹرویز اور قومی شاہراہوں کا منافع لگ بھگ چار عوامل پر منحصر ہو سکتا ہے: آپریشن اخراجات، مرمتی اخراجات، اصل ٹول ٹریفک، اور آمدنی۔ مزید تخمینے ان پیمانوں پر بھی کیے جاتے ہیں جیسے: ٹریفک کا متوقع حجم، مجوزہ ٹول، کسی منصوبے پر متوقع شرح منافع، رعایتی مدت اور منصوبہ جاتی مالکاری۔ لہذا، منصوبوں کی درجہ بندی کیس ٹو کیس کی بنیاد پر کی جاتی ہے، جس میں مالی، تکنیکی، ماحولیاتی، اقتصادی اور اس طرح کے دیگر عوامل پر جامع تجزیے سے مدد لی جاتی ہے۔ اس کے برعکس، کچھ منصوبے تجارتی نقطہ نظر سے نامناسب ہو سکتے ہیں اور اس وجہ سے انہیں ترقیاتی منصوبوں کے کھاتے میں ڈالا جانا ہوتا ہے۔ اس طرح کے

<sup>117</sup> سی ڈی ایل ایک قسم کا ملکی قرضہ ہے جو وفاقی حکومت کی جانب سے صوبائی حکومت، ایس او ایف یا کسی دوسرے ادارے کو سال بسال تبدیل ہونے والے مارک اپ کے عوض دیا جاتا ہے۔

<sup>118</sup> وزارت خزانہ (2023ء)؛ حسین، آئی (این ڈی)

<sup>119</sup> فارن ری لینٹ قرضے، غیر ملکی قرضے ہوتے ہیں، جو وفاقی حکومت کو ملتے ہیں، جنہیں وہ صوبوں، ایس او ایف اور دیگر اداروں کو آگے فراہم کرتی ہے۔

<sup>120</sup> حسین، آئی (این ڈی) وزارت خزانہ (2021ء)؛ وزارت خزانہ (2023ء)

<sup>121</sup> محمد، اے، اور دیگر (2018ء)

<sup>122</sup> حسین، آئی (این ڈی)

آخر، حکومت ایک جامع نقطہ نظر بھی اختیار کر سکتی ہے، اور، جہاں ممکن ہو، ریل، سڑکوں اور ہوائی نقل و حمل کے نیٹ ورکس کے درمیان صحت مند مسابقت پیدا کر سکتی ہے تاکہ اور زیادہ انتخاب، بہتر خدمات کی فراہمی اور بہتر نرخوں کی پیش کش کی جاسکے۔ جیسے سیکشن 7.4 میں بحث کی گئی ہے، متبادل صنعتوں کے مابین مسابقت پیدا کرنے سے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو زیادہ موثر بننے اور خدمات کی فراہمی کو بڑھانے میں مدد ملتی ہے۔<sup>126</sup>

### پاکستان ریلویز: کارپوریٹ گورننس اصلاحات سے ہٹ کر اسٹریٹجک نظر ثانی کی ضرورت

گذشتہ دس سال سے پاکستان ریلوے کی مالی اور آپریشنل کارکردگی بدتر ہوتی جا رہی ہے (جدول 7.1) اس خسارے کے بہت بڑے مالیاتی اثرات پڑے ہیں اور صرف وفاقی حکومت کی گرانٹس مالی سال 23ء میں 47.5 ارب روپے سے بڑھ کر مالی سال 24ء میں 55 ارب روپے تک پہنچ گئی تھی۔ تاہم، پاکستان ریلوے کی یہ کارکردگی حالیہ، مظہر نہیں ہے۔ یہ ادارہ گذشتہ تین دہائیوں سے مسلسل خسارے کا سامنا کر رہا ہے، جس کا رجحان 80-1970ء کی دہائی سے ابھر رہا ہے، خاص طور پر افغان جنگ کے تناظر میں جب پاکستان ریلوے نے بار بار داری کے ترجیحی ذریعے کے طور پر اپنا غلبہ کھونا شروع کر دیا تھا۔<sup>127</sup>

جزواً، یہ خسارہ ہونا اس لیے شروع ہوا تھا کہ ایک وسیع ریل نیٹ ورک ہونے کے باوجود، جس کی مرمت اور اپ گریڈیشن کے لیے رقوم کی ضرورت تھی، 1970ء کی دہائی سے حکومت کی توجہ سڑکوں کے ذریعے نقل و حمل کی طرف بہت زیادہ مبذول ہونے لگی۔ شہروں میں اور شہروں کے مابین ٹرانسپورٹ دونوں کے لیے مختلف پالیسی دستاویزات کے ساتھ ساتھ 1973ء سے 1993ء

عالمی سطح پر، اسپین، پرتگال، اٹلی، فرانس، امریکہ اور لاطینی امریکہ سمیت متعدد ممالک میں سڑکوں کے انفراسٹرکچر میں نجی شعبے کی شراکت میں اضافہ دیکھا گیا ہے۔ یہ تبدیلی سرکاری شعبے کی مالی مشکلات کی وجہ سے بھی آئی ہے؛ عوامی خدمات جیسے بجلی اور پانی وغیرہ کی نجکاری کا کامیاب تجربہ؛ ہائی وے انفراسٹرکچر کی لاگت کم کرنے؛ اور سڑکوں کے جال میں پست سرمایہ کاری کو معکوس کرنے کوششیں۔ نجی شعبے کی شمولیت کے کچھ فوائد ہیں، جو اس طرح کے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر اور آپریشن میں مددگار ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، نجی شعبے میں سیاسی مداخلت کا خطرہ کم ہوتا ہے، قیمتوں اور تعمیرات میں اخراجات لائی جاسکتی ہیں اور طویل مدتی آمدنی کی ضروریات (جیسے بیمہ اور پنشن فنڈز) کے ساتھ ساتھ طویل مدتی ماکاری حاصل کر سکتے ہیں۔ تاہم، کارکردگی کے لحاظ سے ملے جلے نتائج ہیں، اور معیار پر سمجھوتے اور نرخوں کی اجارہ داری کے خدشات سے بچنے کے لیے سرکاری شعبے کی مضبوط ضوابطی نگرانی کا وجود ضروری ہے۔<sup>123</sup>

اس سلسلے میں 2023-24ء کے لیے این ایچ اے کے ترقیاتی منصوبے میں تین بی اوئی (تعمیر، آپریٹ اور منتقلی) منصوبوں کی شمولیت خوش آئند ہے۔ سرکاری و نجی شراکت داری کے ساتھ ساتھ، این ایچ اے سڑک کنارے زمین کو تجارتی املاک کے طور پر ترقی دے کر آمدنی میں تنوع بھی لاسکتا ہے، جیسے بھارت میں کامیابی سے کیا گیا تھا۔ اس اقدام سے ٹول آمدنی اور رائٹ آف وے چارجز میں اضافہ ہوگا،<sup>124</sup> تاکہ پست ٹول آمدنی یا گاڑیوں کے حجم کے نتیجے میں کسی بھی خسارے کو کم اور زیادہ نجی سرمایہ کاری کو راغب کیا جاسکے۔ تفصیلی مالی گوشواروں کی عدم موجودگی میں این ایچ اے کی مجموعی آمدنی میں ٹول آمدنی کا فیصدی حصہ مالی سال 13-12ء میں تقریباً 83 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 22-21ء کے دوران تقریباً 71 فیصد رہ گیا ہے، جو اس سمت میں تبدیلی کی نشاندہی کرتا ہے (شکل 7.18)۔<sup>125</sup>

<sup>123</sup> اسما، اے کے (2009ء)؛ اسٹیٹ بینک (این ڈی)

<sup>124</sup> رائٹ آف وے چارجز میں پٹرول پمپس، سی این جی اسٹیشنز، ریسٹوران، سائن بورڈز، بل بورڈز وغیرہ پر چارجز شامل ہیں۔

<sup>125</sup> وزارت خزانہ (2024ء)؛ اسٹیٹ بینک (این ڈی)

<sup>126</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2020ء)

<sup>127</sup> حق، این اور انور، ایس (2024ء)۔ قمر، پو اور سعید (2017ء)۔ حکومت پاکستان (2025)۔

## پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

معیاری نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر، پاکستان کی بار برداری کی ٹرانسپورٹ میں ریلوے کا حصہ 1950ء کی دہائی میں تقریباً 86 فیصد سے گھٹ کر 2020ء میں 6 فیصد رہ گیا۔ اس کے مقابلے میں، 2021ء میں جرمن ریل کار بار برداری میں حصہ تقریباً 19 فیصد تھا، جبکہ متعدد دیگر یورپی ممالک میں یہ حجم 25 فیصد سے زیادہ تھا۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ایک بار بردار ٹرین 100 ٹرکوں کی جگہ لے سکتی ہے، جس میں ریل 250 میل فی گیلن ایندھن کی رفتار سے سامان لے جاتی ہے جبکہ سڑک کے ذریعے ایک گیلن میں صرف 90 میل مسافت طے کی جاتی ہے،<sup>132</sup> مجموعی طور پر معیشت اس غلط پالیسی کا شکار ہو جایا کرتی ہے۔

ان چیلنجوں کے ساتھ ساتھ، پاکستان ریلوے کو چار بڑے مسائل کا سامنا ہے۔ اول، آپریشنز اور غیر متوازن کاروباری ترجیحات سے متعلق ہے۔ پاکستان ریلوے کی بزنس ماڈل اصلاحات میں عوامی اور تجارتی مفادات کو ہم آہنگ کرتے ہوئے دہری توجہ کے ماڈل کو اپنانا شامل ہو سکتا ہے، جس میں موثر اصلاحات یقینی بنانے کے لیے مقاصد کی وضاحت موجود ہو۔ ریلوے کے کاروبار میں بار برداری خدمات کے اہم کردار کے باوجود، پاکستان ریلوے میں مسافروں کو خدمات فراہم کیے وقت ہے۔ مسافروں کو سفری خدمات کی فراہمی کے لیے بار برداری کی آمدنی پر بطور زر اعانت انحصار کرنا ریلوے کی ناقص کارکردگی کی پردہ پوشی اور وسائل کی منطقی تقسیم کے معاشی جواز کو مسخ کرتا ہے۔ پاکستان ریلوے کے بار برداری کاروبار کی غیر موثر اور اہتر کارکردگی اس حقیقت سے ظاہر ہوتی ہے کہ بار برداری کرنے والے ادارے کی خدمات ناقابل بھروسہ ہونے کی وجہ سے ریلوے کی بار برداری خدمات کا استعمال نہیں کرتے ہیں۔ سڑک کے ٹرانسپورٹ آپریٹرز کے برعکس، مسابقت کی کمی کی وجہ سے ریل کے استعمال کی لاگت بھی

کے درمیان ریل کے شعبے میں سرکاری سرمایہ کاری (مجموعی سرکاری سرمایہ کاری کا فیصد) میں تقریباً 70 فیصد کمی سے اس ترجیح کی عکاسی ہوتی ہے۔<sup>128</sup>

یک بعد دیگرے آنے والی حکومتوں میں عزم کا فقدان اور ناکافی انتظامی اور بجٹ سپورٹ بھی ایک وجہ ہے جس کی بنا پر پاکستان ریلوے کے لیے کثیر فریقی اعانت کے اصلاحاتی منصوبے بار آور ثابت نہ ہو سکے۔ اصلاحاتی کوششوں میں 1996ء کے دوران آزاد رسائی پالیسی (او اے پی)، 1997ء میں پاکستان ریلوے کی نجکاری، اور 1990ء کی دہائی میں آپریشنز کی بہتری کے دیگر پروگرام شامل ہیں۔ ریلوے سے یہ تعصب آج بھی جاری ہے، چین پاک اقتصادی راہداری اور وسطی ایشیا علاقائی اقتصادی تعاون کے تحت رسیڈی زنجیر کے کوریڈوز کے لیے انفراسٹرکچر کی ترقی میں شاہراہیں اور موٹرویز غالب ہیں۔<sup>129</sup> اس سے شعبہ جاتی مسابقت کے جائزے کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے تاکہ مسابقتی چیلنجوں اور ریلوے کو کم ترجیح دینے کے معاملے کی نشاندہی اور اس سے نمٹا جاسکے۔

مزید برآں، پاکستان ریلوے میں نجی شعبے کی شمولیت کے بارے میں غیر مستقل نقطہ نظر، اور مختلف اوقات میں آزاد رسائی پالیسی جیسے اقدامات کی اچانک معطلی، اس کے ہمراہ ایک غیر فعال ضوابطی فریم ورک<sup>130</sup> بھی شامل ہے، جو نجکاری کے عمل کی مناسب ترتیب کی ضرورت پر روشنی ڈالتا ہے جیسا کہ سیکشن 7.4 میں درج ہے۔ اس طرح کے نقطہ نظر سے نجی شعبے کو ریل ٹرانسپورٹ میں بھی سرمایہ کاری کرنے کی ترغیب ملتی۔ اس کے بجائے، نجی شعبے نے سفری خدمات اور بار برداری دونوں کے لیے سڑکوں کی ٹرانسپورٹ پر سرمایہ کاری کی ہے۔<sup>131</sup>

ریلوے شعبے میں نجی شعبے کی شمولیت اور مسابقت کی کمی اور سڑکوں کی ٹرانسپورٹ کی طرف پالیسی مرکوز کرنے کی وجہ سے صارفین کے لیے غیر

<sup>128</sup> قمر، پو اور سعید (2017ء)۔ عمران، ایم (2009ء)۔ طاہر، این اور طاہر، پی (2020ء)۔

<sup>129</sup> آزاد رسائی پالیسی (او اے پی) ریلوے خدمات کو "منقسم" کر کے ریلوے کے بنیادی ڈھانچے کے موثر استعمال کے لیے متعارف کرائی گئی تھی۔ پاکستان اسٹیٹ آئل (پی ایس او) کی جانب سے نجی پاور اسٹیشنوں کو ریل کے ذریعے ایندھن پہنچانے کے لیے نجی شعبے سے بولیاں طلب کی جاتی تھیں۔ 1997ء میں، آزاد رسائی پالیسی کو تقویت دینے کے لیے، حکومت نے پاکستان ریلوے کی نجکاری کا بھی فیصلہ کیا۔ عالمی بینک (1999ء)۔ نجکاری کمیشن (2018ء)۔

<sup>130</sup> ریلوے ریگولیٹری اتھارٹی آرڈیننس 2002ء کے نفاذ کے باوجود ریلوے ریگولیٹری اتھارٹی (آر آر اے) غیر فعال رہی جس کی وجہ سے حکومت اس شعبے کی اصل ضابطہ کار بن کر رہ گئی۔ (ماخذ: ایشیائی ترقیاتی بینک (2008ء))

<sup>131</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (این ڈی)۔ عمران، ایم (2009ء)۔

<sup>132</sup> قمر، پو اور سعید (2017ء)۔ وزارت مواصلات (2020ء)۔ سینٹاؤڈیگر۔ (2014ء)۔

زیادہ ہے۔ مزید برآں، پاکستان ریلوے کے باربرداری کے نرخ معین ہیں اور مارکیٹ پر مبنی نہیں ہیں جو اس کی مسابقت کو مزید کمزور کرتے ہیں۔<sup>133</sup>

دوم یہ ہے کہ پاکستان ریلوے پر سول سروس کے سخت ضوابط کا بوجھ بھی ڈالا گیا ہے جو ایک موثر کارکردگی کے حامل کمرشل ادارے کے تقاضوں سے مطابقت نہیں رکھتا۔ ان میں سے کچھ تنخواہوں کی کم سطح، بھرتی اور برطرفی کے عمل پر پابندی، اور کارکردگی پر مبنی معاوضے کی عدم موجودگی ہیں، اس سب کی وجہ سے پاکستان ریلوے اعلیٰ درجے کے انتظامی اور تکنیکی اہلیت کے حامل ٹیلنٹ کو راغب کرنے سے قاصر اور بہ سرعت ترقی پذیر ٹرانسپورٹ کے شعبے میں اختراع اور حالات کے مطابق خود کو ڈھالنے سے متعلق ریلوے کی صلاحیت کمزور ہو گئی ہے۔ تاہم بحیثیت ادارہ، پاکستان میں تمام ریاستی ملکیت کے وفاقی کمرشل کاروباری اداروں میں ریلوے کے ملازمین کی تعداد سب سے زیادہ 61,713 ہے، جن کی تنخواہیں اور پنشن ریلوے کے آپریٹنگ اخراجات بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔<sup>134</sup>

سوم، کارپوریٹ گورننس کے چیلنجوں نے بھی ریلوے کی کمزور کارکردگی میں کردار ادا کیا ہے۔ مثال کے طور پر ریٹائرمنٹ سے چند ماہ قبل بی پی ایس-21 کے سینئر ترین افسر کو پاکستان ریلوے کا سہ ای او مقرر کیے جانے کے عمل نے حوصلہ افزائی اور توانائی اور سہولت رساں اصلاحات کا غلا پیدا کیا۔ اسی طرح ریلوے بورڈ کی کارکردگی کی عدم نگرانی اور بورڈ کے آزاد ارکان کی ناکافی تعداد بھی کچھ ایسے مسائل ہیں، جنہیں حل کرنے کی ضرورت ہے، اور اس کے لیے ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے حالیہ ایکٹ اور پالیسی پر عملدرآمد کرنا انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔<sup>135</sup>

موثر کارپوریٹ گورننس کا فقدان تاریخی طور پر زائد خسارے کا باعث بنا، اور منصوبوں میں تاخیر اور قانونی چارہ جوئی نے ریل ٹرانسپورٹ میں نجی شعبے کی شراکت کی مزید حوصلہ شکنی کی۔ ریلوے کی بحالی کی غرض سے متعدد اصلاحاتی کوششیں کی گئی ہیں۔ ان میں نئی بوگیوں اور گاڑیوں کی خریداری سے متعلق منصوبے، ٹریک رسائی پالیسی 2010ء کے تحت ٹریک رسائی کے معاہدوں پر عمل درآمد،<sup>136</sup> ریلوے کی تنظیم نو (2001ء)؛ نجی شعبے کے ریل آپریشنز سے متعلق منصوبوں کی تشکیل کے لیے پروجیکٹ مینجمنٹ دفاتر کا قیام؛ اور نیشنل ٹرانسپورٹ پالیسی آف پاکستان (2018ء) کے تحت کی جانے والی کوششیں شامل ہیں۔ یہ امر اس بات کی ایک منطبق مثال ہے کہ کس طرح اچھی کارپوریٹ گورننس کی عدم موجودگی میں ادارے کی تشکیل نو اور نجی شعبے کے فریقوں کو متعارف کرانے کے لیے اصلاحات کے نتائج برآمد نہیں ہوئے۔<sup>137</sup>

چہارم، پاکستان ریلوے کی قانون سازی، ریلوے ایکٹ 1890ء، اور متعلقہ قانون سازی فرسودہ ہے اور سرکاری و نجی انفراسٹرکچر شراکت داری کے جدید تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکام رہی ہے۔<sup>138</sup> مثال کے طور پر، پاکستان ریلوے کو بنیادی طور پر فرسودہ قانونی فریم ورک اور ابتر داخلی کارکردگی کی وجہ سے اپنی وسیع اراضی کو تجارتی بنانے کے لیے جدوجہد کرنا پڑی ہے، بنیادی طور پر ریلوے ایکٹ 1890ء میں ریلوے کی زمین کی کمرشلائزیشن اور ری ڈیولپمنٹ کے لیے واضح شقوق کا فقدان ہے، جس کی وجہ سے مارکیٹ پر مبنی آمدنی کے ذرائع پیدا کرنے میں بڑی رکاوٹیں درپیش ہوتی ہیں۔ داخلی طور پر، پاکستان ریلوے کو غیر پیشہ ورانہ انتظامی روایات، طریقہ کار کی بد انتظامی، اور اپنی زمین کو تجارتات سے بچانے میں ناکامی کی وجہ سے رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ عالمی روایات کے برعکس، جہاں ریلوے اپنی معاشی سرگرمیوں کو جلا دینے کے لیے اپنی زمین سے فائدہ

<sup>133</sup> فیض، اے (1993ء)۔ لوٹی، آری (1998ء)۔ حق، این اور انور، ایس (2024ء)۔ سی اے آری سی (2021ء)۔

<sup>134</sup> لوٹی، آری (1998ء)۔

<sup>135</sup> حسین، آئی (2021-2018ء)۔ سی ایم یو (2023ء)۔

<sup>136</sup> ٹریک رسائی پالیسی کا مقصد ٹریٹل سہولیات کے انتظام اور آپریشن میں نجی شعبے کی شمولیت تھی۔ (ماخذ: اقتصادی سرورے آف پاکستان (2013ء))

<sup>137</sup> پاکستان ریلوے میں اصلاحات کے لیے متعدد کوششیں کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر، 1997ء میں، حکومت پاکستان نے ریلوے کی بھکاری کے لیے اپنی حکمت عملی کا اعلان کیا۔ 2001ء میں ریلوے کی تشکیل نو اور حقوق (سی او آر آر) سے متعلق کمیٹی کی ایک رپورٹ میں باربرداری کاروبار کے لیے پاکستان کے ریل نیٹ ورک پر نجی شعبے کی ریل صنعت کو شامل کرنے اور ضابطہ کاری پر غور کیا گیا اور بندر گاہوں، صنعتی زونز اور شہری علاقوں کے اندر آخری میل تک ریلے پر غور و خوض کیا گیا۔ اے جی پی (2023ء)۔

<sup>138</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2008ء)۔

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

سے زائد عدالتی مقدمات اور حکم امتناع کا بھی سامنا ہے، جس میں اس کے مفید مالی اور انتظامی وسائل صرف ہوئے۔<sup>142</sup>

اس کے ساتھ ساتھ پی آئی اے میں دیگر ایئرلائنز کے مقابلے میں فی طیارہ ملازمین کی تعداد زیادہ ہے کیونکہ ایئرلائن کو جعلی ملازمین کے مسئلے کا سامنا ہے، جن میں سے بہت سے جعلی ڈگریوں کے حامل ہیں۔ پی آئی اے میں انسانی وسائل کے بوجھ میں بڑے اضافے کو سیاسی بھرتیوں سے منسوب کیا جاتا ہے۔<sup>143</sup> حکومت اس امر سے آگاہ رہی ہے اور حالیہ برسوں میں رضاکارانہ علیحدگی کی اسکیموں کے ذریعے پی آئی اے کے ملازمین کی تعداد کو کسی حد تک کم کرنے میں کامیاب رہی ہے۔ تاہم، ملازمین کے خدشات دور کرنا ایک بڑا چیلنج رہا ہے۔ پی آئی اے کی انتہائی منظم نجکاری مخالف لیبر یونین کی سرگرمیوں اور اس کی سیاست نے ایئرلائنز کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے مقصد سے کاروباری اور آپریشن اصلاحات کو اکثر و بیشتر متاثر کیا ہے۔ یہ انتظامی فیصلوں میں ان کی مداخلت اور عموماً عدم تعاون کے رویے دونوں کی وجہ سے ہے۔<sup>144</sup>

پالیسی چیلنجز کے نقطہ نظر سے پی آئی اے کے زوال کا آغاز 1990ء کی دہائی میں اوپن اسکائیڈ پالیسی (او ایس پی) کے اعلان کے بعد ہوا۔ اگرچہ او ایس پی کا مقصد بین الاقوامی ہوا بازی کی صنعت کے قواعد و ضوابط کو دو طرفہ بنیادوں پر آزاد بنانا ہے، لیکن پاکستان کے معاملے میں، دبئی، ابو ظہبی، دوحہ اور استنبول جیسے شہروں کے ساتھ یکطرفہ او ایس پی معاہدوں نے خاصا نقصان پہنچایا۔<sup>145</sup> اس سے پی آئی اے کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا، کیونکہ 1990 کی دہائی میں پاکستان کے نجی شعبے کی ایئرلائنز ابتدائی مراحل میں تھیں، جبکہ پی آئی اے کے پاس سب سے بڑا آپریشن تھا، اور اب بھی اس کے فضائی بیڑے کا حجم سب سے بڑا ہے، جو نسبتاً بلند معین لاگت پر منتج ہوتا ہے۔

اٹھاتی ہے، پاکستان ریلوے نے اپنے کم استعمال شدہ اثاثے، جیسے اراضی رہائشی مقاصد کے لیے کوڑیوں کے دام پر لیز پر دیدی، جو بڑی آمدنی پیدا کرنے کے حوالے سے اور ادارے کو دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کے ایک ضائع شدہ موقع کی عکاسی ہے۔<sup>139</sup>

پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز: مزدوروں کے خدشات کا ازالہ انتہائی اہم ہے پی آئی اے کے مالی خسارے میں تقریباً دو دہائیوں سے مسلسل اضافہ ہو رہا ہے (محل 7.19)۔ یہ خسارہ بہت سے کاروباری اور آپریشنل مسائل کے ساتھ ساتھ ریاستی ملکیت کے اس کاروباری ادارے کی لیبر یونین کی طرف سے درپیش چیلنجوں کے باعث ضو ابطی اور پالیسی رکاوٹوں کی وجہ سے سامنے آیا۔

قومی ایئرلائن کو متعدد کاروباری اور آپریشنل چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا ہے، جس میں بد انتظامی، ایئر آپریشنل کارکردگی، مبینہ بد عنوانی، خدمات کے معیار میں انحطاط،<sup>140</sup> عمر رسیدہ فضائی بیڑے، اور خراب حفاظتی درجہ بندی شامل ہیں (جدول 7.2)۔ مثال کے طور پر پی آئی اے کے خصوصی آڈٹ کے دوران ایئرلائن کی خریداری اور کنٹریکٹ مینجمنٹ، اثاثوں کے استعمال اور مالی آپریشنز میں کچھ بے ضابطگیاں دیکھی گئیں جس سے قومی خزانے کو بھاری نقصان پہنچا۔ اسی طرح، حفاظتی خدشات کی وجہ سے، یورپی یونین نے 2007ء اور بعد میں 2020ء کے دوران پی آئی اے کی یورپ کے لیے پروازوں پر پابندی عائد کر دی، جس سے پی آئی اے کے منافع کو نقصان پہنچا۔<sup>141</sup> اس طرح کی مثالوں کا نہ صرف یورپی یونین کے آپریشنز سے ہونے والی آمدنی پر براہ راست اثر پڑا بلکہ سماکھ کے نقصانات کی صورت میں بھی بالواسطہ یہ اثرات پڑے کہ صارفین نے اپنی ترجیحات تبدیل کر لیں۔ قومی فضائی ادارے کو ایک ہزار

<sup>139</sup> اسلم، اے ایم (2023ء)۔

<sup>140</sup> سینیٹ آف پاکستان (2020ء)۔

<sup>141</sup> اے جی پی آر (2018ء)۔

<sup>142</sup> وزارت ہوا بازی (2015ء)۔

<sup>143</sup> اسٹیٹ بینک (2011ء)۔

<sup>144</sup> وزارت ہوا بازی (2015ء)؛ وزارت ہوا بازی (2021ء)؛ وزارت ہوا بازی (2023ء)۔

<sup>145</sup> اصغر، انس، اور محسن، ایچ (2023ء)۔

جدول 7.2: پی آئی اے کا منتخب بین الاقوامی ایئرلائنز سے موازنہ

ایئرلائنز	ملک	اوسط فضا ئی بیڑہ (رسوں میں) الف	فضائی بیڑے کا	فی طیارہ ملازمین کی تعداد	تحتفظی درجہ بندی (7 میں)
سری لنکا ایئرلائنز	سری لنکا	10.8	23	237	7
پی آئی اے	پاکستان	16.8	34	230	1
ایئرئس	متحدہ عرب امارات	10.6	260	192	7
قطر ایئر ویز	قطر	9.3	284	188	7
ایئر انڈیا	بھارت	15.4	128	94	4
اتحاد ایئر ویز	متحدہ عرب امارات	8.3	95	87	7
ترکش ایئرلائنز	ترکیہ	8.9	440	75	7
سیرین ایئر	پاکستان	14.9	7 <sup>a</sup>	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
ایئر سیال	پاکستان	15.4	5 <sup>a</sup>	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
فلائی جناح	پاکستان	8.7	5 <sup>a</sup>	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
ایئر بلیو	پاکستان	10.2	12 <sup>a</sup>	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں

درجہ بندی میں آگے ترین اور 7 بلندی ترین ہے

ماخذ: الف: www.planespotters.net؛ ب: وزارت ہوا بازی، ویب سائٹس پر دستیاب متعلقہ ایئرلائنز کے مالی گوشوارے؛ ج: www.airlineratings.com

کام کرتی ہے۔ ایک ایسی مارکیٹ میں اس طرح کا بیورو کریٹک عمل، جو عالمی سطح پر تیزی سے بہ سرعت، مسابقتی، آزاد اور ضابطوں کی قدغونوں میں جکڑی ہوئی نہیں ہے، کسی بھی ایئرلائنز کو موثر طور پر کام کرنے سے روکتا ہے۔ یہ چیلنج خاص طور پر اس وقت نمایاں ہوتا ہے جب انتظامیہ کسی موقع کو فائدہ نہیں اٹھا سکتی ہے اور نہ ہی فوری کاروباری اور آپریشنل فیصلے کر سکتی ہے۔<sup>147</sup>

اس کے ساتھ ساتھ، دو ضوابطی چیلنجز خاص طور پر نمایاں ہیں: ہوائی اڈے کی ضابطہ کاری، اور ٹیکس۔ پاکستان میں سول ایوی ایشن اتھارٹی کے تین کردار ہیں: (i) یہ ریگولیٹری باڈی کے طور پر کام کرتا ہے جو پاکستان میں تمام فضائی کمپنیوں کی سرٹیفیکیشن اور نگرانی کا ذمہ دار ہے۔ (ii) یہ ہوائی اڈوں کا مالک اور آپریٹر ہے، اور (iii) یہ نیوی گیشن خدمات کی فراہمی کے لیے ذمہ دار ہے۔<sup>148</sup> سول ایوی ایشن اتھارٹی کی بطور ضابطہ کار اجارہ داری ہونے کی وجہ سے ہوائی اڈوں کے انفراسٹرکچر کے استعمال کنندگان، پی آئی اے اور ملک کے دیگر نجی ایئرلائنز غیر محفوظ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ٹیکسوں کے لحاظ سے ملکی پروازوں پر ٹیکس کی بلند

اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے بین الاقوامی ٹریفک حقوق مختص کرتے ہوئے پی آئی اے کو ترجیح دی۔ مسابقتی غیر جانبداری کی عدم موجودگی کے نتیجے میں ایئرلائنز کے ساتھ غیر مساوی سلوک ہوتا ہے، جو زیادہ موثر فریقوں کو نقصان پہنچا کر مسابقت میں بگاڑ پیدا کرتا ہے، اور ناکافی مسابقت کی وجہ سے پی آئی اے کی خدمات کے معیار میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ مثال کے طور پر پالیسی کے مطابق صارف ایئرلائنز کو سول ایوی ایشن کی فراہم کردہ خدمات کے لیے نیویگیشن چارجز ادا کرنے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھار ادا نیگیوں کی نادر ہندہ ہونے کے باوجود، پی آئی اے نے خدمات کا استعمال جاری رکھا، جسے ضابطہ کار کی طرف سے ایک طرح کا امتیازی سلوک گردانا جاتا ہے۔<sup>146</sup>

پی آئی اے متعدد ضوابطی مسائل سے بھی متاثر ہے، جس سے بلاواسطہ اور بالواسطہ طور پر ایئرلائنز کے آپریشنز اور منافع پر اثر پڑتا ہے۔ مثلاً، جب پی آئی اے اے نجی شعبے کی ایئرلائنز کے ساتھ مقابلہ میں ہے، تو یہ سرکاری شعبے کے قواعد، جیسے پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی (پی پی آر اے) کے قواعد کے تحت

<sup>146</sup> عالمی بینک (2019ء)۔

<sup>147</sup> اصغر، ایس، اور محسن، ایچ (2023ء)؛ وزارت خزانہ (2015ء)۔

<sup>148</sup> سی سی پی (2012ء)۔

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

فقدان، ساختی نقائص اور ایئرلائزنگ کی خراب مالی صحت نے ماضی میں پی آئی اے کی نجکاری کی کوششوں میں رکاوٹیں ڈالی۔<sup>153</sup>

پاکستان کے ریاستی ملکیت کے فضائی ادارے کے لیے اس قسم کے چیلنجز انوکھے نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر، ترکیہ کی ہوا بازی کی اصلاحات کے معاملے میں سیاسی مداخلت نے، مزدور یونین اور تاریخی ریاستی زراعت دونوں کے اعتبار سے، اصلاحات کے عمل میں رکاوٹ ڈالی۔<sup>154</sup> تاہم، سیاسی اتفاق رائے اور مزدوروں کے خدشات موثر انداز سے دور کرنے کے سبب اصلاحات بالآخر ممکن ہو گئیں۔

## 17.6 اختتامیہ

دنیا بھر میں سرکاری ملکیت کے ادارے اپنی روایتی شکل میں غیر موثر اور سرکاری وسائل پر بوجھ ثابت ہوئے ہیں۔ نتیجتاً، ان کے ایکو سسٹم میں تبدیلیوں کے ہمراہ، 1980ء کی دہائی کے بعد سے بڑی اصلاحات کی گئی ہیں۔ سب سے اہم سبق جو عالمی تجربے سے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی ملکیت میں اصلاحات، جو اکثر نجکاری کے ذریعے کی جاتی ہیں، ہر مرض کی دوا نہیں ہیں۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات کی کامیابی، چاہے وہ نجکاری یا ادارے کو برقرار رکھنے کے ذریعے ہو، کا دارومدار ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ایکو سسٹم میں بنیادی اصلاحات کرنے پر ہے، جس میں مسابقت اور ضابطہ کاری سے آزادی کو مضبوط بنانے، شفافیت اور احتساب، اور کارپوریٹ گورننس کا ایک طاقتور فریم ورک پر توجہ مرکوز کی جائے۔

پاکستان ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں کامیاب اصلاحات کے حصول میں دیگر ممالک سے بہت پیچھے ہے۔ یہ اصلاحات وقفے وقفے سے جاری رہی ہیں اور یہ عمل بیرونی دباؤ کی وجہ سے جلد بازی میں ہوا یا پھر سیاسی اتفاق رائے نہ

سطحیں ایئرلائزنگ کے ٹکٹوں کی بلند قیمتوں پر منتج ہوئیں، جس کی وجہ سے ہوائی سفر کی طلب میں کمی آئی ہے، جو پی آئی اے اور دیگر ایئرلائزنگ دونوں کے منافع پر اثر ڈالتا ہے۔<sup>149</sup>

لہذا، پی آئی اے میں اصلاحات کے لیے ہوا بازی کے شعبے میں بھی اصلاحات کا کرنا ہوں گی۔ اس مقصد کے لیے ترکش ایئرلائزنگ کی کامیابی سے سبق سیکھا جاسکتا ہے۔ سنہ 2000ء کی دہائی کے بعد سے، ترکش ایئرلائزنگ میں متعدد اصلاحات ہوئی ہیں، جن میں ملکی منڈی کی ضوابط کی قدر عینیں ختم کرنا اور مسابقت کو فروغ دینا، ٹکٹوں کی قیمتوں کے طریقہ کار کو آزاد کرنا، ترکش ایئرلائزنگ کی بین الاقوامی مسابقت کو بہتر بنانا؛ اور بین الاقوامی شہری ہوا بازی کے معاہدوں کی تعداد میں اضافہ شامل ہیں۔ ان اقدامات کی مدد سے فضائی ٹریفک میں اضافے کے ساتھ ساتھ، خدمات کے معیار میں بہتری اور کرایوں میں کمی آئی۔<sup>150</sup> اس مقصد کے لیے، قومی ہوا بازی پالیسی 2023ء کا اجراء، صحیح سمت میں ایک قدم ہے، جس کے ذریعے پاکستان کا مقصد یکطرفہ اوپن اسکائی پالیسی سمیت متعدد معاملات کو درست کرنا ہے۔<sup>151</sup>

تاہم، ادارے کی سطح کی اصلاحات کے پس منظر میں، ملازمین کے مسائل کے حل کی خاطر فریم ورک کے نفاذ کے لیے بھرپور کوششوں کی ضرورت ہوگی (جیسا کہ سیکشن 7.4 میں درج ہے)، جس کی عدم موجودگی میں پی آئی اے کا اصلاحاتی عمل خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ حکومت نے ماضی میں پی آئی اے میں اصلاحات متعارف کرانے کی متعدد ناکام کوششیں کی ہیں۔ مثال کے طور پر 2015ء میں حکومت نے اصلاحات متعارف کرانے کی کوشش کی۔ تاہم پی آئی اے کے ملازمین نے جو انٹیکشن کمیٹی بنائی اور ہڑتال پر چلے گئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ 2016ء میں یہ اصلاحات واپس لے لی گئیں۔<sup>152</sup> اس کے ہمراہ سیاسی عزم کے

<sup>149</sup> سینٹ آف پاکستان (2020ء)؛ سی پی (2016ء)۔

<sup>150</sup> اصغر، ایس، اور حسن، ایچ (2023ء)؛ درس و دیگر (2014ء)۔

<sup>151</sup> قومی ایوی ایشن پالیسی 2023ء

<sup>152</sup> اصغر، ایس، اور حسن، ایچ (2023ء)

<sup>153</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک (2008ء)

<sup>154</sup> درس و دیگر (2014ء)

کاروباری اداروں کی اصلاحات میں متذکرہ بالا لازمی عناصر کو نظر انداز کیا گیا تھا۔ درحقیقت، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ایکو سسٹم میں بنیادی اصلاحات کیے بغیر ان اداروں اصلاحات محض ملکیت کے تبادلے تک محدود ہو کر رہ جاتی ہیں، جس سے خمیازہ صارفین کو مسلسل ابتر کارکردگی کی صورت بھگتنا پڑتا ہے۔

اس سلسلے میں حکومت کے حالیہ اقدامات، یعنی ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کا گورننس اینڈ اونرشپ ایکٹ 2023ء اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اونرشپ اینڈ مینجمنٹ پالیسی 2023ء کا نفاذ، ان اداروں میں اصلاحاتی کوششوں کے حوالے سے سابقہ حکومتی نقطہ نظر سے نمایاں طور پر تبدیل ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے بارے میں ایک مستقل کابینہ کمیٹی کا قیام، جس میں واضح طور پر متعین شرائط موجود ہوں، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے مرکزی نگرانی یونٹ کی تشکیل؛ مسابقتی شعبہ جاتی جائزے لینے، مسابقتی غیر جانبداری کو یقینی بنانے، متعلقہ وزارت کی ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے انتظام بے جا دخل اندازی کو کم کرنے کی ہدایات؛ اور ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی کارپوریٹ گورننس کے لیے بہترین روایات اپنانا، درست سمت میں کچھ اہم اقدامات ہیں۔

ان مثبت اقدامات کے اثرات کا انحصار ان پر عمل درآمد کے لیے ظاہر کیے جانے والے عزم پر ہے۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کے ایکٹ میں ان اداروں کے حوالے سے حالیہ قانون اور پالیسی کی عدم تعمیل پر جرمانے کی شقوں کو شامل کرنا، اس مقصد کے لیے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ اصلاحات یکبارگی معاملہ نہیں ہے، مسابقت اور موثر ضابطہ کاری مضبوط بنانے کے لیے پالیسی اصولوں، ادارہ جاتی ذمہ داریوں، ٹائم لائنز اور درست ترتیب کے ذریعے جاری کوششوں کو تقویت دی جاسکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، موجودہ دوہرے / ہائبرڈ گورننس ماڈل کے بجائے، جہاں ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے اب بھی متعلقہ وزارتوں کی ملکیت میں ہیں، ابھرتے ہوئی بہترین عالمی روایات کے مطابق ایک مرکزی ماڈل بروئے کار لایا جاسکتا ہے، تاکہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو متعلقہ وزارتوں کے اثر و رسوخ سے مکمل

ہونے کی وجہ سے بار بار تعطل کا شکار رہا۔ نتیجتاً، اس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ فی الوقت، پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو ایک اہم چیلنج درپیش ہے، جو گذشتہ آٹھ سال سے مسلسل خالص خسارے کا سامنا کر رہے ہیں، جس کے لیے حکومت کی جانب سے مستقل مالیاتی اعانت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مالی سال 16ء اور مالی سال 23ء کے درمیان زر اعانت، گرانٹس، قرضوں اور ایکویٹی کے ادخالات سمیت مجموعی مالیاتی اعانت 6.7 ٹریلین روپے تک پہنچ گئی، جو سالانہ جی ڈی پی کا اوسطاً 1.4 فیصد ہے۔ مزید برآں، حکومتی ضمانتوں کی شکل میں ہنگامی واجبات، مالیاتی استحکام کے لیے اضافی خطرات پیدا کر رہے ہیں۔

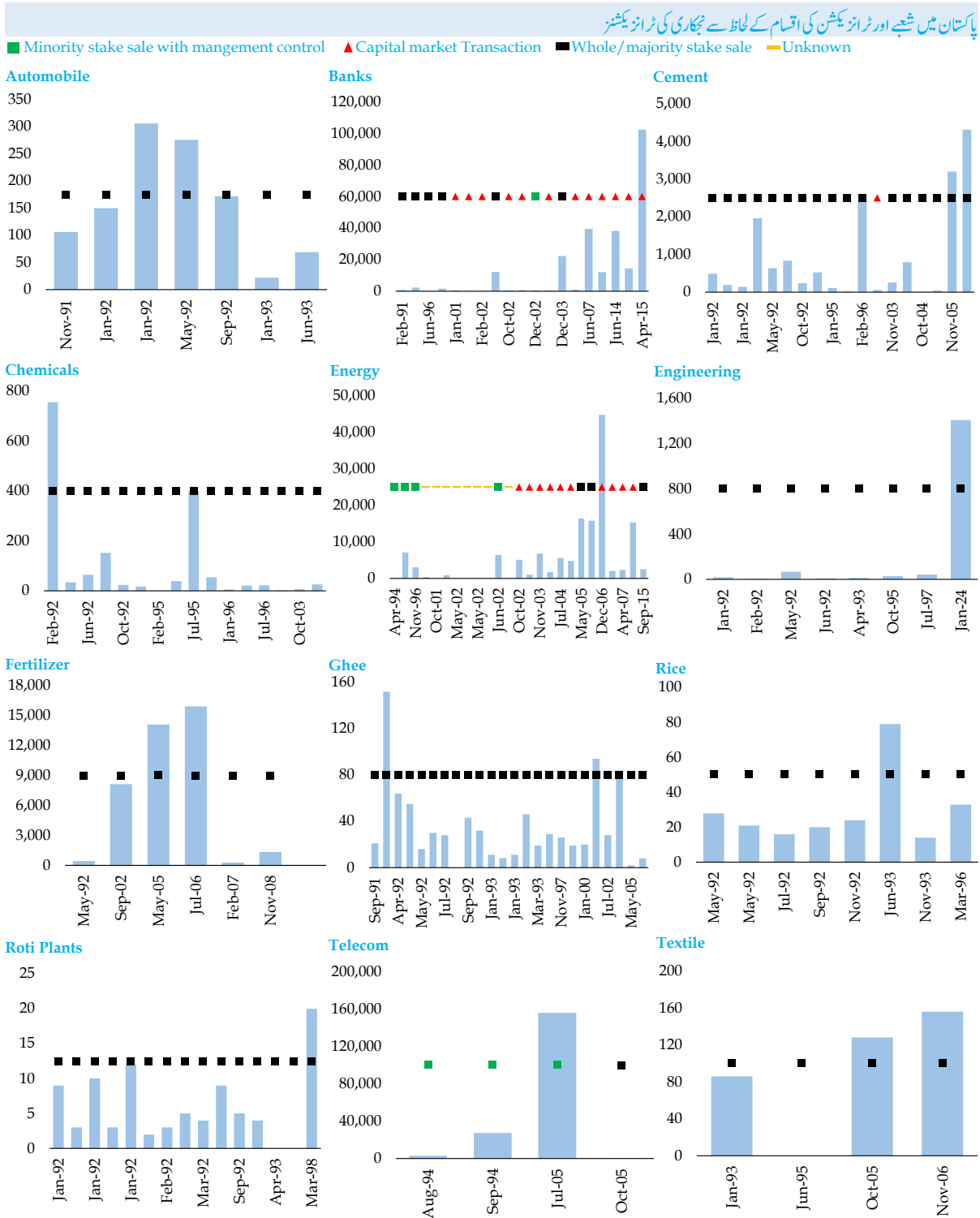
اس انحصار کی غیر مستحکم نوعیت کے ساتھ ساتھ ریاستی ملکیت کے متعدد کاروباری اداروں کی ایشیا اور خدمات کے گرتے ہوئے معیار نے معاشی استحکام کے لیے ان کی اصلاحات کو ناگزیر بنا دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات ایک طویل، پیچیدہ اور مشکل عمل ہے، جس میں ملازمین کے مسائل کے حل، جیسے کام نہ ہونے کی وجہ سے ملازمتوں کا خاتمہ، اور تحدیدی بجٹ کا نفاذ شامل ہے۔ تاہم، ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کو درپیش چیلنجز ممکنہ طور پر ان اداروں میں اصلاحات کے لیے ملک میں داخلی طور بڑھتے ہوئے دباؤ کے باعث سیاسی اتفاق رائے حاصل کرنے کے لیے ایک اہم نقطہ ثابت ہو سکتے ہیں، خاص طور پر جب ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی افرادی قوت میں ممکنہ کمی، روزگار کے مجموعی حجم میں ان کا قدرے کم حصہ ہونے کی بنا پر، زیادہ نہ جاسکتی ہو۔ اس مقصد کے لیے پارلیمنٹ اور میڈیا میں پالیسی آپشنز کے بارے میں آگاہی، سرعام اور شفاف بحث و مباحثے سے ممکنہ طور پر عوامی خدشات دور ہو سکتے ہیں اور اصلاحات کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

تاہم، یہ امر لازمی ہے کہ پالیسی ساز بحسن و خوبی فعال مسابقتی منڈیوں، موثر ضابطہ کاری اور ادارہ جاتی ماحول میں بہتری یقینی بنانے کے وسیع تر تناظر میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات مرتب کریں۔ ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں کی اصلاحات کو محض نجکاری سے جوڑنا، پاکستان میں اصلاحاتی کوششوں کی وہی تاریخی غلطیاں دہرانے کا خطرہ پیدا کرتا ہے، جب نجکاری کے قلیل مدتی اہداف کے حصول کی غرض سے ریاستی ملکیت کے

پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

مسائل حل کرنے کے لیے تخفیفی فریم ورک کی تیاری انتہائی ضروری ہے مبادا ان کی عدم موجودگی ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحاتی عمل کو دوبارہ روک دے۔

طور پر علیحدہ کرنے میں مدد ملے اور ملکیت اور ضوابط کی کرداروں کا ملبہ بننے سے بچا جاسکے۔ آخراً، سیاسی اتفاق رائے پیدا کرنے اور وسیع تر عوامی تائید حاصل کرنے کے لیے ادارہ جاتی بندوبست کو مضبوط بنانے کے ہمراہ ملازمین کے ممکنہ



Source: SBP staff assessment based on privatisation data for Feb-91 to Jan-24, available on Privatisation Commission website



## References:

- ADB (2006). Technical Note: Labor Issues in Public Enterprise Restructuring, Manila: Asian Development Bank
- ADB (2008). Private Sector Assessment Pakistan, Manila: Asian Development Bank
- ADB (2020). Reforms, Opportunities, And Challenges for State-Owned Enterprises, Manila: Asian Development Bank
- ADB (2021). Energy Sector Reforms and Financial Sustainability, Manila: Asian Development Bank, Available at [www.adb.org/sites/default/files/linked-documents/53165-002-1d-03.pdf](http://www.adb.org/sites/default/files/linked-documents/53165-002-1d-03.pdf), Accessed on August, 02, 2024
- ADB (n.d.). Sector Assessment Summary, Manila: Asian Development Bank, Available at: <https://www.adb.org/sites/default/files/linked-documents/48404-002-ssa.pdf>, Accessed on August, 02, 2024
- ADB (n.d.) Global Experience with State-owned Enterprises Reforms, Manila: Asian Development Bank, Available at: [www.adb.org/sites/default/files/linked-documents/2-Global-Experience-with-SOE-Reforms.pdf](http://www.adb.org/sites/default/files/linked-documents/2-Global-Experience-with-SOE-Reforms.pdf), Accessed on August, 02, 2024
- ADB (2022). Brief Privatization of State-Owned Enterprises, Issue 47, Manila: Asian Development Bank
- Aftab, S. & Shaikh, S. (2013). Reforming State-owned Enterprises, Pakistan Policy Note No. 4, World Bank
- Agora Energiewende (2019): The Liberalisation of Electricity Markets in Germany History, Development and Current Status
- Ahuja, G. & Majumdar, S.K. (1998). On the Sequencing of Privatization in Transition Economies, *Industrial and Corporate Change*, Vol. 7, Issue No. 1
- AGP (2018). Audit Report on the Accounts of Pakistan Railways, Audit Year 2017-2018, Auditor General of Pakistan
- AGP (2023). Audit Report on the Accounts of Pakistan Railways, Audit Year 2022-2023, Auditor General of Pakistan
- Araújo, S. & Menese, M.P. (2020). The effectiveness of social dialogue as an instrument to promote labour justice Comparative Report. EU document funded by Horizon
- Asghar, S. & Mohsin, H. (2023). Pakistan Air Lines (PIA) – A Case Study, *ISSRA Papers Volume- XV*, 2023, pp. 111-125
- Aslam, A. M. (2023). Unlocking Pakistan Railways Dead Capital, Research for Social Transformation & Advancement, PIDE
- Australian Government Productivity Commission website: Available at: <https://www.pc.gov.au/about/core-functions/competitive-neutrality>, Accessed on August, 02, 2024
- Berne, M., & Pogorel, G. (2006). Privatization Experiences in France. Privatization Experiences in the European Union, 163
- Bognetti, G. (2020). History of western state-owned enterprises: From the industrial revolution to the age of globalization. In *The Routledge handbook of state-owned enterprises* (pp. 25-44). Routledge
- Bokhari, S.A. (1998). History and Evolution of Privatisation in Pakistan
- Borkovic, S. & Tabak, P. (2020). Economic performance of state-owned enterprises in emerging economies, European Bank for Reconstruction and Development
- Breen, M., & Doyle, D. (2013). The Determinants of Privatization: A Comparative Analysis of Developing Countries, *Journal of Comparative Policy Analysis: Research and Practice*, Vo. 15, Issue (1), pp. 1-20
- BTI Index 2024. Country profile; Pakistan, Bertelsmann Stiftung's Transformation Index
- Campillo, M. & Miron, J. A. (1997). Why Does Inflation Differ across Countries?, *National Bureau of Economic Research*, Massachusetts Avenue: NBER
- CAREC (2021). Railway Sector Assessment For Pakistan, Central Asia Regional Economic Cooperation, in light of technical assistance by ADB
- CCP(2011).Cooking Oil and Ghee Sector in Pakistan: Competition Assessment Study, Islamabad: Competition Commission of Pakistan
- CCP (2012). Aviation Industry in Pakistan, Competition Assessment Study, Islamabad: Competition Commission of Pakistan
- CCP (2016). Enquiry Report, In the Matter of Alleged Exorbitant Increase in Airfares by Private Airline, Islamabad: Competition Commission of Pakistan
- CCP (2018). Competition Assessment Study of LNG Sector in Pakistan, Islamabad: Competition Commission of Pakistan
- CCP (n.d.). Competition assessment study of the fertilizer sector in Pakistan, Islamabad: Competition Commission of Pakistan
- Cheema, F.S. (n.d.). Governance Related Issues of Stated-Owned Enterprises in Pakistan, Lahore: National School of Public Policy

- CMU (2023). Finance Division, Aggregate Annual Report Federal State Owned Enterprises (SOEs), Islamabad: Central Monitoring Unit
- Constitution Petition No. 9 of 2006 & Civil Petition Nos. 345 of 2006, Pakistan Steel Mills Judgment , Available at: 394 & [https://www.supremecourt.gov.pk/downloads\\_judgements/CJD\\_Pakistan\\_Steel\\_Mills\\_Case.pdf](https://www.supremecourt.gov.pk/downloads_judgements/CJD_Pakistan_Steel_Mills_Case.pdf), Accessed on July, 29, 2024
- Dursun, M. E. et. al. (2014). The transformation of a legacy carrier—A case study of Turkish Airlines. *Journal of air .transport management*, 40, 106-118
- PC (2013). Economic Survey of Pakistan, Islamabad: Planning Commission
- Faiz, A. (1993). "Financing Infrastructure Development" in *financing Pakistan's Development in the 1990s*, ed. Anjum Nasim Oxford University Press, 1
- Faraz, N., & Samad, G. (2022). Public Sector Enterprises (PSEs) in Post-Privatization: Evidence from Pakistan. *Journal of Applied Economics*, 25(1), pp. 1239-1259
- Fedrico, Q. (2019). Patronage Appointments between Politics and Public Governance: a Review, *MPRA Paper No.* .University Library of Munich ,94650
- Gan, J. (2009). Privatization in China: Experiences and Lessons. In: Barth et al. (eds) *China's Emerging Financial Markets. The Milken Institute Series on Financial Innovation and Economic Growth*, vol 8. Springer, Boston, MA
- GoP (2024). Federal Budget 2024-2025, Budget in brief, Islamabad: Government of Pakistan, Finance Division
- Habir, M. (2021). Reforms, Opportunities, and Challenges for State-Owned Enterprises: Edited by Edimon Ginting and Kaukab Naqvi. Manila: Asian Development Bank, 2020. Pp. .368
- Haque, N. & Anwar, S. (2024). *Transports and Logistics*, Islamabad: Pakistan Institute of Development Economics
- Hussain, I. (2004). Policy Considerations before Bank Privatization Country Experience
- Hussain, I. (n.d). Financing of National Highway Authority, Available at: [www.ishrathussain.iba.edu.pk/pdf/financing-of-national-highway-authority.pdf](http://www.ishrathussain.iba.edu.pk/pdf/financing-of-national-highway-authority.pdf), Accessed on July 29, 2024
- Hussein, I. (2018-2021). Institutional Reforms Cell Prime Minister's Office Islamabad, Institutional Reforms in the Federal Government, Volume I – Section D, Reports on the Restructuring of Key Public Sector Institutions
- Hussein, I. et. al. (2018). *Pakistan's Institutions: We Know They Matter, But How Can They Work Better?* The Wilson Centre
- IBA (2009). Recent Privatization in Pakistan, IBA speeches Available at: ) [http://iba.edu.pk/News/speechesarticles\\_drishrat/Recent\\_privatizations\\_in\\_Pakistan\\_Privatization\\_Commission\\_Jul\\_3.pdf](http://iba.edu.pk/News/speechesarticles_drishrat/Recent_privatizations_in_Pakistan_Privatization_Commission_Jul_3.pdf), Accessed on July 25, 2024.09\_
- Iftikhar, M. N. (2015). State-owned Enterprises in Pakistan: The Need for Corporate Governance and Private Investment, PRIME Report
- Iftikhar, N. (2022). The case for Privatization of Pakistan's ,State-Owned Enterprises. *Discourse 2022* .Pakistan Institute of Development Economics (PIDE)
- IMF (2011). Article IV Consultation and Proposal For Post-Program Monitoring, Washington D.C.: International Monetary Fund
- IMF (2014). First Review Under the Extended Arrangement Under the Extended Fund Facility, Request for Waiver of NonObservance of a Performance Criterion and Modification of Performance Criteria, IMF Country Report No. 14/1), Washington D.C.: International Monetary Fund
- IMF (2022). Pakistan: Seventh, and Eighth Reviews of the Extended Arrangement under the Extended Fund Facility, Requests for Waivers of Nonobservance of Performance Criteria, and for Extension, Augmentation, and Rephrasing of Access-Press Release; Staff Report; Staff Statement; and Statement by the Executive Director for Pakistan, IMF Country Report No. 22/288, Washington D.C.: International Monetary Fund
- IMF (2023). First Review Under the Stand-By Arrangement, Requests for Waiver of Non-Observance of a performance criterion, Modification of Performance Criteria and for rephrasing of Access, Washington D.C: International Monteray Fund
- Imran, M. (2009). Public Transport in Pakistan: A Critical Overview, *Journal of Public Transportation*, Vol. 12, No. 2
- IPS (2023). Navigating Pakistan's Power Sector Challenges: Tackling High Electricity Cost, Institute of Policy Studies Blog, Available at: <https://www.ips.org.pk/navigating-pakistans-power-sector-challenges-tackling-high-electricity-cost/>, Accessed on July 29, 2024
- Jafarey, V.A. (1992). Privatization, Deregulation, and Macroeconomic Policies: The Case of Pakistan, Structural Adjustment and Macroeconomic Policy Issues, International Monetary Fund
- Jones, D. E., & Jones, R. W. (1977). Nationalizing education in Pakistan: Teachers' associations and the People's Party. *Pacific Affairs*, 50(4), pp. 581-603
- Kalhor, S. A. (2022). Pakistan International Airlines: Issues Solutions, *Iqra University Research Paper &*

## پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

- K-Electric, Annual Financial Statements FY00-FY23, Karachi: Karachi Electric Supply Company
- KESC (2012). KESC Annual Report 2011-2012, Karachi: Karachi Electric Supply Company
- Kennedy, R. M. & Jones, L. P. (2003). Reforming State-Owned Enterprises: Lessons of International Experience, Especially for the Least Developed Countries, *SME Technical Working Papers Series*, United Nations Industrial Development Organization
- Khan, B. (n.d.). Privatization of Banking Sector in Pakistan (A Case Study of MCB & ABL), PhD dissertation, Gomal University
- Kikeri, S. et. al. (1992). Privatization: the Lessons of Experience, World Bank
- Kuzman, T. (2018). Financial and Economic Consequences of Political Interference within State-Owned Enterprises, The University of Sheffield
- Lam, W. R et al. (2017). State-Owned Enterprise Reform, in *Modernizing China: investing in soft infrastructure*. International Monetary Fund, Washington DC
- Looney, R. E. (1998). The Growth and Decline of Pakistan's Rail System, *International Journal of Transport Economics*, Vol. No. 3, pp. 353-378, 25
- Majumdar, A. & Ochieng, W. (2003). Part Privatization of United Kingdom's Airspace: National Air Traffic Services' Experience One Year On. *Transportation research record*, pp. 30-40, (1)1850
- Malik, A. (2012). Power Crisis in Pakistan: A Crisis in Governance? *PIDE Monograph Series* Vol. 2012, No. 1, Pakistan Institute of Development Economics
- Malik, A. (2015). Tackling the Energy Crisis, ed. Amjad, R. Burki, S. Cambridge University Press &
- Marks, S.G. (1999). The Separation of Ownership and Control, in *Encyclopaedia of law and economics* 3
- Meggison, W. L. and Netter, J. M. (1999). From State to Market: A Survey of Empirical Studies on Privatization, *Nota di Lavoro*, No. 1.1999, Fondazione Eni Enrico Mattei (FEEM), Milano
- MoA (2015). Yearbook 2014-15, Islamabad: Ministry of Aviation
- MoA (2021). Yearbook 2020-21, Islamabad: Ministry of Aviation
- MoA (2023). Yearbook 2022-23, Islamabad: Ministry of Aviation
- MoC (2020). National Freight and Logistics Policy, Ministry of Communication
- MoF (2021). State-Owned Enterprises Triage: Reforms & Way Forward, Islamabad: Ministry of Finance
- MoF (2023), Aggregate Annual Report Federal State Owned Enterprises (SOEs) Financial Year 2023, Islamabad: Ministry of Finance
- MoF (2024). Pakistan Economic Survey 2023-24, Chapter 13: Transport and Communication, Islamabad: Ministry of Finance
- Mohamed, A, et al. (2018). A Framework and Evaluation Technique for Project's Viability of Privatization Highway Projects in Malaysia, *International Journal of Engineering and Technology*, Vol. 9, No. 6
- Montenegro, A. (1995). Economic reforms in Colombia - Regulation and Deregulation, 1990-94, *WBI working papers*, Report No.19692, World Bank Group
- Mroczek, J., & Bałtowski, M. (2022). Foreign State-Owned Enterprises in the World's Largest Economies—Comparative and Sectoral Analysis. *Annales Universitatis Mariae Curie-Skłodowska, sectio H—Oeconomia*, 56(2), pp. 77-95
- Musacchio et al. (2015). State-Owned Enterprise Reform in Latin America: Issues and Possible Solutions, Institutions for Development Sector, Discussion Paper No. 401, Inter-American Development Bank
- Nadeem, S. & Aziz, A. (2018). National and Professional: Anchoring High Performance in PTCL, *Asian Journal of Management Cases*, vol. 15(2), pages 166-183
- Naseem, F., & Ghulam, S. (2022). Public Sector Enterprises (PSEs) in Post-Privatization: Evidence from Pakistan, *Journal of Applied Economics*, Vol. 25, Issue 1, pp. 1239-1259
- National Aviation Policy 2023, also available at: [www.caapakistan.com.pk/upload/AT/Approved%20NAP-pdf.2023](http://www.caapakistan.com.pk/upload/AT/Approved%20NAP-pdf.2023)
- NCP (2022). Concessions - Privatization or PPP?, National Center for Privatization & PPP, Kingdom of Saudi Arabia: National Center For Privatization
- NEPRA, (n.d) Frequently Ask Questions (FAQs) Wholesale Market/ CTBCM model, Available at: [www.nepra.org.pk/CTBCM/FAQs%20on%20CTBCM\\_NEPRA\\_130722.pdf](http://www.nepra.org.pk/CTBCM/FAQs%20on%20CTBCM_NEPRA_130722.pdf), Assessed on August 05,2021
- NEPRA, Performance Evaluation Report of Distribution Companies FY 2020-23
- NEPRA (2023), State of Industry Report 2023, Islamabad: NEPRA
- Obinger, H. et. al. (2016). The Political Economy of Privatization in Rich Democracies. Oxford University Press
- OECD (2011). The size and composition of the SOE sector in OECD countries, OECD Corporate Governance Working Papers No.5, Organisation for Economic Cooperation and Development
- OECD (2015). Recommendation of the Council on OECD Legal Instruments Guidelines on Corporate Governance of

- State-Owned Enterprises, amended as of 2024, Paris: The Organization for Economic Cooperation and Development
- OECD (2018). Ownership and Governance of State-Owned Enterprises: A Compendium of National Practices, Paris: .Organization for Economic Cooperation and Development
- OECD. (2016). State-Owned Enterprises in Asia: National Practices for Performance Evaluation and Management, OECD Publishing, Paris: The Organization for Economic .Cooperation and Development
- PAAA (2023), Pakistan Airports Authority Act 2023
- PC (2011).<sup>a</sup> Pakistan Framework for Economic Growth, Islamabad: Privitisation Commission
- PC (2011).<sup>b</sup> Pakistan: Framework for economic growth, cited in Zaidi, S. A., (2012). The Captivating Vision of the "New Growth Strategy": The Missing Political Economy Perspective, *The Lahore Journal of Economics*, Vol. 17, pp. 33-49
- PC (2018). National Transport Policy of Pakistan, Islamabad: Privitisation Commission of Pakistan
- PC (2020). Annual Report, Islamabad: Privatization Commission of Pakistan
- PC (2023). Annual Report, Islamabad: Privatization Commission of Pakistan
- PC (n.d), Completed Transactions: Privatization Transactions from 1991 to January 2024, Privatization Commission of Pakistan, Available at: <https://privatisation.gov.pk/Detail/NTU0ZjE1NGQtNmYzNC00NWZjLWlxZTEtYWZlYzFhNzk4>, assessed on .August 05, 2024
- PCAA (2023), Pakistan Civil Aviation Act 2023
- Phi, N. T. M. et al. (2021). Performance differential between private and state-owned enterprises: An analysis of profitability and solvency. *Emerging Markets Finance and Trade*, 57(14), pp. 3913-3928
- Public Sector Companies (Corporate Governance) Rules, Available at Securities Exchange Commission of ,2013 Pakistan website : <https://www.secp.gov.pk/document/psc-rules-as-amended-upto-april-21-2017/> Accessed on July, 29, 2024
- Qamar, U. & Saeed (2017). A. Contextualizing Privatization in Pakistan: A case study of Pakistan Railway, *Journal of Pakistan Vision*, Vol. 17, No. 2
- Qanita et al. (2014). Pakistan Railways at the Verge of Collapse: A Case Study, *International Review of Management and Business Research*, Vol. 3, Issue 3
- Ramanadham, V.V. (1994). Chapter 1, Monitoring and Regulatory Aspects of Privatization in book, *PRIVATIZATION AND AFTER, Monitoring and Regulation* Edited by V.V. Ramanadha, published by Routledge, London
- Rashid, A. (2022). The Case Against Privatization, *Discourse Magazine 2022*, Islamabad: Pakistan Institute of Development Economics
- Rentsch et al. (2020). Vox populi, vox dei, state-owned enterprises in the court of public opinion in *The Routledge Handbook of State-Owned Enterprises*, edBernier, L. et al. .Routledge, London
- Roland, G. (2008). Private and Public Ownership in Economic Theory, in *Privatisation: Success and Failures* edited by Roland G, Columbia University Press, New York
- Salem et al. (2023). Unlocking Success: How Different SOE's Ownership Models Can Drive Effective Service Delivery, Available at: [www.worldbank.org/en/region/mena/brief/unlocking-success-how-different-soe-s-ownership-models-can-drive-effective-service-delivery](http://www.worldbank.org/en/region/mena/brief/unlocking-success-how-different-soe-s-ownership-models-can-drive-effective-service-delivery), Accessed on July 27, 2024
- SBP Staff Calculation based on datesets taken from Capital Stake website: <https://app.stockintel.com/screener>, (Accessed on September 18, 2024
- SBP (2011). The State of Pakistan's Economy, Annual Report .FY11, Karachi: State Bank of Pakistan
- SBP (2024). The State of Pakistan's Economy Report, Half-Yearly Report FY24, Karachi: State Bank of Pakistan
- SBP (n.d). The Pakistan Infrastructure Report, Karachi: State Bank of Pakistan
- Senate of Pakistan (2020). Report on the Standing Committee on Aviation, On the Point of Public Importance Raised Regarding the 'Diferrent Taxes on Air Tickets', Islamabad: Senate of Pakistan. Available at: [www.senate.gov.pk/uploads/documents/1603185733\\_980.pdf](http://www.senate.gov.pk/uploads/documents/1603185733_980.pdf)
- Shahid, A. (2022). Airline Industry of Pakistan: Challenges and Prospects. *Graduate Journal of Pakistan Review (GJPR)*, .(2)2
- Sherani, S. (2017). Institutional Reforms in Pakistan the Missing Piece of the Development Puzzle, Friedrich Ebert Stiftung
- Small, K.A. (2009). Private Provision of Highways: .Economic Issues, *Transport Reviews*, Vol. 30, No. 1
- SOE Policy and Management Policy, Islamabad: Ministry of Finance 2023
- Tahir, P. (2014). Economic and Social Consequences of Privatisation in Pakistan, *Economy of Tomorrow*, Friedrich Ebert Stiftung

## پاکستان میں ریاستی ملکیت کے کاروباری اداروں میں اصلاحات

Tahir, N. & Tahir, P. (2020). Empirical Analysis of Railway Efficiency in Pakistan, *Abasyn Journal of Social Sciences*, Vol Issue )2(, (13)

Vogelsang, I. (2003). The German Telecommunications Reform - Where did it come from, Where is it, and Where is it Going? *Perspektiven der Wirtschaftspolitik*, 4(3): pp. 313-340

Willner, J. (2006). Privatization and Public Ownership in Finland. *Privatization Experiences in the European Union*, .141

WB (2020) State Your Business! An Evaluation of World Bank Group Support to the Reform of State-Owned Enterprises, FY08-18. Independent Evaluation Group. Washington, DC: World Bank

WB (1998) Pakistan Railways Privatization (+) Project, Report No. PID6804, World Bank, Available at:

<https://documents1.worldbank.org/curated/en/496341468pdf/multi0page.pdf>, Accessed on August, 02, /762955969 .2024

WB (1999). Implementation Completion Report Pakistan Transport Sector Project (Ln. 3241 - PK), Report No. 19402, .Washington, DC: World Bank

WB (2014). Corporate Governance of State-Owned Enterprises: A Toolki, Washington, DC: World Bank

WB (2019). Strengthening Competition Policy Implementation in Pakistan: Market and Regulatory Assessment of the Air Transport Sector in Pakistan, .Washington, DC: World Bank

Zhang, C. (2019). How much do state-owned enterprises contribute to China's GDP and employment? World Bank

## ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

(1) جی ڈی پی: جاری سال، جس کے لیے اصل جی ڈی پی اعداد و شمار ابھی تک دستیاب نہیں، اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسب کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسب معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر باہمی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

(2) مہنگائی: مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدتی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (قومی، شہری اور دیہی) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں بچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تہ بلفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left( \frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left( \frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left( \frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں  $I_t$  سے مراد سال کے  $t^{\text{th}}$  مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔ صارف اشاریہ قیمت قومی، شہری یا دیہی ہو سکتا ہے۔ طریقہ کار کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے براہ کرم دیکھیے:

[www.pbs.gov.pk/content/methodology-2](http://www.pbs.gov.pk/content/methodology-2)

(3) قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری: مجموعی سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری کا حساب لگاتے وقت حکومتی قرض گیری کی بینکاری نظام میں اس کی امانتوں سے مطابقت کی جاتی ہے، (ii) روپے اور دیگر کرنسیوں کی امریکی ڈالر کے مقابلے میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی قرضے کے اسٹاک میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے۔

(4) حکومتی قرض گیری: بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض! وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ میز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ میز ایڈوانس سے حکومت ایک وقت میں سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر قرض لے سکتی ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اور ڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اور ڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہر جانہ لیا جاتا ہے۔ تاہم 29 جون 2020ء کو وفاقی حکومت نے اسٹیٹ بینک سے صوبائی حکومتوں کو براہ راست قرض دینے کا کام خود لے لیا ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے چاروں صوبائی حکومتوں اور اسٹیٹ بینک (بطور ایگزیکٹیوٹر) کے ساتھ وفاقی حکومت سینٹرل اکاؤنٹ نمبر 1 (غیر غذائی) سے ویز اینڈ میز قرضے دینے کے لیے 29 جون 2020ء کو ایک سہ فریقی معاہدہ کیا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر (i) سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی؛ (ii) 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے معینہ شرح کے پاکستان انوٹمنٹ بانڈ کی نیلامی؛ (iii) 3، 5، 10 سال کے رواں شرح کے پی آئی بیز؛ (iv) صکوک اور (v) صکوک کے بیج مو جمل (موخر ادائیگی کی بنیاد پر) کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) اجناسی مالکاری: وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناسی مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات: مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار): وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کازری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات): توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات بینکاری اعداد و شمار پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زر مبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔

1 یہ جنوری 2022ء کے دوران میں اسٹیٹ بینک ایکٹ میں ترامیم سے قبل لاگو تھا۔ اسٹیٹ بینک ایکٹ کے سیکشن 9(1) (28 جنوری 2022ء تک ترمیم کی گئی) کے مطابق "اسٹیٹ بینک حکومت، یا کسی حکومتی ملکیتی ادارے یا کسی دوسرے سرکاری ادارے کا کوبراہ راست قرضہ یا اس کی کسی ذمہ داریوں کی ضمانت نہیں دے گا۔"

accommodative	گنجائشی	interbank	بین البینک
balance of payments	توازن ادائیگی	lending	قرض گاری
borrowing	قرض گیری	liabilities	واجبات
broad money	زرو وسیع	liquidity	سیالیت
budgetary support	اعانتہ میزانیہ	maturity profile	خاکہ عرصیت
capital flight	سرمائے کا اتخلا	monetary	زری
circular debt	گردشی قرضہ	monetary aggregates	زری مجموعے
commodity operations	اجناسی سرگرمیاں	money market	بازار زر
completely knocked down	الگ الگ پروں کی شکل میں	nationalization	قومینا
current account	جاری کھاتہ	net domestic assets	خالص ملکی اثاثے
capital efficiency ratio	سرمائے کی کارگذاری	net foreign assets	خالص بیرونی اثاثے
deficit	خسارہ	OMOs	بازار زر کے سودے
decentralization	لامرکزیت	perishables	تلف پذیر ایشیا
exchange rate	شرح مبادلہ	portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
external debt	بیرونی قرضہ	productivity	پیداواریت
financial	مالی	remittances	ترسیلات زر
financing	ماکاری	revenues	محصولات، محاصل
fiscal	مالیاتی	services account	خدمات کا کھاتہ
fixed investment	معیینہ سرمایہ کاری	solvency	ادائیگی قرض کی صلاحیت
floating rate	رواں شرح	SOEs	ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	subsidy	زر اعانتہ
headline inflation	عمومی مہنگائی	systemic risks	نظامیاتی خطرات
indicator	اظہاریہ	time deposits	میعادی امانتیں
input cost	خام مال کی لاگت	untargeted	غیر ہدفی
memorandum item	یادداشتی اجزا	volatility	تغیر پذیری

## فرہنگ (اردو - انگریزی)

subsidy	زیر اعانت	commodity operations	اجناسی سرگرمیاں
broad money	زیر وسیع	solvency	ادا ینگے قرض کی صلاحیت
monetary	زری	indicator	اظہاریہ
monetary aggregates	زری مجموعے	budgetary support	اعانت میزانیہ
capital flight	سرمائے کا انخلا	completely knocked down	الگ الگ پروں کی شکل میں
capital efficiency ratio	سرمائے کی کارگذاری	money market	بازار زر
liquidity	سیالیت	OMOs	بازار زر کے سودے
exchange rate	شرح مبادلہ	Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
headline inflation	عمومی مہنگائی	external debt	بیرونی قرضہ
untargeted	غیر ہدفی	interbank	بین البینک
lending	قرض گاری	productivity	پیداواریت
borrowing	قرض گیری	remittances	ترسیلات زر
nationalization	قومینا	volatility	تغیر پذیری
circular debt	گردشی قرضہ	perishables	تلف پذیر اشیا
accommodative	گنجائشی	balance of payments	توازن ادا ینگے
decentralization	لامرکزیت	current account	جاری کھاتہ
financing	ماکاری	portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
financial	مالی	maturity profile	خاکہ عرصیت
fiscal	مالیاتی	net foreign assets	خالص بیرونی اثاثے
revenues	محصولات، محاصل	net domestic assets	خالص ملکی اثاثے
fixed investment	معینہ سرمایہ کاری	input cost	خام مال کی لاگت
time deposits	میعادی امانتیں	services account	خدمات کا کھاتہ
systemic risks	نظامیاتی خطرات	deficit	خسارہ
liabilities	واجبات	floating rate	رواں شرح
memorandum item	یادداشتی اجزا	SOEs	ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے